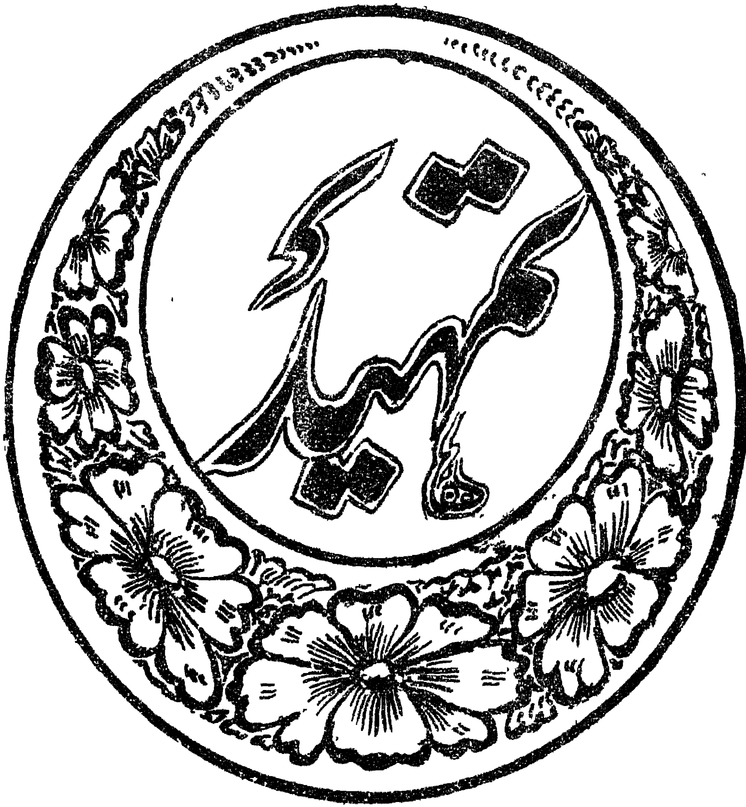


الحمدللہ دیوان یادگارِ دستگیری بزمانۂ حیات قبلہ گاہی متعدد بار طبع ہوا تا حال
مقبولِ خاص و عام ہے چونکہ عرصۂ دراز سے اس کے طبع ہونے کا موقع نہ ملا جس کو
تقریباً ۴۶ سال سے متجاوز زمانہ ہوگا اس لیے ہر کہ و مہ کی خصوصاً اور عوام کی علی العموم
یہاں تک کہ اضلاع و دیگر ممالک سے فرمائیشات ہونے لگیں لہذا یہ پہلا مرتبہ ہے
جو کہ والدم حضرت الحاج حکیم غلام دستگیر صاحب قادری چشتی نقشبندی سہروردی

کے وفات کے بعد یہ کتاب طبع کی گئی ہے۔ حضرت معز عاشق رسول تھے آپکو فن شاعری میں حضرت شمس الدین صاحب قبلہ المتخلص بہ "فیض" سے تلمذ تھا۔ حکیم ہونے کی مناسبت سے استاد نے ارسطو تخلص رکھا تھا۔ مگر بعد میں خود اس کو بدل کر اپنا نام لکھنا شروع کئے، بڑ فرمائے کہ اصل نام گم ہو کر تخلص مشہور ہو جاتا ہے جیسا کہ سعدی، جامی، خسرو، وغیرہ،

آپکے ساتھی اکثر غزلیات لکھا کرتے اور آپ کو بھی لکھنے مصر رہتے، مگر آپ جواباً فرماتے کہ جھوٹے معشوقوں کی تعریف سے کیا نتیجہ، میں حمد و نعت کے ذریعہ اپنی نجات حاصل کیا چاہتا ہوں جو کہ خدا اور رسول کے پسند خاطر ہے۔ صوفی نواب خلف حسن منور خاں صاحب مرحوم برادر نواب وحید منور خاں مقرب الدولہ مرحوم معتمد صرف خاص مبارک ہجرت کر کے عرصہ تک مدینہ منورہ میں مقیم تھے ان کا بیان ہے کہ عشا کی نماز کے بعد ایک لڑکی جس کے چہرہ پر نقاب پڑا ہوا تھا۔ روضہ مقدس کی جالی مبارک کے روبرو دوار دو قصائد پڑھی، میں بنظر استعجاب بغور سنا ایک تو شہید کا قصیدہ تھا اور ایک غلام دستگیر صاحب کا، اور فرماتے کہ مبارک بادی ہے اُن کے لیے اس سے بڑھ کر کیا مقبولیت ہو کہ حضرت خود سماعت فرماتے ہیں۔

حالانکہ وہ عرب کا ملک سب کی زبان عربی اور حضرت اقدس خود سید القوم عربی ہیں۔ دیگر میرے برادر حقیقی مولوی صدیق الدین صاحب مرحوم تحصیلدار

عادل آبادؒ اور میرے ایک عزیز حاجی ڈاکٹر الیٰسین خاں صاحب یہ ہر دو ہمسفر بغداد شریف رہے مجھ سے کہے کہ حضرت پیران پیر کے روضۂ مطہر کے دروازہ پر اپنے دیوان کا ایک شعر لکھا دیکھکر حیرت ہوئی جہاں عربی و عجمی زبان بولی جاتی ہے صاحب سجادہ نے فرمایا کہ یہاں لکھنے ہماری مقدور نہیں خواب میں حضرت پیرؒ کا ارشاد ہونے پر یہ مکتوب ہوا ہے حالانکہ ایک معمولی شعر ہے مگر اس سے محبت و لگاؤ کی بُو آرہی ہے شعر یہ ہے؂

کیا مبارک ہے یہ نام دستگیر خود بخود دل ہے غلام دستگیر

حضرت موصوف کے تصنیفات میں پاسِ شریعت ہدیٰ حفظان مدارج علیٰ قدر مراتب اور حالات مظہرہ سے عمدہ نتیجہ ماخذ کرنا چونکہ خود حکیم تھے ملحوظ رہا ہے۔ اگر کسی موقع پر غلو عشق و محبت میں کچھ تحریر وقوع پذیر ہوئی تو اس کو نہایت فیلسوفانہ وضع سے پردہ شریعت فاش نہ ہونے دئے احکام خدا و رسول کے موافق اور روایات صحیح پر آپ کی تصنیف مبنی رہی ہے یہی وجہ ہر مذہب و ملت کے لوگ نیز علماء کے نزدیک ان کا کلام محترم مانا گیا۔ جناب افتخار علی شاہ صاحب وطن اکثر فرماتے تھے کہ غلام امام شہید نے صرف دو مثنویئں لکھیں ایک حضرتِ بلالؓ اور ایک دائی حلیمہ سعدیہ کے حال میں مگر حکیم صاحب موصوف نے کسی اکابر بزرگ کے حالات نہ چھوڑے سب کو منظوم فرمادیا سلیس اردو میں۔ یہی وجہ ہے

کہ تمامی طبقات ذکور واناث عالم جاہل واطفال سب کے سب اس کتاب کے دلدادہ ہیں علاوہ ازیں آپ کے تصانیف سے اور کتب بھی ہیں۔ بستان شہادت جسکی دس مجالس میں عاشورہ کے حالات درج ہیں۔ منقبت دوازدہ امام اس کتاب میں حضرات بارہ امام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات ان کے فضیلت وملفوظات ونصائح شہادت یا وفات مندرج ہیں ہر ایک کا مختصر بیان سلیس اردو میں منظوم ہے دس منٹ میں تمام کتاب پڑھ سکتے ہیں۔ شرف الانسان یہ نایاب کتاب خلقت انسانی کے تقدس کے بارے میں جوکہ آج تک ہر ایک سے متقدمین کے نجس جانا و مانا ہے بلکہ قدیم کتب کے دیباچوں میں بہ طور عجز وانکساری اپنے نجاست الخلقت ہونے کا اعتراف حمد کے بیان میں لکھا ہوا ہے اس کی تردید بعد بڑے مباحث علماء و دہریوں کے لکھی ہے مع ثبوت منقولات ومعقولات کے جزاہم اللہ خیرا۔

اشارات دستگیری اسمیں اپنا ۴۴ سالہ تجربہ متعلق بہ اناث ان کے تولد سے لیکر سن بلوغ وشادی اور حمل وزچگی رضاعت وبچوں کی پرورش تک کے متعلق ہند کے حالات ان کے اصلاح ومعالج وغلطیاں اور یونانی وڈاکٹری طریق علاجات وہر ایک کے نقائص وخوبیوں کا ذکر ہے جس کے مطالعہ سے ہر ذی فہم بہترین رہبری حاصل کرسکتا

تنبیہ المقلدین:۔ یہ مختصر سا رسالہ جسمیں جدید طرز معاشرت ولباس وغیرہ پر طبی مشورہ اور اس کے قباحتیں وخوبیں مع وجوہ موجہ منکشف کردی گئی ہیں جنھیں ایک ذی فہم منصف مزاج بے تعصب شخص مانے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور عادتی بات ہے کہ کسی شخص کی طرز عمل پر ریمارک کیا جاوے تو اس کو یقیناً ناگوار ہوتا ہے مگر خوبی حسن کلام اس کتاب میں یہ ہے کہ مطالعہ کے بعد ذرا بھی کسی کو عقل سلیم ہے تو بخوشی قائل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ہارٹ تمام ہندوستان میں لکچر دیتے ہوئے حیدرآباد وارد ہوئے ایک روز ان کا لکچر مقرر ہوا۔ ڈاکٹر لاری صاحب زریڈنسی سرجن وناظم طبابت نے ہم سب شاگردوں سے دوران لکچر سرجری میں فرمایا کہ ڈاکٹر ہارٹ جادو بیان ہے۔ تمہیں تعطیل دیجاتی ہے ضرور لکچر سنیں۔ یہ لکچر باغ عام میں لوہے کے بنگلے کے روبرو شاندار وسیع مہتابی وشامیانے میں ہوا۔ حضرت شاہ عبدالرحیم ممتیض القادری صدرنشین مقرر ہوئے نواب سروقار الامرا مدارالمہام اور آنریبل زریڈنٹ وقت و دیگر طلبا وعلما وخاص گو شریک جلسہ تھے ڈاکٹر لکچرار نہایت زود کو انگریزی زبان میں کہہ رہے تھے جس کا ترجمہ شمس العلما رسولوی سید علی بلگرامی معتمد تعمیرات وریلوے ومعدنیات فی البدیہی فرما رہے تھے دو طرفہ فوج مسلح وپولیس کا اہتمام تھا تاکہ کہیں مذہبی جوش بدنظمی نہ پیدا کردے مضمون بیان ڈاکٹر صاحب حج کی تکالیف وامراض پیدا ہونے پر تھا ختم تقریر کسی نے کچھ

نہ کہہ سکا البتہ مُلّا عبدالقیوم صاحب نے پرجوش احکام قال اللہ و قال الرسول سنائے
مگر وہ ہر یہ نکتہ نظر سے دیگر اقوام کب مانتے ہیں والد نے کچھ داد دے اس جلسہ میں
حضرت حکیم صاحب قبلہ گاہی موجود تھے۔ بے موقع گڑبڑ میں یہ حالت دیکھکر وہاں تو
خاموش رہے دوسرے روز ڈاکٹر لارڈ صاحب سے ملکر فرمائے کہ میں آپ کے مہمان سے
دیروزہ لکچر کے متعلق کچھ گفتگو کیا چاہتا ہوں۔ لارڈ صاحب بخوشی اس کو پسند کئے
مگر والد نے فرمایا کہ آپ کے مہمان تری یورپین زبان وال ہیں اور میں اس
زبان سے ناآشنا پھر مکالمہ کیسے ہو سکے اس پر لارڈ صاحب سکون میں تھے کہ
والد نے فرمایا کہ نواب عماد الملک میرے بھی دوست ہیں اور عربی و انگریزی
کے ماہر انھیں مترجم رکھا جائے۔ اس کو لارڈ صاحب نے بہت خوشی سے قبول
کر لیے اور اسی وقت ذریعہ فون نواب صاحب معز کو مطلع کیا اور انھوں نے
بخوشی حاضر ہونے کا وعدہ فرمالیا۔ غرض روز مقررہ سب آ گئے والد نے ہر ایک
اعتراض و نکتہ چینی کا جواب طبًا و معقولاً ڈاکٹر صاحب لکچرار کو دیا۔ اس کے دوسرے
روز ہی مہمان نے میزبان کو گڈبائی کہکر چلدیا۔ جادو بیانی کا طلسم ٹوٹ گیا
موسیٰ و فرعون کا سا معاملہ رہا۔ غرض اس بحث کو بھی طبع فرمادے تھے اس کے
علاوہ بہت سارے مضامین ہیں جو طبع نہوئیں۔

نواب تراب علی خاں سرسالار جنگ مختار الملک بہادر جیسے فرس و مبصر و مدبر مدار المہام نے حیدرآباد کے طبقہ طبابت میں سے حکیم صاحب کا اسٹاف سرجنی اعلیحضرت غفراں مکان کے لیے انتخاب فرمایا اور ایام طفلی سبارک سے سن بلوغ تک حضرت ممدوح کے معالج رہے جن کا سرکار کو بہت پاس رہا ہے اور اسی دیوان کے قصاید بارہا سماعت ہمایوں میں آیا کئے اور ہزار ہا روپیہ جماعت مولودخوانوں کو پیشگاہ خسروی سے سرفراز ہوا کئے۔

بارگاہ غوثیہ سے حکیم صاحب کو خطاب دستگیر نواز الدولہ عطا فرمایا گیا جسکا ذکر صاحب کتاب نے دیوان میں کیا ہے۔

عالیجناب مولوی شاہ عبدالحق محدّث دہلی جن سے اقبال الدولہ کو بیعت تھی آئینہ خانہ میں ہر جمعہ کو وعظ فرماتے جس میں طالب العلم اور علما کے سوا عوام نہ رہتے تھے۔ والد کے مصنفہ قصائد پڑہے تک مولوی صاحب موصوف پر عشق کی حالت طاری رہتی۔ آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔ ادب سے تخت سے اترکر بیٹھ جاتے مولودخواں دوسرے قصاید شروع کئے تو منع فرماکے یادگار دستگیری میں سے قصاید پڑہنے ارشاد فرماتے۔ مولوی صاحب موصوف مدینہ شریف کے لیے ہجرت کرکے اثنائے راہ میں انتقال فرمائے۔

حدیث شریف ہے جو شخص جس فعل میں رہے گا اسی میں مرے گا اور اسی میں
اسکا حشر ہوگا۔ حکیم صاحب موصوف کے عمر کا اکثر حصہ حمد و نعت کی تصنیف میں
گزرا آخری کلام جو انکے کان میں پہونچا وہ تولد مبارک کا نو تصنیف شدہ قصیدہ
جو کہ تہنیت یا ور الدولہ کے مکان میں پڑھا جارہا تھا اسی مجلس میلاد النبی میں انیپرا پولکسی یعنے فالج دموی
کا اثر ہوا اور بے ہوش ہو گئے کوئی دنیوی بات نہ سنی تخمیناً بعمر ۷۶ سال رحلت
فرمائے آپ کی تاریخ رحلت از حضرت جذبی صاحب شیخ رہبر ہے عجب کیا کہ حشر ۱۳۱۰ھ
میں مداح نبوی ہیں رہیں اللہم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔ حکیم صاحب مرحوم کا مزار
حضرت اوجالے شاہ صاحب رح کے درگاہ کے قریب سر راہ ہے۔ حضرت قبلہ کو بیعت
وخلافت چشتیہ ونقشبندیہ وسہروردی طریقوں میں حضرت میاں خواجہ اللہ بخش
صاحب قبلہ تونسوی نبیرہ وسجادہ حضرت شاہ سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تونسوی سے تھی اور قادریہ طریق میں بارگاہ غوثیہ کے سجادہ والا حضرت پیر سید
مصطفیٰ صاحب قادری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے بعد ادائی فریضہ حج وزیارت
بارگاہ نبوی صلعم حضرت ممدوح نے مسجد دستگیری بمقام پنچ محلہ اپنے مسکونہ
مکان کے دروازہ کے روبرو تعمیر فرمائے تاکہ افراد خاندان نمازی بن جائیں
اور بانگ صلواۃ سے بلیات دفع ہوتے جائیں وحصول خیر و برکت جاری رہے

اس مسجد کی تاریخ ایسی کہی کہ اجنبی بھی اگر پڑھ لے تو اس کو معلوم ہو جاوے گا کہ تاریخ کی تصنیف اور مسجد کی تعمیر غلام دستگیر صاحب نے ہی کی ہے۔

تاریخ مسجد

بانیٔ مسجد غلام دستگیر ملتجی شد بہر تاریخ از الٰہ

از حریم کعبۂ دل شد ندا ثانیٔ بیت المقدس سجدہ گاہ

سنہ ۱۳۰۶ ہجری

کمترین۔ ڈاکٹر محمد قطب الدین سول سرجن

خلف اکبر حضرت ڈاکٹر غلام دستگیر صاحب اسٹاف

سرجن اعلحضرت غفراں مکان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

کیا بیاں وصف کرے بندۂ ادنا تیرا
نہ ہوا حال فرشتوں پہ ہویدا تیرا

معرفت جس کو ہو وہ دیکھے تماشا تیرا
ایک ایک ذرہ میں موجود ہے جلوہ تیرا

کونسا دل ہے کہ جسمیں نہیں جلوا تیرا
کونسا سر ہے کہ جسمیں نہیں سودا تیرا

کھاکے ایمانکی قسم کہتا ہوں جان دو لیے
مثل و مانند نہیں وہم میں حقا تیرا

ہے تو شہ رگ سے بھی انسانکے نزدیک مگر
نہیں معلوم فرشتوں کو ٹھکانا تیرا

بخشدے میرے جو عصیاں تو بڑی بات نہیں
نام مشہور ہے غفار خدایا تیرا

واسطہ دیجے محمد کا دعا کرتی ہے
دستگیر آج ہی حل ہوتا ہے عقدا تیرا

یا الٰہی تو مجھے شاد اُٹھا حشر کے دن
عاصی بندوں ہیں ترے ایک ہوں ادنا تیرا

قصیدہ

جب ہوا وہ مہ انور پیدا
شادمانی ہوئی گھر گھر پیدا

عالم قدس میں یہ شہرت ہے
انبیا کا ہوا رہبر پیدا

یوں ندا کرتے تھے کعبے پہ خلیل
ہو گیا وارث ممبر پیدا

سجدۂ خالق اکبر میں جھکے
ہوتے ہی بندۂ داور پیدا

آمنہ کہتے ہیں رویا میں مرے
غیب سے ہو کے پیمبر پیدا

کہتے تھے نام محمدؐ رکھنا
تجھکو جب ہووے یہ دلبر پیدا

تہنیت خواں تھے یہ جبریل امیں
آج ہوتے ہیں پیمبر پیدا

نزع کی تشنگی مومن کو کہاں
ہوئے جب ساقئ کوثر پیدا

دستگیر آج ہوئے وقت سحر
رحمت خالقِ اکبر پیدا

قصیدہ

جسکے دلمیں عشق شاہ بحر و بر ہو جائیگا
حال اسکا دونوں عالم میں دگر ہو جائیگا

چشم نم سوز جگر ہو چھوٹ جائے آب و خور
انکی رویت کا کہیں پیدا اثر ہو جائیگا

جس سے یہ خوش ہیں خدا اس سے ہے شب روز قیام
یہ جدھر ہو جائینگے حق بھی ادھر ہو جائیگا

ڈال دو چلکر اسی صحرا میں یاں کیا ہو علاج
ہے یقیں چنگا وہیں زخم جگر ہو جائیگا

یا بلا لیں یا نکالیں یا کہ رہنے دیں وہیں
ہے جو کچھ تقدیر میں پیش نظر ہو جائیگا

گرز ماریں قبر میں مومن کو گر منکر نکیر
کہتے ہیں کلمہ محمد کا سپر ہو جائیگا

دستگیر آثم کا بھی معروضہ پہونچا نا ضرور
دوستو یثرب طرف جانا اگر ہو جائیگا

قصیدہ

قدرت سے مصطفیٰ کا چہرہ وہی بنایا
بے مثل و بے نمونہ نقشہ وہی بنایا

ظلمت میں تھے عدم کی کیا جانتے تھے یہ سر
سب عاشقوں کے سر میں سودا وہی بنایا

یکتائی اسکو زیبا بیچوں و بیچگوں ہے
پیغمبر خدا کو یکتا وہی بنایا

قل یا عبادی سمجھو ہے قول صوفیہ کا
سب مومنوں کو ان کا بندا وہی بنایا

معشوق خود بنایا خود ہی بنا ہے عاشق
ہم راز اور محرم اپنا وہی بنایا

وحدت کا نقش اسکے علم قدیم میں تھا
آخر صور میں جو کچھ سوچا وہی بنایا

ہیں دستگیر قطرے اس نور کے دو عالم
نور محمدی کو دریا وہی بنایا

قصیدہ

آنکھوں سے درِ والا پہ جایا نہیں جاتا
اور صدمہ فرقت بھی اٹھایا نہیں جاتا

دل میں ہے تصوّر مرے مژگان نبی کا
کیا کیجئے یہ قلب سے کھٹکا نہیں جاتا

قاصد یہ نشانی ہے شہ کون و مکانکی
پرتو میں کبھی آپ کے سایا نہیں جاتا

دن رات چلے جاتے ہیں عشاق زیارت
افسوس کہ ان آنکھوں سے دیکھا نہیں جاتا

سب چھوڑ کے ہم سر سے چلا جاتے مدینہ
کم بخت شقی نفس بھی مارا نہیں جاتا

ٹکرایا کئے سر کو بہت عاشقِ مضطر
اے کاکلِ مشکیں ترا سودا نہیں جاتا

پہلے تو تڑپتے بھی تھے اے ہجر پیمبرؐ
اب ضعف سے بستر سے بھی اٹھا نہیں جاتا

صدقے یہیں ہوتے ہیں خبر لیجئے شاہا
کیا کیجئے اب روضہ تک آیا نہیں جاتا

صورت سے ہے ظاہر تپ فرقت کے حرارے
دل پر جو گزرتی ہے وہ بولا نہیں جاتا

گستاخی معاف اوروں کو بلواتے ہیں شاہا
کیا یہ ہی غلاموں کو بلایا نہیں جاتا

کر لیویں کوئی عیسیٰ و موسیٰ کی زیارت
جز کوچۂ محمدؐ کے یہ بندا نہیں جاتا

آتے ہیں مدینہ کی زیارت سے جو عشاق
بس شرم سے منھ ان کو دکھایا نہیں جاتا

بھجوائے خدایا کہ بلا لیویں محمدؐ
اب میں دستگیر آثم سے تو ٹھہرا نہیں جاتا

قصیدہ

نفس و شیطان نے تصرف کیا کیا کیا اپنا
حال ہم کس سے کہیں جا کے خدایا اپنا

کل کے دن آگے پیمبر کے کھلینگے آنکھیں
اہل محشر سبھی دیکھیں گے تماشا اپنا

ہم اگر آئے تھے دنیا میں عبادت نہ کئے
ایسے آنے سے تو اچھا تھا نہ آنا اپنا

سر سے پا تک ہیں گنہگار پر اک زعم بھی ہے
شافع روز قیامت ہے وسیلہ اپنا

ڈگمگاتے ہیں قدم سر پہ ہے بار عصیاں
کھینچا تقدیر نے کیا خوب سراپا اپنا

بیغرض ہیں شہ والا ترے کوچہ کے فقیر
یہ ہما پر بھی نہیں ڈالیں گے سایا اپنا

دستگیر آیا ہے آنکھوں سے مدینے والے
ہے زہے طالع بنا لیجئے بندا اپنا

قصیدہ

دربار مصطفےٰ میں ہے تحفہ درود کا
اعلیٰ ہوا بس اس لیے رتبہ درود کا

اللہ کو اور ملایکہ اور مومنین کو
شاغل بنایا واہ رے حصہ درود کا

انسان اور جن ہی کیا آشفتہ اسکے ہیں
حور و ملک کے سر میں ہے سودا درود کا

معروضہ عاصیوں کا پہونچتا نہ آپ تک
گر واسطہ نہ ہوتا وسیلہ درود کا

دھوکا نہ دیگا نزع میں شیطان بد لعین
آنکھوں میں گر بنا رہے نقشہ درود کا

کرنا ہے آخرت کا سفر ایک دن ضرور — ہمراہ رکھ لو عاصیو توشہ درود کا

فرماتے تھے علی مجھے ہوتی نہ فکر ذکر — اک پل نہ چھوڑتا میں وظیفہ درود کا

تولیں فرشتے جرم کروڑ اور اک درود — واللہ جھک ہی جائے گا پلّہ درود کا

تاریکیٔ لحد کا پھر اندیشہ کس لیے — مومن کی قبر میں ہے اُجالا درود کا

جب آفتاب حشر کے گرمی کی تاب ہو — یا رب ہمارے سر پہ ہو سایا درود کا

آدم درود پڑھتے تھے جنت میں دستگیر — حوّا کا مہر ٹھہرا تھا گیارا درود کا

قصیدہ

کھچا ہے جب سے آنکھوں میں مرے نقشہ مدینے کا — نظر میں بنگیا فردوس ہر کوچا مدینے کا

مرے روز ازل سے سر میں ہے سودا مدینے کا — مجھے شیدا سب کہتے ہیں دیوانا مدینے کا

مری آنکھوں میں ہے صبح و مسا جلوہ مدینے کا — ہے نقشہ لوح پر دل کے مرے کندا مدینے کا

ولی کیا اہل ظاہر بھی ہیں سارے متفق اسپر — ہے برتر عرش و کعبہ سے جو ہے روضہ مدینے کا

صراط المستقیم اللہ فرماتا ہے اس رہ کو — خدا کے گھر سے بھی سیدھا ہے بس رستہ مدینے کا

قسم اللہ کی خواہش نہو پھر اسکو جنت کی — نظر آ جائے رویا میں جسے جلوہ مدینے کا

گریباں مثل مجنوں چاک کر لیتا ہوں وحشت میں — تصور میں جب آتا ہے مرے صحرا مدینے کا

مقرر ہو گیا جب خوابگاہ سرور عالم
فلک کیا ٹر گیا کرسی سے بھی رتبہ مدینے کا

ہوا ہے جب سے وہ نور الٰہی جلوہ گر اس جا
بنا ہے طائر سدرہ بھی پروانا مدینے کا

مکین آئینۂ اللہ مکاں مسجود بیت اللہ
خدا عاشق محمد کا ہے اور کعبہ مدینے کا

غلام دستگیر اپنے عقیدے میں ہے مستحکم
وہ سر کٹ جائے جس سر میں نہ ہو سودا مدینے کا

قصیدہ

احمد نے میم میں جو احد کو چھپا دیا
بندے بنے ہیں شان خدا کی بتا دیا

رخ سے جب اس نے پردۂ وحدت اٹھا دیا
موسیٰ جو ڈھونڈتے تھے وہ جلوہ دکھا دیا

سب انبیا کے دین کا دفتر مٹا دیا
قرآں کو سب کتابوں کا ناسخ بنا دیا

وقت طلوع شمس رسالت کا ہے طلوع
لیل اور نہار دونوں کا جھگڑا مٹا دیا

بندے تو بندے جب یہ خدا کا ہوا عتاب
آیا گر آستاں پہ ترے آسرا دیا

محشر میں اور کیا کرے ہم عاصیوں کو دیکھ
اٹھا جناب باری میں سر کو جھکا دیا

آدم کی طرح تجھ کو پکارے ہیں سینکڑوں
بگڑے ہوؤں کو نام نے تیرے بنا دیا

نعت رسول لکھ تو جہاں تک ہو دستگیر
ہرگز یہ کم نہ ہوئے گا اللہ کا دیا

قصیدہ

نہ حور کا آشفتہ نہ عاشق ہوں پری کا
بندہ ہوں دل و جان سے ہیں آل نبی کا

دل کیوں نہ کرے عید مہینا ہے خوشی کا
ہر بزم میں اجلاس ہے میلاد نبی کا

تربت کے تزلزل سے جو گھبراؤں خدایا
سینے پہ رہے ہاتھ رسول عربی کا

پٹکے کے نکلنے کے تصور میں فنا ہوں
اب تک نہ کھلا بھید یہ نازک کمری کا

فاقوں میں بندھے پیٹ پہ پتھر شہ دیں کے
شکوہ نہ کیا بھوک کا نہ تشنہ لبی کا

دھو ڈالی سبھی اگلی کتابوں کی سیاہی
ناسخ نہ رہا دین کسی اور نبی کا

خورشید قیامت کی گرمی سے بچا یارب
سر دستگیر آئمہ کا ہو دامان علی کا

قصیدہ

وہی دن یار و محبوں کی خوشی کا ہوگا
باغ جنت میں جو دیدار نبی کا ہوگا

گرد نعلین مبارک کی جو اڑتی دیکھے
کوئی دیوانہ نہ رخسار پری کا ہوگا

جس کی جانب کو عنایت سے نبی دیکھینگے
یہ یقین سمجھو کہ خالق بھی اسی کا ہوگا

حشر کا روز بہت سخت ہے یا شاہ امم
واں بجز آپ کے کوئی نہ کسی کا ہوگا

توشہ نام محمد کو ہی لیں گے ہمراہ
حکم جب دار فنا سے طلبی کا ہوگا

دستگیر اتنا قیامت کی نہ ڈر گرمی سے
سایہ سر پر ترے نعلین علی کا ہوگا

قصیدہ

گر کوثر و تسنیم سے ہو غسل زباں کا
تب بھی نہ بیاں وصف ہو اس شاہ جہاں کا

ہے آیۂ لولاک محمد کی ثنا میں
ساماں اسی نور سے ہے ہر دو جہاں کا

حضرت کی شفاعت کا جسے شک ہو محبو
ملعون یہاں کا ہوا مردود وہاں کا

گر کاکل مشکین پیمبر کا تو سودا
کچھ خوف نہ کر حشر کے دن سود و زیاں کا

عصیاں کے مرض کی ہے دوا خاک مدینہ
اے دستگیر اس سے ہو علاج اس خفقاں کا

قصیدہ

نورِ احمد جب ہویدا ہو گیا
تھا جو کچھ پنہاں سو پیدا ہو گیا

عاصیوں کی لیجئے جلدی خبر
یا محمد ہم یہ کیا کیا ہو گیا

تھا مدینے پر فدا روح الامین
زلفِ احمد کا جو سودا ہو گیا

کب بھرا ہجر نبی میں زخم دل
اور بھی ناسور اچھا ہو گیا

جلوہ قدرت ہے روئے مصطفیٰ
جس نے دیکھا بس وہ شیدا ہو گیا

کیا ہی چہرہ ہے رسول اللہ کا	خود خدا محوِ تماشا ہو گیا
یا محمد یہ غلام دستگیر	آپ کا بس دل سے بندا ہو گیا

قصیدہ

حسن یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا دیکھا	پر کہیں مہر نبوت سا نہ نقشا دیکھا
جن کی رفتار کی تاثیر سے مُردے اٹھے	ٹھوکروں میں ہے یہ اعجاز مسیحا دیکھا
نور نورانئے احمد سے نہیں کچھ نسبت	تیرے یوسف کو کئی بار زلیخا دیکھا
نظر آیا جسے رویا میں جمال انور	قسم ایماں کی ہے وہ ذات کا جلوا دیکھا
خود بخود ہو گیا شق سینۂ ماہ تاباں	دمِ اعجاز جو اُنگلی کا اشارا دیکھا
اُس کو لے شبہہ ہوئی دولت دارین نصیب	جس نے مکہ کو گیا اور مدینہ دیکھا
کہتے تھے روح امیں ہو کے فدا حضرت پر	نہ بشر دیکھا میں ایسا نہ فرشتہ دیکھا
رات دن رہتا ہے طیبہ کی زمیں پر قرباں	جب سے اس روضہ کو ہے عرش معلّا دیکھا
شب معراج یہ موسیٰ سے کہا حضرت نے	آج بے پردہ ہیں اُس شاہ کا جلوا دیکھا

دستگیر آئی نظر گلشن وحدت کی بہار
قلب کو زنگ دوئی سے جو مصفا دیکھا

قصیدہ

جو دل سے گدا ہے درِ شاہ دیں کا — وہ افسر ہے شاہان روئے زمین کا

معطر جو خوشبو سے ہے ہفت جنت — ہے صدقہ اسی گیسوئے عنبریں کا

اسی خاک میں خاک مل جائے اپنی — تعشق ہے رضواں کو بھی جس زمیں کا

ملاحت ﷺ حضرت کے یوسف تھے گویا — ہے حوروں میں چرچا اسی نازنیں کا

اترتے ہیں چرخ چہارم سے عیسیٰ — خوش آیا جو احمد کو سونا زمیں کا

یہ نکتہ فقیرانہ کہہ دیتے ہیں ہم — تصور رہے روئے سلطان دیں کا

نہ ہوتا زلیخا کو یوسف کا سودا — اگر دیکھ لیتی جمال اس حسیں کا

نہ کر دستگیر آج فکرِ قیامت — وسیلہ تو ہے شافعِ مذنبیں کا

قصیدہ

اس گل کے تصور میں صد چاک ہے سینے کا — وحشت نے نہ دکھلایا صحرا ابھی مدینے کا

دریا ابھی کوثر ہو ہر ماہی میں عنبر ہو — قطرہ جو گرے رخ سے اس مہ کے پسینے کا

آرام پیمبر کا جب نیچے زمیں کے ہے — اب لطف اگر پوچھو مرنے میں ہے جینے کا

محشر کے طلاطم سے کیا نوح اماں دینگے — احمد ہی نگہباں ہے بس اپنے سفینے کا

شربت بھی نہ ٹپکا نا ہاں نزع میں اے یارو
ہے غم مجھے اصغر کے پانی کے نہ پینے کا

اللہ ہی پر لادے یہ آرزو بھی دل کی
اک روز سرانا ہو اس شاہ کے زینے کا

دن رات تپ فرقت ہے عشق محمد میں
اے دستگیر محزوں کچھ حظ نہیں جینے کا

قصیدہ

سنو علم سے گر سینہ ہو معمور بشر کا
کیا وصف نہیں لکھ سکے مقدور بشر کا

معراج کی شب طائر سدرہ سے کھلا بھید
ہوتا ہے فرشتوں سے گزر دور بشر کا

کہتے ہیں ملک عرش پہ سن اسم مبارک
ہے پردۂ وحدت میں بھی مذکور بشر کا

مولود سنو قصۂ یوسف نہ سناؤ
یہ نور کا ہے ذکر وہ مذکور بشر کا

اے دستگیر اوصاف نبی لکھ نہیں سکتا
جب تک کہ نہ سینہ بنے پر نور بشر کا

قصیدہ

جب خدا کے فضل سے کعبہ نظر میں آگیا
دل نظر میں آگیا مولا نظر میں آگیا

بیخودی نے کر دیا پیدا عدم کا بھی وجود
اٹھ گیا پردہ تو بس عنقا نظر میں آگیا

لنترانی رہ گئی جب مہربانی تو نے کی
آگ کو موسیٰ گئے جلوا نظر میں آگیا

چشم وحدت نے کیا میں، تُو کا قصہ فیصلہ
آنکھ جو ڈھونڈا تو رخ اپنا نظر میں آگیا

آپ کو دیکھا جو میں نے اس صنم کو دیکھ کر
مظہر حق برزخ کبریٰ نظر میں آگیا

پہنچے مکہ بھی تو کب مقصود دل حاصل ہوئے
ہاں مدینے کا فقط رستہ نظر میں آگیا

مرکز وحدت بنا کثرت کا خود ہی دائرہ
بھولی سب ابجد جو یہ نکتہ نظر میں آگیا

سایا ہوتا مردم دیدہ کا بھی اے مردمو
یہ کسی بے سائے کا سایا نظر میں آگیا

جس کی بینائی کہو خاک مدینہ سرمہ ہے
آنکھ کے امراض کا نسخہ نظر میں آگیا

عشق گیسوئے محمد جاں بہا میں دیکھ لو
خوب ہے جس کے کہ یہ سودا نظر میں آگیا

خواجہ اللہ بخش کا صدقہ غلام دستگیر
قطرۂ ناچیز کے دریا نظر میں آگیا

قصیدہ

یا الٰہی مجھے گلزار مدینہ دکھلا
کوئی دم اپنے تو محبوب کا روضہ دکھلا

اہلِ تحقیق کی بینائی عنایت ہوئے
کعبے میں کعبہ مدینے میں مدینہ دکھلا

نہیں خواہش در و دیوار کے نظارے کی
اہلِ باطن کو جو دکھلایا وہ جلوا دکھلا

تجھ میں اور ہم میں جو ایک واسطہ باطن ہے
مت چھپا اب ہمیں وہ برزخ کبرا دکھلا

لائقِ مجلسِ حضرت نہ ہو گر جسمِ کثیف
دور سے روح کو تو واں کا تماشا دکھلا

تجھکو ہم دیکھ لیے سمجھیں گے واللہ یا اللہ
خواب میں ہم کو محمد کا تو چہرا دکھلا

جسم میں جان ہے جب تک بھی مدینہ کیلئے
تجھ سے فریاد کرینگے ہمیں دکھلا دکھلا

یا الٰہی تو مدینے کے دکھا صاحب کو
عرش دکھلا دے نہ فردوس معلّا دکھلا

دستگیر آرزو رکھتا ہے جو اک مدت سے
مرے مولا میرے صاحب مرے آقا دکھلا

قصیدہ

جب مدینے کی زمین کا سامنا ہونے لگا
سب کو دھوکا خلد کے گلزار کا ہونے لگا

یا محمد جب تصور آپ کا ہونے لگا
جلوۂ اللہ کا بس سامنا ہونے لگا

صفحۂ دل سے یکایک اٹھ گئیں سب خواہشیں
یا الٰہی آکے اب میں کیا تھا کیا ہونے لگا

ہو گئی کافور تاریکی دلوں کی یک بیک
جسم و جاں میں جلوۂ نور خدا ہونے لگا

نور کی آب و ہوا ہے نور کی ہے سب غذا
نفس شیطاں خواہشوں کو لے ہوا ہونے لگا

رشک فردوس بریں ہے سب مدینہ کی زمیں
صحرا صحرا مرحبا صلِّ علیٰ ہونے لگا

معصیت کے مورچے اڑنے لگے مثل ہوا
دل کے آئینے پہ ہر دم مصقلا ہونے لگا

ہو رہیں اس رشک سے کہ آسماں سے تا زمیں
جس طرف سنیئے تو شور احمدا ہونے لگا

سیدِ عالم کے صدقہ سے غلام دستگیر
ذکر دیواں کا ترے اب جا بجا ہونے لگا

قصیدہ

ہم مدینے کی جو آرے راہ پر اچھا ہوا
سب سفر گویا سفر تھے یہ سفر اچھا ہوا

جان کو راحت ہوئی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو گئی
داغ دل کا مٹ گیا زخم جگر اچھا ہوا

اس سفر کا مژدہ دیتے ہیں سبھی حور و قصور
کہتے ہیں ہر بار سب جن و بشر اچھا ہوا

یاں کے آنے سے سعادت دو جہاں کی مل گئی
مارے پھرتے تھے جو ہم ہر در بدر اچھا ہوا

فضل خالق ہو گیا تجھ پر غلام دستگیر
روضۂ الور کے پرتو کا اثر اچھا ہوا

قصیدہ

رخ پر نور سے پردہ اٹھا دیتے تو کیا ہوتا
جمال اپنا اگر سبکو دکھا دیتے تو کیا ہوتا

ہو شاہ حسن آپ اور ہم گدا ہیں مانگنے والے
ذرا صدقہ فقیر دل کو دلا دیتے تو کیا ہوتا

ملایک اور ولی ہیں دار باں آنے نہیں دیتے
اگر مجلس میں آنکی رضا دیتے تو کیا ہوتا

یہ عاشق تشنۂ دیدار ہیں اے جان بحق تسلیم
اگر کچھ وصل کا شربت پلا دیتے تو کیا ہوتا

بھلا یہ خانماں کس واسطے برباد ہو جاتا
دل مردہ کو شفقت سے جلا دیتے تو کیا ہوتا

تمھارے عاشقوں کے کان ہیں مشتاق مدت سے
صدائے اسرمدی گاہے سنا دیتے تو کیا ہوتا

غلام دستگیر اپنے کو کیوں گم گشتہ کر دیتا
اگر اس کو کبھی وہ بخت رسا دیتے تو کیا ہوتا

قصیدہ

یہ دل ہے شیفتہ خواجہ معین الدین چشتی کا
ہے شان احمدی جلوہ معین الدین چشتی کا

لقب ہندالولی کا ہے رسول اللہ کا ارشاد
جسے دیکھو تو ہے شیدا معین الدین چشتی کا

ویبقٰی وجہ رب سمجھا کلام اللہ کی آیت
میری آنکھوں میں ہے چہرہ معین الدین چشتی کا

تھا خطِ نور سے پیشانی پر ہذا حبیب اللہ
فزوں کیا اس سے ہو رتبہ معین الدین چشتی کا

غلام دستگیر آثم غریب و ناتواں خستہ
دل و جاں سے ہے دیوانہ معین الدین چشتی کا

قصیدہ

جان و دل سے ہوں فدائے پیر سید مصطفا
حبِّ احمد ہے ولائے پیر سید مصطفا

روئے روشن آیۂ تطہیر کی تفسیر ہے
نصِّ قرآں ہے ثنائے پیر سید مصطفا

انکے جد کا ہے ولی اللہ کے کندھوں پر قدم
میرے سر پر ہوئے پائے پیر سید مصطفا

سچ تو یہ ہے اس کو اللہ بھی بگاڑ یگا نہیں
بالیقیں جس کو بنائے پیر سید مصطفا

باخدا دیوانہ و با مصطفا ہشیار باش
جامی لکھتے ہیں ثنائے پیر سید مصطفا

گر انا محبوب کہدوں بیخودی میں کیا عجب
میں سراپا ہوں فنائے پیر سید مصطفا

یا الٰہی ہم کو تابِ آفتابِ حشر میں
جا ملے زیرِ لوائے پیر سید مصطفا

خواب میں بھی چونک کر کہتا ہوں انکی یاد میں
آئے آئے آئے آئے پیر سید مصطفا

لوح دل سے ماسوا اللہ محو کر دے یا الٰہ
کچھ نہ رکھ باقی سوائے پیر سید مصطفا

گر نہ آؤ مرقدِ تاریک میں اے غوث پاک
ہمکو دکھلا دو ضیائے پیر سید مصطفا

فاش سر باطنی ہوتے ہی پیکر جام وصل
خوب اپنے کو چھپائے پیر سید مصطفا

ہم مرید غوث ہیں عاصی ہیں روز بعث و نشر
بخش دے یا رب برائے پیر سید مصطفا

محو صوت سرمدی ہوں میں غلام دستگیر
گوشِ دل میں ہے صدائے پیر سید مصطفا

قصیدہ

جب سے ہوں محو خیال پیر سید مصطفا
روبرو ہے بس جمال پیر سید مصطفا

ابتدا سمجھو جو تفسیر ہو الاول پڑھو
ہے ہو الآخر کمال پیر سید مصطفا

حق نما ہوں اور پیغمبر نما ہوں دوستو
میں ہوں مرآۃ جمال پیر سید مصطفا

جس سے یہ راضی ہوئے اس سے خدا راضی ہوا
قہر خالق ہے جلال پیر سید مصطفا

بے نشاں کی فکر میں ضایع نہ کر عمر عزیز
ڈھونڈ اے نادان وصال پیر سید مصطفا

لا وجود مصطفیٰ ہذا وجود مصطفیٰ ست
یہ کلام حق ہے قال پیر سید مصطفا

تیرہ سو چھ ہجری ذالحج کی تھی ستائیسویں
ہے یہی سال وصال پیر سید مصطفا

چھوڑتا ہے جسم خاکی جب غلام دستگیر ‏ ‏ ‏ روح بنتی ہے مثالِ پیر سید مصطفا

قصیدہ

کیا بشر سے ہو بیانِ پیر سید مصطفا ‏ ‏ ‏ عقلِ کُل ہے مدح خوانِ پیر سید مصطفا

بالیقین محبوب سبحانی کے یہ محبوب ہیں ‏ ‏ ‏ اور کیا ہو وصف شانِ پیر سید مصطفا

قاب قوسین انکے جد کے جد کا ہے ادنا مقام ‏ ‏ ‏ لامکاں بھی ہے مکانِ پیر سید مصطفا

کھولکر آنکھیں تو دیکھو کرتے ہیں کس قہر سے ‏ ‏ ‏ حملے شیر و ببر سگانِ پیر سید مصطفا

سب گنہگاروں کا نانا کے یہ دیتے ہیں جواب ‏ ‏ ‏ ہو اسی دن امتحانِ پیر سید مصطفا

ہو گیا اے دوستو عینِ جوانی میں وصال ‏ ‏ ‏ کیا کہوں میں داستانِ پیر سید مصطفا

عرش منزل بھی ہوئی تو کیا غلام دستگیر ‏ ‏ ‏ چھوڑیو مت آستانِ پیر سید مصطفا

قصیدہ

قافلہ اور استوں کا سب روانہ ہو گیا ‏ ‏ ‏ ہم گنہگاروں کا عالم میں تماشا ہو گیا

عاشق صادق نہیں ہیں نام لیوا تو ہیں یہ ‏ ‏ ‏ رحم کیجے یا محمد ہم پہ کیا کیا ہو گیا

پار کردو آل اطہر کے تصدق میں ذرا ‏ ‏ ‏ بحرِ عصیاں کے بھنور میں اب سفینہ ہو گیا

ہم سنتے ہیں اُسکو خالق بھی بگاڑیگا نہیں
یا محمد آپکا جو دل سے بندا ہو گیا

کیا وہ خوش طالع ہے مومن مرحبا صد مرحبا
جن کے رہنے کا مکاں شہر مدینہ ہو گیا

پا برہنہ وادی ایمن تھا معراج کلیم
زیر نعلین آپ کے عرش معلّا ہو گیا

تیری دیوان کا قصیدوں کے غلام دستگیر
ہند سے لیکر عرب تک انکو چرچا ہو گیا

قصیدہ

ہے مدح مصطفیٰ جلسے کی خاطر وہ جہاں ہونا
ہو کرسی عرش اعظم اور مکاں لامکاں ہونا

ترے محبوب کا کافی ہے ہمکو آستاں ہونا
نہ فردوس بریں ہونا نہ گلزار جناں ہونا

خدایا یہ جہاں ہونا نہ ملک جاوداں ہونا
مدینے میں مکاں ہونا مدینے میں مکاں ہونا

ہو نعت سرور عالم بغیر اس کے نہیں ممکن
زبان عقل کل ہونا لسان غیب داں ہونا

لکھا اسطرح جاوے نور کے ورقوں پہ وصف انکا
نشاں لے نشاں ہونا بیاں لا بیاں ہونا

چھپے اس برزخ کبرا کا نقشہ صفحۂ دل پر
فقط شکل خیالی ہو نہ تن ہونا نہ جاں ہونا

نشانی ہے یہ قاصد عاشقان کوئے والا کی
جگر میں داغ ہونا چشم سے آنسو رواں ہونا

مجھے اس شہر میں نور قدم دکھلا خداوندا
زمیں بیرنگ وہاں کی اور بیرنگ آسماں ہونا

غلام دستگیر اپنا ہو مدفن دشت یثرب میں
نہ یاں ہونا نہ واں ہونا نہ واں ہو نا نہ یاں ہونا

قصیدہ

گر نہ ہو قسمت میں اپنی روئے انور دیکھنا — جل کے ان آنکھوں سے تو قبر پیمبر دیکھنا

جام محشر میں نہ پاؤں ہاتھ سے گر آپ کے — حوض بھر دوں اشک سے ساقی کوثر دیکھنا

چاک کر سینہ دکھا دوں عشق احمد کا اثر — میرے داغوں کی چمک خورشید محشر دیکھنا

ہوئے گی شیعوں کو اک حیرت غلامِ دستگیر — حشر میں نعلینِ مولا تیرے سر پر دیکھنا

قصیدہ

دلاسا پہلے کچھ فرمایا ہو گا — تو پھر اس ماہ کو بھجوایا ہو گا

ہوا معلوم جو بے سایہ تھے آپ — وہاں تسکیں کے خاطر سایا ہو گا

کبھی تھا وصل گہ پیغام جبریل — کبھی معراج میں بلوایا ہو گا

کھلا روح الامیں پر بھی نہ اب تک — وہ کیا تنہائی میں سمجھایا ہو گا

شفاعت کا رکھا ہو تاج سر پر — قمیص معرفت پہنایا ہو گا

چھپا کر میم کے پردے میں منھ کو — خدا جانے وہ خود ہی آیا ہو گا

غلامِ دستگیر اس روز سر پر — لوائے مصطفیٰ کا سایا ہو گا

غزل

خواب میں دیکھ کے جلوہ تیرا
دل بنا والہ و شیدا تیرا

دیکھا جس دم رُخِ زیبا تیرا
جم گیا آنکھوں میں نقشا تیرا

کس پہ پھر آنکھ خدیجہ کی پڑے
کوئی ثانی نہیں حقا تیرا

ڈھونڈے ہے وحشتِ دل مثلِ قیس
ناقہ کس جا پہ ہے لیلا تیرا

سارے مکے میں پریشانی ہے
باعثِ امن ہے آنا تیرا

کوڑیوں کو بھی نہ بکتے یوسف
دیکھتی منھ جو زلیخا تیرا

یہی حسرت ہے مروں میں جس دم
رہے آنکھوں پہ کفِ پا تیرا

قصیدہ

عجب ہمشکل ہے نقشہ معین الدین چشتی کا
جسے دیکھو وہ ہے شیدا معین الدین چشتی کا

بہارستانِ عالم میں ہزاروں اور بھی گل ہیں
ازل سے دل ہے دیوانہ معین الدین چشتی کا

نکیر و منکر لحد میں کوئی کچھ اور کوئی کچھ کہہ لیں
کہوں گا میں تو ہوں بندہ معین الدین چشتی کا

ذرا چشمِ بصیرت سے یہ آنکھیں بند کر دیکھو
رباضِ خلد ہے کوچہ معین الدین چشتی کا

رسول اللہ کے مرسل ہیں ملک ہند میں بیشک
خدا جانے جو ہے رتبہ معین الدین چشتی کا

اسی کو ہم نے سمجھا آیۂ واللیل کی تفسیر
ہوا جس روز سے سودا معین الدین چشتی کا

تمنا ہے غلام دستگیر آثم کی یا اللہ
نظر آجائے وہ چہرا معین الدین چشتی کا

ردیف (ب)

قصیدہ

تاب فرقت تیری یا شاہ کہاں لائیں غریب
یوں ہی اک روز ترے ہجر میں مرجائیں غریب

یا رسول عربی قبر میں منھ دکھلانا
کنج تنہائی میں دہشت سے نہ گھبرائیں غریب

سرمہ آنکھوں کا کریں نور بصر ہو حاصل
خاک پائے شہ کونین اگر پائیں غریب

اے شہنشاہ دکھا دیجے مدینہ اک بار
صدقے اس روضہ انور کے بھی ہو آئیں غریب

مشت خاک اپنی بھی جا خاک مدینہ بنجائے
یا الٰہی کہیں یاں کے ہی ہو جائیں غریب

یا نبی دوری ستاتی ہے بلا لیجئے وہاں
نالے کر کر کے کہاں تک یہاں چلائیں غریب

دستگیری ہو پلا دیجیے کوثر شہ دیں
العطش کرتے ہوئے حشر میں جب آئیں غریب

قصیدہ

جس دن سے لی امانت جاہل بنے ہیں یارب
ہم خود مقر ہیں سب سے برے ہیں یارب

ملجا تو ہی ہمارا ماوا تو ہی ہمارا
تو مارے یا جلائے بندے ترے ہیں یارب

کس منہ سے مانگیں تجھ سے مطلوب دلکے اپنے
بیشک تو جانتا ہے جو ہم کئے ہیں یارب

تکلیف اور خوشی سب تیرے طرفسے اب ہے
جسطرح تو نے رکھا راضی ہوئے ہیں یارب

بھولے ہوئے ہیں تجھکو طاعت نہ بندگی ہے
نیچے ہیں نفس بد کے بالکل پھنسے ہیں یارب

ہم گر چھپائیں تو کیا نزدیک تیرے حقا
لاکھوں عمل کے دفتر لکھے ہوئے ہیں یارب

ہے دستگیر مجرم بخش اس کو بہر احمد
اعمال اسکے بیشک سب سے برے ہیں یارب

ردیف (ت)

قصیدہ

ہے عجب عالم بالا میں خوشی آچکی رات
پیدا ہوتے ہی رسول عربی آچکی رات

روشنی پھیل گئی ملکِ عرب میں ہر سو
رونق افروز ہیں مکی مدنی آچکی رات

بشر و جن و ملک ماہ سے لے تا ماہی
جشن مولود میں شاداں ہیں سبھی آچکی رات

قصر کسریٰ کے گرے کنگرے رعب شہ سے
سرد فارس کی ہوئی آگ سبھی آچکی رات

یہ ندا کرتے ہوئے پھرتے ہیں جبریل امین
آئے ہیں ہاشمی و مطلبی آج کی رات

ہاں خبردار ہو میلاد کی گھر گھر شادی
سارے عالم سے نکلجائے غمی آچکی رات

رہو بیدار دل و جاں سے دعائیں مانگو
دستگیر آئے ہیں دنیا میں نبی آچکی رات

قصیدہ

فضل اس شاہ پہ کیا کیا ہوا معراج کی رات — خلعتِ خاص ملا وصل کا معراج کی رات

احد احمد بنا احمد تھے احد میں فانی — پردۂ میم جو تھا اٹھ گیا معراج کی رات

رنگ وحدت نے احد میں جو لیا بیرنگی — قدِ بے سایہ کا عقدہ کھلا معراج کی رات

مل گئے جب وہ حدوث اور قدم کے دریا — فرق دونوں میں نہ کچھ اور تھا معراج کی رات

روئے نورانی احمد پہ تھے شیدا ہر بار — پوچھو موسیٰ سے کہ کیا کیا ہوا معراج کی رات

ہم گنہگاروں کا پہنچا دئے اللہ کو سلام — قلق ان عاصیوں کا باقی تھا معراج کی رات

دستگیر آج کی محفل ہے بڑی نورانی — شاہِ دیں ہوتے ہیں رونق فزا معراج کی رات

قصیدہ

کس کو مہمان کیا عرش پہ حق آج کی رات — رشکِ فردوس ہے چودہ طبق آج کی رات

شب معراج ہے چھپ جائینگے کیوں زیر زمیں — مہ و خورشید کا منہ بنگیا فق آج کی رات

نکلے احمد نے احد میم کا پردہ جو اٹھائے — باب توحید کا پڑھ آئے سبق آج کی رات

ہوا مالک پہ جہنم کے یہ حکم باری — اہلِ دوزخ پہ نہ ہو کوئی حلق آج کی رات

یا نبی رویتِ اللہ مبارک ہووے — کچھ غلاموں کو بھی بخشش ہو رتق آج کی رات

خواب میں بھی جسے جبریل امیں نے نہ سُنا ۔۔۔ طے کر آئے وہ مقامات اوق آچکی رات

دستگیر آج ہر ایک دوست کے گھر ہے شادی ۔۔۔ دشمنوں کے ہیں جگر رشک سے شق آچکی رات

ردیف (ر)

قصیدہ

غیب سے واجب و امکاں میں پردہ ہوکر ۔۔۔ شکل انساں میں حضور آئے ہیں کیا کیا ہوکر

ہم اسے جلوۂ حق سمجھیں گے محبوب خدا ۔۔۔ آپکی شکل رہے آنکھوں میں نقشہ ہوکر

اُس شہنشاہ دو عالم کے ہیں ہم دل سے غلام ۔۔۔ سب خدائی کو سنوارا ہے جو بندہ ہوکر

موسم حج میں بندھا گلشن یثرب کا خیال ۔۔۔ زخم دل آج ہرا ہوا پھر ہرا چنگا ہوکر

ہوش بیگانوں کا کیونکر رکھے شیدا انکا ۔۔۔ خود ہی ہو جائے جو گم محوِ تماشا ہوکر

مظہر ذات ہیں اللہ کے معشوق ہیں یہ ۔۔۔ کیا کرے گا تو دلا الیوں کا شیدا ہوکر

دور کے عاصیوں کا حال ہو کیا انسے نہاں ۔۔۔ آئے اک لحظہ میں جو عالم بالا ہوکر

کون اس نورِ الٰہی کا سراپا کھینچے ۔۔۔ بحر وحدت سے جو آیا دُرِ یکتا ہوکر

آجتک کا نہیں اس کاکل مشکیں کا خیال ۔۔۔ ایک مدت ہوئی سرکار یہ سودا ہوکر

قبض جاں ہو ملک الموت اس اقرار کیساتھ ۔۔۔ روح لیجانا مری شہر مدینہ ہوکر

ہم سیہ کاروں کو دن حشر کے بخشانے کو ۔۔۔ ایسا غمخوار ہو محبوبِ خدا ہو کر

یہ تو ممکن ہی نہیں آگے ترے نورِ خدا ۔۔۔ دعویٰ یوسف کو بھی ہو حسن کا سایا ہو کر

دستگیر آثم خستہ پہ کرم کی ہو نظر ۔۔۔ یہ نہ آوارہ ہو یا شاہ تمہارا ہو کر

قصیدہ

فدا تھے رات دن شمس و قمر اس روئے انور پر ۔۔۔ ہزاروں روحیں قربان ہوتی تھیں جسم مطہر پر

کفِ پا آپکے جو چومے کہاں یہ لب کسی کے ہیں ۔۔۔ اٹھائیں جنکی نعلین مقدس عرش کے سر پر

تعالیٰ شانہ کا قربِ کیوں اسکو نہو حاصل ۔۔۔ جبیں اکثر ملی روح الامین نے آپکے در پر

اسی کاکل کے صدقہ میں بنے ہیں چین اور تبت ۔۔۔ خطا ہے گر ختن وارو نہیں اس زلف عنبر پر

گدائے درگہ والا ہیں افضل یاں کے شاہوں سے ۔۔۔ ہما کو کب فضیلت ہے مدینہ کے کبوتر پر

حسابِ حشر لینے کی کب طاقت ہے بندوں میں ۔۔۔ تمہارا دستخط ہو یا نبی عصیاں کے دفتر پر

بجھا دو تشنگی روزِ قیامت اسکی اے مولا ۔۔۔ غلامِ دستگیر آجائے جبدم حوضِ کوثر پر

قصیدہ

گماں ہے سبز گنبد کا فلک کو میرے سینے پر ۔۔۔ بنا ہے جب سے دل پروانہ اس شمع مدینے پر

فدا کرتے ہیں جاں حور و ملک شہر مدینے پر
ہزار افسوس ہے ہندوستاں میں اپنے جینے پر

میں تابع حکم کا ہوں ڈر کے گو سجدہ نہیں کرتا
جبیں فریاد کرتی ہے رگڑ دے رکھ کے زینے پر

جدھر رونق فزا ہوتے مہک جاتا تھا وہ رستہ
گلاب اور عطر کو رتبہ کہاں انکے پسینے پر

غلام دستگیر اکثر لکھا کر نعت پیغمبر
پھرے کا ایک دن دست مبارک تیرے سینے پر

قصیدہ

دیکھوں بغداد معلّیٰ دستگیر
ہے بہت دلمیں تمنا دستگیر

تنگ ہوں بس دشمنوں کے ہاتھ سے
سونپتا ہوں آپ کو یا دستگیر

ہوتے ہیں در پیش جسدم مشکلیں
نام لیتا ہوں تمہارا دستگیر

جن و انساں ہی فقط قرباں نہیں
ہیں فرشتے تم پہ شیدا دستگیر

سر رکھوں چوکھٹ پہ جا قرباں کروں
آرزو دلمیں ہے کیا کیا دستگیر

عمر بھر در پر نہ جاؤں غیر کے
میں گدا ہوں تیرے در کا دستگیر

جب جلیں ہم آفتاب حشر سے
کیجیو داماں کا سایہ دستگیر

دو جہاں کی فکر سے پائی نجات
آپ کے در پر جو آیا دستگیر

کر غلام دستگیر اب التجا
خاتمہ ہو خیر سب کا دستگیر

اس سے بڑھکر کیا ہو مجھکو افتخار | میں غلام اور آپ مولا دستگیر

قصیدہ

کیا مبارک ہے یہ نام دستگیر | خود بخود دل ہے غلام دستگیر
دشمنو نارِ جہنم سے ڈرو | حشر میں ہے اہتمام دستگیر
فرشیاں تابع محی الدیں کے ہیں | عرش پر ہے اہتمامِ دستگیر
اس گھرانے میں جو ہوتے ہیں مُرید | ان پر آتا ہے سلام دستگیر
بھید اک ہے عاشق و معشوق کا | ہے کلامِ حق کلامِ دستگیر
مومنو صلواۃ پڑھ لو بار بار | جب زباں پر لاؤ نامِ دستگیر
چرخِ چہارم تک ہے عیسیٰ کا گزر | عرش اعظم ہے مقامِ دستگیر
پاک ہوتا گر دہن تسنیم سے | فاتحہ پڑھتا بنام دستگیر
جاں فدا ہووے شہ جیلاں پر | دل سے حاضر ہے غلام دستگیر

ردیف (ز)

قصیدہ

حق بتادے چہرۂ بندہ نواز | دل بنا ہے بندۂ بندہ نواز

تیرے روضے سے غرض رضواں کی نہیں | بس ہے مجھکو روضہ بندا نواز

اک دکن میں ہی ہے کیا انکا ظہور | ہر طرف ہے شہرہ بندہ نواز

دونوں عالم سے ہوا وہ بے خبر | جس نے دیکھا جلوۂ بندہ نواز

کیا ڈراتی ہے اجل تو بار بار | ہوں سراپا کشتۂ بندہ نواز

ہے حکومت انکی بیشک لازوال | حشر تک ہے دورہ بندہ نواز

جان و دل سے اے غلام دستگیر | تو بھی ہوجا بندۂ بندہ نواز

ردیف (ف)

قصیدہ

عزم ہے دلکا مدینے کی طرف | اے خدا پہونچا مدینے کی طرف

لخت دل یاقوت موتی اشک ہیں | بھیجیے کیا کیا مدینے کی طرف

میں ہوں مجنوں کیطرح صحرا نورد | لے چل اے سودا مدینے کی طرف

لاش چکرا کر ہماری دوستو | کعبے سے لانا مدینے کی طرف

اے صبا مہجوروں کا پہنچا سلام | ہو گزر تیرا مدینے کی طرف

یاوری کرتا اگر طالع میرا	آنکھوں سے جانا مدینے کی طرف
قبر میں رکھو جو مجھکو دوستو	منہ پھرا دینا مدینے کی طرف
گردوئی مٹ جائے کعبے کی قسم	میں کروں سجدہ مدینے کی طرف

ردیف (ل)

قصیدہ

یاس سے اب افسردہ خاطر جاتے ہیں ہم یا رسول	منزل اول ہی سے گھبراتے ہیں ہم یا رسول
عمر سب بیطاعتی میں عاصیونکی کٹ گئی	منہ دکھانے آپکو شرماتے ہیں ہم یا رسول
مجرموں سے ہو گئے اکثر خلاف شرع کام	وائے اس غیرت سے اب مرجاتے ہیں ہم یا رسول
ہے امید اکروز دھلوادیں گے حضرت رحم سے	روز دفتر جرم کا لکھواتے ہیں ہم یا رسول
پہلے جو پہونچے عبادت اور طاعت لیگئے	درد وغم اور بار عصیاں لاتے ہیں ہم یا رسول
چھوڑ کر اس در کو پھر کس در پہ جائیں سیدا	عاصی ہیں پر آپکے کہلاتے ہیں ہم یا رسول
تڑپے ہے فرقت میں دیوانا غلام دستگیر	نام لیکر آپ کا بہلاتے ہیں ہم یا رسول

ردیف (ن)

قصیدہ

ہے صبح والّیل زلف الا ہے رخ کی تفسیر والضحٰی میں
فداک روحی ابی و امّی ہے سارا قرآں تری ثنا میں

سبھی پیمبر دئے ہیں مژدہ خدا کا جلوہ ظہور انکا
ہیں رحمت خلق ابتدا میں شفیع محشر ہیں انتہا میں

نہ فکر دولت نہ عشق دنیا نہ حب جنت نہ خوف عقبیٰ
بجز گدائی کوئے والا نہیں ہے کچھ اور مدعا میں

نہیں جدائی ہے اک سرِ مو انہیں خدا سے تمام انکو
خدا ہے انکی رضا کا جویا یہ محو ہیں ذات کبریا میں

اگرچہ آدم سے تا مسیحا ہر ایک پیمبر ہیں برگزیدہ
کہاں وہ تاثیر ہے کسی میں اثر ہے جو نام مصطفیٰ میں

یہ عمر بھر حق سے التجا تھی بچیں جہنم سے سارے عاصی
مزار میں بھی تھی لب پہ جنبش ابھی تک امت کے ہیں دعا میں

وہاں کا کیوں و شنگیہ غم ہے تو مدح خواں شاہِ امم ہے
کسی بھی جا پر ہو وقت تیرا یہ روح پہونچیگی کربلا میں

قصیدہ

وصف روئے شہ ابرار کروں یا نہ کروں
ٹکڑے خورشید کے دو چار کروں یا نہ کروں

آپ محبوب خدا ہیں سو خبر ہے سب کو
جان قربان پئے دیدار کروں یا نہ کروں

وہ تو فرما چکا والّیل میں وصف گیسو
زلف کی مدح بھی سرکار کروں یا نہ کروں

حکم ہو وے تو بنالیں گے لحد چھوٹی سی
کیا ارادہ پس دیوار کروں یا نہ کروں

آپ بخشائے کو موجود ہیں ڈر کیا تشا یا
سیر عصیاں کا تو وہ بھی پر یار کروں یا نہ کروں

ہے یہ اندیشہ نہ ہو جائے خلاف آداب
روح ان قدموں پہ ایثار کروں یا نہ کروں

قبض جاں ہووے حضوری میں میں خود حاضر ہوں
ملک الموت سے اقرار کروں یا نہ کروں

ضبط کے کرنیسے دم گھٹتا ہے شوق دیدار
سیدا نالۂ اظہار کروں یا نہ کروں

انکی بخشش نے ہمیں لائی عدم سے یاں تک
جان کو اپنی میں مسمار کروں یا نہ کروں

منزل آخر ہے نظر آیا مدینہ واللہ
فخر اے طالع بیدار کروں یا نہ کروں

میں سنا ہوں تری بخشش کو بڑی وسعت ہے
جرم بھی اے میرے غفار کروں یا نہ کروں

دستگیران کا تصدق ہے بقائے عالم
مدحت احمد مختار کروں یا نہ کروں

قصیدہ

کیا زیارت اپنی قسمت میں مدینے کی نہیں
تھک گئے ناچار واں سے کچھ کشش ہوتی نہیں

تا ابد بے ہوش رہتے حضرت جبریل نے
صورت اصلی محمد کی کبھی دیکھی نہیں

جس کو دیکھو اس کے سر میں ہے مدینہ کا جنوں
ایک میں کیا ہوں وہاں کی آرزو کسکی نہیں

خواہشیں سب مٹ گئیں اچھا ہوا شکر خدا
روضۂ اقدس کی حسرت دید کی جاتی نہیں

لاکھ بہلاتے ہیں دلکو کیا کریں بندہ نواز
یہ دل محزوں مرا غم سے کبھی خالی نہیں

زائر و معروضہ کرنا حاضری ہیں آپکے سال
غمزدہ عاصی کی شاہا یاد کیوں ہوتی نہیں

اضطراری بے قراری ہے دلا بے فائدہ
ہمرہاں سب جا چکے اب راہبر کوئی نہیں

جتنے ہجرت کر گئے اے شاہ دیں اچھے رہے
کیا غریبوں کے لئے جائے وہاں تھوڑی نہیں

تمکو پہنچا دے گا اک دن وہ کریم کارساز
نا امیدی اے غلام دستگیر اچھی نہیں

قصیدہ

عادلونکے خاص رہبر حضرت فاروق ہیں
عدل گستر عدل پرور حضرت فاروق ہیں

مرتبہ گر پوچھئے تو بعد یارِ غار کے
حضرت عثماں سے بہتر حضرت فاروق ہیں

اس طرح صدیق نے فرمایا روزِ انتقال
اب خلیفہ میری جا پر حضرت فاروق ہیں

حشر کے دن حق عمر پر پہلے بھیجے گا سلام
کیوں نہ ہو مقبولِ داور حضرت فاروق ہیں

مسجدیں اکثر بنیں توڑے ہزاروں بتکدے
زینت محراب و منبر حضرت فاروق ہیں

سرکشان شام اور فرمانروائے روم کو
روند ڈالے وہ دلاور حضرت فاروق ہیں

بارگاہ مصطفٰی میں اے غلامِ دستگیر
تیرے حامی روز محشر حضرت فارق ہیں

قصیدہ

طمع نہ زر کی نہ ہم حبّ جاہ رکھتے ہیں
بس اک مدینہ کے صحرا سے راہ رکھتے ہیں

نہ سیبِ خُلد سے مطلب نہ جام کوثر سے
جو اُن کی احمد مرسل کی چاہ رکھتے ہیں

ہمیں ہیں قابلِ بخشایش اے شفیع اُمم
گناہگار ہیں نامہ سیاہ رکھتے ہیں

جو انتظار میں روئے ہیں چشم والا کے
ہم اپنے مردم دیدہ گواہ رکھتے ہیں

وہ خوف کرتے ہیں کب معرکے سے محشر کے
جو غوث پاک کو اپنے پناہ رکھتے ہیں

غلام ہیں کہ نہیں دستگیر کے پوچھو
تمام شہر ہم اس پر گواہ رکھتے ہیں

قصیدہ

دل نہیں اور جاں نہیں اُس طرح کا ایماں نہیں
یا محمد کوئی بھی شئے قابلِ قرباں نہیں

فضل سے مولود کے رونق فزا ہو یا نبی
یہ دلِ عاصی اگرچہ قابلِ مہماں نہیں

صدقے اس رستہ پہ کرتا چیر کر پہلو مگر
کیا کروں قابو میں میرے یہ دلِ نالاں نہیں

دل میں ہے شوقِ زیارت کیا کریں محبوبِ رب
ایک لحظہ چھوڑتی یہ گردشِ دوراں نہیں

خوب حسن رکھئے یہ معروضہ شفیع المذنبیں
عاقبت کا عاصیوں کے پاس کچھ ساماں نہیں

ہو مسیحا آسماں سے آئیں گر عیسیٰ تو کیا
پاس انکے کوئی نسخہ دافعِ عصیاں نہیں

از طفیل سرورِ عالم غلام دستگیر
کیا ترا ہر ایک مصرع ثانی دیواں نہیں

نقشہ مدینہ طیبہ

جب سے نقشہ ہے مدینے کا کھچا آنکھوں میں — خار ہے گلشنِ جنت کی فضا آنکھوں میں

مبتلا کون ترے پر ہو سرا سے فانی — کوئے احمد ہے تو بس ملکِ بقا آنکھوں میں

ہے تصور حرمِ پاک کا جب سے مجھکو — کعبہ حق ہے مرے جلوہ نما آنکھوں میں

حرمِ پاک کے قندیلوں کا دیکھا جو فروغ — جب سے بے نور ہے تاروں کی ضیا آنکھوں میں

صحن اقدس میں بچھی دیکھ کے ریگ احمر — ڈورے بیجا ہیں یاقوت نما آنکھوں میں

خاک ہے محلِ جواہر سے مدینے کی سوا — روز لالا کے لگا باد صبا آنکھوں میں

طرفۃ العین میں کیوں مجھکو نہ ہو طوفِ حرم — مسجدِ والا کا نقشہ ہے چھپا آنکھوں میں

سنگ مرمر پہ جو کندہ ہے مُطلّا قرآں — حافظہ مردم دیدہ نے کیا آنکھوں میں

سبز قُبّے کی کسی شئے میں نہیں گنجائش — جائے اللہ کرے اسکی عطا آنکھوں میں

روبرو روضۂ اقدس کے ہے باغِ زہرا — رشکِ فردوس ہے بس اسکی فضا آنکھوں میں

جھاڑ خرمے کے مزین ہیں وہ سبحان اللہ — جسکی طوبیٰ کو کھٹکتی ہے ادا آنکھوں میں

فرش قالین جو حرم میں ہے بچھا بوٹیدار — آنکھیں حوروں کی ہیں اور بوٹے نما آنکھوں میں

مردمِ چشم نے دیکھی ہے مناروں کی ضیا — یدِ بیضا سے سفیدی ہے سوا آنکھوں میں

سینے پھیر جائیں گے اے نقشہ مدینہ دم مرگ — تو جمے رہنا مرے بہر خدا آنکھوں میں

سب کو دیکھا تری برکت سے مدینے والے
پھر حق تو بھی تو کیا رستہ آنکھوں میں

عاشقِ دید ہے اللہ بھی جس روضے کا
دستگیر اسکو رکھا خوب کیا آنکھوں میں

قصیدہ

سب بولتے ہیں آپکو سجدہ روا نہیں
کیا کیجئے یا نبی کہیں دل مانتا نہیں

کسطرح پہونچیں روضۂ اقدس تک اے حبیب
طالع کی یاوری نہیں بخت رسا نہیں

حامی حشر باعثِ ایجادِ کل ہیں آپ
کیونکر کہوں کہ آپسے کچھ مدعا نہیں

خاکِ قدوم پاک کو ڈھونڈو تو سو
دنیا میں اس سے بڑھ کے کوئی کیمیا نہیں

پیغمبر ایک لاکھ ہوئے اور کئی ہزار
سردار انبیا کوئی تم سا ہوا نہیں

اے آفتاب روز قیامت کی دھوپ میں
دامانِ مصطفی کے سوا آسرا نہیں

تاریکی لحد میں محمد کا منھ دکھا
اللہ تجھ سے اور میں کچھ مانگتا نہیں

سب کوئی ہیں خدا کی خدائی میں دستگیر
احمد سا بادشا نہیں تجھ سا گدا نہیں

قصیدہ

رخصت میں کعبہ سے ملو پھر ہم کہاں کعبہ کہاں
جی بھر کے اسکو دیکھ لو پھر ہم کہاں کعبہ کہاں

خواہش تھی اسکی دید کی جلوہ نہ دکھلایا کبھی
گر وہ نہیں گھر ہی سہی پھر ہم کہاں کعبہ کہاں

یہ جسم ہے وہ جان ہے اسمیں بھی اسکی شان ہے
کر لو طواف ایمان ہے پھر ہم کہاں کعبہ کہاں

رخت سیہ دن رات ہے دیکھو یہ رنگ ذات ہے
سمجھو اسے اک بات ہے پھر ہم کہاں کعبہ کہاں

رب سے جدا کعبہ ہے کب یہ بیت رب ہے عین رب
ہے طوف واجب اس سبب پھر ہم کہاں کعبہ کہاں

ظاہر زیارت گر بلی سیری نہیں حاصل ہوئی
کر لو سلام رخصتی پھر ہم کہاں کعبہ کہاں

اے دستگیر اب دمبدم نظارہ کر گرد حرم
شاید کہ ملجاوے صنم پھر ہم کہاں کعبہ کہاں

قصیدہ

رہا کرتا ہے جو شام و سحر یاد پیمبر میں
وہ ہے مشغول گویا رات دن تسبیح داور میں

نجف اور کربلا جاتے ہو کیوں رہ لو مدینہ کی
وہ سب حضرات ہیں سو جو آغوش پیمبر میں

مدینے کی ہیں نہریں جتنی وہ سارے ذائقے موجود
مزے خالق نے جو جو کچھ دیے ہیں آب کوثر میں

کہو سودائی یا مجنوں کہو وحشی کہ دیوانا
ہمارا اب تو دل الجھا ہے اس زلف معنبر میں

دل وحشی کو سودا ہے مدینے کے ہی صحرا کا
نہ گلشن اس کو بھاتا ہے نہ اسکو چین ہے گھر میں

قسم اللہ کی جو مہر محبوب خدا کی ہے
پدر میں ہے نہ خواہر میں برادر میں نہ مادر میں

کروڑوں شکر احساں ہے جو دکھلایا خداوند
بہت مدت سے سودا تھا مدینہ کا مرے سر میں

کراماً کاتبیں بس پھینک دینگے دفترِ عصیاں
مدینہ کی زیارت جب لکھی جائیگی دفتر میں

جِلا دیں گر مسیحا کیا عجب انساں کے مُردے کو
محمد کا جو نام آوے تو جاں پڑ جائے پتھر میں

غلامِ دستگیر اکدن دکھادیں گے رخِ احمد
رہا کر تو ہر اک لحظہ خیالِ روئے حیدر میں

قصیدہ

بہت در در پھرے اب شاہِ دیں کے در پہ جاتے ہیں
چلو گھر سے خدا کے مصطفیٰ ہم کو بُلاتے ہیں

سب اچھے اچھے پہلے پہنچے اس دربارِ عالی میں
طلب ہے مجرموں کی یاں تو عاصی بھی آتے ہیں

رکھا ہے اُنکے قبضہ میں خدا نے سب بہشتوں کو
وہ جسکو چاہتے ہیں جنت الماوا دلاتے ہیں

فلک نے گر ستایا ہے خوشی کا وقت آیا ہے
شفیع المذنبیں کو چلکے سب دُکھڑے سناتے ہیں

نہیں خالی پھرا کوئی درِ سلطانِ عالم سے
جبیں زینہ پہ رکھکر ہم بھی قسمت آزماتے ہیں

یہ در کو چھوڑ کر پھر اور کس کے در پہ جاویں ہم
بُرے ہیں یا بھلے ہیں آپکے عاصی کہاتے ہیں

انھیں عشاق کا حصہ جمالِ روئے والا ہے
جگر کو سینہ کو پہلو کو دل کو جو جلاتے ہیں

انھیں سے رہتے ہیں راضی خدا اور مصطفیٰ دونو
شکستہ دل ہیں خوں آنکھوں سے جو ہر دم بہاتے ہیں

غلامِ دستگیر اب کون ہم کو روک سکتا ہے
خدا بھجوا رہا ہے اور رسول اللہ بُلاتے ہیں

قصیدہ

بلا لئے جو مدینہ میں وہ رسول زماں
ہزار شکر ہے اور لاکھ لاکھ ہے احساں

وہ مہربانی سے اپنے طلب کئے ورنہ
کہاں وہ جائے مقدس یہ بدنصیب کہاں

بلاتے آپ نہ اس جا تو جاتے ہم کیونکر
بغیر حکم کے جاتے نہیں فرشتے جہاں

قصور وار ہیں مدت کے غیر حاضر ہیں
معاف کیجئے اے مالک زمین و زماں

نجس بنایا ہے عصیاں نے ہمکو سرتاپا
ہو غسل پانی سے رحمت کے شافع عصیاں

ہزاروں تفرقے قسمت کے پیش آتے رہے
قسم خدا کی حضوری کی فکر تھی ہر آں

خیال رہتا تھا ہر دم مدینہ جانے کا
وطن تھا قید کے مانند اور مکاں زنداں

یہاں نہ آئیں تو پھر جائیں کس مکان پہ ہم
یہ دین و ایماں ہے اسپر فدا ہے دل اور جاں

فقط کشش تھی جو حضرت کی دستگیر آیا
کدھر گدائے حقیر اور کدھر در سلطاں

قصیدہ

زباں پر وقت مشکل انبیا جو نام لاتے ہیں
اسی اسم مبارک کو وسیلہ ہم بناتے ہیں

غم دوری ستاتا ہے جگر شعلے جلاتے ہیں
یہ دیکھا چاہئے فرقت میں کبتک آزماتے ہیں

مدینہ میں بلالو یا کسی شب خواب میں آؤ
ترحم یا نبی اللہ نہ آتے نہ بلاتے ہیں

سکندر جائے ظلمت میں غلامانِ رسول اللہ — جنابِ خضر کو سبزا مدینہ کا دکھاتے ہیں

مسیحا قُم باذن اللہ کہے یاں قُم باذنی ہے — جنابِ غوث اعظم یونہی مُردونکو جلاتے ہیں

کہا موسیٰ نے کیا وقعت عصا کی آگے احمد کے — دو ٹکڑے چاند ہوتا ہے یہ جب انگلی اٹھاتے ہیں

نہ مجھکو جانکنی کا غم نہ عزرائیل کا ڈر ہے — سنا ہوں نزع میں صورت رسول اللہ دکھاتے ہیں

ہے ربِ ارنی کا جلوہ ہر سو ہر طرف دیکھو — یہ کس کو لن ترانی حضرت موسیٰ سناتے ہیں

کوئی یہ خواب میں کہدے غلامِ دستگیر اٹھو — مدینہ کو چلو سردارِ عالم پھر بلاتے ہیں

قصیدہ

اے بادشاہِ دوسرا امیدوار فضل ہیں — بہر محمد مصطفیٰ امیدوار فضل ہیں

یہ بے نیازی کسلئے تکتہ نوازی کیجئے — عاصی ہیں ہم اے کبریا امیدوار فضل ہیں

کچھ ناز طاعت پر نہیں تکیہ عبادت پر نہیں — در کے ہیں بس تیرے گدا امیدوار فضل ہیں

زاہد کو دوزخ عدل کر عاصی کو جنت فضل پر — یہ شان ہے تیری شہا امیدوار فضل ہیں

حج پر بھروسہ کیا رکھیں روزونکا توشہ کیا کریں — تو مہرباں ہو اے خدا امیدوار فضل ہیں

عاصی ہیں در پر آئے ہیں اور اک وسیلہ لائے ہیں — تیرے نبی کی آل کا امیدوار فضل ہیں

کیا شک غلامِ دستگیر از حرمت پیران پیر — مقبول ہو جائے دعا امیدوار فضل ہیں

قصیدہ

نقاب اٹھائے بیٹھے ہیں وہ خلوت سے جلوت میں
خدا ہی جانے کیا سوجھی ہے انکو اپنی شہرت میں

موحد شان دکھلاتے ہیں شاہ ولایت میں
عبث لڑتے ہیں ظاہر میں ترتیب خلافت میں

ہر ایک شیٔ عین ہے لاریب اعیاں سے ہوا ثابت
وہ غیر اپنے سوا رکھتے ہیں کب یکتا ہیں غیرت میں

ہیں بندے عشق کے روئے صنم کا طوف کرتی ہیں
کہو واعظ سے رب کعبہ ہے انکی صورت میں

جو رہبر عشق پہنچاوے مجازی میں حقیقت سے
زلیخا دیکھ لی حسن ازل یوسف کی صورت میں

شہادت دیں گے ہم انکی مثال ارواح میں کب سے
مشبہ ہیں وہ کثرت میں منزہ ہیں وہ وحدت میں

عجب صورت گری ہے سیمیہ گر سارے حیراں ہیں
برآمد ہو وہ ہر لحظہ میں ہر اک کی صورت میں

دکھایا پیر کامل نے جب عین حقیقت سے
طریق معرفت سیدھا نظر آیا شریعت میں

فنا فکر میں ہوں الٰہی دل ہیولا ہے
حواس باطنی کبھی غیب میں غیبت میں

غلام دستگیر اپنے کو کیوں فانی سمجھتے ہو
فنا کا ہوش بھی تو عاشقوں کے بدملت ہیں

قصیدہ

جس کے کہ قلب پاک میں عشق نبی نہیں
مومن نہیں فقیر نہیں وہ ولی نہیں

دل میں خیال میں ہو تصور حضور کا تو
اس دلگی سے بڑھ کے کوئی دلگی نہیں

دوزخ کی آگ میں جلے وہ دل خدا کرے
جسمیں محبت اے شہ دیں آپکی نہیں

بیکار ہے خدا کی طلب آپ کے بغیر
نکتہ ہے یہ فقیروں کا کچھ دل لگی نہیں

دنیا تباہ ہوتی ہے عشق رسول میں
آساں نہیں حدیث نبی ہے ہنسی نہیں

برسوں میں دلمیں جمتی ہے شکل محمدی
شیشے میں سہل اترے میاں یہ پری نہیں

یارب فنا کر عشق رسولِ انام میں
دنیائے دوں کی آرزو باقی رہی نہیں

اک جرعہ بخش شربت دیدار مصطفےٰ
بحرِ کرم میں تیرے الٰہی کمی نہیں

حضرت کا اور صحابہ کا دشمن ہے وہ بشر
اے دستگیر جس کو کہ حبِّ علی نہیں

قصیدہ

الجھا ہے جو دل گیسوئے سلطان زمن میں
ممکن ہی کیا ہیں نہ رہے صحرائے ختن میں

ہے نور خداوندِ دو عالم کا ظہور اب
میلاد کی ہے دھوم زمیں اور زمن میں

وا ہوتا ہے گلزار رسالت کا وہ گل آج
یہ شور عنادل کا ہے ہر ایک چمن میں

میٹھا ہوا کھارا جو تھا آبِ چہہ تفلا
یہ معجزہ اس شاہ کے تھا آبِ دہن میں

جس رہ سے گزرتے تھے وہ ہوتی تھی معطر
کیا عطر کی نکہت تھی وہ سرور کے بدن میں

کپڑا کوئی ایسا دو پسِ مرگ عزیزو
اک نام محمد رہے ہر تار کفن میں

یہ دستگیر آثم ہے غلام آپ ہی کا مولا
امید ہے امداد کی مشکل میں محسن ہیں

ردیف د

قصیدہ

یا شاہ امم محبوب خدا کچھ دل پہ توجہ فرما دو
جس صورت کا عاشق ہے خدا وہ رخ منور دکھلا دو

اس دار فنا میں جو گزری سب آپ پہ روشن ہے شاہا
یا بخت تو بھلا ہر طرح کی واں آپ سہارا اپنا دو

بستی ہی پریشانی ہو فقر و صحرا بڑی ہو وحشت دل
آخر راہ بتا کے خضر مجھے اک بار مدینہ دکھلا دو

رونے پہ مرے روتے ہیں بشر ہنستے پہ میں ہنستے جن و ملک
کس طرح مقدر الجھے ہیں سردار دو عالم سلجھا دو

ہر بزم میں نفسی نفسی ہو پھر کون ہو درد کا ہو خواہاں
ہم عاجز و بیکس عاصی ہیں آپ اپنی ہی کو جنت میں جا دو

لے جرم کے تو دے میزان کیا جا کے کریں سردار امم
یا نیک عمل کچھ لکھوا دو یا دفتر عصیاں دھلوا دو

مہجور رہوں کو یوں فرقت میں تڑپا دو شہا محبوب خدا
یا شہر مدینہ بلوالو یا غوث کے در پہ بھجوا دو

یہ دستگیر مجرم ہے کونین کے سلطاں ہو حشر
ہاں ابن علی کے صدقہ میں جنت اسکو دلوا دو

قصیدہ

ناموس منصب کی ہو نا خواہش جاگیر ہو
میری آنکھوں میں رسول اللہ کی تصویر ہو

کٹ رہی ہے گریہ و زاری میں اپنی زندگی
کیا نہیں اس بزم میں جب موت دامنگیر ہو

یا الٰہی جس کو سودا زلفِ احمد کا نہ ہو — ہتھکڑی ہاتھوں میں اسکے پاؤں میں زنجیر ہو
خاکپائے مصطفیٰ سرمہ ہے آنکھوں کا مرے — ایک ٹھوکر بھی نہ ماروں لاکھ من اکسیر ہو
خاتمہ مسجد میں بہتر ہے غلام دستگیر — تیری پیشانی ہو اور سنگ درِ شبیر ہو

قصیدہ

یارو جو وقتِ نزع کے کلمہ نہ یاد ہو — آنکھوں میں اشک بھر کے محمد کا نام لو
عقدہ کشا ہے نام شہنشاہ دوجہاں — سب انبیا پکارتے ہیں مشکل میں آپکو
حضرت کا عشق عشقِ الٰہی سے کم نہیں — ہے دشمنِ خدا جسے حبِ نبی نہ ہو
مشتاق روئے پاک ہوں یا منظرِ خدا — آنکھوں میں اس غلام کے آپ ہی کی شکل ہو
امت کا مصطفیٰ کے ہے رتبہ بلند تر — یا ورنہیں تو حضرت عیسیٰ سے پوچھ لو
دل چاہتا ہے سجدہ کروں آپ حبیبِ رب — اللہ تم نہیں ہو تو نورِ الٰہ ہو
پیاسا نہ جائے یاں سے دم واپسیں کہیں — یا شہا دستگیر کو کوثر کا جام دو

قصیدہ

لے چلو داغِ فراقِ کعبہ دل پر لے چلو — اس غمِ دوری کو بھی پیشِ پیمبر لے چلو

ہاں کراماً کاتبین اب دھوئے جاتے ہیں ورق — تا مدینہ جرم کا ہمراہ دفتر لے چلو

عاصیو بہتے رہیں اشک ندامت چشم سے — نذر واں دینی ہے داماں بھر کے گوہر لے چلو

جو دعا مانگو مدینہ میں وہ ہوتی ہے قبول — حسرتیں جتنی ہیں دل میں سب کو یکسر لے چلو

معصیت آلودہ عاجز ہے غلام دستگیر — اس کو بھی شاہنشہ عالم کے در پر لے چلو

قصیدہ

چل کے اے عاشقو اب شہر مدینہ دیکھو — خواب اللہ کے محبوب کا روضہ دیکھو

نور ہے مسجد والا کا تجلا دیکھو — آنکھ میں رکھ لو جو وہ گنبد خضرا دیکھو

اشتیاق شہ والا میں بہت سا روئے — اب چلو طالب و مطلوب کا جلوا دیکھو

عمر بھر کرتے تھے جس جائے پر آنکی دعا — آج اس جائے پر اللہ نے لایا دیکھو

کرتی ہے سونا مس قلب کو خاک طیبہ — آگ میں ڈالو جو اکسیر کا نسخہ دیکھو

ہند میں رہ کے عبث کرتے ہو فریاد و فغاں — دوستو چل کے ذرا یثرب و بطحا دیکھو

دستگیر احمد والا کی لکھی کیونکر مدحت — آفتاب دو جہاں دیکھو یہ ذرہ دیکھو

قصیدہ

شراب وحدت سے مست ہو کر جمال خیرالورا کو دیکھو
قسم خدا کی نشہ نہیں ہے جو انکو دیکھو خدا کو دیکھو

مریدِ غوث الورا کے ہو کر لقائے غوث الورا کو دیکھو
عجب نہیں ہے عجب نہیں ہے اس آئینہ میں خدا کو دیکھو

اسی شہادت سے غیب تک ہے عروج اپنا نزول اپنا
اس انتہا میں فنا کر اپنے کو ذات میں ابتدا کو دیکھو

ہے نفی دونو جہاں کی لا میں الہ سے ثابت وجود اللہ
رسول کو اسمیں کر کے شاہد فنا کو چھوڑو بقا کو دیکھو

صفات کی فکر ہو وے ہر دم نہ ذات کی فکر ہو بشر کو
تجلیٔ ذات دیکھنا ہو تو محو ہو مصطفیٰ کو دیکھو

لقاء مرشد میں ہو کے فانی جب آپ اپنے کو تم نے دیکھا
پھر آگے کیا ہے علی کو دیکھو نبی کو دیکھو خدا کو دیکھو

ہیں دستگیرِ حزیں ہو کمتر غریق ہوں بحرِ معصیت کا
یہ لا مکاں کے مکیں کا واصف ہو میری طبع رسا کو دیکھو

قصیدہ

یا نبی آئے ہیں دروازہ پہ عاصی دیکھو
اشک آنکھوں میں بھرے ہاتھ ہیں خالی دیکھو

سر سے پا تک ہمیں سب دیکھ لیا عالم نے
سوزش اے شاہِ اُمم آپ یہ دل کی دیکھو

لختِ دل کھاتے ہیں اور خون جگر پیتے ہیں
آپ کے عشق کی بیماری یہ کیا کی دیکھو

ہم یونہی جائیں نہ اس دارِ فنا سے حضرت
بندگی ہے نہ عبادت ہے نہ نیکی دیکھو

دل شکستہ بھی ہیں رہبر نہ وسیلہ کوئی
کوئی دیکھا نہ غریبوں کو بس آپ ہی دیکھو

ابن مریم یہ پکار اٹھیں گے روز محشر
جز محمد نہ کوئی اور مربی دیکھو

دستگیر آیا ہے سر پہ لئے بارِ عصیاں — مرے آقا مرے صاحب مرے والی دیکھو

سراپا حضرت پیر سید مصطفیٰ قادری رضی اللہ عنہ کا

مصطفیٰ پیر کا جلوہ دیکھو — قدرتِ حق کا تماشا دیکھو

اسی آئینہ کو رکھ پیشِ نظر — غوث اعظم کا سراپا دیکھو

نورِ وحدت اسی آئینہ میں ہے — اس ہی میں ذات کا جلوا دیکھو

مصطفیٰ پیر ہی عراقی کا میں — آئینہ ہوں مرا چہرا دیکھو

میرے آنکھوں میں وہی صورت ہے — پتلیوں کا میرے نقشہ دیکھو

سر بسر آیۂ تطہیر ہیں آپ — رشک طوبیٰ قد رعنا دیکھو

قاب قوسین کا عقدہ ہے یہی — ان کی ابرو کا اشارا دیکھو

سرمہ آنکھوں میں ہے مازاغ البصر — نازنیں نرگس شہلا دیکھو

سورۂ دہر کی دھم ہیں دو چشم — سر ہر ایک عین علی کا دیکھو

لام واللیل ہے زلفِ مشکیں — رخ ہے والشمس کا آیا دیکھو

ہے یہ تفسیر حسینی کا سبق — مصطفیٰ پیر کا چہرا دیکھو

دُرِ دنداں ہیں ہے نشانِ یٰسین ‏ ‏ ‏ لب ہیں اعجازِ مسیحا دیکھو

یعنی حجت ہے خدا بینی کی ‏ ‏ ‏ شاغلو یہ ہے تصیرا دیکھو

ہے دہن رازِ حدیثِ قدسی ‏ ‏ ‏ مَن رَاٰنی کا معمّا دیکھو

نورِ وحدت کی صراحی گردن ‏ ‏ ‏ سینہ گنجینہ ہے حق کا دیکھو

دست گیر آپکے ہیں دونوں ہاتھ ‏ ‏ ‏ اس سے کہہ دو جسے گرتا دیکھو

اس میاں کی ہے کمر وہم و خیال ‏ ‏ ‏ ہو گماں کھینچ کے پٹکا دیکھو

مُردے زندہ کرے اُنکی ٹھوکر ‏ ‏ ‏ پاؤں میں ہے یہ کرشمہ دیکھو

دستگیر آیا ہے جاں نذر لئے ‏ ‏ ‏ میرے آقا میرا ہدیہ دیکھو

قصیدہ

نہ دنیا کی قضا ڈھونڈ نہ جنت کا مزا ڈھونڈو ‏ ‏ ‏ گرا اپنے کو غلامِ دستگیر اسکی رضا ڈھونڈو

مرض وہ لا دوا ہے جرم کا کیا ہو مسیحا سے ‏ ‏ ‏ یہ چھوڑو ہند کی خواہش مدینہ کی ہوا ڈھونڈو

نہیں ہے دیر کعبہ میں نہ عرش اور لامکاں مسکن ‏ ‏ ‏ سمایا ہے وہ دل ہی میں اسکو جا بجا ڈھونڈو

عبادت کیلئے عابد ہیں زاہد زہد پر نازاں ‏ ‏ ‏ گنہگاراں امت چلکے کوئی مصطفیٰ ڈھونڈو

بہت پھاڑے گریباں حبِ دنیا دور روزہ میں ‏ ‏ ‏ غلامِ دستگیر اب دامنِ آلِ عبا ڈھونڈو

قصیدہ

اے یارِ خدا جسم سے جب روح جدا ہو
شیطاں سے بچوں پھر مرا راہ تما ہو

محبوب کی صورت کا ہو بس دلمیں تصور
آنکھوں میں محمد رہے اور لب پہ خدا ہو

ہم نزع کی سختی سے لحد سے نہ ڈریں گے
اے شاہِ اُمم آپ اگر جلوہ فزا ہو

میزان پہ اور پل پہ مدد کیجیے شاہا
پلہ جھکے یاں نیکی کا داں راہ صفا ہو

جب پیش خدا پرسش اعمال کی ٹھیرے
واں پھر شفاعت نہ کوئی آپ سوا ہو

اے دستگیر اک روز تو مرنا ہے مسلّم
جب تک ہو دل و جاں سے ادا احمد و ثنا ہو

رباعی

شہادت گر ہو یارب تو موت ایسی میسر ہو
نماز جمعہ عاشورہ کا دن سجدہ میں خم سر ہو

نظر میں دستگیر اور چشم غم میں شاہ کے تر ہو
محمد کا تصور دلمیں تیرا ذکر لب پر ہو

قصیدہ

عجیب رتبہ خدا نے دیا محمد کو
چھپایا اپنے کو ظاہر کیا محمد کو

میں جانتا ہوں وہ باہر خودی سے ہیں بیشک
جو بولتے ہیں خدایا خدا محمد کو

دکھا دیا ہے ان آنکھوں سے شان بیچونی
شب عروج میں حق نے بلا محمد کو

رکھا ہے تاج شفاعت سر مبارک پر
سب انبیا میں مفخر کیا محمد کو

بنیں گے قاسم نار و جناں قیامت میں
خدا سے ملنا جو تھا مل گیا محمد کو

انھیں کے نور سے دونوں جہاں منور ہیں
پیمبروں میں کیا بادشاہ محمد کو

فرشتے کہتے ہیں امت کی فکر کے قرباں
نہ چین قبر میں اب تک ملا محمد کو

جو پہنچیں روضے پہ رو کر حسین کے غم کا
کبھی سنائیں گے ہم مرثیہ محمد کو

صبا گزر ہو مدینہ میں وقت جاں سوز
یہ دستگیر کا قصہ سنا محمد کو

قصیدہ

کیا کریں خلد بریں کی آرزو
سر میں ہے اس سرزمیں کی آرزو

مار ڈالی روضۂ اقدس کی دید
رہ گئی دل میں مکیں کی آرزو

ایک تجلی میں جلائے طور کو
تیری چشم سرمگیں کی آرزو

کی ہے بدتر زیست اب تو مرگ سے
رحمۃ للعالمیں کی آرزو

تیرا مدفن دیکھ اے نور خدا
آسماں کو ہے زمیں کی آرزو

جان چلی ہے جان جاں کے ہجر میں
رہ گئی جاں آفریں کی آرزو

سن چکے ہیں شہرہ حسن ملیح — اب نہیں ہے انگبیں کی آرزو
کی پریشاں حوروں کو فردوس میں — تیرے زلف عنبریں کی آرزو
آجتک بھی موسی و عیسی کو ہے — آپکے دین متیں کی آرزو
شام کرتا ہے وہ گیسو کا خیال — صبح کرتی ہے جبیں کی آرزو
دو جہاں میں بس غلام دستگیر — اس شفیع المذنبیں کی آرزو

رباعی

اے دستگیر دل کا یہ مطلب حصول ہو — کہلاتا ہوں غلام غلامی قبول ہو
بر آئیں کیوں نہ مطلب دارین آپسے — اولاد ہو بتول کی آل رسول ہو

قصیدہ

مبتلا دل ہے کسی ابرو خمدار کے ساتھ — دم بدم زیست کٹی جاتی ہے تلوار کیساتھ
کیسی غفاری ہو معلوم تری رب غفور — تو جو بدلا کرے اس عاصی گنہگار کیساتھ
سوئیں گے جاکے اندھیرے میں اکیلے جسدم — گور کیا کیا نہ کریگی ہے خطاوار کیساتھ
سہل کیونکر نہ ہو مومن کا حساب محشر — جب محمد رہیں ہر ایک گنہگار کیساتھ

مار ڈالا مرض عشق خیبر لوٹا ہا
رات ہجور و نجی کٹتی ہے تپ حار کیساتھ

کون دوزخ میں لیے جاتا ہے دیکھیں واللہ
ہم تو لپٹے رہیں گے دامن سرکار کیساتھ

حب احمد رہے دنیا میں خدایا ہردم
حشر بھی ہووے مرا احمد مختار کیساتھ

نوح و آدم وہاں ہمراہ رہیں جن کے
ہم بھی پہونچیں گے اسی قافلہ سالار کیساتھ

عشق دندان مبارک میں یہ ابر تسیاں
کیا مقابل ہو مرے چشم گہر بار کیساتھ

دستگیر آرزو رکھتا ہے شہ ہر دو سرا
روح تن سے ہو جدا غیرت دیدار کیساتھ

قصیدہ

مدینہ ہے ادب سے ہو کلام آہستہ آہستہ
کلام آہستہ آہستہ سلام آہستہ آہستہ

ملایک سر جھکا دیتے ہیں دہلیز مبارک پر
جہاں جبریل کا ہے اہتمام آہستہ آہستہ

نہیں چل سکتے ہیں یہاں ہوا سے بھی جب سرعت سے
صبا آہستہ آہستہ تو شام آہستہ آہستہ

لگا دے سر تو پہلے چلکے دہلیز مبارک پر
تیرا ہو جائیگا ابدل قیام آہستہ آہستہ

زباں سے گر نہ بولا جائے ضعف نزع میں کلمہ
دل و جاں سے محمد کا لو نام آہستہ آہستہ

شفیع حشر اک دن وہ بھی ہوگا جلد ہیں عاصی
چلیں حضرت کے پیچھے شاد کام آہستہ آہستہ

غلام دستگیر اپنی مدینہ بھیج یہ عرضی
کہ حاضر ہے سے ہوتا ہے غلام آہستہ آہستہ

قصیدہ

دل ہے کئی دن سے مرا بیمار مدینہ
دکھلا دے خدایا کہیں دیدار مدینہ

غیرت دہِ طوبیٰ ہیں سب اشجار مدینہ
اور رشکِ گلستان جناں خار مدینہ

انسان تو کیا کہتے ہیں یہ جملہ عوالم
مختار خدائی کے ہیں مختار مدینہ

حوروں کی تمنا ہے کہ فردوس کو چھوڑیں
ہاتھ آئے اگر تختۂ گلزار مدینہ

میدان قیامت میں بڑھینگے نہ اولوالعزم
جب تک نہ رہیں سامنے سالار مدینہ

ہاں عاصیو لے جنس گنہ پہونچو بہر طور
سرگرم شفاعت کا ہے بازار مدینہ

منصور نہ رکھتا کبھی سر دار پہ اپنا
ہوتی نہ اگر ہمتِ سردار مدینہ

پھیلائے محبّو چلو دامان دعا کو
الطاف سے معمور ہے دربار مدینہ

ہے شوق جبیں سائی کا ہر ایک نبی کو
خالق جو ہوا طالب دیدار مدینہ

کعبے کی قسم بوسہ نہ لوں سنگ سیہ کا
ہاتھ آئے اگر سنگ در یار مدینہ

موسیٰ کو نہ ہوتا شرر طور کا سودا
آتا جو نظر جلوۂ رخسار مدینہ

اس دستگیر آثم کی صبا خاک اڑا کر
لے جا کے چھڑک دے پس دیوار مدینہ

قصیدہ

ضیاءِ عرش الٰہی ہے شان بیت اللہ / فروغِ کرسیٔ حق آستان بیت اللہ

یہیں لامکاں کو بھی اللہ کا گھر نہ بولوں گا / مگر یہ مکہ ہے بیشک مکان بیت اللہ

وہ افتخار ملے گا کبھی نہ رضواں کو / شرف جو رکھتا ہے سرداریاں بیت اللہ

یقین کرکے جو دیکھو ہر ایک مومن کے / خدا نے دل میں بنایا نشان بیت اللہ

عیاں الم ترَ سے ہے کہ بن گیا ماکول / جو ابرہا نے کیا امتحان بیت اللہ

زمین مکہ کی ساتوں جناں سے افضل ہے / بلند عرش سے ہے آستان بیت اللہ

کمال انس تھا ہجرت کی رات روتے تھے / رسول پاک ہیں بس رتبہ دان بیت اللہ

مجھے جو چاہو سو کہہ لو فقط یہ غالب ہے / مگر مدینہ میں ہے دیکھو جان بیت اللہ

خدا کے نور سے دیوار و در منور ہیں / یہ دستگیر کرے کیا بیان بیت اللہ

قصیدہ

نورِ الٰہی جلوہ نما ہے الحمد للہ الحمد للہ / شانِ محمد شان خدا ہے الحمد للہ الحمد للہ

حضرت کا روضہ حق کی ہے قدرت کعبہ کی عظمت اسکی ہے / یہ کب جدا ہے وہ کب جدا ہے الحمد للہ الحمد للہ

اسکی حدیثیں آئی ہیں اکثر سرداراست محبوب داور / مرقد میں زندہ رونق فزا ہے الحمد للہ الحمد للہ

پڑھ لو سلام اور کر لو زیارت سنتے ہیں سب کی ختم رسالت / ظاہر میں ہم سے پردا ہوا ہے الحمد للہ الحمد للہ

یہ مخزن ہے اے شاہ والا کہتی ہے خلقت عاصی کو دکھلا | یہ دستگیر اس در کا گدا ہے الحمد اللہ الحمد اللہ

قصیدہ

جس دل میں کہ حب شہ ذیشان ہے واللہ | ایمان ہے ایمان ہے ایمان ہے واللہ
تفسیر میں آیا ہے رخ سید کونین | قرآن ہے قرآن ہے قرآن ہے واللہ
توحید کے جامے میں کہا احمد بے میم | کیا شان ہے کیا شان ہے کیا شان ہے واللہ
اصحاب سے یا آل نبی سے ہو جسے بغض | شیطان ہے شیطان ہے شیطان ہے واللہ
اس امت مرحومہ پہ افضال الٰہی | ہر آن ہے ہر آن ہے ہر آن ہے واللہ
گر لیوے پیمبر کے خلاف اور کوئی راہ | نقصان ہے نقصان ہے نقصان ہے واللہ
گلزار دو عالم میں اسی نور خدا کا | فیضان ہے فیضان ہے فیضان ہے واللہ
ہوتا ہے جو اس ہستی موہوم پہ مغرور | نادان ہے نادان ہے نادان ہے واللہ
آتا ہے جو اس سمت سے اس دار فنا میں | مہمان ہے مہمان ہے مہمان ہے واللہ
بارش نہیں آنکھوں سے میرے ہجر نبی میں | طوفان ہے طوفان ہے طوفان ہے واللہ
یہ تیرے قصیدے نہیں اے دستگیر آثم | عرفان ہے عرفان ہے عرفان ہے واللہ

قصیدہ

ردیف (ی)

دل گر کسی کا عشق نبی میں گداز ہے / کلمہ وہی ہے حج وہی روزہ نماز ہے

سب مرسلوں سے عاصیونکو کچھ غرض نہیں / اپنا نبی رحیم ہے بندہ نواز ہے

سوچا بہت پر اس کا معما کھلا نہیں / احمد میں اور احد میں جو پوشیدہ راز ہے

او ناخدائے کشتی عصیاں سنبھال لے / بحر گنہ میں غرق ہمارا جہاز ہے

یارب میری خطا کو نہ دیکھ اپنا لطف رکھ / عاجز ہوں میں غریب ہوں تو بے نیاز ہے

بے توشہ ہوں عدم کے سفر میں محمدا / گٹھری گنہ کی سر پہ ہے منزل دراز ہے

کس فکر میں ہے زیست دو روزہ ہے دستگیر / عشق نبی حقیقی ہے باقی مجاز ہے

قصیدہ

چشم نبی کی چاہ میں جو دل قتیل ہے / کوثر ہے اس کے واسطے اور سلسبیل ہے

امت کو مصطفیٰ کے ہے کیا ڈر صراط کا / پاؤں کے نیچے ان کے پر جبرئیل ہے

قرآں گواہی دے چکا بخشش کی عاصیو / لاتقنطو کی حشر میں کافی دلیل ہے

بے فکر ہیں وہ خوف سے قہر اور حشر کے / جن کے لئے شفیع قیامت کفیل ہے

واں خاکسار آگے ہیں پیچھے ہیں اغنیا / اس کو برا نہ سمجھو یہاں جو ذلیل ہے

عقبیٰ کی فکر چاہیئے انساں کو ہر گھڑی
دنیا کی زندگی کا بکھیڑا قلیل ہے

یا شہ کبھی تو لیجیو خبر دستگیر کی
اب تو بہت گنہ کے مرض سے علیل ہے

قصیدہ

دم لبوں پر سحر میں اے بادشا آنیکو ہے
یا محمد تا کجے فرقت قضا آنے کو ہے

دھوم تھی حوریں آگے بڑھکے چومیں گے قدم
ہے شب معراج محبوب خدا آنیکو ہے

شور ہو گا حشر میں آنکھیں کریں سب اپنی وا
اب سواری جناب سیّد آنے کو ہے

ہو چکا نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ کا دور
صورت احمد میں نور کبریا آنیکو ہے

وائے اے شوق مدینہ نوجوانی بھی چلی
اب ضعیفی اے مرے یار خدا آنیکو ہے

بال حوروں کے بچھینگے جناں میں دھوم دھام
بوئے گل تیرے سے لے باد صبا آنیکو ہے

گرمی محشر میں حضرت سے کہیں گے جبرئیل
یا نبی آدم بھی اب زیر لوا آنیکو ہے

حکم حق ہوگا نکالو عاصیوں کو نار سے
سرد ہو جائے گی دوزخ مصطفیٰ آنیکو ہے

وقت فتح مکہ کعبے میں بتوں کا تھا یہ شور
روح قالب میں نہیں شیر خدا آنیکو ہے

نعت لکھتا چاہیئے اے غلام دستگیر
آل احمد کی طرف سے مرحبا آنیکو ہے

قصیدہ

رشکِ فردوس جناں کوئے نبی — موجبِ راحتِ جاں کوئے نبی

سجدہ گاہِ ملک و جن و انس — نورِ حق جانِ جہاں کوئے نبی

خواب میں کوئی سنا دے مژدہ — کھول آنکھیں ہے یہاں کوئے نبی

تابعِ نفس گرفتارِ بلا — ہم کہاں اور کہاں کوئے نبی

ساتوں جنت سے بھی افضل اکمل — ہے عیاں راجہ بیاں کوئے نبی

بالیقیں روزِ ازل سے عاصی — سمجھے ہیں دارِ اماں کوئے نبی

دستگیر آئے جو وہاں یارے شفا — مرہم زخمی دلاں کوئے نبی

قصیدہ

نعتِ جنابِ شاہ ہدا کس سے ہو سکے — اُنکی ثنا بغیر خدا کس سے ہو سکے

فرماتے تھے کلیم تجلی بے حجاب — یہ دید جز حبیبِ خدا کس سے ہو سکے

کونین میں ہے نامِ نبی نامِ حق کیساتھ — جس کو خدا ملا یا جدا کس سے ہو سکے

قرآن بھی انہیں کے صفت کی کتاب ہے — حق کے سوا انہی کی ثنا کس سے ہو سکے

عالم بھی ہے مظہرِ حق کے سمجھنے کا — پہچان اس کی بعد فنا کس سے ہو سکے

پرتو انھیں کے نور کا سب کائنات ہے
مدح و ثنائے خیر وراکس سے ہو سکے

کیا فکر مدحِ پاک میں کرتا ہے دستگیر
عاجز ملک ہیں وصف اداکس سے ہو سکے

قصیدہ

ہم مدینے میں اگر رہتے تو کیا کیا کرتے
کچھ نہ کرتے تو جپ اس روضہ کو دیکھا کرتے

قبۂ پاک کا دن رات نظارہ کرتے
دل وہاں جالی پہ اس شاہ کے صدقا کرتے

سر جھکا دیتے کبھی بارگراں سے رو کر
رو بہ قبلہ کبھی سجدے کا بہانہ کرتے

منبر اور روضہ کے ہے بیچ ریاض جنت
اس میں پڑتے ہو قرآں کبھی بیٹھا کرتے

باب جبریل کبھی دیکھ کے ہوتے گریاں
باب رحمت میں کھڑے حرم پہ رویا کرتے

بھیجتے سرور عالم پہ کبھی دل سے سلام
گاہ صدیق و عمر دونوں کا مجرا کرتے

ملتے آنکھوں کو کبھی زینہ شاہ دیں پہ
خاک واں کی کبھی آنکھونکا سرمہ کرتے

حلقوںنسے جالی کے آنکھوںنسے لگاتے حلقے
ندیاں اشکِ ندامت کے بہایا کرتے

دل سے پڑھتے کبھی خاتون قیامت کا سلام
غم حسین ابن علی کا کبھی برپا کرتے

آب شیریں کا کنواں روبرو روضہ کے جو ہے
جرم کی پیاس وہ پانی سے بجھایا کرتے

ریت کا صحن حرم کے کبھی کرتے بستر
باغ زہرہ کو کبھی رو رو کے دیکھا کرتے

دیکھ لیتے کبھی آنکھوں سے بقیع جنت
واں ہر اک قبّے پہ حسرت سے تماشا کرتے

اہل بیت نبوی کا جو ہے گنبد پر نور
جان و ایمان کو وہ دہلیز کا صدقہ کرتے

سرنگوں دیکھتے ازواج نبی کا قبّہ
دور سے پڑھتے سلام آنکھو نہ پردا کرتے

اور جس قبّے میں ہیں دفن بنات احمد
واں کھڑے رہ کے بس آہ واہ سے مجرا کرتے

گاہ روتے ہوئے صحرائے اُحد میں جا کر
جان دندان مبارک پہ سے صدقا کرتے

فخر سے پڑھتے وہاں سارے شہیدوں پہ سلام
پھولوں سے روضہ حمزا کو بسایا کرتے

خاک صحرا کو جہاں خاک شفا کہتے ہیں
دفع عصیاں کے مرض کیلیئے لوٹا کرتے

یہ لقب اپنا نہ ہندی کوئی باقی رہتا
ہمکو واں سب مدنی کہکے بلایا کرتے

دیکھ آتے کبھی آنکھوں سے قبا کی مسجد
قبلتیں اپنا کبھی قبلہ و کعبہ کرتے

اور کیا عاجزوں سے اس کے سوا ہو سکتا
مختصر نذر درود آپ کی بھیجا کرتے

رات دن رکھتے اسی روضے منور کا خیال
خواب میں دولت دیدار کو لوٹا کرتے

دستگیر آپ بھی واں رہتی تو سب سے ہو الگ
ٹکٹکی باندہ کے اس روضہ کو دیکھا کرتے

قصیدہ

قرب مدینہ راہ میں پیرو جواں رہے
ہند و دکن میں روتے ہمیں ناتواں رہے

ہے کون بیکسوں کا جو پہنچائے حال زار
محبوبِ حق وہاں رہے عاصی یہاں رہے

مکے سے ہو کے قافلہ سب کوچ کر گیا
یا شاہ یہ غریب پس کارواں رہے

عالم برا کہے جسے در سے نکال دے
کوچے میں آپ کے نہ رہے تو کہاں رہے

احمد کی بد نظر سے بچا حافظا اسے
شاداب باغ شاہ امم جاوداں رہے

کیا ہم نہ سمجھیں عرش خدا سے بزرگ تر
جس سرزمیں پہ روضہ جان جہاں رہے

شغل اور ذکر سارے بکھیڑے ہیں دستگیر
روئے رسول میں ہو فنا جاوداں رہے

قصیدہ

ہزاروں عاشق گئے جہاں سے دل و جگر کو جلا جلا کے
قدوم والا نظر نہ آئے سدھارے صدمے اٹھا اٹھا کے

کبھی تو لیجئے خبر شہ دیں اسی تمنا میں کر کے نالے
بتائے ہجر میں غم جدائی میں اشک خونی بہا بہا کے

کفن کا احرام کر چکے ہیں صدائے لبیک قلب میں ہے
نہ کھینچ کعبے طرف معلم یہ مارے ہیں زلف مصطفیٰ کے

اجل کی تلاش کر رہے ہیں ہزاروں عشاق مدتوں سے
وہ قابض روح بھاگتا ہے منہ اپنا اس سے چھپا چھپا کے

جو یاد حضرت میں جاگتے تھے فغان و فریاد کر کے سر شب
لحد میں بےفکر ایسے سو گئے فرشتے جگا جگا کے

اگر پہنچنا ہو تیرا قاصد حضور اقدس کی بارگہ میں
سر اپنا زینے پہ رکھ کے رونا یہ میری عرضی سنا سنا کے

جلے ہوؤں کو نار دوزخ جلائے کیا دستگیر اسکو
ہے شعلہ عشق رخ کے احمد نے مار ڈالا جلا جلا کے

قصیدہ

مدح دن رات جو اس احمد مختار کی ہے
ہاں برش نوک قلم میں مرے تلوار کی ہے

نزع میں بھی ہے مدینے کا تصور مجھکو
روبرو آنکھوں کے تصویر مرے یار کی ہے

حشر کے معرکے میں ہوگا یہ حکم باری تو
ہاں خبردار یہ امت شہ ابرار کی ہے

شغل قوسین میں دل اور جگر میں ٹکڑے
کیا ہے الفت مجھے اس ابرو خمدار کی ہے

غربت و فاقہ کشی پیٹ سے پتھر کسنا
خاص عادت یہ محبوب میرے سرکار کی ہے

عرض یہ کوئی خدا کے لئے حضرت سے کریں
حالت اب غیر حضور آپکے بیمار کی ہے

یا نبی آپ سوا کون سبکدوش کرے
فکر عاصی کو بہت جرم گرانبار کی ہے

عفو فرماتے ہیں لاکھوں ہی غلاموں کی خطا
اس خطاپوشی کی عادت اسی ستار کی ہے

دستگیر آثم خستہ کو یہ بھولیں اس دن
عرض یا شافع محشر یہ گنہگار کی ہے

قصیدہ

عشاق سارے فضل خدا سے چلے گئے
دیدار مصطفی کے بھی پیاسے چلے گئے

طالع تھا جنکا نیک مدینے میں جا رہے
ہندو دکن کے کرب و بلا سے چلے گئے

بندے پہ رنج و غم اسی دنیائے دوں میں ہے
اچھے ہیں وہ جو دار فنا سے چلے گئے

یاں ہم تڑپتے رہگئے دنیا سنوارتے
جنکو بلائے فضلِ خدا سے چلے گئے

حضرت بھی عاشقوں کو مدینے میں رکھتے ہیں
واپس ہوئے جو یاں سے ریا سے چلے گئے

بلوا لو جلد شہر مدینہ محمدا
ہمسایہ میرے آہ و بکا سے چلے گئے

پیغمبر دل کو بھی شب معراج وجد تھا
محبوب رب اک ایسی ادا سے چلے گئے

عزت رہی تو کیا مدنی مل گیا خطاب
اچھے ہے جو صبر و رضا سے آئے چلے گئے

کیا دستگیر خوف عدم کے سفر سے ہے
ایسے نبی کے پیارے نواسے چلے گئے

قصیدہ

غلاموں کی لاج اب نبھاتے بنیگی
بُرے ہیں اچھے نبانے بنے گی

کہاں چھوڑتے ہیں گنہگار دامن
میاں کل کے دن بخشواتے بنے گی

کہیں کیا نکیرین کو ہم لحد میں
حضور آپ تشریف لاتے بنے گی

نہ نکلے گی جاں آپ جب تک نہ آئیں
وہ روئے منور دکھاتے بنے گی

سیہ کار دنیا ہوں عقبیٰ کا مجرم
یہاں بھی وہاں بھی بچاتے بنے گی

ہیں سنگیں گناہوں کے اعمال نامے
جناب آپ ہی کو تلاتے بنے گی

پھسلتے ہیں پل پر قدم عاصیوں کے
رسول خدا واں بچاتے بنے گی

فرشتے جہنم کے کھینچیں گے جس دم
نبی مکرم چھوڑا تے بنے گی
اگر دستگیر عشق احمد ہوا ہے
یہ فرقت کے صدمے اٹھاتے بنے گی

قصیدہ

جو دیوانے ہیں ختم المرسلیں کے
وہی بندے ہیں رب العالمیں کے
عجب رتبہ ہے نعلین نبی کا
کہ سر پہ تھیں دھریں عرش بریں کے
محمد کا گزر ہے اُس سے برتر
جہاں پر جلتے ہیں روح الامیں کے
نہیں سمجھو گے بندہ مصطفیٰ کو
اگر دیکھو گے دیدہ سے یقیں کے
ابو بکر و عمرؓ عثمان و حیدر
یہی ہیں رکن چاروں اپنے دیں کے
بحمد اللہ شامل ہوں ازل سے
غلاموں میں جناب محی الدیں کے
فلک کہتا ہے دیکھ احمد کا مدفن
بڑے ہیں عرش سے رتبے زمیں کے
خداوند اگنہ کیا کیا کئے ہیں
بھروسے پر شفیع المذنبیں کے
گنہ بخشائیے محشر میں حضرت
غلام دستگیر دل حزیں کے

قصیدہ

یاں جس کے دل میں ہوگی محبت درود کی ‌ ‌ ‌ جانے گا قدر روز قیامت درود کی

ہو کیں ادا بشر سے فضیلت درود کی ‌ ‌ ‌ کونین سے دو چند ہے قیمت درود کی

بھولو نہ مومنو کبھی عظمت درود کی ‌ ‌ ‌ لیجائیگی بہشت میں الفت درود کی

جو لوگ نام پاک پہ حضرت کے ہیں نثار ‌ ‌ ‌ ان کو نصیب ہوگی سعادت درود کی

پُر نور جن کے قلب ہیں راز آلہ سے ‌ ‌ ‌ وہ خوب جانتے ہیں حقیقت درود کی

مقبول بارگاہِ خدا ہیں درود خواں ‌ ‌ ‌ قرآں سے کم نہیں ہے فضیلت درود کی

ہے عرض دستگیر کی خالق سے بعد مرگ ‌ ‌ ‌ آوے نظر مزار میں صورت درود کی

قصیدہ

کوئی خواہان جنت ہے کوئی خواہان مولا ہے ‌ ‌ ‌ اس آشفتہ کو گیسوئے محمد کا ہی سودا ہے

خدا کا نور ہے مطلق وجود احمدی یارو ‌ ‌ ‌ مثالی ہے نہ خاکی ہے نہ وہ روح منزا ہے

معہ نعلین تھے معراج کی شب عرش اعظم پر ‌ ‌ ‌ جو رتبہ ہے محمد کا ہے پھر ایسا کس کا رتبہ ہے

حساب آخرت کی عاصیوں کو ہے پریشانی ‌ ‌ ‌ بدل دو یا نبی سب دفتر اعمال کالا ہے

خدایا روضۂ اقدس محمد کا تو دکھلا دے ‌ ‌ ‌ بہت دن سے مرے دل میں مدینے کی تمنا ہے

ملک جن و بشر قرباں نہ ہوویں کیوں شہ دیں پہ ‌ ‌ ‌ عجب نور منزا ہے کہ جو خود خالق ہی شیدا ہے

خداوندا محمد کی مجھے امت میں کر داخل
بہت دن سے یہ عیسیٰ ابن مریم کی تمنا ہے

جو ہونا ہو سو ہو آپ ہی کے آگے حشر میں شاہا
کہ جاویں روبرو حق کے کہاں یہ منہ ہمارا ہے

فرشتے آکے جب پوچھیں گے تیرا کون ہے خالق
لحد میں بھی کہونگا میں یہ بندہ مصطفیٰ کا ہے

نہ گھبرا تو گناہوں سے غلام دستگیر اپنے
وسیلہ حشر کے دن شافع روز جزا کا ہے

قصیدہ

جنت میں حق شناس کو کیسی بہار ہے
ہم عاصیوں کے واسطے اللہ یار ہے

یا رب بچائیں آپکو کس کس بلا سے ہم
میزان ہے صراط ہے دوزخ ہے نار ہے

دشت فنا میں کس کو بھروسا ہے زیست کا
اک روز مرغ دم بھی اجل کا شکار ہے

لیجا صبا اسے بھی ذرا کوئے یار تک
لے زاد و راحلہ ہے غریب الدیار ہے

ہر چند سارے خلق سے بدتر ہوں دستگیر
تیرا غلام ہوں سو بڑا افتخار ہے

قصیدہ

فنا ہو کر جو دیکھا سب جہاں اللہ ہی اللہ ہے
زمین و آسماں کون و مکاں اللہ ہی اللہ ہے

حرم اور دیر میں کیا ہے جو دیکھو چشم حق بین سے
یہاں اللہ ہی اللہ ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے

توہم اعتباری ہے وہی ہے سب ہی ہے سب — مکیں اللہ ہی اللہ ہے مکان اللہ ہی اللہ ہے

دوئی چھوڑی تو پایا ایک ہی سارے زمانیکو — خودی چھوڑی تو دیکھا سب جہاں اللہ ہی اللہ ہے

عبث ہے شادی و غم بلبلو نیرنگی گل پر — بہار اللہ ہی اللہ ہے خزاں اللہ ہی اللہ ہے

ہویدا ہے ہو الظاہر ہو الباطن کے معنے سے — عیاں اللہ ہی اللہ ہے نہاں اللہ ہی اللہ ہے

تصور کیہ غلام دستگیر آنکھوں نے احمد کا — جو پوچھے کوئی تو کہدے کہ ہاں اللہ ہی اللہ ہے

قصیدہ

خیال مصطفوی میں جو آئینہ دل ہے — خدا کی دید یہ عالم میں مجھکو حاصل ہے

شب عروج یہ فرماتے تھے رسول کریم — جو لطف خاص ہے وہ لطف آج حاصل ہے

رفیقو میرے تڑپنے کا کچھ نہ پوچھو حال — یہ دل نگاہ شفیع امم کا گھائل ہے

پناہ لے چلو محشر میں نام احمد کی — ہماری عرض سنے گا خدا بھی عادل ہے

قسم خدا کی رسول خدا بھی ہے بے مثل — اوتارا ہے کف پا کا جو ماہ کامل ہے

کہیگا حشر میں دوزخ کہ مجھ میں آ پہلے — ارے نبی کے نواسے کا کون قاتل ہے

کبھی تو چشم ترحم ہو دستگیر یہ بھی — عیاں ہے آپ کو جو اس کا مطلب دل ہے

قصیدہ

ایک پل میں حل ہوں مشکلیں سب خاص و عام کی
برکت ہے ایسی مومنو احمد کے نام کی

پہنچے جو عرش پر ستہ والا شب عروج
سب مرسلوں میں دھوم مچی السلام کی

مد نظر ہیں بس رخ و گیسوئے مصطفیٰ
واللہ مجھکو فکر نہیں صبح و شام کی

زہرا و مرتضیٰ کا یہ روزوں میں عرس ہے
اس واسطے بزرگی ہے ماہ صیام کی

جو مصطفیٰ کہیں وہی حکم الہ ہے
ہم کو سند بڑی ہے خدا کے کلام کی

ہے دستگیر کی یہ دعا روز حشر تک
قایم رہے الٰہی ریاست نظام کی

قصیدہ

تسکین ہو کیونکہ مدحت خیر انام سے
آقا کا وصف ہو نہیں سکتا غلام سے

واللہ رشک حور ہیں کف پائے مصطفیٰ
باور نہیں تو پوچھ لو ماہ تمام سے

حضرت کا بھی کلام کلام الہ ہے
معلوم ہو گیا ہمیں حق کے کلام سے

کعبے کو پھر مدینے سے ہرگز خدا نہ لائے
وہ گھر مجھے عزیز ہے بیت الحرام سے

پڑھ کر درود کہتے تھے آدم ہزار شکر
مشکل ہماری حل ہوئی احمد کے نام سے

ہوئے نصیب شربت دیدار مرتضیٰ
کیا کام دستگیر کو کوثر کے جام سے

قصیدہ

عجب پرنور کعبے کی زمیں ہے
جسے دیکھو تو لیس ملتا جبیں ہے

فلک پر عظمتِ عرشِ بریں ہے
قسم حق کی یہ مٹی واں نہیں ہے

لبھا لیتا ہے دل کو عاشقوں کے
سیہ پوشی میں کس درجہ حسیں ہے

طوافِ کعبہ حضرت کی زیارت
یہی اسلام اپنا اور یہ دیں ہے

ہمارے ساتھ خود حج میں ہیں موجود
مدینے میں ہی کچھ وہ شہ نہیں ہے

قبول اب حج نہ ہو کیوں کر ہمارا
وسیلہ رحمۃٌ للعالمیں ہے

غلام دستگیر اب فکر مت کرو
شفاعت کو شفیع المذنبیں ہے

قصیدہ

خلیل اللہ نے مکے میں کعبے کی بنا کی ہے
جو عظمت اسکی کرتے ہیں وہ حکم کبریا کی ہے

رسول اللہ اور اصحاب ہاتھوں سے بنائے ہیں
مدینے کے حرم میں جو کہ مسجد مصطفی کی ہے

جو ہے فرق اسمیں اور اسمیں سمجھو جان لو اسکو
یہ ابراہیم کا کعبہ وہ مسجد مصطفی کی ہے

کہیں ہم فرق دادا اور پوتے کی عمارت کا
وہ تجویز ابتدا کی ہے یہ تجویز انتہا کی ہے

غلام دستگیر اب بحث کرنی اسمیں بے جا ہے
وہ کعبہ بھی خدا کا ہے وہ مسجد بھی خدا کی ہے

قصیدہ

کلام اللہ سے ثابت ہوئی کعبے کی عظمت ہے
شرف اسکو نہ ہو کیونکر یہ بیت رب عزت ہے

ذبیح اللہ نے سر رکھدیا ہے عجز سے جس جا
ہمیں گردن جھکانی فرض ہے واں یہی سنت حبیب ہے

رسول اللہ کرتے تھے طواف اس بیت کا اکثر
کریں ہم بھی طواف اسکا تو خالق کی عنایت ہے

نبی اور آل اطہر اور صحابہ جس کو چومے ہیں
وہاں لب اپنے پہونچے لاکھ اب شکر نعمت ہے

سر انکو کھولکر روتے ہوئے گردن کو خم کرکے
گنہگار و چلے آؤ یہ بے شک باب رحمت ہے

کیا تھا ایکدن حضرت نے خالق سے یہ معروضہ
مدینے میں ہیں مدفن جنکے کیا انکی حقیقت ہے

جواب آیا مدینے میں مسلمان دفن ہیں جتنے
سبب سے آپکے بس واسطے ان سب کے فرحت ہے

یہ کی پھر عرض بیت اللہ میں مرقد ہیں جن جنکے
بھلا انکے لیے کیا کیا تری درگہ سے نعمت ہے

ہوا ارشاد ہمسائے کے اپنے آپ پوچھے تھے
جواب اسکا ملا بس واسطے ان سب کے راحت ہے

مرے ہمسائے کا حال اے محمد پوچھتے کیوں ہو
جواب اسکا نہیں گے ہم جو انکے حق میں بہتر ہے

غلام دستگیر اب سر سے چل مکے مدینے کو
یہاں بھی باب رحمت ہے وہاں بھی باب رحمت ہے

قصیدہ

بار جلوہ ترا اور حسن و ضیا باقی ہے
خاک سے میری ذرا دیکھ کہ کیا باقی ہے

میں کہاں اب وہ رہا مٹ گئی ہستی میری	کچھ نہیں باقی فقط نام خدا باقی ہے
چار عنصر سے کیا عشق کی سوزش نے جدا	جاں سراسر ہوں کہاں رنگ صفا باقی ہے
کر چکا یار کی تصویر میں اپنے کو فنا	مر چکے مر چکے اک نام قضا باقی ہے
لاکھوں عشاق کو کشتہ کیا پامال کیا	یار کو میرے ابھی شوق حنا باقی ہے
مر مٹے خاک ہوئے داغ الست نہ گیا	مولوی کہتے ہیں اک اور بلا باقی ہے
دستگیر ان دنوں ناکارہ اگر جرم سے ہے	غوث کے فضل سے اک دست شفا باقی ہے

قصیدہ

مسلمانی اگر پوچھو محبت مصطفیٰ کی ہے	خدا کی عین طاعت ہے جو طاعت مصطفیٰ کی ہے
خدا کو سونپ دیتے ہیں عمل جنکے کہ ہیں اچھے	بروں کو آپ لیتے ہیں یہ عادت مصطفیٰ کی ہے
شفاعت کیلئے من زار قبری سے ہوا ثابت	مقدم سارے شغلوں سے زیارت مصطفیٰ کی ہے
اشد کافر ہزاروں اک نظر میں بنگئے مومن	ہے بیشک فیض ربانی جو صحبت مصطفیٰ کی ہے
تولد آپ ہوتے ہی ہوا کسریٰ کا تخت اوندھا	سلاطیں کانپ اٹھے سارے یہ ہیبت مصطفیٰ کی ہے
سبھی کو بخشوا لیجائے گا روز حشر جنت میں	گنہگار اک نہ چھوڑیگا یہ نیت مصطفیٰ کی ہے
ابوجہل اشد اندھا کہاں دیکھا محمد کو	جو صدیقؓ نے دیکھی ہے وہ صورت مصطفیٰ کی ہے

غلامِ دستگیر اکثر لکھا کر نعتِ پیغمبر
خدا کا حمد ہے بیشک جو مدحت مصطفیٰ کی ہے

قصیدہ

روئے رسول پاک کا جس کو خیال ہے
واللہ اس کے آگے خدا کا جمال ہے

دامن پسارے آئے ہیں بھر دیجے یا رسول
کیا مانگیں ہم فقیر کی صورت سوال ہے

طاعت کہاں جو پیش کریں یا شہِ امم
شرمندگی ہے جرم ہے اور انفعال ہے

کچھ سلسلہ رہائی کا جلدی ہو پیدا
الجھا ہوا گنہ میں ہر ایک بال بال ہے

ہے زندگی ہماری بس اب اس امید پر
حضرت کو عاصیوں کا بہت کچھ خیال ہے

ہو شاہِ دیں شفا کی نظر دستگیر پر
بیمار ہی گنہ سے بہت خستہ حال ہے

قصیدہ

سب تبرک لیچلے اجر زیارت لے چلے
ہم فقط اس یار کی آنکھوں میں صورت لے چلے

روح پروانہ ہے جسم کے فانوس پر
ہم جو روشن سینے میں وہ شمع تربت لے چلے

کب چلے روضے سے ہم خالی رسول اللہ کے
دلمیں سینے میں جگر میں داغ حسرت لے چلے

ہے کشش معشوق و عاشق میں برابر عشق کی
لیچلے حضرت کو ہم اور ہمکو حضرت لے چلے

پوچھتے ہیں لوگ کیا لیجاتے ہو نذر حضور
روکے ہم کہتے ہیں ہاں اشک ندامت لے چلے

بیچ ڈالے جنس ناکارہ حضور مصطفےٰ
معصیت لے آئے تھے نقد شفاعت لے چلے

دل نہیں ہے جاں نہیں ہے روح اور ایماں نہیں
گو بظاہر آپ کے کچھ دان کی رخصت لے چلے

یہ بہت اچھا کیے حاجی غلام دستگیر
رحمت عالم کے صدقے میں جو رحمت لے چلے

قصیدہ

بلا میم احمد لقب آپ کا ہے
بلا عین نام عرب آپ کا ہے

نہیں فخر کرتا ہے ہم پہ جو خالق
رسول خدا یہ سبب آپ کا ہے

فقط نور مطلق ہے ذات مطہر
بظاہر قریشی لقب آپ کا ہے

کسی اور مرسل کو ہرگز نہ آیا
شفیع قیامت جو منصب آپکا ہے

خدا سے بھی واصل ہو ندا کے شامل
یہ برزخ محمد محب آپکا ہے

وہاں دستگیر آتی ہے روح اطہر
بیان جس جگہ با ادب آپکا ہے

قصیدہ تصنیف محمد قطب الدین ابن حکیم غلام دستگیر صاحب قبلہ

دل سے ہو جس کو عشق رسول کریم سے
اس کو نہیں ہے خوف عذاب الیم سے

اللہ ہے گواہ کہ جز حب اہل بیت | کچھ اور میں نہ مانگوں خدائے علیم سے
اللہ کے حبیب کا دروازہ بس مجھے | کیا کام ہے خلیل و مسیح و کلیم سے
جھونکا کبھی مدینے کے گلشن سے لا ادھر | ہر صبح یہ گلا رہا بادِ نسیم سے
ہر اک بلا سے یا شہ دیں قطب دین کو | دارین میں بچائیے فیض عمیم سے

قصیدہ

پھنسا ہوں نفس کے پنجے میں شفقت سے چھڑا لیجے | گرفتار بلا ہوں یا رسول اللہ بچا لیجے
بہت در در پھرے ذلت اٹھائی نفس کے ہاتھوں | محبت اپنی دیکر دل کو دنیا سے اٹھا لیجے
ہجوم معصیت کی آگ نے بھڑکایا دل اور جاں | بس اب سایہ میں اپنے یا محمد مصطفیٰ لیجے
غبار اس کوچہ اقدس کا ان مژگاں سے جھاڑو نکا | بہت دل تنگ ہوں شاہا مدینے میں بلا لیجے
خوشی محشر میں یہ ہوگی جو رو کر ہم پکاریں گے | گنہگاروں کا حجرا آج محبوب خدا لیجے
تصور ہو رہا ہے زلف پیچان محمد کا | الجھ کر دل یہ کہتا ہے کہ سنبل آج کھا لیجے
غلام دستگیر اب بار عصیاں لے کدھر جاوے | برا ہوں امتی ہوں آپ رحمت سے نبھا لیجے

قصیدہ

جب بنا شوکت شائستہ ذیشان ہووے
میرے جلسے کیلئے تخت سلیماں ہووے

کوئی شب وہ شہ شاہاں مرا مہماں ہووے
اور جبریل ملایک لئے درباں ہووے

لب کو دوں لعل سے اس ماہ کے کیونکر تشبیہ
جسکی نعلین کی پرتو میں بدخشاں ہووے

آلِ اطہر پہ محمد کے کروں گا قرباں
کوئی دن کا مل الٰہی مرا ایماں ہووے

بوئے سیب ذقنِ احمد مرسل ہمیں بس
یوسف مصری اسیر چہ کنعاں ہووے

جس کے سر میں نہ ہو سودائے مدینے کا جنوں
گلشن عالم ہستی اسے زنداں ہووے

ہم گنہگاروں کو جب حشر میں لاویں یارب
ہاتھ میں حضرت شبیر کا داماں ہووے

دلمیں کچھ اور نہیں عاصیوں کے اس کے سوا
حامی روز جزا شافع عصیاں ہووے

دستگیر ایسا ہے اعجاز قصیدوں میں تیرے
سن لے کافر بھی تو اکبار مسلماں ہووے

قصیدہ

پہنچاوے حق جو روضہ انور کے سامنے
کریں گے عرض حال پیمبر کے سامنے

فیصل ہو عاصیوں کا یہیں آپ ہی کے روبرو
کیا رو سیاہ جائیں گے داور کے سامنے

محشر کی العطش میں مدد کیجیے یا علی
پیاسے رہیں غلام نہ کوثر کے سامنے

رخ کا جلال دیکھ کے دو ٹکڑے ہو گیا
جب چاند آ گیا مرے سرور کے سامنے

چمکا دوں تار شعلۂ سحر رسول سے | برق آوے میرے گر دل مضطر کے سامنے
نبیوں کا یوں فروغ تھا حضرت کے روبرو | تاروں کی جوں ضیا مہ انور کے سامنے
دنیا کی حرص دین کی خواہش تھی دستگیر | تدبیر نہ آئی مقدر کے سامنے

قصیدہ

پستی ہے عرش کو ترے روضے کے سامنے | کھا کر قسم کہوں گا میں کعبے کے سامنے
آتا ہے دل میں یہ کسی عارف سے پوچھنا | کلے کو کیا بڑھاؤں مدینے کے سامنے
ظاہر میں فرق ہے یہ خدا اور رسول میں | پردے کے پیچھے وہ ہے یہ پردے کے سامنے
پرتو پڑا ہے جب سے شہ کائنات کا | سجدہ میں ہیں ہما میرے سائے کے سامنے
حکم نبی ہوا جو امامت کے واسطے | صدیق رو رہے تھے مصلے کے سامنے
کہتا ہے یہ غریب درِ دستگیر کا | پڑھنا یہی ہمارے جنازے کے سامنے
کیا غم ہے دستگیر کو آسیب و ہر سے | گھر ہے میرا حضور کے بنگلے کے سامنے

قصیدہ

طاعت کے بھروسے نہ عبادت کے بھروسے | ہم جیتے ہیں حضرت کی شفاعت کے بھروسے

محشر میں نہ شرمندہ کرائے رحمت عالم
کیا کیا کیے ہیں ہم تری رحمت کے بھروسے

حضرت کی حمایت کے گنہگار ہیں مشتاق
زاہد کو مبارک ہو ریاضت کے بھروسے

خاصان خدا سیر جناں تم کو مبارک
عاصی بھی پہونچ جائینگے حضرت کے بھروسے

ہر چند بڑا دغدغہ ہے حشر کے دن کا
ہم آل نبی کی ہیں حمایت کے بھروسے

اک بار مدینے میں بلالیں اگر شہ دیں
نازاں ہوں بہت اپنی میں غربت کے بھروسے

کیوں دستگیر اب طالب عقبیٰ تو بنا ہے
مولا کی طلب چھوڑ نہ جنت کے بھروسے

قصیدہ

چلو مدینہ چلو مدینہ مزار اطہر کو دیکھ لیں گے
بحمد نزدیک ہے شاہ والا چلو پیمبر کو دیکھ لینگے

گنہ کی ہمنے جو کی ہے عادت شفاعت اکدن کرینگے حضرت
اسی بہانے ہیں روز محشر شفیع محشر کو دیکھ لینگے

رضائی گرم اور نرم توشک یہ سب بنا یہ بھول اٹکی
اگر اسی رات کھلینگی آنکھیں جو جا کے اس گھر کو دیکھ لینگے

الٰہی پہنچا دے میری عرضی بیارگاہ رسول اکرم
ضرور بلوائینگے مدینہ جو حال مضطر کو دیکھ لینگے

ہے دستگیر اب شعر اے حبیب رسول ہے محبت اور تجور
ابھی چلا جا جو دور اسکا پھر آگے کوثر کو دیکھ لینگے

قصیدہ

امید زیست ہے کم یا محمد عربی | نظر نہ آئے قدم یا محمد عربی

ہے انتظاری میں حال سقیم عاشق کا | کبھی تو ہووے کرم یا محمد عربی

بغیر دیکھے جمالِ حضور اقدس کے | نکل نہ جائے یہ دم یا محمد عربی

سہیں جدائی میں کب تک فراق کے صدمے | یہ درد و رنج و الم یا محمد عربی

نہ قاصدے نہ پیامے نہ مرغ نامہ برے | گزر رہا ہے ستم یا محمد عربی

سب اچھے جائیں حضور میں نہ ہی منہ دیکھیں | رلا رہا ہے یہ غم یا محمد عربی

جو دستگیر کی آنکھوں سے ٹپکے خون جگر | دل و جگر ہے بہم یا محمد عربی

قصیدہ

والا یہ کسکی آمد کا چمن میں آج چرچا ہے | یہ نغمہ بلبلوں میں گل نہیں پھولیں سماتا ہے

یہ مژدہ دیتے ہیں روح الامین رضوان جنت کو | جناں آراستہ ہوویں ربیع الاول آیا ہے

زمیں نورانی ہے نور قدم کے آج پرتو سے | بہارِ گلشن فردوس صحرائے مدینا ہے

یہ ہے شمس الضحیٰ جنکے سپہر ملک وحدت کا | اسی سے عالم امکاں میں رخشاں ذرّا ذرّا ہے

ہوئی ہے خاک تاباں جلوہ افروزی اس مہ کے | فلک کرتا ہے جھک جھک کر زمیں کو آج مجرا ہے

کلید معرفت ہے یا حقایق کی صرورت ہے | ہو الظاہر ہے یا یہ گنج مخفی کا معمّا ہے

دمِ عیسیٰ یدِ بیضا ہے حسنِ ماہِ کنعانی
سراپا آیۂ رحمت ہے قامت رشکِ طوبیٰ ہے

جو وحدت میں احد کو ڈھونڈتے تھے طالبِ اللہ
وہ خود ہی جلوہ افزا ہے جو پنہاں تھا ہویدا ہے

ظہورِ مژدۂ لاتقنطو ہے عاصیو بے شک
یہی ہے ساقیِ کوثر یہی بخشانے والا ہے

انہیں کی عنبریں زلفوں کا سودا انبیا کو تھا
یہی ہیں عاشقِ مولا خدا عاشق انہیں کا ہے

یہ میلادِ مبارک کی خوشی ہے بزمِ عالم میں
ہر اک مومن کا دل شادی سے گل کی طرح پھولا ہے

مقیمِ کنزِ مخفی ہے کہ ہے تقدیرِ مطلق کی
گلِ بے رنگ ہے واللہ کیا کیا رنگ لایا ہے

ملائک تہنیت خواں ہو سنو کی محفلوں میں ہیں
کرو مولود کا ساماں خوشی کا وقت آیا ہے

یہی نورِ محمد ہے خدا کے دیکھنے والو
نہ ڈھونڈو عرشِ اعظم پر ہر اک دل میں سمایا ہے

طوافِ قلب کرتا ہے غلامِ دستگیر آثم
قسم ہے ربِ کعبہ کی اسی کے گھر میں کعبہ ہے

قصیدہ

کیونکر زباں پر لا سکے معلوم ہے سو بات ہے
اور کیا نشاں بتلا سکے معلوم ہے سو بات ہے

بیچوں ہے وہ بے مثل ہے برتر گمان و وہم سے
کیوں دل میں نقشہ آ سکے معلوم ہے سو بات ہے

گم ہو تو اسکی ذات میں اور جان اسکو ہو وصال
بے اسکے کیسے پا سکے معلوم ہے سو بات ہے

ہستی اگر تیری ہٹی تو کب رہا وہ ہی رہا
یہ عقل میں کب آ سکے معلوم ہے سو بات ہے

فانی ہو تو باقی نہ باقی ہے ذات اسکی سدا | پالے اُسے گر پاسکے معلوم ہے سو بات ہے
ہو جسم دل، دل روح ہو، ہو روح میں اسکی صفت | اُس دم زباں پر لا سکے معلوم ہے سو بات ہے
کہدے غلامِ دستگیر احمد ہیں ہے شان احد | بے ان کے کیا بتلا سکے معلوم ہے سو بات ہے

قصیدہ

کونین میں احمد کا جو رتبہ اعلیٰ ہے | واللہ علیم اس کا اللہ تعالیٰ ہے
ہے معجزہ حضرت کا اعجاز خلیل اللہ | نمرود کی یہ آتش سے آپ ہی نے نکالا ہے
آدم کی خطا بخشی حضرت کے سبب حق نے | اور نوح کی کشتی کو طوفان میں سنبھالا ہے
نومید نہیں عاصی دربار الٰہی سے | محشر میں شفاعت کو شاہنشہ والا ہے
نابودی کے ظلمت میں معدوم تھا سب عالم | اے نور احد یہ سب تیرا ہی اُجالا ہے
چمکائیگا محشر میں خورشید قیامت کو | فرقت کا محمد کے جس سینے میں چھالا ہے
گھر حق کا بتاتے ہیں ارباب ظواہر سب | یہ دستگیر اس باعث مسجد ہی سنبھالا ہے

قصیدہ

کیونکر مدینہ پہونچے وسیلہ نہیں کوئی | فریاد کر رہے ہیں پہ سنتا نہیں کوئی

رویت خدا کی صاحبِ معراج کے سوا
سارے سنے ہوئے ہیں یہ دیکھا نہیں کوئی

عرش اور کرسی بارِ امانت سے ڈر گئے
انساں سوا یہ بوجھ اٹھایا نہیں کوئی

ایسے نبی کو اپنا بنائے ہیں ہم شفیع
جنہیں خدا کی ذات میں پروا نہیں کوئی

پیرانِ پیر جھنڈے کے نیچے بلائیے
گرمی حشر میں ہمیں سایا نہیں کوئی

گر حق کو ڈھونڈنا ہے تو قلبِ ولی میں ڈھونڈ
اس سے بلند عرش معلا نہیں کوئی

اکدن اکیلے سوئیں گے مرقد میں دستگیر
افسوس ہے کہ ساتھی ہمارا نہیں کوئی

قصیدہ

آج حضرت پیر سید مصطفیٰ کا عرس ہے
غوثِ اعظم محی الدیں کے دلربا کا عرس ہے

صدق دل سے لائیے تشریف بزم پاکمیں
عاشقو معشوقِ معشوقِ خدا کا عرس ہے

مصطفیٰ کا لختِ دل زہرا علی کے نورِ عین
رہبرانِ راہ دیں کے رہنما کا عرس ہے

فضلِ حق سے پیر شمس الدین تھا جن کا لقب
عارفو اس آفتابِ اولیا کا عرس ہے

صفحۂ عالم منور نورِ سبحانی سی ہے
کیوں نہ ہو محبوبِ محبوبِ خدا کا عرس ہے

عرض کرتے ہیں ملایک آج لیجا کر درود
یا محمد پیر سید مصطفیٰ کا عرس ہے

فاتحہ اخلاص سے پڑھتے ہیں سارے اولیاء
آج اقلیمِ صفا کے بادشا کا عرس ہے

تھا نیا سوداگر کا جو دریا کے طوفانوں میں جہاز ۔۔۔ یہ وہ بحرِ معرفت کے آشنا کا عرس ہے

وطیلے کی طغیانی کو جس نے ہٹایا جوش سے ۔۔۔ اس ولی نائبِ غوث الوریٰ کا عرس ہے

آج شمشیرِ الم سے ساکنِ بغداد کے ۔۔۔ کٹ رہے ہیں قلب کیسے دلربا کا عرس ہے

چاند عشرہ کا شہادت دے رہا ہے ہو قرین ۔۔۔ یہ کہ یہ آلِ شہیدِ کربلا کا عرس ہے

یہ حسن کے لختِ دل خیبر شکن کے پوتے ہیں ۔۔۔ درد مند و آؤ یاں مشکلکشا کا عرس ہے

ڈھونڈتے پھرتے ہیں حوران بہشتی ہر طرف ۔۔۔ آج کس جا پیر سید مصطفےٰ کا عرس ہے

خوفِ عقبیٰ ہو اگر ہو شر نگیں روتے ہوئے ۔۔۔ آئے وہاں حامیِ روزِ جزا کا عرس ہے

قافیہ بھی بھول جاتا ہے غلام دستگیر ۔۔۔ غمزدہ ہے کیونکہ آج اسکے پیا کا عرس ہے

قصیدہ

بغدادی سید مصطفیٰ یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے ۔۔۔ اور نائب غوث الوریٰ یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

کس دبدبے سے دمبدم جھکنے لگے زیرِ قدم ۔۔۔ جملہ رقابِ اولیا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

اول وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر وہی ۔۔۔ قرآن میں دیکھو ذرا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

جو گنج میں مخفی کے تھا وحدت میں آ کثرت بنا ۔۔۔ کوئی نہیں ہے دوسرا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

ندا الست کا ہوا اور دی صدا قالو بلیٰ ۔۔۔ کسنے کہا انی انا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

موسیٰ کلیم اللہ نے جو بندہ تھے انوار کے
خود طور پر جلوہ کیا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

بنکر خلیل اللہ کبھی آتش میں جا نمرود کی
فرحت کا گلشن کر دیا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

شکل ذبیح اللہ ہوا نیچے چھری کے سر رکھا
کرتا ہو حمدِ خدا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

کس شکل میں ہے دستگیر انکو سمجھ پیران پیر
ہو انکے برزخ میں فنا یہ مصطفیٰ وہ ہی تو ہے

قصیدہ

حاجی مکے سے مدینے کیطرف جاتے رہے
خون بنکر لخت دل آنکھوں میں یاں آتے رہے

ہاں چلینگے ہاں چلینگے اب نہیں تو اگلے سال
عمر بھر یہ کہکے ہم اپنے کو بہلاتے رہے

کیا بتائیں زیست کیسی ہجر والا میں کٹی
خون دل پیتے رہے اور لخت دل کھاتے رہے

ایک بھی تدبیر واں جانکی بن آئی نہیں
سینکڑوں منصوبے دلمیں بار ہا آتے رہے

رومی اور شامی زیارت کر چلے یا مصطفیٰ
ہندیوں کے دل [?] قسطنطینوں [?] سے مرجھاتے رہے

جانے والے اور ہنس ہنس کر یہ ناشاد ونکو دل
آتش شوق نبی سے خوب بھڑکاتے رہے

شوق دیدار پیمبر میں غلام دستگیر
مثل ساون کے جھڑی آنکھوں سے برساتے رہے

قصیدہ

شکوہ ہے ناز ہے نہ گلا ہے حضور سے
قسمت کو رو رہے ہیں یہ مہجور دور سے

یوسف اگر حسیں ہیں ملاحت کہاں نصیب
کیا خاک کا مقابلہ اللہ کے نور سے

وہ ایک دم جلا یہاں جلتا ہے روز و شب
نسبت ہمارے دلکو کہاں کوہ طور سے

والشمس والضحیٰ تری عارض کی شان ہے
تشبیہ ہیں نہ دوں کبھی رخسار حور سے

زیر زمیں بھی زندہ ہیں محبوب کبریا
باور نہیں تو پوچھ لو اہل قبور سے

واں بھی رہے تصور جنبان شاہ دیں
کس کو غرض ہے غمزہ حور و قصور سے

کہہ یہ حدیث شائقوں سے زر کے دستگیر
دنیا حصول ہوتی ہے مکر اور زور سے

قصیدہ

افسانے سارے عشق و محبت کے ہو چکے
جی بھر کے ہم فراق پیمبر میں رو چکے

رویا میں بھی قدم نہ نظر آئے شاہ دیں
اب کیا امید باقی ہے بس ہم تو ہو چکے

اب خاک سونے دیں گے فرشتے مزار میں
بیداری کے جو دن تھے یہاں خوب سو چکے

ہے عاصیوں کی لاج اب آپ ہی کے ہاتھ میں
کشتی یہ عمر بھر کی گنہ میں ڈبو چکے

ارشاد ہے کہ اہل کبائر کا ہوں شفیع
بخشش کے مستحق یہ گنہگار ہو چکے

یا شاہ دستگیر ہی ہو کچھ دستگیر کی
جو نقد عمر نقد لائے تھے غفلت میں کھو چکے

خمسہ بر مناجات جناب شیخ سعدی علیہ الرحمہ

جاں ہے بے طاعتی سے شرماتی
کوئی تدبیر بن نہیں آتی
معصیت سے ہے روح گھبراتی
احدا سامع المناجاتِ

صمدا کافی المہماتِ

کٹی بے طاعتی میں عمر رواں
تجھ سے کیونکر چھپائیں اے سبحاں
کئے چھپ چھپ کے سینکڑوں عصیاں
ہیچ پوشیدہ نیست از تو نہاں

عالم السرِ والخفیاتِ

شرک میں رات دن ہے غلطانی
ہوں حسد بغض و کبر کا بانی
مکر و غیبت امور نفانی
جرم من بے عدو تو میدانی

غافر الذنب والخطیاتِ

تو نے پیدا کیا نہاں کو نہفت
کیا گل سے ہزار گل کو شگفت

تا نہ حقت ہو تحت و فوق سے مفت		زیر و بالا کمی تو انم گفت

خَالِقَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوَاتِ

دور دنیا کے ہو ویں رنج و الم حامی حشر ہوں شفیعِ اُمم		ہووے تو یہ نصیب مرتے دم حاجتِ خویش از تو می خواہم

زانکہ قاضی جملہ حاجاتِ

زمہریرِ عدم میں سب تھے سرد پھر دیا عاقبت کا خوف اور درد		تو نے بخشا وجودِ ہر ہر فرد شکرِ فضلِ تو کے توانم کرد

حَافِظًا فِیْ جَمِیْعِ حَالَاتِیْ

ہے وہ بے شک کریم اور غنی تو حرمتِ نامِ احمدِ عربی		عرض کر تو بھی دستگیر یہی ہر دعائے کہ می کند سعدی

اِسْتَجِبْ یَا مُجِیْبُ دَعْوَاتِیْ

خمسہ بر غزل حضرت مولانا جامی قدس سرہ

ہم نہ کہتے تھے کہ بد ہیں عمل نفسانی
موت سر پہ ہے ارے خود غلطی کے بانی
کیوں دلا ایک نصیحت بھی نہ تو نے مانی
تو بصد معصیت آلودہ و نافرمانی
شرم بادت ز خدا تا کے ازیں نادانی

حب دنیا نے بھلایا ہے زبس الفت دوست
مبتلا جرم کا ہے چھوڑ کے بس طاعت دوست
دل کے آئینے میں دیکھی نہ کبھی صورت دوست
ہمہ شب خفتہ و غافل شدہ از رحمت دوست
روزہا در طلب عشرت و ہم عصیانی

ہے حباب اپنی حیات اسکا بھروسا ہے ستم
سائے کی طرح جوانی کا ڈھلیگا عالم
بندگی شرط ہے بندہ کے لیے اے ہمدم
چند گوئی کہ بہ پیری رسم و توبہ کنم
چہ کنی گر بہ جوانی بہ اجل در مانی

کیسے کیسے تھے ترے بزم میں گلرو خورسند
موت نے کر دیا ان سب کو زمیں کا پیوند

خوابِ غفلت میں یہ آرام کرے گا تا چند — ہمنشینانِ تو بس زیرِ لحد خاک شدند

چشمِ عبرت بکشا خواجہ اگرانی

گور کی فکر نے کی قلب کی وحشت دونی — ساری دنیا نظر آنے لگی سونی سونی

چل دیا گورِ غریباں پہ بصد حیرانی — بر سر قبر یکے رفتم و گفتم چونی

گفت احوال چہ پرسی چو تو آئی دانی

ہنس کے ہستی پہ مرے اہلِ فنا نے پوچھا — عیش و آرام میں اللہ کو کیا بھول گیا

عالمِ فانی پہ لیے فکر ہے کر کے تکیہ — مگر از ذائقۃ الموت خبر نیست ترا

کہ تو بے ہوش دریں عالم سرگرانی

دستگیر الفتِ دنیا کا نہ رہ یوں پابند — پاس انفاس کے پہنچا دے سر عرش کمند

کیسے عارف نے پکارا ہے بآوازِ بلند — جامیا واقف دم باش عزیزاں رفتند

ترکِ دنیا بکن آخر کہ تو ہم مہمانی

خمسہ بر قصیدہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

یا محمد جلوہ شاہنشہ والا توئی
خلق و خالق میں ازل سے واسطہ ٹھہرا توئی
روح و جاں نوح آدم موسیٰ و عیسیٰ توئی
یا رسول اللہ حبیب خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

حضرت شبلی جنید و بایزید نیک ذات
متفق سارے ولی اللہ کہتے ہیں یہ بات
غوث اعظم اور معین الدین حسن والا صفات
نازنیں حضرت حق صدر بدرِ کائنات
نور چشم انبیا چشم چراغ ما توئی

رحمۃ للعالمیں اللہ نے بخشا خطاب
شان کیا تیری سواری کی بتاؤں اے جناب
بولتے ہیں مذہبی ہے شافع روز حساب
در شب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب
بانہادہ بر سبر یر گنبد خضرا توئی

یا محمد در پہ آئے ہیں تمہارے دردمند
لیجئے جلدی غریبوں کی خبر عاجز پسند

خوف سے عصیاں کے اب تو کانپتا ہے بند بند	یا رسول اللہ تو دانی اُستانت عاجزاند
عاجزاں را رہنما و پیشوا اے ما توئی	
ہے مقدس ذات حضرت نور ہیچوں سر بسر دست بستہ ہو غلامِ دستگیر اب عرض کر	شان میں اس شاہ کے لولاک آیا ہے مگر شمس تبریزی چہ داند نعتِ پیغمبر زبر
مصطفےٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی	

یہ قصیدہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ کے دیوان میں دیکھنے میں نہیں آیا مگر جماعتوں میں مشہور ہونے سے ختم کیا گیا

اے شہنشاہِ اُمم مظہر سبحاں مدد ے سرورِ جن و بشر رشکِ سلیماں مدد ے	سید حلیہ نبی مقبل یزداں مدد ے یا محمد بہ منِ بے سروساماں مدد ے
قبلۂ دیں مدد ے کعبۂ ایماں مدد ے	

بخشا سب کو ہے اک روز عطش محشر کی انبیا سارے پکار اٹھیں گے نفسی نفسی	لرزیں گے ہیبت قہار سے غوث اور ولی لیس لی غیرک یا سید مکی مدنی

سوئے من افگن نظرے بر منِ حیراں مددے

نہ عبادت ہوئی طاعت نہ ہوئی کوئی دم معصیت سے نہ نکلنے دیا نفسِ اظلم	عمر سب بے خبری ہی میں کٹی وائے ستم عاصیم پرگنہ ام سخت غریبِ زارم

رحم فرما بہ غریبی زغریباں مددے

آپ ہم عاصیوں کے حامی نبی روزِ نخست سب گنہگاروں کا آپ ہی سے ہوا کام درست	اور شفاعت کیلئے باندھی کمر اپنی چست یا نبی کشتی امت بہ کف ہمت تست

اندریں ورطۂ غم صدمہ طوفاں مددے

گنج مخفی میں تھا نور آپ کا مخفی مخفی آپ کی روح بنی روح سب ارواحوں کی	آیا وحدت میں تو کثرت کی نمائش ٹھہری از احد احمد و محمود و محمد شدہ

مظہر نور خدا مرشد پاکاں مددے

مہر کی شان بھی دکھلائیگا اُن کا دہ غنی
صاف بدلی نظر آجائیگی چتون اُسکی
انبیا آپ سے فریاد کریں گے یہ سبھی
ما گدائیم تو سلطان دو عالم شدہ

شاہِ شاہاں مددے شاہِ گدایاں مددے

بد کو نیکوں کے سبب بخشے گا ربِّ عزت
حق کا اور آپکا در دونوں ہیں بابِ رحمت
دستگیر آثمِ خستہ بھی ہے جامِ حضرت
بارِ عصیاں بسر آوردہ و جامی بدرت

یا رسولِ عربی شافعِ عصیاں مددے

خمسہ بر غزل قدسی رحمۃ اللہ علیہ

شبِ معراج سواری کی ادا خوب بھی
طرقوا طرقوا کہتے تھے ملک اور نبی
حوریں کرتی تھیں سخن زمزمۂ نسیم شبی
مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

چرخ پر پہونچے جو معراج میں سردار اُمم
محو تھے سارے نبی دیکھ کے وہ نورِ قدم

اور فرماتے تھے بیخود ہو جناب آدم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

جلوہ گر صورتِ انسانئیں ہوئی شان خدا
نور ہے نور ہے اللہ کی قسم سرتاپا
حور میں ہے نہ ملک میں یہ انداز تیرا
نسبت نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

شب اسریٰ کی ضیافت میں بصد شوق تمام
عازم گلشن فردوس ہوئے شاہِ انام
ہر شجر خلد کا کہتا تھا کہ اے شیریں کام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زاں شدہ شہرۂ آفاق لشیریں رطبی

حشر میں ساقی ہیں کوثر کے وہ عالی درجات
خاص اور عام سبھی آئیں گے کرتے ہیہات
انبیا بھی یہی فرمائیں گے اے نیک صفات
یا ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

حالت جذب میں ہوتی ہیں دعائیں بہ چشم
ہوش آیا تو لرزتا ہوں بصد خوف و الم

کاش ہوجاتا وہ کوچے کے سگوں میں ہمدم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بہ سگ کوئی تو شد بے ادبی

شش جہت میں ترے اقدام سے احق کے انوار
یہ بھی منشا تھا کہ منسوخ ہوں انجیل و زبور

نہ فقط کفر کی ظلمت تھی مٹانی منظور
ذات والائے تو در ملک عرب کرد ظہور

زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبان عربی

شب معراج کہیں عرش کا زینہ بنکر
عرض کی یہ محی الدین کی روح اطہر

قدم اس شاہ دو عالم کے لئے کندھو پہ
چشم رحمت بہ کشا سوئے من انداز نظر

اے قرشی لقبی ہاشمی و مطلبی

ہوا موسیٰ کے لئے وادی ایمن گلگشت
آفتابہ بنا خورشید ترا ماہ کا طشت

خضر دریا میں اور الیاس پھرے دشت بدشت
شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بہ مقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

لا دوا ہے یہ مرض جرم کی ہے بیماری
دستگیرا غم دل خستہ کی لیکر عرضی
کچھ مسیحا سے بن آتی نہیں تدبیر اس کی
سیدی انت حبیبی وطبیب قلبی

آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

مخمس بر قصیدہ فیاض

آج عالم میں ظہور سید دیجاہ ہے
غیرت کوہ کلیم اللہ برگ کاہ ہے
فیض عکس حسن سے تابندہ ہر ایک راہ ہے
آج ہر سو جشن میلاد رسول اللہ ہے

تہنیت کا شور و غل ماہی سے لے تا ماہ ہے

مشگئی لوح جہاں پر سے سیاہی غم کی آج
بیخ و بن ہی ٹوٹ جائے یا الہی غم کی آج
رحمۃ للعالمیں سے کی تباہی غم کی آج
ہے جہاں محو مسرت ہے مناہی غم کی آج

دل ہر ایک شادی کدہ ہر سینہ عشرت گاہ ہے

حبیب ہوا بزم جہاں میں مولد بخت سعید
قدسیوں کو عرشیاں ہر دم یہ دیتے تھے نوید

دیکھو اے اہلِ زمیں نورِ الٰہی ہے پدید
عرشِ حق پر جشن ہے اور اوجِ گردوں پر ہے عید

ہیں ملک خورسند آج اور شادماں اللہ ہے

ہے فزوں شمس و قمر سے بیت والا کی جھلک
یک نظر دیکھے تو بس جل جائے انجم کی پلک
رات دن دروازہ عالی پہ قرباں ہے فلک
بوسہ زن ہیں آستانِ پاک پر جن و ملک

بیتِ عبداللہ گویا رشکِ بیت اللہ ہے

مصطفیٰ روئے زمیں پر جب ہوئے رونق فزا
نور سے گھر آمنہ خاتون کا روشن ہوا
شور تھا چاروں طرف سے مرحبا صد مرحبا
گود میں لیکر محمدؐ کو حلیمہ نے کہا

حسن تو ایسا نہیں دیکھا خدا آگاہ ہے

قامت والا ہے رشکِ سروِ بستانِ جناں
پشتِ پائے نازنیں ہے سجدہ گاہِ انس و جاں
روئے روشن سے تجلی ذاتِ حق کی ہے عیاں
ناخنِ پا ہیں درخشاں یا ہلالِ آسماں

یہ کفِ پا ہیں کہ روشن چودھویں کا ماہ ہے

عاشقو مژدہ ہے لو پردہ یقیں کا ہے اٹھا
دل ہوا آشفتہ حوا مریم و بلقیس کا
اب جہاں میں احمد بے میم ہی ظاہر ہوا
آج آتی ہے یہی گور زلیخا سے صدا

دید کی اب حضرت یوسف کی کس کو چاہ ہے

ہے در والا محمد کا محیط بے عدیل
جلوہ گر ہے ہر طرف نور خداوند جلیل
بہر طوف آتے ہیں ہر دم آدم و نوح و خلیل
آستاں بوسی کو یاں آتے ہیں سر جبرئیل

کیا بزرگ اللہ کے محبوب کی درگاہ ہے

واہ انگشت مبارک میں ہے کیا نور خدا
رنگ دہشت سے ہوا ہے زرد مثل کہربا
اس لیے مثل کتاں ٹکڑے جگر ہے چاند کا
کر کے شق اسکو جو دکھلائیں گے اکدن معجزہ

شق اسی خاطر ابھی سے دیکھو روئے ماہ ہے

تھی فقط یوسف کی آشفتہ زلیخا ناتواں
یہ حقیقی وہ مجازی یہ کہاں اور وہ کہاں
احمد والا کا عاشق ہے خدائے انس و جاں
احمد اور یوسف میں ہے فرق زمین آسماں

مہر یہ یثرب کے ہیں کنعان کا وہ ماہ ہے

جانتے ہیں خاندان انکا سمک سے تا سماک
رعب ہاشم سے جگر ہیں دشمنوں کے چاک چاک
ابرہا کی فوج کو اکدم میں کر ڈالا ہلاک
وہ امیر کعبہ عبد المطلب ہیں جد پاک

آمنہ ماں انکی ہیں اور باپ عبد اللہ ہے

اہل دانش اہل بینش یوں رقم فرماتے ہیں
گاہ فرش حق پہ سردار امم خود جاتے ہیں
پاس اپنے گاہ اہل عرش کو بلواتے ہیں
چاہتے ہیں جب وہاں جاتے ہیں وہ یاں آتے ہیں

عرشیوں کو لگتے اُن کو ان سے ایسی راہ ہے

یاں کے والی کو سلامت رکھے خدائے کردگار
اس کے دشمن پر گرے حضرت علی کی ذوالفقار
یا الٰہی از طفیل سید عالی وقار
رکھ سلامت اسکو یارب اور اسکے فرزند چار

میر محبوب علی خاں جو دکن کا شاہ ہے

گردش افلاک نے ایسا کیا ہے خستہ حال
بیخبر ہوں کس طرح کٹتے ہیں مجھپر ماہ و سال
اے غلام دستگیر اتنا ہے کیوں دل پر ملال
قافیے کا بھی نہیں فیاض کو رہتا خیال

لو پریشاں خاطر اتنا آپ کا مداح ہے

مخمس بر غزل امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

سید محی الدین جیلاں مہر برج حیدری
نور خدا ہو سر بسر یا غوث اعظم قادری
حیراں ہے رخ سے آپکے آئینۂ اسکندری
اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آزری

ہر چند وصفت می کنم در حسن زاں زیباتری

محبوب تم سا کون ہے کسکو ہے تمسے ہمسری
سب شیفتہ ہیں حسن پر جن و بشر حور و پری
ہر اک ولی کے دل میں ہے پا بوسکی حسرت بھری
تو از پری چابکتری و از برگ گل نازکتری

و ز ہر چہ گویم برتری حقا عجائب دلبری

کیا شان ہے صل علیٰ شمس الضحیٰ رشک قمر
شام و حلب چین و عرب ہندوستاں اگر بار دگر
یا اس رخ پر نور میں ہے نور بیچوں جلوہ گر
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسی ندانم یا قمر حور نہ آدم یا پری

جو عاشق درگاہ حق گردن کو اپنے کر کے خم
کندھے پہ اپنے فخر سے رکھتا ہے جب تیرا قدم

وہ واصل حق بنگیا اور کہہ اٹھا یوں دمبدم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حور آگے تیرے آئے تو صورت پری دکھلائے تو
جبرئیل واں تک جائے تو خود شیفتہ ہو جائے تو
حسن وہ کرشمہ لائے تو وہ قرب لساں پائے تو
عالم ہمہ یغمائے تو خلق و جہاں شیدائے تو

ایں نرگس رعنائے تو آوردہ رسم کافری

فانی ہوا ہوں جب سے میں اے شیخ چھوڑی ہے دوئی
اپنے سے جب دم بے خبر ہوتا ہوں کہتا ہوں یہی
موج شراب عشق سے یا تک ہوئی ہے بیخودی
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی

تا کس نگوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

اے جانشین مصطفےٰ و اے رازدار مرتضےٰ
پلکوں سے اپنے جھاڑتا کوچہ ہر ایک بغداد کا
اے پیشوائے اولیا دے دستگیری بے نوا
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوئے غریباں بنگری

تخمیس بر شعر لا اعلم

لیکے معراج کی شب کندھے پہ احمد کا قدم
چوم کر پائے مبارک کو تھے کہتے ہر دم
فخر سے پھولوں سماتے نہ تھے غوث اعظم
سر بزیر قدمت می نہم و می نازم

چشم بد دور کہ امشب شبِ معراج من است

جب چلا سوئے خدا مہر عرب ماہ عجم
وجد کے حال میں فرماتے تھے غوث اعظم
دوش پر اپنے نظامی نے اٹھالی جاجم
سر بزیر قدمت می نہم و می نازم

چشم بد دور کہ امشب شبِ معراج من است

طُرّہ تو حضرت جبریل تھے کہتے پیہم
سر جھکائے ہوئے کہتے تھے یہ قطب اکرم
بوسے فرزند کے لیتے تھے جبیں کے آدم
سر بزیر قدمت می نہم و می نازم

چشم بد دور کہ امشب شبِ معراج من است

پوچھا حضرت نے یہ ہے کون میرے زیرِ قدم
غوث نے عرض یہ کی آ میرے جدِّ اکرم

محی الدیں ہوں کرم کیجئے اے بحرِ کرم
سر بزیرِ قدمت می نہم و می نازم

چشمِ بد دور کہ امشب شبِ معراجِ من است

اے مرے نانا نبی فخرِ جنابِ آدم
منِ بے دل بجمالِ تو عجب حیرانم
آپ کے نور کا پرتو ہے تمامی عالم
سر بزیرِ قدمت می نہم و می نازم

چشمِ بد دور کہ امشب شبِ معراجِ من است

آج مہمانِ خدا آپ ہیں اے نورِ قدم
مستحق روزِ ازل سے ہیں اسی فضل کے ہم
نعمتیں لاکھوں ہی بخشے گا خدائے عالم
سر بزیرِ قدمت می نہم و می نازم

چشمِ بد دور کہ امشب شبِ معراجِ من است

دستگیر آرزو رکھتا ہے یہ اے شاہِ اُمم
فخر سے سر پہ رکھوں عرض کروں یوں ہر دم
کسی زوّار کا بغداد کے مل جائے قدم
سر بزیرِ قدمت می نہم و می نازم

چشمِ بد دور کہ امشب شبِ معراجِ من است

مخمس بر قصیدۂ یوسف

جب آفتابِ حشر میں گرمائے گا مجھے
اور کھینچیں گے فرشتے بحکمِ خدا مجھے
نارِ سقر سے ہوئیگا پھر سامنا مجھے
یا مصطفےٰ نہ بھولیو روزِ جزا مجھے
تیرے سوا کسی کا نہیں آسرا مجھے

محشر کے روز مجھ سے ملایک جو پوچھیں گے
موتی ملے یہ کس کے خزانے سے ہیں تجھے
حضرت کا کر اشارا کہوں گا فرشتوں سے
رویا ہوں جب تصورِ دنداں میں آپ کے
حاصل ہوئے ہیں سلکِ درِ بے بہا مجھے

میں کیوں نہ سمجھوں اپنے کو اسدم شہِ جہاں
دارا ہے دربانِ سکندر ہے پاسباں
جمشید چوبدار ہے فغفور نغمہ خواں
اللہ رے میری شان کہ کہتے ہیں انس و جاں
اس بادشاہِ کون و مکاں کا گدا مجھے

وہ نور ہے سراپا کہ ہمسر نہ تھا ترا
خود خالقِ کریم ہے شیدا اپنا ترا

یوسف بھی بولتے تھے کہ میں ہوں گدا ترا　　تو ہے وہ بے نظیر کہ ہم مرتبہ ترا
اب تک نظر نہ آیا کوئی دوسرا مجھے

بادِ صبا تو کہہ دے یہ ہر ایک دوست کو　　شبیر کو وسیلۂ دارین سوچ لو
قبلہ کی سمت ہاتھ اٹھا یہ دعا کرو　　یارب بحق شاہِ شہیداں نصیب ہو
دیدارِ پاک حضرت خیر الورا مجھے

کس سے کہوں میں جا کے یہ غربت کا ماجرا　　رونے کا میرے ہو گیا چرچا ہر ایک جا
دل ہو کے خون دیدۂ گریاں سے بہہ گیا　　نزدیک اپنے روضۂ اقدس کے لو بلا
دوری بس اب ستاتی ہے بے انتہا مجھے

روزے کا زعم ہے نہ بھروسا نماز کا　　صلی علی ہے وردِ زباں نام مصطفےٰ
دل سے ہوا ہے دور قیامت کا دغدغہ　　جب سے سنا ہے نام شفیع الامم ترا
مطلق رہے نہ دہشتِ روزِ جزا مجھے

اے یارو لیکے چشمۂ حیواں کو کیا کروں
دیدارِ حسنِ چاہِ زنخداں کا تشنہ ہوں
آوے اجل جو آتی ہے پیاسا ہی جان دوں
بدلے میں آبِ نہرِ مدینہ کے میں نہ لوں
دیویں اگرچہ خضر بھی آبِ بقا مجھے

آدم صفی نے نام سے پائے ترے اماں
طوفاں کے وقت نوح کا تھا تو ہی پاسباں
ترے سبب خلیل پہ آتش ہوئی جناں
ہے تیرا کام عقدہ کشائی دو جہاں
کیجو نہ رنج غم میں کبھو مبتلا مجھے

طیبہ پہ ہوں نثار جناں کا نہ نام لوں
فردوس کو نہ دیکھوں میں وہ خاکسار ہوں
اللہ کی قسم ہے وہیں جا کے مر رہوں
جنت میں رہنے کی نہ کبھی آرزو کروں
مل جائے گر مدینہ میں تھوڑی سی جا مجھے

شبیر کے فراق نے رکھا ہے اشکبار
حسرت ہے جا کے ہوں اسی تربت پہ میں نثار
کہتا ہے دستگیر جو بے ساختہ پکار
یوسف یہی ہے دل کی تمنا کہ ایک بار
بلوائیں کربلا میں شہ کربلا مجھے

مخمس معہ دوہا

گناہوں نے کیا حیوان سے بدتر مجھے رسوا
گئی بازی میں طفلی اور جوانی میں رہا سوتا

جگہ دو یا رسول اللہ کہاں جاوے یہ بیچارہ

دانت ٹوٹے کھر گھسے پیٹھ بوجھ نا لے
ایسے بوڑھے بیل کو کون باندہ بھس دے
ہوا تھا حکم موسیٰ کو کہ جو مخلوق بدتر ہو
حضوری میں ہمارے جلد لا حاضر کرو اسکو

کلیم اللہ نے کی عرض رو کر اے میرے مولا

برا جو ڈھونڈن میں چلا برا ملا نا کوئی
جو میں دیکھوں آپکو تو مجھ سے برا نہ کوئی
یہ دم کے آشنا ہیں اقربا سب خویش اور دلبر
نہ روز حشر کام آوے پسر زن اور پدر مادر

الگ ہو جائیں گے اس روز سارے چھوڑ کر تنہا

جھوٹے جگ میں سارے جیتے دم کے ناتی دار
ساتی کوئی نہ آئیں جب کام پڑے دربار
جو دن دیکھو تو غفلت میں گزر جاتا ہے وا غفلت
جو شب آئی تو سونے ہی میں کٹ جاتی ہے وا حسرت

مگر پھر پھر کے ہر دم دل میں آتا ہے یہی کھٹکا

بندگی جگ میں کرنے آیا رہا اگھا ناسوئے
جو نقد عمر لایا تھا سو کھویا ساری غفلت میں

جب وہ پوچھے پوچھن ہارا تب واں کیسا ہوئے
چلا ہوں جنس عصیاں لیکے بازار قیامت میں

نہ نیکی ہے نہ طاعت ہے کہ جس پر اب کروں تکیہ

جگت ہاٹیں آن گنوایا لایا تھا جو ساتھ
نصیحت اپنی امت کو یہ کی ہر وقت عیسیٰ نے

کیا مکھ لیکر جاؤں میرے خالی دونوں ہاتھ
بھلوں سے اب کے بہتر ہیں بُرے آخر زمانے کے

محمدؐ کے سبب سے حشر ان کا ہویگا اچھا

روپا مونگا اُچلا جانے توٹ نہ پاوے کھوٹ
موئے پر زر تہ کام آوے نہ دولت ساتھی ہے

بُری تار جیسی رہی بھلے قسم کی اوٹ
بدی نیکی جو کرتے ہیں اسے سمجھو کہ ساتھی ہے

عزیزو یاد رکھ لو یہ بجا ہے قول حضرت کا

فریدا کدن ایسا ہوئیگا کہ جنگل ہوگا باس
کوئی اولاد پر صدقے کوئی مانباپ پر قربان

چھاتی پر دو ہل پھیریں اور ڈہور چرینگے گھانس
کوئی محبوب کے سودے میں کھو یا دیں اور ایماں

نکمے ہیں یہ سارے بھول ہی اللہ کی بیجا

یکدن ایسا ہوئیگا کہ سانس ہنگی پون — دونوں ہونسو بچھڑیں گے تب ساتھ کریگا کون

نہ طاعت کی اُسے خواہش نہ پروا جرم کی اسکو — وہ خالق اپنا صاحب ہے جو چاہے بخشدے ہمکو

غلط سمجھو زمانے میں جو یہ مشہور ہے دوہا

سائیں جھروکے بیٹھکر سب کا مجرا لے — جیسی واکی چاکری ہو ویسا واکو دے

ہمیشہ طعن ہم رندوں پہ یہ واعظ جو کرتے ہیں — نصیحت ہمکو کرتے اور خود دنیا پہ مرتے ہیں

کبیرا انکے حق میں حق کہا ہے ہمیں شک مت لا

کہتے ہیں پر کرتے نہیں چھوٹے بڑے لبار — آخر اکدن فضیحت ہوں گے سائیں کے دربار

اے مرے غوث اعظم چو طرف بس یہ پکارا ہے — بُرا ہے یہ غلام دستگیر اور خوار خستہ ہے

میں کہتا ہوں بُرا ہوں پر مرا آقا تو اچھا ہے

موہن میں تو وہ گن بھرے تم گن بھرے جہاج — اب موری پت راکھو ہاتھ پکڑے کی لاج

مخمس بر قصیدہ فیاض الدین خان بندہ در شان سیدپیر مصطفےٰ قادری قدس سرہٗ

وصف قرآں میں لکھا ہے آپ کا
اور سراپا حق نما ہے آپ کا

جدِ شہ ہر دوسرا ہے آپ کا
اسم والا مصطفےٰ ہے آپ کا

قاصد اس یہ پتا ہے آپ کا

اُن کے واصف ہیں زمین و آسماں
ہیں انھیں کے قبضہ میں ساتوں جہاں

ملک اور ملکوت میں پیدا نہاں
قاصد ا روزِ ازل سے بے گماں

ایک چرچا ہوچکا ہے آپ کا

ہیں یہ بے شک قرۃ عین نبی
نور ہیں سبطین کے شانِ علیؓ

کیوں نہ ہو راحت دل خاتون کی
قاصدا ولیوں کے ویسے ہیں ولی

لیک وہ چہرا نیا ہے آپ کا

کشتئ عصیاں کے ہیں وہ ناخدا
ہے جہاز اپنا بھنور میں ڈوبتا
ہم کو طوفاں سے بچالیں ٹک ہے کیا
بھولنا مت قاصدا بہرِ خدا

کیوں کہ چرچا ہو چکا ہے آپ کا

ان میں ہے علمِ لدنّی کا اثر
آئی ہے وان شانِ وحدت کی نظر
سترِ مکنوں کھولتے ہیں سر بسر
جا چلا جا قاصدا اس چاٹ پر

جو سخن ہے یا مزا ہے آپ کا

روئے نورانی سید مصطفٰے
جس نے دیکھا بول اُٹھا صلِّ علیٰ
بالیقین شانِ رسولِ کبریا
یا تو ہیں وہ نورِ حق کا آئینہ

نورِ حق یا آئینہ ہے آپ کا

ہُدہُدِ خوش یاد یہ ارشاد رکھ
اِن کا ہو جا عشقِ دل بغداد رکھ
رازِ باطن سُن لے اور دل شاد رکھ
کان میں کہتا ہوں تیرے یاد رکھ

قاصدا عاشق خدا ہے آپ کا

عشق میں رضواں ہے آشفتہ بنا حور اور غلمان ہیں محوِ لقا	ہر طرف روح الامیں ہے ڈھونڈتا کیا پتا دوں مصطفٰے کا قاصدا

جس کو دیکھا مبتلا ہے آپ کا

عاصیوں سے ظاہر اپردہ کیا لے چکے خلدِ بریں کا راستہ	کیا کہوں اس شاہ کا میں ماجرا کیا پتا دوں مصطفٰے کا قاصدا

جس کو دیکھو مبتلا ہے آپ کا

چشتیم غوث پاک کے جو نور ہیں کب غلامِ دستگیر اب دور ہیں	خواجہ کونین وہ مشہور ہیں اس شہ بغداد کے منظور ہیں

جو ملا بندہ ہوا ہے آپ کا

مسدس بر شعر جامی علیہ الرحمۃ

گل اور سنگ سے بنا بیت الحرام ہے	پیغمبر خلیل کا سب انتظام ہے

دل پر نظر کرو یہی دار السلام ہے
دل را طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

حق کہہ چکا مرا دلِ مومن مقام ہے
جامی مرو بہ کعبہ کہ دل خانہ خداست

پرتو اسی کا جلوہ نما بحر و بر میں ہے
شکل خیال ہے وہ جو کچھ تیرے سر میں ہے
دل را طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

موہوم ہے جو یار کی صورت نظر میں ہے
تو جس کو ڈھونڈھتا ہے وہ دل کے نگر میں ہے
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خداست

ارشاد کر چکا ہے وہ خود رب عالمیں
حامل نہ عرش و کرسی نہ افلاک نہ زمیں
دل را طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

ہاں ذات پاک کا مرے مسکن نہیں کہیں
مومن کے دل سوا مجھے وسعت کہیں نہیں ہے
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خداست

عارف جو جاتے ہیں تو آہی حج کو جاتے ہیں
مروہ صفا کی دوڑ نہ عرفات آتے ہیں
دل را طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

احرام باندھتے ہیں نہ وہ عمرے لاتے ہیں
کعبے کے رب کو آئینے میں دل کے پاتے ہیں
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خداست

کعبے کو ایک تجلی میں ہے اجتک سرور
مومن کے قلب پاک میں اللہ کا ہے ظہور

ستر ہزار اس میں تجلی کا ہے ظہور
دل را طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

تعظیم اس کی چاہیئے ہر دم اے ذی شعور
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خداست

مفلوک حال کپڑے پھٹے جب گزرتے ہیں
بیت الحرام کی سبھی عظمت پہ مرتے ہیں
دلرا طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

صاحبدلان بھی ہیں ملک جن سے ڈرتے ہیں
کون ایسے خاکساروں کی تعظیم کرتے ہیں
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خداست

جاتے تھے بایزید کو خواہش جو حج کی تھی
واپس گئے یہ کہکے وہ اللہ کے ولی
دلرا طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

رستے میں اہلِ دل سے ملاقات ہو گئی
میرا طواف کر لے ہے مقبول حج یہی
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خداست

ہے اہلِ دل کے ساتھ خداوند کردگار
انکا طواف کرتا ہے کعبہ ہزاروں بار
دلرا طواف کن کہ عجب جائے باصفاست

سمجھو اسی کے ہیں سبھی قدرت کے کاروبار
طالب خدا کے آویں یہاں ہو کے شرمسار
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خداست

ہر وقت شغلِ دل میں رہا کر تو دستگیر

[illegible] طوفِ قطب کیا کر تو دستگیر

دلمیں خودی کو اپنے فنا کر تو دستگیر
دل را طواف کن کہ عجب جائے صفا ست

جامی کا راز دل سے سنا کر تو دستگیر
جامی مرو بکعبہ کہ دل خانہ خدا ست

چند قصاید عربی اور عربی مولود شریف تولد مبارک کے بیان میں پڑھکر اس ہندی تولد مقدس کے بیان کو شروع کرنا۔

دل کے کانوں سے سنو یہ داستاں
ہے شہ دیں کے تولد کا بیاں

نور کا چھڑ کاو ہے اب جابجا
ذکر ہے اس شاہ کے مولود کا

مومنوں کے دل پہ ہے فرحت نمود
قدسیاں پڑھتے ہیں الحمد اور درود

جو مسلماں آپ کے ہیں امتی
ان پہ واجب ہے تولد کی خوشی

مصطفےٰ کی دوستی ایمان ہے
شاہد اس پر آیت قرآن ہے

جس کے گھر ہووے تولد کا بیاں
اس کو ہے دارین میں امن واماں

لیکن اتنا چاہئے ہر دم خیال
سمجھیں حضرت کو نہ اور وں کے مثال

ایسی باتوں سے بہت کافر ہوئے
مثنوی میں حال ان کا دیکھئے

اشقیا را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نبود

ہمسری با انبیا برداشتند ۔ اولیا را ہمچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر ۔ ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

ایں نہ دانستند ایشاں از عمےٰ ۔ ہست فرقے درمیاں بے منتہا

اب سنو نورِ محمد کا بیاں ۔ کس طرح پیدا ہوئے دونوں جہاں

جب نہ تھا کونین کا بالکل پتا ۔ محو اور تنہا تھی ذاتِ کبریا

محو اور بے خود تھا جس عالم میں رب ۔ گنج مخفی بولتے ہیں اس کو سب

یہ خیال اس ذات میں پیدا ہوا ۔ دیکھوں اپنے کو اک آئینہ بنا

بس حقیقت ہے محمد کی وہی ۔ اس کو وحدت بولتے ہیں سب ولی

پھر کیا وحدت نے کثرت کا خیال ۔ نورِ احمد بن گیا بے قیل و قال

پہلے وہ نورِ محمد سرو سا ۔ پردۂ عظمت تک اونچا ہو گیا

پھر جھکا واں سے تو حمدِ رب کیا ۔ اور لاکھوں سال سجدے میں رہا

پھر بنا منظور نورِ کبریا ۔ ذات کی ہیبت سے پانی ہو گیا

ایسا اس پانی میں تھا اک اضطرار ۔ کوئی دم اس کو نہ آتا تھا قرار

ہو گئے دس حصے نورِ پاک کے ۔ سب بنی اکوان نوں تقسیم سے

عرش[۱] ۔ اور کرسی[۲] ۔ قلم[۳] اور آفتاب[۴] ۔ دل[۵] ۔ ملائک[۶] ۔ لوح[۷] و جنت[۸] ماہتاب[۹]

ایک حصے سے بنی روح نبی
سالہا ذکر الٰہی میں رہی

حکم حق جبریل پر صادر ہوا | جا مدینے کی زمیں کی خاک لا
اس نے لائی واں سے وہ خاک لطیف | اب جہاں حضرت کی ہے قبر شریف
خاک میں تسنیم کا پانی ملا | کر خمیر اس نور سے کی ایک جا
وہ جو موتی کی طرح روشن بنا | سب بہشتی نہروں میں غوطہ دیا
بحر و بر کوہ و فلک سے یوں کہا | یاد رکھو ہے یہ جسم مصطفےٰ
حق نے فرمایا قلم کو اے قلم | پہلے توحید الٰہی کر رقم
مرسلوں کی لکھ پھر امت کا بیاں | خیر اور شر کا نتیجہ کر عیاں
حضرت آدم سے تا عیسیٰ نبی | یہ حقیقت کلک قدرت نے لکھی
یہ تمامی امتان مرسلان | گر کریں طاعت تو پاویں گے جناں
حق کی نافرمانی اُن سے ہو اگر | دیکھیں گے بے شبہ و شک نار سقر
اپنے حضرت کی جب امت کے لئے | چاہا خامے نے کہ یہ مطلب لکھے
جیسے اعمال ان کے ویسے خط اٹھائیں | اچھے جنت میں برے دوزخ میں جائیں
حق نے فرمایا تادب یا قلم | کر ادب احمد کا یوں مت کر رقم

اس عتابِ حق سے خامہ شق ہوا / اور ہزاروں سال تک تھا کانپتا

پھر یدِ قدرت نے قط اس پر دیا / اور کہا یوں لکھ تو کلک پر ضیا

گر کرے امت محمد کی قصور / ان کی ہے بخشش کو بس ربِّ غفور

پھر یدِ قدرت نے آدم کو بنا / نور پیشانی میں احمد کا رکھا

یوں ہوا حکمِ الٰہی روح کو / داخل اب تو قالبِ آدم میں ہو

روح نے پہلے بہت انکار کی / نورِ احمد دیکھ راضی ہو گئی

راگ نے مدہوش اس کو کر دیا / یوں ملایک ہو گئے نغمہ سرا

گر نبودے ذاتِ او اندر وجود / آب و گل را کَے ملک کردے سجود

رُوح نے آدم کو جب زندہ کیا / عرش پر دیکھے محمد ہے لکھا

حمد کرکے یوں کیا حق سے کلام / ساتھ تیرے نام کے کس کا ہے نام

تب ہوا ارشاد ذاتِ پاک سے / تم انھیں کے نور سے پیدا ہوئے

ہم نہ کرتے نور گر ان کا عیاں / یہ نہ پیدا کرتے ہرگز دو جہاں

اب جو پیشانی میں ہے تابندہ نور / ہے تری اولاد میں اس کا ظہور

عہد یہ حق نے لیا آدم سے تب / کی فرشتوں نے گواہی اس پہ سب

یعنی یہ نورِ شہنشاہِ انام / کھو نہ دینا گر کسی زن سے حرام

صلبِ آدم سے وہ نورِ مصطفےٰ ۔۔۔ بی بی حوّا کے رحم میں جا چھپا

نقل کرتا نوح ابراہیم سے ۔۔۔ آیا ہے حصّے میں عبداللہ کے

یعنے عبداللہ تک آدم سے لے ۔۔۔ جتنے جد سلطانِ عالم کے ہوئے

تھے بہادر قائم اپنے دین پر ۔۔۔ بی بیاں بھی اُن کی عابد باخبر

نقل جن جن میں کیا نور شریف ۔۔۔ صلب پاک ان کے رحم اُنکے لطیف

عہد نامہ جیسا آدم نے دیا ۔۔۔ ویسا ہی خالق نے ہر اک سے لیا

پھر تو عبداللہ تک آدم سے لے ۔۔۔ نور نے لاکھوں دکھائے معجزے

ہوگئی آدم صفی سے جب خطا ۔۔۔ حق نے جنت سے انھیں باہر کیا

اتنا روئے حضرتِ آدم نبی ۔۔۔ اشک سے جنت میں سبزی ہوگئی

جب محمد مصطفےٰ کا نام لے ۔۔۔ التجا آدم نے کی اللہ سے

یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ ۔۔۔ بخشدے مجھ غم زدے کی تو خطا

التجا یہ سُن کے خالق نے کہا ۔۔۔ آج اے آدم جو ہم سے مانگتا

سب کے سب اولاد کے عصیاں ترے ۔۔۔ بخشدیتے ہم طفیل اس نام کے

تھا نبی کشتی نوح کی اس نور سے ۔۔۔ اور ابراہیم آتش سے بچے

پاس سمٰعیل کے یہ نور تھا ۔۔۔ ان کے بدلے میں فدا دُنبہ ہوا

پاس عبدالمطلب کے نور تھا ابرہا کی فوج کو خستہ کیا
آیا عبداللہ میں جب نور رب ہوگیا چرچا یہی مکے میں سب
اب زمانہ آیا حضرت کا قریب اب تولد ہوئیں گے حق کے حبیب
بس یہودی سارے دشمن ہوگئے قتل کی تدبیریں دن رات تھے
جاتے تھے حضرت کہیں بہر شکار واں یہودی لے گئے نوّد سوار
قتل کرنا چاہے عبداللہ کو غیب سے پہونچے فرشتے روبرو
سب سواروں کے وہیں ٹکڑے کئے معجزہ دکھلایا نورِ پاک نے
مصطفےٰ کا نور جو مستور تھا جسم عبداللہ کا پر نور تھا
تھے جبیں روشن مثال آفتاب جسم تھا رخشندہ جیسے ماہتاب
سینکڑوں عاشق تھیں ان پر عورتیں جان دیتی تھیں ہزاروں عشق میں
اور جس رستے سے حضرت جاتے تھے بیٹھتی تھیں عورتیں واں شوق سے
جس کو دیکھو وہ یہ کرتی تھیں دعا ماں محمد کی بنا اے کبریا
راوی لکھتا ہے کہ ایک زن مالدار عشق عبداللہ میں تھی بے قرار
وہ کتابیں آسمانی تھی پڑھی ہوئی جمع ہوتے تھے ہزاروں آدمی ہوئی
واعظہ تھی ناصحہ تھی وہ حسین اس پہ عاشق تھے ہزاروں مہ جبیں

اس نے پایا تھا کتابوں سے پتا / ہے جبیں میں ان کے نورِ مصطفیٰ

ایکدن حضرت کو اس نے گھر بلا / وصل کی درخواست کی بے ساختہ

عرض کی لونڈی کو شاداں کیجیئے / مال و زر جو کچھ ہے صاحب لیجیئے

آپ نے فرمایا وصلِ بے نکاح / دین میں اپنے نہیں ہرگز مباح

عقد کرتی ہے اگر اے بے حجاب / پوچھکر بابا سے کل دوں گا جواب

اس زنِ آشفتہ کا یہ ماجرا / عرض عبدالمطلب سے کر دیا

بس اسی دن ہو کے فضلِ کبریا / آمنہ سے عقد ٹھہرا آپ کا

جو جبیں میں نور عبداللہ کے تھا / وہ رحم میں آمنہ کے آ گیا

صبح پہونچے آپ اُس عورت کے گھر / بولے اب حاضر ہوں اے رشکِ قمر

دیکھ اُن کو روئی وہ زہرہ جبیں / اور کہی تم سے غرض اب کچھ نہیں

میں نے کل چاہا تھا کر کے سو دغا / پیٹ میں بھر لونگی نورِ مصطفیٰ

کل جو پیشانی تری پر نور تھی / آج وہ جاتا رہا نورِ نبی

سچ بتا اس دم مجھے اے بادفا / رات کس کے ساتھ تیرا خواب تھا

آمنہ کا نام سُن کر یوں کہی / یہ مبارک باد دے اس کو ابھی

اب شکم سے تیرے اے رشکِ زماں / ہوئیں گے پیدا نبی آخر زماں

جمعہ کی شب تھی وہ نورِ کردگار — آمنہ کے پیٹ میں پایا قرار

جمعہ کی ہے رات افضل تر یقیں — لیلۃ القدر اس کے آگے کچھ نہیں

تو مسلمانو مبارک باد ہے — نام اس شب کا شبِ میلاد ہے

سامعین ہر دم کہو صلِّ علیٰ — ہے بیان میلاد کے سامان کا

آمنہ بی بی ہوئیں جب حاملہ — تہنیت کی دی منادی نے ندا

آسمانوں کے فرشتے شاد ہو — اور بشر جن کو مبارک باد ہو

جب یہ شادی کا ہوا سب کو سرور — یوں ہوا جبریل کو حکم غفور

آج اے جبریل طاعت چھوڑ دے — اور ملایک کو اب اپنے ساتھ لے

لے علم سبز احمدی اب یاں سے جا — سقف پر کعبے کے گاڑ اس کو کھڑا

بولدے سب ساکنان فرش کو — سب خوشی میلاد احمد کی کرو

یوں ہوا رضوان کو حکم کبریا — سب مکاں جنت کے کر آراستہ

بحر و بر برگ و شجر سے تھی صدا — اب محمد کا زمانہ آگیا

چارپائے خوش، پرندے شادکام — سب کے سب آپس میں کرتے تھے کلام

واہ اس امت کے ہیں کیا خوش نصیب — ان کے پیغمبر ہیں حق کے حبیب

جنکی برکت سے ہوا سب کا زکال — قہر اور آفت غضب طوفان و کال

جانور دریا کے مل آپس میں سب — کہتے تھے آیا خوشی کا وقت اب

جب ہوئی آمد شہ ذی شان کی — ساری دنیا زلزلے میں آگئی

دوست شاداں اور عدو پر غم کا بار — روتا تھا ابلیس سر کو مار مار

گر گیا دریا میں تخت ابلیس کا — کوہ کے دامن میں شیطاں جا چھپا

کنگرے نوشیراں کے قصر کے — خاک پر ہیبت کے مارے گر پڑے

تخت کسرا کا الٹ اوندھا ہوا — ساحروں سے سحر سب جاتا رہا

تخت الٹے بادشاہوں کے سبھی — نور کی تھی ہر مکاں میں روشنی

ہو گئے کاہن منجم بے عمل — بت گرے سارے زمیں پر سر کے بل

چڑھتے تھے شیطان جو افلاک پر — ہو گیا موقوف واں اُن کا گزر

اہل مکہ کے دلوں پر تھی خوشی — پانی برسا خشک سالی سب گئی

جو ہوئی اس سال عورت حاملہ — معجزے سے آپ کے بیٹا ہوا

آمنہ بنت رہب حضرت کی ماں — یوں حمل کا اپنے کرتی ہیں بیاں

مجھ پہ آثار حمل ظاہر نہ تھے — نہ شکم میں بوجھ تھا بالکل مرے

خواب میں آ اک فرشتے نے کہا — کون ہے تیرے شکم میں آمنہ

ہیں کبھی اس کی خبر مجھکو نہیں — وہ کہا ہیں رحمۃ للعالمیں

جب تولد ہوویں یہ اے آمنہ ‌ ‌ ‌ نام رکھیو بس محمد مصطفےٰ

خواب میں آتے تھے پیغمبر تمام ‌ ‌ ‌ بھیجتے تھے سب محمد پر سلام

دے مبارک باد کہتے تھے مجھے ‌ ‌ ‌ کیا مبارک بخت ہیں بی بی ترے

پیٹ میں تیرے جو رشکِ ماہ ہے ‌ ‌ ‌ رحمتِ عالم ہمارا شاہ ہے

جب تولد ہوئیں یہ عالی مقام ‌ ‌ ‌ شاد ہو رکھیو محمد انکا نام

دو مہینے کا حمل جس دم ہوا ‌ ‌ ‌ باپ کا حضرت کے پیالہ ہو گیا

رو برو کہتے تھے فرشتے اے کریم ‌ ‌ ‌ پیٹ میں ماں کے ہوا احمد یتیم

دی یہ خالق نے فرشتوں کو خبر ‌ ‌ ‌ ہے بزرگی باپ کی اولاد پر

چاہتے ہیں ہم کہ یہ دُرِ یتیم ‌ ‌ ‌ بے پدر دنیا میں ہو بے خوف و بیم

آمنہ سے یہ روایت ہے عجیب ‌ ‌ ‌ وقت جب آیا تولد کا قریب

پھر وہی آیا فرشتہ روبرو ‌ ‌ ‌ اور کہا مجھ سے یہ کہہ اے نیکخو

چاہتی ہوں میں پناہ اللہ سے ‌ ‌ ‌ حاسدوں سے تو بچا داور مرے

دیکھ تنہائی کو اپنی آمنہ ‌ ‌ ‌ مانگی خلاق دو عالم سے دعا

اے خدائے مالک دنیا و دیں ‌ ‌ ‌ پاس اب میرے کوئی عورت نہیں

کسطرح زچگی ہو اب حیراں ہوئیں ‌ ‌ ‌ گھر اندھیرا اور بے ساماں ہوئیں

اتنی حوریں آئیں اس جا با ادب ‏ بھر گیا گھر آمنہ بی بی کا سب

مادرِ عثمان بن ابو العاص سے ‏ یہ روایت کی ہے ہر اک خاص نے

وقتِ زچگی کے میں حاضر تھی وہاں ‏ دیکھتی کیا ہوں فلک پر ناگہاں

تارے سارے شوق میں دیدار کے ‏ اتنے نزدیک آسماں سے آ گئے

وہ زمیں پر جھکتے تھے بہرِ سلام ‏ میں ڈری مجھ پر نہ گر جائیں تمام

آمنہ کو درد جب ہونے لگے ‏ یک مہیب آواز آئی غیب سے

آمنہ کہتی ہیں سن کر یہ صدا ‏ دل مرا دہشت سے تھرّانے لگا

اب سنو صلواۃ پڑھ کر بار بار ‏ کہتی ہیں یہ آمنہ عالی وقار

تھا ربیع الاول احسن تھی گھڑی ‏ صبح صادق بارھویں تھی پیر کی

جب تولد کا ہوا وقت سعید ‏ آیا اک آگے مرے مرغِ سفید

اپنا بازو پیٹ پر میرے ملا ؛ ‏ خوف و اندیشہ مرا جاتا رہا ؛

ایک حسین وہ مرغ اس دم بن گیا ‏ لایا اک پیالہ شرابِ پاک کا

دودھ سے اس کی سفیدی تھی فزوں ‏ شہد شیرینی میں اس سے سرنگوں

مجھ سے وہ بولا کہ اس کو نوش کر ‏ پی گئی جب پھر کہا پی پیٹ بھر

تین بار اس نے بڑی تکرار سے ‏ وہ شرابِ پاک پلوائی مجھے

وہ جواں اُس دم مرے نزدیک آ
پیٹ میرا ہاتھ سے ملنے لگا ہا
اور لگا کہنے کہ اظہر یا نبی
اَبطحیؔ مکّی قریشی ہاشمی ہا

قصیدہ

یا رسول اللہ ہو رونق فزا
انبیا کے شاہ ہو رونق فزا
گھر خدا کا آج تک تاریک تھا
شمع بیت اللہ ہو رونق فزا
ہو چکیں باتیں کلیم اللہ سے
اب حبیب اللہ ہو رونق فزا
ابنِ مریم کا زمانہ جا چکا
ابن عبد اللہ ہو رونق فزا
منتظر کونین ہے دیدار کا ہا
مظہرِ اللہ ہو رونق فزا

ہو گئے ظاہر شہ دنیا و دیں
مظہرِ حق رحمۃ للعالمیں
سرورِ پیغمبراں پیدا ہوئے
ہادی ہر دو جہاں پیدا ہوئے
کیا رہا اب فخر سیر طور کا
شہسوار لامکاں پیدا ہوئے
آیتِ لاتقنطو کا ہے ظہور
ہو شفیع عاصیاں پیدا ہوئے
بیکسی اب بھاگ گئی ہے دُور دُور
غمزدوں کے مہرباں پیدا ہوئے

واسطے تعظیم کے اے مومنو ۔۔ اُٹھ کھڑے ہو کر سلام اسدم سنو

السلام اے مظہرِ ذاتِ خُدا ۔۔ السلام اے پیشوائے انبیا

السلام اے باعث کون ومکاں ۔۔ السلام اے موجب امن واماں

حق کی رحمت ہوئے نازل آپ پر ۔۔ آل اور اصحاب پر شام وسحر

یا محمد عاصیوں کے مہرباں ۔۔ طول ہے ہم بیکسوں کی داستاں

عرض کرنے شرم آتی ہے مگر ۔۔ ہے ہمارا حال روشن آپ پر

آج تک یہ بھی نہ سمجھے جہل سے ۔۔ کون ہیں ہم کس لئے پیدا ہوئے

زندگی فکر معیشت میں کٹی ۔۔ اور جوانی ساری غفلت میں کٹی

ہم سے کچھ ہوتی نہیں طاعت ادا ۔۔ مانگیں پھر کس منہ سے خالق سے دعا

ہر مصیبت میں یہاں والی ہیں آپ ۔۔ معرکے میں حشر کے حامی ہیں آپ

خیر دنیا کٹ گئی ہر حال سے ۔۔ بھولیے مت وقت آخر نزع کے

ایک دم رونق فزا ہو جائیے ۔۔ مصحفِ رُخ آپ کا دکھلائیے

اس جائے عربی سلام پڑھنا چاہیے

یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْکَ ۔۔ یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْکَ

پھر بیٹھ کر یہ باقی اشعار پڑھنا

کیا عظیم الشان کی آمد ہوئی ۔ — سارے تھرائے یہودی پارسی
زلزلہ ایسا تھا برپا تین دن ۔ — وجد میں ہلتا تھا کعبہ تین دن
ہل گئے نوشیرواں کے قصر و بام — پارسیوں کی بجھ گئی آتش تمام
جب تولد دین کا سلطاں ہوا — واہ کیا حمام کا ساماں ہوا
پاس حوا کے طبق سونے کا تھا — نقرئی لوٹا تھا سارہ نے لیا
ایک عمامہ آسیہ کے ساتھ تھا — عطر جنت ہاجرہ کے ہاتھ تھا
بی بی مریم اور حوران جناں — آب کوثر لے کے ساری بی بیاں
اس شہ لولاک کو نہلا دھلا — اور دیئے آغوش مادر میں لٹا
ایسا فرماتی ہیں حضرت کی پھوپی — وقت زچگی کے میں واں موجود تھی
جب ہوا نور الہی کا ظہور ؎ — چودھویں کے چاند سے بڑھ کر تھا نور
پیدا ہوتے ہی وہ فخر انبیاء — پہلے خالق کا کیا سجدہ ادا ؎
عجز سے توحید کا کلمہ پڑھے — امتی اور امتی کہنے لگے ؎ ؎
حق نے فرمایا فرشتو دیکھ لو ؎ — تم سبھی اس بات کے شاہد رہو
ہوتے ہی پیدا شفیع المذنبیں — اپنی امت کو ذرا بھولے نہیں

آج ہیں امت پر ایسے مہرباں
حشر کے دن ان کو بھولیں گے کہاں

ایسی پیدائش کسی کی کب ہوئی
یہ نئی ترکیب تھی مولود کی ۂ ؤ

جسم تھا ملبوس سے ڈھانکا ہوا
تا نہ دیکھے ستر کوئی آپ کا

کی ہوئی ختنہ تھے تن خوشبو بھرا
کچھ رطوبت تھی نہ آلول نال تھا

میں نے چاہا غسل دوں آئی ندا
حق نے ان کو پاک ہی پیدا کیا

آمنہ کہتے ہیں آگے سے میرے
یک بیک پوشیدہ حضرت ہو گئے

ابر نورانی فلک سے آگیا
اس شہ لولاک کو لے کر اڑا

شور تھا احمد کو سب جا لیکے جاؤ
سیر مشرق اور مغرب کی کراؤ

مولد پیغمبروں میں لے کے جاؤ
جانور انسان تک سب کو دکھاؤ

اور دکھلا دو سب ارواحوں کو بھی
دیکھ رکھیں تا سبھی روئے نبی ۂ ؤ

دو نبوت کی انھیں سب کنجیاں
فتح و نصرت ان کی ہووے پاسباں

دو خزانے ان کو سب عالم کے اب
دو انھیں پیغمبروں کے خلق سب

بعد یک ساعت کے پھر حضرت کو لائے
مادر والا کی گودی میں لٹائے

دیکھتی کیا ہیں کہ اس دم آمنہ
بر میں ہے یک رشک ماہ چاردہ

صوف کا جامہ تن نازک پہ تھا
مشک اذفر کی مہک تھی مرحبا

تھی صدا احمد خدا کے لاڈلے
دو جہاں پر اب مقرر ہو گئے

آمنہ نے شکر خالق کا کیا
گودی میں اس دلربا کو لے لیا

ربنا از فضل مولود نبی ؐ ؐ
مومنوں کے مقصدیں برلا سبھی

یا نبی جب قہر کے ہوں معرکے
پُل صراط اور زلزلہ میں حشر کے

اتنا فرما دو جو ہو جاؤں اسیر
یہ ہمارا ہے غلامِ دستگیر

قصیدہ

مولود پڑھاتے رہو تا امن و امان ہو
مولود وہی ہے کہ تولد کا بیاں ہو

منظور یہ تھا حق کو نہاں تھا سو عیاں ہو
وہ مہرِ دل افروز وہاں تھا سو یہاں ہو

اللہ کا ہے حمد محمد کی ثنا ہیں
اوصاف شہنشاہِ زمیں اور زماں ہو

کس دھوم سے آئے قدم اس بزم جہاں نیں
میلاد کی عظمت شہ والا کی عیاں ہو

شادی اسے کہتے ہیں خوشی کہتے ہیں اسکو
ذکر آتے ہی اشک آنکھوں سے عاشق کے رواں ہو

ہر چند پڑھا جائے لسانِ عربی میں
پر عام سمجھ کے لئے ہندی بھی زباں ہو

مشتاق ہیں سننے کے ملک ہم سے زیادہ
آتے ہیں وہ بس شوق سے سوا دو جہاں ہو

بس ہے یہ وسیلہ تجھے اے دستگیر آثم
جب تخت عدالت پہ خداوند جہاں ہو

جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تولد مبارک کے وقت کا تھوڑا سا حال اور حضرت کی رضاعت شریف کا بیان

ہے جہاں میں آمدِ خیر الوریٰ — عرش کو خلعت ملا ہے نور کا

اُنکا آنا نور حق کا ہے ظہور — بھاگتی پھرتی ہے ظلمت دور دور

دو جہاں پیدا ہوئے جنکے سبب — انکے ظاہر ہونیکا وقت آیا جب

عالمِ بالا میں تھے سب شاد و کام — تہنیت کا غل زمیں پہ تھا تمام

حکم حق سے کھل گئے جنت کے باب — ہوگیا موقوف دوزخ کا عذاب

لرزے جنات اور شیاطین کانپ اٹھے — جتنے بت تھے منہ کے بل اوندھے گرے

دیکھے جد حضرت کے اس شب ماجرا — کعبہ اپنی جائے سے جنبش کیا

ہے خلیل اللہ کا جس جا مقام — اسطرف سجدہ کیا بیت الحرام

آتی تھی اللہ اکبر کی صدا — اور بھی ربِّ محمد مصطفےٰ

تخت اُلٹے بادشاہوں کے سبھی — نور کی تھی ہر مکاں میں روشنی

تھا ہُبل بت کعبے میں سب سے بڑا — یک بیک ہیبت سے اوندھے منہ گرا

دوسرے بت ہوگئے بس گر کے چور — تھا چمکتا ہر طرف اللہ کا نور

تھی صدائے غیب کعبے کی قسم
کعبے کو مسکن کیا وہ ذی کرم

کعبہ کہتا تھا کہ وہ رب العلا
پاک اب مجھکو بتوں نے کردیا

اور سماوے کی جو ندی خشک تھی
خشک دس سو سال کی جاری ہوئی

ساوی کا تالاب سوکھا غیب سے
آسماں پر جانے سے شیطاں رکے

اس زمانے میں عرب سے تا عجم
قبضے میں تھے شاہ فارس کے بہم

آگ تھی فارس کی دس سو سال کی
شہ کی آمد سے یکایک بجھ گئی

کانپتا تھا بیدسا کسرا کا گھر
کنگرے چودہ گرے ہیں ٹوٹ کر

قاضی القضات جو کسرا کا تھا
خواب دیکھا معروضہ اس سے کیا

پار دجلے کے ہوئے سرکش شتر
لے گئے گھوڑے عرب کے کھینچ کر

اور کہا تعبیر اسکی ہے شہا
حادثہ ملک عرب سے ہوئے گا

ہوئیگا ملک عجم اس سے خراب
سن کے کسرے کو ہوا بس پیچ و تاب

الغرض کی عرض سب حکام نے
پوچھتا اس کو سطیح شام سے

گوشت کا مضغہ تھا سب جسم سطیح
عمر چھ سو سال کی تھی اور فصیح

سینے پر سر تھا اسے گردن نہ تھی
انگلیاں ہاتھوں کی اسکی گوشت کی

جب ضرورت پر کہیں لیجاتے تھے
مثل کپڑے کے اسے لپیٹے ہوئے

چاہتے جو غیب کی اخبار سے
خوب ہی اس کو بلا کر پوچھتے

تھا وہ کاہن غیبی کرتا تھا کلام
اس کو پہنچائے ہیں کسریٰ کا پیام

وہ کہا دنیا سے اب میں تو چلا
ہو چکے پیدا محمد مصطفےٰ

اور کسریٰ کے محل کے کنگرے
ٹوٹ کر اس رات جو چودہ گرے

پشت چودہ تک رہیگا اسکا راج
پھر مسلمانوں کا ہے وہ تخت و تاج

بس یہ کہکر وہ اسی دم مرگیا
سن کے یہ کسریٰ نہایت ڈر گیا

پھر کہا کسریٰ نے اس کے واسطے
چودہ پیڑی تک زمانہ چاہئے

سو منو کیسا ہی شاہنشہ رہے
قدرت حق کے مقابل کیا کرے

چار ہی سال اس پہ گزرے بالیقیں
مرگئے دس بادشاہ مسند نشیں

وقت آیا جب عمر فاروق کا ؓ
ملک پر اسلام کا قبضہ ہوا ؓ

چودھواں تھا یزدجر بھاگا ہوا
عہد میں عثمانؓ کے وہ مارا گیا

دوستو عرصے میں ستر سال کے
بادشاہ چودہ برابر ہو گئے

زلزلہ تھا ساری دنیا میں یہی
پیدا ہونے والا ہے اب اک نبی

تھا سماوی سب کتابوں میں لکھا
کاہنوں کو امر یہ معلوم تھا

بولتے تھے سب نصارا اور یہود
آنے والا ہے وہ معشوق ودود

ڈھونڈتے پھرتے تھے دشمن کو بکو ‏ کیا تولد ہو گیا وہ ماہرو

تھا وہ نیساں کا مہینا با صواب ‏ اور حمل کے برج میں تھا آفتاب

تھا ظفر طالع ستارہ آپ کا ‏ اور مہینہ عیسوی اپریل کا

آمدِ شہ کو لستے سنہ میں ہوئی ‏ پانسو پر تھا اکہتر عیسوی

تھا ربیع اول احسن بھی گھڑی ‏ صبح صادق بارھویں تھی پیر کی

ایسا فرماتی ہیں بی بی آمنہ ‏ کس طرح حضرت ہوئے رونق فزا

شب تولد کے تھی سب دنیا میں دھوم ‏ تھا فرشتوں اور ملایک کا ہجوم

اک بچھا دیباج کا کپڑا عیاں ‏ آسمان کے اور زمیں کے درمیاں

یہ صدا اٹھی ہو تولد جس گھڑی ‏ ہو حفاظت آنکھ سے مخلوق کی

چند شخصوں کو میں دیکھی دور سے ‏ آفتابے لے ہوا میں ہیں کھڑے

ایک ٹکڑی ہے پرندوں کی بڑی ‏ چونچ بھی تھی جن کی زمرد سبز کی

بازو ان کے سرخ تھے یاقوت کے ‏ ڈھانکے میرے پیٹ کو اطراف سے

مشرق اور مغرب کھلے مجھ پر تمام ‏ روبرو میرے تھا سارا ملک شام

آسماں سے تین لائے ہیں نشاں ‏ چھت پہ اک کعبے کے گاڑھے ہیں نشاں

اک کیے مشرق کی جانب میں کھڑا ‏ نصب مغرب میں کیے ہیں تیسرا

ہو گئے ظاہر شہنشاہِ انام	موقع ہے تعظیم کا بہر سلام

یا نبی سلام علیک

ایسا فرماتے ہیں بی بی آمنہ	جب ہوئے پیدا وہ نورِ کبریا
پہلے سجدے میں گئے ہیں عجز سے	انگلیاں دو ہاتوں کے اوپر کئے
ایسے میں اک آکے ٹکڑا ابر کا	آنکھ سے میری چھپا کر لے گیا
یہ صدا اٹھی شش جہت میں لیکے جاؤ	جا نوز النساں ملک سبکو دکھاؤ
پھر نظر آیا جو وہ نورِ نظر	صوف کا کپڑا تھا جسمِ پاک پر
نیچے اک چادر بچھی تھی سبز فام	اس پہ ہے لیٹا ہوا ماہ تمام
تین کونجی ہاتھ میں موتی کی ہے	کہنے والا کہہ رہا ہے لے یہ لے
فتح اور نصرت کی ہیں دو کونجیاں	ایک کونجی ہے جو ہیں یاریکیاں
ایسے میں ٹکڑا پھر آیا ابر کا	ہنہنانے کی تھی گھوڑوں کی صدا
سنسناہٹ تھی پرندے اڑنے کی	اور صدا انسانوں کے باتوں کی تھی
تھی صدا ان کی روحوں کو دکھلائیں آپ	انبیا کے دیں کمالات ان کو سب
دیکھا میں نے ابر جب غائب ہوا	ہے حریری کپڑے ہیں وہ مہ لقا

اس سے پانی تھا ٹپکتا بار بار
کہنے والا کہہ رہا تھا یوں پکار

واہ رے فضلِ جناب کبریا
سب جہاں پر ان کا قبضہ ہو گیا

دیکھی میں لیٹا ہے بر میں مہ لقا
چاند گویا چودھویں کے رات کا

تھا معطر مشک میں وہ نازنیں
تین شخص آئے ہیں ایسے میں وہیں

ہاتھ اک کے آفتابہ چاندی کا
اک کے ہاں طشت زمرد سبز تھا

اور لایا تیسرا شخصِ سعید
اک حریری کپڑا نورانی سفید

طشت میں اس مہ کو دھویا سات بار
مہر کی شانوں میں اسنے خوش نگار

لپیٹا اس گل پر حریری پارچہ
ساعت ایک اپنے پکھوٹونمیں رکھا

بعد پھر میرے حوالے کر دیئے ؛
آسماں کے سمت وہ تینوں اُڑے

بیہقی سے ہے روایت معتبر
جب تولد ہو گئے خیر البشر

اک یہودی صبح دم ہو بے قرار
قوم کو اپنی پکارا بار بار ؛

جمع سارے ہو گئے تو یوں کہا
آج وہ لڑکا تولد ہو گیا ؛

اس کا چمکا تھا ستارہ رات بھر
اس کی پیدائش قریشوں کے ہے گھر

دونوں شانوں ہیں نشاں ہے مہر کا
وہ اس امت کا پیمبر ہوئے گا

یوں کہے سن کر قریشی یہ صدا
رات عبداللہ کے گھر لڑکا ہوا

وہ کہا مجھ کو بھی دکھلا دو ذرا
دیکھا غش کھا کر زمیں پر گر پڑا

بولا یہ آخر نبی بھیجا گیا
دین ان کا سب پہ غالب آئے گا

مشرق اور مغرب میں ہوگا انکا نام
حشر تک اسکی رہے گی دھوم دھام

دل لگا کر اب سنیں پیر و جواں
مصطفےٰ کی ہے رضاعت کا بیاں

راوی لکھے ہیں کہ وہ روشن ضمیر
سات دن ماں کا پئے ہیں اپنے شیر

بولہب کی اک ثوبیہ تھی کنیز
چند سے شیر اسکا پئے ہیں وہ عزیز

دودھ جس دائی کا حضرت نے پیا
نام ہے ان کا حلیمہ سعدیہ

بستی جس جا تھی حلیمہ رہنے کی
خشک سالی سخت تھی بارش نہ تھی

دودھ والی عورتیں بچوں کو لے
مکے کی جانب چلیں اس گاؤں سے

اور حلیمہ کو بھی شوہر لے چلا
شیر خوارہ ایک لڑکا ساتھ تھا

اک گدھی تھی اور اک تھی اونٹنی
یہ سواری راہ میں دونوں کی تھی

دودھ فاقوں کے سبب آتا نہ تھا
رات بھر روتا تھا اس کا دلربا

الغرض مکے میں جب داخل ہوئے
مالداروں کے سبھی لڑکے لئے

کر یتیمی پر نظر اس شاہ کی
ایک بھی آنا نہیں راضی ہوئی

پیٹ میں تھے والدہ کے مصطفےٰ
کر گئے تھے آپ کے والد قضا

اپنے شوہر سے حلیمہ نے کہا
یہ جو لڑکا آمنہ کا ہے یتیم
سن کے شوہر اس کا راضی ہو گیا
دیکھی کپڑا صوف کا ہے جسم پر
حسن کیا کہئے سراسر نور تھے
خواب میں تھے سرور ہر دوسرا
نیند سے بیدار ہو وہ مہ لقا
آنکھوں سے اک نور کی نکلی جھلک
گود میں لے کر وہیں بے ساختہ
ایک ہی پستاں کا دودھ اُس دم پیے
ہے حلیمہ سے روایت معتبر
تھی یہ عادت وہ رسول بے نظیر
دوسری پستاں کبھی پیتے نہ تھے
شاد و خرماں گود میں کر کے نہاں
اوٹنی لاغر تھی کچھ چارا نہ تھا

کوئی لڑکا اپنے حصے میں نہ تھا
لے چلیں گے اس کو ہم بے خوف و بیم
پاس حضرت کے گئیں جب سعدیہ
نیچے اک چھالی بچھی ہے سبز تر
مشک کی بو آ رہی تھی جسم سے
ہاتھ سینے پر حلیمہ نے رکھا
مسکرائے دیکھکر منھ دائی کا
اک اوجالا تھا زمیں سے تا فلک
دودھ حضرت کو حلیمہ نے دیا
دوسری پستاں نہیں منھ میں لئے
بچپنے سے عدل تھا مدنظر
پیتے تھے بس ایک ہی پستان کا شیر
چھوڑ دیتے دودھ بھائی کے لئے
ٹھیری تھی جس جا حلیمہ لائی واں
صبح جا کر دیکھا شوہر دائی کا

کاسے اس کے دودھ سے ہیں بھر گئے | زن و شوہر پیٹ بھر کر پی لئے

پھر یہ شوہر نے حلیمہ سے کہا | کیا مبارک لایا تو نے دلربا

فضل اور برکت سے اس دلدار کے | رات بھر ہم سو گئے آرام سے

ایک شب دیکھا حلیمہ دائی نے | نور گھیرا ہے اونہیں اطراف سے

سبز پوشاک اک کوئی پہنا ہوا | شکل نورانی سرہانے ہے کھڑا

اپنے شوہر کو جگا کر نیند سے | وہ عجائب سب دکھائے غیب کے

وہ کہا چپ رہ یہ ہے امر گراں | مت کسی سے بول یہ راز نہاں

دشمن جانی ہے اس کے سب یہود | ہے نگہباں اس کا وہ رب ودود

جب سے یہ پیدا ہوا ہے نازنیں | کھانا پینا اون کو خوش آتا نہیں.

وہ کئی دن مکے میں ٹھیرے رہے | لیکے حضرت کو پھر اپنے گھر گئے

راہ میں بی بی حلیمہ کی گدہی | قافلے سے سب کے آگے رہتی تھی

پوچھتے تھے یہ حلیمہ سے سبھی | سعدیہ کیا یہ سواری ہے وہی

وہ یہ کہتیں تھیں کہ ہاں یہ ہے وہی | اون سبھوں کو سن کے حیرت ہوتی تھی

الغرض پہنچی حلیمہ اپنے گھر | ساتھ تھے وہ بادشاہ بحر و بر

اس کے گھر آیا جو نور کبریا | نور سے سب گھر منور بن گیا

آستاں اس کا بنا فضل الہ ؛
تھا ملک جن و بشر کا سجدہ گاہ

خشک سالی ہوگئی تھی ایسی واں
بھوکی آتیں شب کو سب کی بکریاں

اور حلیمہ کے جو آتیں بکریاں ؛
پیٹ بھر کھائی ہوئیں تازہ تواں

سب وہ چرواہے یہ ہوتے تھے خفا
یہ جہاں چرتے ہیں واں تو بھی چرا

وہ یہ کہتا تھا چراتا ہوں وہیں
کیا ہے بھید اس کا خبر مجھکو نہیں

شیر خواری کے زمانے کا بیاں
اس کی راوی ہے حلیمہ مہرباں

بات جو پہلی کئے وہ شاہ دیں
کہتے تھے اللہ اکبر بالیقیں

ہاتھ جس شئے کو لگاتے تھے حضور
منھ سے بسم اللہ فرماتے ضرور

جلد بڑھتے تھے وہ شاہ بحر و بر
دو برس میں آئے جو سالہ نظر

کھیل سے حضرت کو نفرت تھی بڑی
منع کرتے دوسرے بچوں کو بھی

دوسرے لڑکوں سے یوں فرماتے تھے
کھیلنے کو ہم نہیں پیدا ہوئے

آپ ضد کرتے نہ روتے تھے کبھی
کوئی بد خلقی طبیعت میں نہ تھی

روز آ کر دو پرندے خوش ادا ؛
غیب ہو جاتے گریباں میں وہ جا

یہ روایت ہے حلیمہ سے لکھی ؛
دور حضرت کو نہ جانے دیتی تھی

ایک دن غافل تھی میں لڑکی میری
دور تک حضرت کو ہمرہ لے گئی

دھمکیاں لڑکی کوں کو دیں غصے میں ہو　　دھوپ میں کیوں لے گئی اس ماہ کو

وہ کبھی صدمہ کہاں تھا دھوپ کا　　ابر سر پر اس کے تھا سایا کیا

ایک دن فرمائے حضرت دائی سے　　بکریاں ہم بھی چرانے جائینگے

دودھ بھائی روز جاتے ہیں جہاں　　ساتھ اون کے جاؤنگا میں بھی وہاں

کنگھی کر بالوں میں پہنائی لباس　　سرمہ آنکھوں میں بھی دی وہ خوش اساس

اوس کے یہاں جزع یمانی کا تھا ہار　　بد نظر کے واسطے وہ جان نثار

ڈالی حضرت کے گلے میں لا اوسے　　توڑ کر پھینکا اوس کو فرمانے لگے

ہے نگہباں وہ میرا پروردگار　　کیا نگہبانی کرے میری یہہ ہار

الغرض وہ بادشاہِ دوجہاں　　جب چرانے کو گئے ہیں بکریاں

تھا پسر زمرہ حلیمہ دائی کا　　دوپہر کو آیا گھر روتا ہوا

بولا ہم جس جا کھڑے تھے اماں جاں　　غیب سے ایک شخص آیا ناگہاں

کوہ پر لے کر محمدؐ کو گیا　　وہاں لٹا کر چاک سینہ کر دیا

دوڑیں یہہ سنتے ہی وہ بے ساختہ　　ساتھ اون کے اونکا شوہر ہو گیا

آہیں بھرتی جاتی تھیں وہ جاں نگداز　　کوہ پر آئے نظر بندہ نواز

آسماں کو دیکھتے ہیں سر اوٹھا　　مسکرائے دیکھ کر منہ دائی کا

بولے تین اشخاص آئے تھے یہاں ‏ ‏ آفتابہ چاندی کا تھا ایک کے یہاں

اور تھا طشت زمرد ایک کیساتھ ‏ ‏ کوہ پر لائے مجھے وہ اپنے ساتھ

ایک نے آہستہ وہاں مجھکو لٹا ‏ ‏ پیٹ میرا چاک اوس دم کر دیا

آنتیں دھویا اوسنے میری برف سے ‏ ‏ کچھ نہیں ایذا ہوئی اوس سے مجھے

دیکھتا تھا میں جو کچھ وہ کرتے تھے ‏ ‏ اوس کی خنکی باقی ہے تن میں میرے

دوسرا اوس سے کہا ہٹ جا ذرا ‏ ‏ وہ کیا تو نے جو تھا حق نے کہا

اوس نے سینہ چاک کرکے دل لیا ‏ ‏ اوس کو چیرا نقطہ کالا اوس میں تھا

وہ نکالا دل میں ایک شئے بھر دیا ‏ ‏ اور کہا حصہ تھا وہ شیطان کا

ہوگیا بس ای حبیب اللہ وہ دور ‏ ‏ کر دیا بس دل پہ میرے مہر نور

تیسرے نے پھر کہا اون دونوں سے ‏ ‏ تم کو جو حق نے کہا تھا کر چکے

ہاتھ پھیرا اوس نے میرے زخم پر ‏ ‏ زخم میرا مل گیا بایک دگر

ساتھ دس شخصوں کے تولے پھر مجھے ‏ ‏ بڑھ گیا میں جب وہ یہہ کہنے لگے

ساتھ سب امت کے تولینگے اگر ‏ ‏ جب بھی بڑھ جائیگا یہہ رشک قمر

ایک اونمیں سے کھڑا مجھکو کہا کیا ‏ ‏ میرے سر کو چوما اور کہنے لگا

اے حبیب اللہ کسی سے ڈر نہیں ‏ ‏ تیرا حافظ ہے وہ رب العالمین

تیرے حصہ میں جو کچھ ہیں خوبیاں — وہ اگر تجھ سے کریں گے ہم بیاں

آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اسکے سننے سے — یہ کہے وہ آسماں پر اُڑ گئے ؛

آپ کو لائی حلیمہ اپنے گھر — دلمیں گھبرائی ہوئی تھی سر بسر

لوگ کہتے تھے کہ کاہن کو بتا — تا علاج اس کا ہو جلدی سعدیہ

آپ فرماتے تھے ہوں اچھا بھلا — کوئی بھی مجھکو نہیں ہے عارضہ

پھر تعجب سے یہ ہر ایک نے کہا — اس کو ہے شیطان کا سایہ ہوا

پاس کاہن کے حلیمہ لے گئی ؛ — سب حقیقت کی بیاں گزری ہوئی

پھر وہ کاہن نے کہا تم چپ رہو — مجھکو اس لڑکے کے منہ سے سننے دو

وہ جو گزری تھی حقیقت برملا — آپ نے کاہن سے سب فرمادیا

وہ اُچھل کر گر پڑا بے ساختہ — چیخ مارا اور یہ کہنے لگا ؛

سب مل اس لڑکے کو مارو ہاتھوں ہاتھ — مار ڈالو مجھکو بھی اس کے ہی ساتھ

ورنہ برائی کے اب آتے اے عرب — تم کو ٹھہرائے گا احمق اے غضب

جھوٹا ٹھہرائے گا یہ دینِ سلف — کھینچے گا تم کو نئے رب کی طرف

سُن کے یہ باتیں حلیمہ ہو خفا — چھین لیں کاہن سے اپنا دلربا

بولی بچے کو نہ ماریں گے مگر ؛ — اپنے مارے جانے کی ٹکرا اور کر

لے لیا کاہن سے جب اس ماہ کو
اور کہی اے وہ موی چل دور ہو

میں سمجھتی گر تری یہ بدزباں
لاتی اس بچے کو ہرگز میں نہ یاں

شتہ کو لے جاتی حلیمہ تھی جہاں
شک سے ہوتا معطر وہ مکاں

اور کہیں ذوالحجار ایک بازار تھا
واں نجومی ایک رہتا تھا بڑا

اسکو دکھلائیں حلیمہ آپ کو
سرخی دیکھ آنکھوں کی وہ حیران ہو

جسم سے دیکھا ہے کرتا کھینچ کر
شانوں میں مُہرِ نبوت کا اثر

یوں کہا چلا کے اے قوم عرب
مار ڈالو جلد اس لڑکے کو اب

طفل ہے جب دم جواں ہو جائیگا
یہ تمھارے دین کو جھٹلائے گا

بس اسی دن سے حلیمہ خوش اساس
لے نہ جاتی تھی کسی کاہن کے پاس

اک نجومی ایک دن خود آگیا
دیکھا سب لڑکوں کو اس جا کے بلّا

مصطفےٰ گھر سے کہیں باہر گئے
آپ کو بھی وہ بُلایا پیار سے

آپ نے انکار جانے سے کیا
دیکھا حضرت کو یہ لوگوں سے کہا

ہے بس اس لڑکے کے بشرہ سے عیاں
ہوئے گا بیشک نبی آخر زماں

تب تو لوگوں نے حلیمہ سے کہا
اس کی ماں کے پاس اسکو چھوڑ آ

اس کے دشمن ہیں سبھی نزدیک دور
کچھ نہ کچھ آجائے گی آفت ضرور

سن کے مکے کو حلیمہ لے چلی — حبشیوں کی ایک صف رہ میں ملی

گھور کر دیکھے وہ سارے حبشیاں — سرخیٔ چشمِ رسولِ انس و جاں

پوچھے دائی سے حقیقت آپ کی — کیا کوئی بیماری آنکھوں میں ہوئی

بولیں تب ان کو حلیمہ خوش مقال — آنکھیں پیدائش سے اس کے ہیں لال

سن کے یہ بولے وہ سارے حبشیاں — ہے یہی پیغمبرِ آخر زماں

لکھتے ہیں دائی حلیمہ خوش نصیب — پہونچی ہے جس وقت مکے کے قریب

آپ حاجت کو کسی جانب گئے — بیٹھے تھے تنہا محبِ ایزدی

پھر جو آئی تو نہ پائی شاہ کو — ڈھونڈتی روتی تھی بس ناشاد ہو

آہ و نالے کر رہی تھی خستہ حال — روتے روتے بن گئی مجنوں مثال

پوچھا اک بوڑھے نے اس سے اے عجب — کسکی خاطر ہو رہی ہے جاں بلب

بولیں لڑکا گم ہوا ہے یاں مرا — دودھ کا تھا وہ مرا پالا ہوا

اسکی ماں کے گھر اسے لے جاتی تھی — کھوئی ہوں یاں کہکے پھر رونے لگی

وہ کہا اک شخص کے یاں چل ذرا — وہ بتا دے گا تجھے اس کا پتا

سن کے بولی جاؤں میں قرباں ترے — کون ہے وہ لے چل اس کے سامنے

وہ کہا یاں اک ہبل بت ہے بڑا — بول دے گا ہے جہاں لڑکا ترا

بولیں اس لڑکے کے پیدا ہونے سے — بت سبھی دنیا کے اوندھے گر گئے

جبر سے لیکر گیا اس بت کے پاس — نام سن گر پڑے بت بدحواس

اور چلائے ہمارے سامنے — اے ضعیف اس لڑکے کا مت نام لے

ہو گئے اس کی بدولت ہم تباہ — ہے وہ لڑکے کا نگہباں وہ الٰہ

پھر حلیمہ کی وہی حالت بنی ہو — دوڑتی تھی چو طرف روتی ہوئی

شعر کچھ اس جا شہید ہند کے — میں نے برکت کے لئے ہیں لکھدئے

حالت ابتر ہوئی اس شیدا کی — سر تھا اور خاک تھی بس صحرا کی

کہتے تھے ہائے کدھر جاؤں میں — موت آجائے تو مر جاؤں میں

ہائے کس ابر میں وہ چاند چھپا — چھا گئی دل پہ مرے غم کی گھٹا

کیا ہوا دودھ کا پالا میرا — کیا ہوا گیسوؤں والا میرا

کیا ہوا وہ گلِ باغِ خوبی ہو — کیا ہوا نور دل محبوبی ہو

کیا ہوا سرو گلستان کمال — کیا ہوا شمع شبستان جمال ہو

میرے یوسف کا پتا دو لوگو ہو — جس نے دیکھا ہو بتا دو لوگو ہو

کبھی کہتی تھی کہ اے ماہِ لقا — اپنی دائی سے یہ کی تو نے دغا

میں نے کیا اس لیے خدمت کی تھی — کہ ترے غم سے کڑھے میرا جی

دیکھ تکلیف تو مجھ بے کل کی
چھانتی خاک ہوں اس جنگل کی

کچھ ترے دل پہ اثر ہے کہ نہیں
کچھ تجھے میری خبر ہے کہ نہیں

کچھ تجھے میرا خلق ہے کہ نہیں
کچھ میرے دود کا حق ہے کہ نہیں

معجزہ اپنا یہ دکھلا مجھکو
آپ سے آپ تو مل جا مجھکو

گر سلامت نہ تجھے پاؤں گی
میں تو جنگل ہی میں مر جاؤں گی

شاق ہے دل پہ جدائی تیری
دیکھ مر جائے گی دائی تیری

پالنے کی جو گنہگار تھی میں ؛
اس سزا کے نہ سزاوار تھی میں

بس نہیں چلتا ہے بےبس ہوں میں
کوئی ساتھی نہیں بیکس ہوں میں

کیا کہوں عشق کی بیماری ہے
دل سنبھلتا نہیں لاچاری ہے

بن ترے گھر میں نہ جاؤں گی میں
خاک جنگل کی اڑاؤں گی میں

میں نے محنت سے تھا پالا تجھکو
سمجھی تھی گھر کا اجالا تجھ کو

ہائے وہ چاند سی صورت افسوس
ہائے وہ نور کی مورت افسوس

بن ترے محلے میں جاؤں کیونکر
ہوں تری ماں کو دکھاؤں کیونکر

تیرے دادا نے مجھے سونپا تھا
مجھے شرمندہ نہ کیجو بیٹا ؛

گرد اس کے ہوا خلقت کا ہجوم ؛
پوچھتے جاتے تھے سب کائے مغموم

کیا ترا نام ہے کیوں روتی ہے ۔ جان کس کے لئے یوں کھوتی ہے
بولی اک گاؤں سے آئی ہوں میں ۔ مصطفیٰ پیارے کی دائی ہوں میں
مجھ ضعیفہ کا حلیمہ ہے نام ۔ میرا اس بن میں ہوا کام تمام
کھو گیا دشت میں جانی میرا ۔ گم ہوا یوسف ثانی میرا
اس لئے روتی ہوں با حال سقیم ۔ نہیں ملتا ہے میرا دُرِّ یتیم
لعل میرا گہرِ یکتا ہے ۔ بچہ بن باپ کا اکلوتا ہے
سر پہ چھوٹا سا عمامہ ہے سجا ۔ تن پہ ہے ننھا سا جامہ زیبا
گال اس گل کے ہیں گورے گورے ۔ لال ہیں آنکھوں میں اس کے ڈورے
سر پہ ہیں بال جھنڈورے ایسے ۔ گل پہ سنبل کا ہو جھرمٹ جیسے
اسکی زلفوں کے گھنگروالے بال ۔ دلِ شیدا کے لیے ہے جنجال
قد ہے بوٹا سا قیامت پایہ ۔ خواب نے جس کا نہ دیکھا سایا
سرمگیں آنکھ خرد کی رہزن ۔ آفتِ جاں ہے غضب وہ چتون
سامنے اس کے اگر آتا ہے ۔ آفتاب ابر میں چھپ جاتا ہے
خمِ ابرو سے مہ نو ہی خجل ۔ تیر مژگاں سے دل و جاں بسمل
نور ہے نور ہے اس کا مکھڑا ۔ غیرتِ حور ہے وہ نام خدا

جلوہ افزا جو وہ دلبر ہو جائے | راہ خوشبو سے معطر ہو جائے

جب کلام اسکا یہ لوگوں نے سنا | کر کے افسوس جواب اس کو دیا

یوں تو قدرت ہے خدا کی معمور | خود کرے قالب انساں میں ظہور

لیکن اس حسن کا اس صورت کا | آدمی ہم نے تو دیکھا نہ سنا

الغرض دشت میں جب اس کو پتا | یوسف گم گشتہ کا کچھ نہ ملا

ہو کے مایوس کلیجے کو تھام | روتی مکے کو چلی وہ ناکام

پہنچی جب آمنہ خاتوں کے گھر | گر پڑی خاک پہ وہ خاک بسر

رو کے چلائی دہائی لوگو | لٹ گئی میری کمائی لوگو

بے کلی دیکھ کے اس مضطر کی | جان جاتی رہی سارے گھر کی

آمنہ بی بی نے اس سے پوچھا | کہ تجھے میری قسم سچ بتلا

میرا بچہ تو ہے اچھا دائی | چھوڑ کر آئی ہے کیسا دائی

روتی یوں آئی ہے کیوں خیر تو ہے | ایسی گھبرائی ہے کیوں خیر تو ہے

بولی تالو میں نہیں جی میرا | لاڈلا کھو گیا بی بی تیرا

اپنے جانی کو جو کھو بیٹھی ہوں | ہاتھ اب جینے سے دھو بیٹھی ہوں

سنکر اس خستہ جگر زن کا کلام | شور ماتم سے تھا گھر میں کہرام

کچھ نہ پوچھو آمنہ خاتون کا حال
دلِ شیدا کا ہوا حالِ سقیم
یہ کہا اور ہوا غش طاری ہے
میں چلی مجھ کو سنبھالو لوگو
الغرض جد اس شہ کونین کے
کوئی بھی پایا نہ حضرت کا پتا
کر طوافِ کعبہ معروضہ کیا
دی صدا ہاتف نے اے وہ بیقرار
عرض عبد المطلب نے پھر یہ کی
پھر صدا ہاتف نے دی سیدھی ہے راہ
دیکھے عبد المطلب واں یا سرور
پتّے اس کے چن رہے ہیں بیٹھ کر
دیکھکر جد کو وہ محبوبِ خدا
نام عبد اللہ مرے بابا کا ہے
جد نے لیکر گود میں منہ چوم کر

تھرتھراتا تھا بدن جی تھا نڈھال
کہہ اٹھی ہائے میرا دُرِ یتیم
یوں لگی کہنے بہ آہ و زاری ہے
اُس کے دادا کو بلا لو لوگو ہے ہے
بھیجے سارے اقربا کو ڈھونڈنے
جدِ والا نے ارادہ خود کیا
یا الٰہی دے پتا فرزند کا
ہے وہ لڑکے کا نگہباں کردگار
دے پتا جس جا ہے وہ یارب ابھی
ہے تہا ماکے بیاباں میں وہ ماہ
موز کے ہیں جھاڑ کے نیچے حضور
آپ پوچھے کون ہے تو اے پسر
نام فرمائے محمد ہے میرا
نام عبد المطلب دادا کا ہے
اونٹ پر لائے بٹھا کر اپنے گھر

اونٹ اور سونا بہت صدقہ دیا — زندگی پائیں دوبارہ آمنہ
اُمِّ ایمن لونڈی عبداللہ کی — آپ کی طفلی میں خدمت کرتی تھی
وہ روایت کی ہے مالکِ دین کے — صبح زمزم ایک پیالہ پیتے تھے
شام تک کھاتے نہ تھے پھر کوئی شئے — دوستو درویشی کا یہ ڈھنگ ہے
یا الٰہی از طفیلِ مصطفےٰ — مومنوں کا دو جہاں میں ہو بھلا
حشر میں اب رحمۃٌ للعالمیں — عاصیوں کا تم سوا کوئی نہیں
یا محمد سخت ہے دن حشر کا — خوف اس عاصی کو اس کا ہے بڑا
اتنا فرما دو جو ہو جاؤں اسیر — یہ ہمارا ہے غلام دستگیرؔ

مثنوی در فضائل درود شریف

رحمتِ کبریا درود شریف — ہدیۂ انبیا درود شریف
توشۂ عاقبت درود شریف — باعثِ مغفرت درود شریف
دردِ غم کی دوا درود شریف — دافعِ ہر بلا درود شریف
اس کی قرآن میں فضیلت ہے — مومنو کے لئے یہ رحمت ہے

اس کے پڑھنے سے دل منور ہو ‏ — ‏ بوئے جاناں سے جاں معطّر ہو

اس کا کونین میں وسیلہ ہے ‏ — ‏ قبر میں بھی یہ کام آتا ہے

تولے جائیں گے جب عمل اپنے ‏ — ‏ نیکیوں کے جھکائے گا پلّے

ورد اکثر جو اس کو دل سے رکھے ‏ — ‏ وہ پیمبر کو خواب میں دیکھے

کہا قرآں میں حق نے باعزت ‏ — ‏ بھیجتا ہوں نبی پہ میں رحمت

اور فرشتے بھی عجز سے اکثر ‏ — ‏ بھیجتے ہیں درود احمد پر

میرے پیارے حبیب پر خوش ہو ‏ — ‏ تم بھی اے مومنو درود پڑھو

دوستو جب خدا درود پڑھے ‏ — ‏ کس کی قدرت ہے اسکا اجر لکھے

اے محبو سُن ان فضائل کو ‏ — ‏ اس شہنشاہ پر درود پڑھو

اور درود آپ پر دل وجاں سے ‏ — ‏ کوئی مومن گر ایک بار پڑھے

اس مسلمان پر وہ ربّ ودود ‏ — ‏ آپ دس بار بھیجتا ہے درود

پاوے جنت میں درجے دس اعلیٰ ‏ — ‏ دس گنہ اس کے بخشتا ہے خدا

کردیا گویا دس غلام آزاد ‏ — ‏ راہِ حق میں کیا وہ ہیں جہاد

صدق اور عجز سے جو اس کو پڑھے ‏ — ‏ حجِّ مقبول کا ثواب ملے

گر درود آپ پہ پڑھیں سو بار ‏ — ‏ رحمتِ حق ہو اس پہ ایک ہزار

مومنو یہ بڑی عبادت ہے
کونسی اس سے بڑھ کے طاعت ہے

حق کی رحمت جو مصطفےٰ پر ہو
وہی رحمت نصیب ہو تم کو بھی

کیا خدا کو یہ نام پیارا ہے
اس کے عاشق پر آپ شیدا ہے

ایسا فرمایا شاہِ والا نے
بھیجے یہ جب تک کوئی درود پڑھے

ذکر جب تک زباں پہ ہو میرا
ذکر کرتا ہے اس کا رب علا

کارِ دنیا ہے رات دن یارو
کوئی ساعت تو ذکر احمد ہو بھی

اس کے پڑھنے سے ہو قبول دعا
حامی حشر ہوں رسول خدا

دوست اس کے بنیں رسول اللہ
ہوویں گے روز حشر اس کے گواہ

یاں نصیب آپ کی زیارت ہو
قرب حاصل ہو حشر میں اس کو

ہاتھ سے ہاتھ مل کے حضرت کا
حشر کے دن مصافحہ ہوگا بھی

جب فرشتے درود لے جا کر
عرض کرتے ہیں مرقد شہ پہ

یہ فلاں شخص اور ابن فلاں
تحفہ بھیجا ہے اسے رسول زماں

اس سے خوش ہو کے وہ شفیع انام
آپ بھجواتے ہیں جواب سلام

بچتا ہے پڑھنے والا آفت سے
بخشے جاتے ہیں سب گنہ اس کے

اس کے حاجات سب برآتے ہیں | اس کے افلاس سارے جاتے ہیں
غالب آئے وہ دشمنوں پہ تمام | خلق میں اس کا ہووے روشن نام
عرش کے نیچے حشر میں ہو گا | سایہ ہو گا لوائے احمد کا
برکت اولاد و مال میں ہو بڑی | ہووے حاصل صفائی باطن کی بھی
پل پر آسانی ہو قیامت میں | حوریں اکثر ملیں گی جنت میں
حشر کے روز اس کو پیاس نہ ہو | آب کوثر نصیب ہو اُس کو بھی
نزع کی سختیوں سے پاوے نجات | اس کے دل کے برآئیں سب حاجات
خیر کرنے سے صدقہ دینے سے | اجر پڑھ کر لکھا ہے بعضوں نے
دور دنیا کی سب مصیبت ہو بھی | اس کے گھر ہر طرح کی راحت ہو
اور فرشتے بھی اس کے پڑھنے سے | تین دن تک گنہ نہیں لکھتے
ایک اک حرف کے لیے اک گھر | اس کو جنت میں دیوے گا داور
حشر کے دن خدا کی قدرت سے | چاند کا منہ ہو چودھویں شب کے
اک ولی شب کو پہلے سونے سے | شاہ دیں پر درود پڑھتے تھے
ایک شب خواب میں رسول خدا | لب کا اس شیخ کے لیے بوسہ
جن لبوں سے درود پڑھتے تھے | اس کو چومے شفیع محشر نے

اول آخر سب اچھے کاموں کے — آدمی صدق سے درود پڑھے

جس دعا کے نہ ساتھ ہووے درود — نہیں کرتا قبول ربِّ ودود

جو دعا ایں درود کے پہونچے — نہیں کھلتے فلک کے دروازے

نام حضرت کا جس کتاب میں ہو — دیکھتے ہی اسے درود پڑھو

رہے جب تک لکھا ہوا وہ نام — تم پہ رحمت کریں فرشتے تمام

طول اسے دستگیر اسے مت کر — ختم کردے بس اس روایت پر

جب بہشت بریں میں آدم کا — عقد حوّا کے ساتھ باندھا گیا

مہر کا حکم آیا آدم کو — میرے احمد پہ دس درود پڑھو

سب کی دادی ہیں حضرت حوّا — مہر ان کا درود جب ٹھہرا

سب کی ٹھہری درود سے بنیاد — عاقلو رکھ لو بس یہ نکتہ یاد

روح اطہر پہ دستگیر سدا — بھیجا کر بس درود کا ہدیہ

داستانِ عشقِ حقیقی

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں — سرِ حقیقت نقد حالِ ماستاں

تازہ قصہ عشق کا ہے دوستو ۔ گوش رکھکر دل کے کانوں سے سنو

گر سنے فرہاد اسے مجنوں سنے تو ۔ قیس سنگ عشق سے سر پھوڑ لے

ذکر ہے عشق حقیقی کا یہاں ۔ دخل ہے عشق مجازی کو کہاں

یہ حدیث قدسی اس پر دال ہے ۔ کنت کنزاً مخفیاً کا حال ہے

گنج مخفی میں تھی ذات ذوالجلال ۔ ہے وہ عالم غیب کا بے قیل و قال

نہ صفات و ذات کا تھا کچھ ظہور ۔ بے خودی کے حال میں تھا بس وہ نور

عشق جب اس نور کو جنبش دیا ۔ دیکھا اپنے کو اک آئینہ نیا

آئینہ کیا تھا محمد کا ہے نور ۔ اس کو وحدت کہتے ہیں اہل شعور

ناظر و منظور ظاہر تھے جدا ۔ پر حقیقت میں وہ ایک ہی نور تھا

مظہر نور خدا ہیں مصطفےٰ تو ۔ مبدء سر دوسرا ہیں مصطفےٰ تو

واں جو کچھ احمد احد میں راز تھا ۔ عشق چھپا تھا نہ ظاہر ہو سکا

آئے اس عالم میں جب حضرت نبی ۔ بن گئی کچھ اور حالت عشق کی تو

عاشق و معشوق میں تھا کب قرار ۔ بے قراری تھی فزوں و اضطرار

کب جدائی اس طرح منظور تھی ۔ یہ فقط فرقت تھی ترسٹھ سال کی

قصہ کوتاہ آمنہ کے پیٹ سے ۔ رحمۃ للعالمین پیدا ہوئے

راوی کہتے ہیں رسولِ خوشخصال — ہجر میں روتے رہے چالیس سال

کرتے ہیں بی بی خدیجہ یوں بیاں — ہوگئے آثارِ فرقت جب عیاں

غارِ حرّہ ہے جبل میں نور کے — آپ دن رات اسمیں جاکر رہتے تھے

بیس یا پچیس دن کو آتے تھے — کچھ توقف کرکے واپس جاتے تھے

ہجر میں دن رات حق کی یاد تھی — عاشقانہ زاری اور فریاد تھی ؛؛

عاشقی کے ہوگئے ظاہر اثر ؛؛ — رنگ زرد و آہ سرد و چشم تر

ایک دن حمزہ چچا اس شاہ کے — حالِ حضرت دیکھ کر رونے لگے

رنجش از صفرا و از سودا نبود — بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

دید از زاریش کو زارِ دل است — تن خوش است و او گرفتارِ دل است

عاشقی پیداست از زاریِ دل — نیست بیماری چو بیماریِ دل ؛

علتِ عاشق ز علتہا جداست — عشق اسطرلابِ اسرارِ خداست

عاتکہ بی بی سے پوچھا اے بہن — دیکھتا ہوں کچھ محمد پر محن

یا کسی بیماری میں ہیں مبتلا — یا کسی کے عشق میں ہے دل پھنسا

عاتکہ نے رو کے حمزہ سے کہا — پوچھئے صدیق سے یہ ماجرا

کیونکہ بچپن سے ہیں ان کے یارِ غار — ان پہ ہے سب رازِ پنہاں آشکار

جا کے گھر صدیق کے حمزہ چچا
حال پوچھے سید کونین کا ژ

چھاتی بھر آئی یہ سن صدیق کی
بولے استفسار کرتا ہوں ابھی

حال جب پوچھے رسول اللہ سے
یوں دیا رو کر جواب اس شاہ نے

گفت اے دور افتادہ از حبیب
ہمچو بیماری کہ دور است از طبیب

شرح ایں ہجراں و ایں خون جگر
ایں زماں بگزار تا وقت دگر

کیا سناؤں حال اپنا اے رفیق
مجھ سے پیارا جب سے چھوٹا ہے رفیق

تلخ ہے بس زندگانی کیا کہوں
ہے بسر غم میں جوانی کیا کہوں

نامہ بر ہے اور نامہ نہ پیام
درد فرقت نے کیا ہم کو تمام

کیا بتاؤں عشق کی بیماری ہے
خون دل آنکھوں سے ہر دم جاری ہے

یہاں کی یہ حالت تھی وہاں کا اور حال
تھا اور وہ مشتاق رب ذوالجلال

اس محل پر اے غلام دستگیر
بے خودی کے شعر کہہ روشن ضمیر

قصیدہ

دلاسا پہلے کچھ فرمایا ہوگا
تو پھر اس ماہ کو بھجوایا ہوگا

ہوا معلوم جب لے سایہ تھے آپ
وہاں تسکیں کی خاطر سایا ہوگا

کبھی تھا وصل گہ پیغام جبریل ؛ — کبھی معراج میں بلوایا ہوگا ؛
کھلا روح الامیں پر بھی نہ اب تک — وہ کیا تنہائی میں سمجھایا ہوگا
شفاعت کا رکھا ہو تاج سر پر — قمیص معرفت پہنایا ہوگا ؛
چھپا کر میم کے پردہ میں منھ کو — خدا جانے وہ خود ہی آیا ہوگا
غلام دستگیر اس روز سر پر — لوائے مصطفٰے کا سایہ ہوگا
چھے مہینے تک جناب مصطفٰے — خواب سچے دیکھتے تھے برملا
سال جب چالیس پورے ہو گئے — وحی بھیجی قادرِ علّام نے
اک فرشتہ ہے بڑی ہے جسکی شان — ہے زمین اور آسماں کے درمیان
غار سے حِرّہ کے دیکھا آپ نے — حضرتِ روح الامیں ہیں آ کھڑے
سورۂ اقراء کا لایا ہے پیام — آپ سے کہتا ہے پڑھ اے نیکنام
اس سے تب بولے شہنشاہِ انام — پڑھنا لکھنا عشق میں بھولے تمام
پھر تو اس نے اپنے سینے سے لگا — اس پیام حق سے آگاہ کر دیا
وحی جاری ہو گئی اس روز سے — رات دن روح الامیں آنے لگے
تھا حصول مدعا معراج میں — وصل جاناں ہو گیا معراج میں
اتنا سب کچھ ہو کے کب آرام تھا — درد فرقت اور دونا ہو گیا

جاگنا طاعت میں تھا ہر رات کا | دونوں پاؤں پر ورم پیدا ہوا

پڑھتے یا سنتے کلام اللہ جب | عشقِ حق میں روتے تھے محبوبِ رب

اور نمازوں میں بھی اکثر روتے تھے | ہوتی تھی تر ریشِ اقدس اشک سے

عائشہ کہتے ہیں اک شب شاہ دیں | دیکھتی کیا ہوں کہ بستر پر نہیں

میں جو نکلی ڈھونڈتے ہر سمت سے | دیکھا قبرستان میں روتے ہوئے

رو کے اس دم عرض کی جا کر قریب | ہے یہ زاری کس کے خاطر اے حبیب

پاک خالق نے کیا سب جرم سے | آپ پھر روتے ہیں کس کے واسطے

آپ نے تب عائشہ سے یوں کہا | جس پر ایسا فضل ہو اللہ کا

کب وہ باہر ہووے اس کے شکر سے | کیوں نہ اس کے عشق میں زاری کرے

جب زمانہ عشق کا پورا ہوا | کر گئے سب سے کنارا مصطفیٰ

آ گیا جس وقت ہنگامِ وصال | لائے عزرائیل پیغامِ وصال

راوی کہتا ہے کہ حضرت کے قریں | نزع کی حالت میں تھے روح الامیں

ہو رہی تھی روح جب تن سے جدا | تھا رفیق الاعلیٰ ذکرِ مصطفیٰ

تھے کھڑے روح الامیں منہ پھیر کر | ان سے تب کہنے لگے خیر البشر

کیا میری حالت جو اس دم غیر ہے | منہ پھراتے کیوں ہو بھائی خیر ہے

روکے تب روح الامیں نے عرض کی	ایسا کس کا سخت دل ہے یا نبی
روح ہووے جسم اطہر سے جدا	ایسے غم میں حال دیکھے آپ کا
بس وہ عاشق رونق افزا ہو گئے	نور جا کر مل گیا پھر نور سے
ہم سے پردہ کر گئے خیر الانام	السلام اے واصل حق السلام
کر غلام دستگیر اب التجا	خیریت سے ہووے سب کا خاتمہ

بیان معراج شریف و مسلمان شدن یہودی

مصطفٰے ہیں رحمۃ للعالمین	مصطفٰے ہیں قبلۂ دنیا و دیں
مصطفٰے ہیں باعث کون و مکاں	مصطفٰے ہیں مالک ہر دو جہاں
بادشاہِ انبیا ہیں مصطفٰے	شافع روز جزا ہیں مصطفٰے
جو مسلماں ہیں عجم سے تا عرب	حال سے معراج کے واقف ہیں سب
برکت دارین اس کو جان کر	کچھ یہ عاصی نے لکھا ہے مختصر
شوق موسیٰ کو ہوا دیدار کا	ربّ ارنی بولتے تھے بارہا
حکم آیا تم کلیم اللہ ہو۔	دیکھنا ممکن نہیں اللہ کو

بس منزہ ہے لقائے کبریا / دید کے قابل ہے چشمِ مصطفےٰ

ہو گئی نازل اک تجلّی کوہ پر / چاہئے نظارہ اے موسیٰ ادھر

اک تجلی طور سینا پر ہوئی / یک بیک بیہوشی موسیٰ پر ہوئی

دیکھ سکتے کیا لقائے کبریا / طور کا بھی دیکھنا مشکل ہوا

وادی ایمن ہے ایک جنگل کا نام / واں خدا کرتا تھا موسیٰ سے کلام

حکم تھا نعلین واں ہرگز نہ لائیں / وادیٔ اقدس ہے ننگے پاؤں آئیں

سن چکے موسیٰ نبی کی داستاں / اب سنو معراجِ احمد کا بیاں

حضرت روح الامیں کو بھیجکر / حق تعالیٰ نے بلایا عرش پر

شب تھی ستائیسویں ماہِ رجب / کچھ شکر خوابی میں تھے محبوبِ رب

خاک پر لیٹے تھے اس شب وہ امیر / نہ بچھونا اوڑھنا تھا نہ حصیر

اُمّ ہانی کے تھے گھر میں شاہ دیں / لے براق آیا وہیں روح الامیں

کر دیا بیدار منھ پر پر ملا / اور سلام اللہ کا پہونچا دیا

بولا کیا شب ہے یہ اے محبوب رب / حشر تک پھر آئے گی ایسی نہ شب

اب جلو میں آپکے اے شہسوار / یہ فرشتے آئے ہیں ستر ہزار

ہیں مزین نور سے ساتوں فلک / ہیں تمام آراستہ حور و ملک

لے چلو تشریف اے نورِ خدا | پیشوا آکر کھڑے ہیں انبیاؑ
ساتوں جنت آج ہیں آراستہ | بجھ گئی ہے نارِ دوزخ جابجا
نہریں جنت کی ہیں جاری اتمام | اہلِ دوزخ پر ہے آج آتش حرام
حکم ہے خورشید پر یہ یا نبیؐ | طول سب راتوں سے ہو رات آجکی
یا نبی یہ ذکر بحر و بر میں ہے | آج مہمانی خدا کے گھر میں ہے
کرکے کوثر سے وضو یا شاہِ دیں | اب پہنئے حُلّہ خلدِ بریں
جسم پر ملبوس پہنا آپ نے | اور سجا نوری عمامہ آپ نے
دیکھ حضرت نے براق برق دار | رو دئے یکبارگی بے اختیار
یوں کیا معروضہ تب روح الامیں | وقت شادی کا ہے رونیکا نہیں
عرض کی حضرت نے اے پروردگار | آجکی شب آؤں میں اس پر سوار
کل کے دن محشر میں اے یارِ خدا | پل رکھیں گے قعرِ دوزخ پر لے آ
تیز اُس کی گویا تیغ آب دار | طول میں منزل برس ستّر ہزار
میری اُمت کے ضعیف و ناتواں | بارِ عصیاں لے چلیں کیونکر وہاں
فرطِ الفت سے یہ بات اب دور ہے | انکی غمخواری مجھے منظور ہے
آیا حکم ایسا براقِ پرحشم | قبر پر بھجوائیں گے ہر اک کی ہم

بس یہ سن کر ہو گئے حضرت سوار / لے گیا بیت المقدس برق دار

واں امامت انبیا کی کر ادا / عرش کی جانب چلے شاہِ ہدیٰ

جس گھڑی پہونچے ہیں سدرہ کے قریب / عرض کی جبریل نے بس اے حبیب

میرا مقدور آگے بڑھنے کا نہیں / لیکن اتنا یاد رکھیں شاہِ دیں

آج کی شب وہ خدائے بے نیاز / نعمتیں لاکھوں کرے گا سرفراز

یا محمد حکم گر اس کا میں پاؤں / حشر کے دن پل پر اپنے پر بچھاؤں

تاکہ آسانی سے امت آپ کی / جلد اس پل پر سے گزرے یا نبی

ہو کے رفرف پر غرض حضرت سوار / عرش پر تشریف لائے باوقار

جب خراماں عرش پر حضرت ہوئے / یہ صدا اٹھی اے خدا کے لاڈلے

عرش کو ہے شوق اس نعلیں کا / پاؤں سے نعلین مت کیجو جدا

لامکاں پر پہونچے جب فخر عرب / کہتے ہیں اس جا ہوا ہے وصل رب

دونوں نور یک جا ہوئے صل علی / فرق احمد اور احد میں کچھ نہ تھا

واں ملا حضرت سے کیوں کر ذوالجلال / عارفِ کامل ہی جانے اس کا حال

نعمتیں کر لاکھوں حضرت کو عطا / حکم حق نے سیر جنت کا کیا

پھر کہا خالق نے اے میرے نبی / عرض بھولی آپ نے جبریل کی

کہدو اس سے روز حشر اے باخبر | پر بچھا دے تو صراط حشر پر

سیر جنت کر کے حضرت خوش ہوئے | دیکھکر دوزخ بہت مغموم تھے

مالک دوزخ سے پوچھا اے جواں | کتنے ہیں دوزخ کے درجے کر بیاں

عرض کی مالک نے اسلام آپ سے | سات درجے اسکے ہیں آتش بھرے

پہلے درجے میں تھا سب سے کم عذاب | اسکا حضرت نے کیا کچھ اک حساب

لاکھوں گھر آتش کے واں آئے نظر | آگ کے لاکھوں تھے دریا الحذر

پھر یہ اس مالک سے پوچھا آپنے | ہے یہ درجہ کس کی امت کے لیے

شرم سے مالک نے سر اپنا جھکا | حال کچھ روح الامیں سے کہدیا

بولے حضرت جلد کہہ اے نیک خو | شاید اسکا کچھ تدارک آج ہو

بولا جبریل اے شفیع انس وجاں | آپ کے ہیں عاصیوں کے یہ مکاں

بس یہ سنکر اتنا روئے مصطفےٰ | جوش میں دریائے رحمت آگیا

یہ خطاب آیا وہیں اللہ سے کو | کس لیے روتے ہو اے مہماں مرے

سر جھکائے مصطفےٰ ہو اشکبار | کی مناجات اے مرے پروردگار

تو ہے غفار اور بڑی تیری جناب | شافع روز جزا میرا خطاب

یہ ترے بندے ہیں میری امت کہائیں | میں رہوں جنت میں یہ دوزخ میں جائیں

حق نے فرمایا بس اے سالار دیں | آچکا دن آپکے غم کا نہیں

اتنے بخشوں گا سبب سے آپ کے ۔۔۔ حشر کے دن آپ خوش ہو جاؤ گے

عرض پھر کرنے لگے شاہِ اُمم ؛ ۔۔۔ میں نہ جنت میں رکھوں جب تک قدم

ایک بھی عاصی اگر دوزخ میں جای ۔۔۔ میں نہ راضی ہوں گا لے اسکے چھڑائے

کی دعا خالق نے مقبول آپ کی ۔۔۔ شافع محشر ہوئے حضرت نبی

دیکھ سیرِ عالم بالا تمام ؛؛ ۔۔۔ گھر میں داخل ہوگئے خیر الانام

آگے سنئے کان رکھکر یہ بیاں ۔۔۔ ہے سماعت کے یہ قابل داستاں

راوی لکھتا ہے وہ حق کے لاڈلے ۔۔۔ جب نماز صبح سے فارغ ہوئے

سب سے فرمائی حقیقت رات کی ۔۔۔ سُن صحابہ بولے سچ ہے یا نبی

ایک یہودی سُن اُسے جھٹلا دیا ۔۔۔ وہ سزا پا کر مسلماں ہوگیا

اب سنو یارو یہ نادر ماجرا ۔۔۔ خلق کیسا سرورِ عالم میں تھا

عرش پر معراج کی شب پھر رہے ۔۔۔ صبح پیدل جانب صحرا چلے

اک کنوے پر ایک عورت بیقرار ۔۔۔ کھینچتی تھی آہ رو کر زار زار ؛

پھر رکھی تھی آگے پانی کا گھڑا ۔۔۔ بولے حضرت کیا ہے تیرا مدّعا

وہ کہی میں ہوں یہودی کی کنیز ۔۔۔ مجھ سے منگوایا تھا پانی وہ عزیز

راستے میں سر سے گر پھوٹا گھڑا ۔۔۔ میں لگی کرنے کو تب آہ و بکا

یک جواں وارد ہوا واں ناگہاں — یہ گھڑا دلوا دیا ہو مہرباں

یہ گھڑا ہے بوجھ اس سے آئے عرب — مجھ سے اٹھ سکتا نہیں ہے ہے غضب

آپ نے فرمایا تو گھبرا نہ جا — میں لئے چلتا ہوں اب تیرا گھڑا

فخر کچھ اپنی نہ شاہی کا کیا — وہ گھڑا حضرت نے سر پر لے لیا

گھر کی جانب اس یہودی کے چلے — حاملان عرش سب رونے لگے

بولتے تھے واہ رے خلقِ نبی ﷺ — رات کو لذت میں تھے معراج کی

صبح کا نادر ہے دیکھو سانحہ — ہے یہودی کا گھڑا سر پہ دھرا

قدسیاں دوڑے کہ ہم کو دیجئے — بوجھ یا حضرت نہ سر پہ لیجئے

کہتے تھے روح الامیں یا مصطفےٰ — میں لئے چلتا ہوں سر پہ یہ گھڑا

آپ کہتے تھے یہ میرا کام ہے — رحمتِ عالم ہمارا نام ہے

لے گھڑا آخر کو وہ حق کے حبیب — اس یہودی کے گئے گھر کے قریب

وہ کنیزک کو جو اندیشہ ہوا — اس یہودی سے یہ بولی گھر میں جا

جاہ یہ روتی تھی لے بارِ گراں — یک عرب وارد ہوا واں ناگہاں

جمع کر کے مجھ پہ مردِ باخدا — آپ لایا ہے گھڑا سر پہ اٹھا

باہر آ کر اس نے لونڈی سے کہا — یہ محمد ہیں رسولِ کبریا ﷺ

وہ گھڑا حضرت کے سر سے لے لیا — اشک بھر آنکھوں میں نیچے رکھدیا

پاؤں پر سر رکھ کے بولا اے حبیب — آج یہ نعلین تھے میرے نصیب

ضبط کرنے کا نہیں یارا مجھے — اب مسلماں کیجیے آقا مجھے

میں نے یہ تورات میں دیکھا حال — اسمیں فرماتا ہے رب ذوالجلال

خاتم پیغمبراں میرے نبی — ہوئیں گے پیغمبروں کے آخری

ہوئے گا معراج جس شب عرش پر — یہ کریں گے صبح وہ خیر البشر

سر پہ لاویں گے یہودی کا گھڑا — یہ بتایا توریت میں حق نے دیا

آپ برحق دین کے سلطان ہیں — میرے ماں باپ آپ پر قربان ہیں

لاچکا میں تم پر ایماں یا نبی ؐ — کیجیے جلدی مسلماں یا نبی

آپ نے کلمہ یہودی کو پڑھا — حلقۂ اسلام میں داخل کیا

اے مسلمانو کرو شکر خدا — ایسا پیغمبر ہمیں حق نے دیا ؐ

منصفو ہے غور کرنے کی یہ جا — کیا ترحم ہے رسول اللہ کا

باپ ماں سے بڑھ کے تھا امت پہ پیار — اور کئے پیارے نواسوں کو نثار

فکر امت میں تھے ہر دم شاہ دیں — کوئی جا معراج میں بھولے نہیں

ایسے پیغمبر پہ جاں قربان ہے — جان کیا شئے ہے فدا ایمان ہے

یا محمد آپ ہیں بندہ نواز
کائنات آپ ہی سے ہے سب سرفراز

آپ کی امت میں مسکیں اور حقیر
ہے غریب ادنا غلامِ دستگیر

حشر اس کا شاہِ دیں کے ساتھ ہو
آپ کے نعلین اس کے ہاتھ ہو

حالِ شادی جنابِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

باادب دل سے عزیزو سنئے
بیاہ کا حال ہے شاہِ دیں کے

کچھ عجب ذات ہے حق کی غیور
اس کے ادراک میں سب ہیں مجبور

اچھے اچھے ہیں اسی حیرت میں
عقل کا دخل نہیں قدرت میں

ابھی احمد نہ ہوئے تھے پیدا
آگئی والدِ مشفق کی قضا

پرورش کرتے تھے جدِ امجد
وہ بھی آرام کئے زیرِ لحد

جبکہ حضرت پہ یہ نوبت گزری
تھے خبردار چچا اور پھوپھی

فقر و فاقہ تھا عیاں قدرت سے
پیٹ بھر کھانا نہ کھایا شہ نے

ان مصائب کا تھا اصلا نہ خیال
ہجر خالق کا صدا دل پہ ملال

دل و جاں یادِ الٰہی میں ملول
روز و شب طاعتِ حق میں مشغول

نرگسی چشم تھی تر چہرہ زرد
سوز دل سے تھی عیاں آہِ سرد

ہجر میں یار کے آنسو جاری
لوگ کہتے تھے یہ ہے بیماری

مضطرب کیوں نہ ہو نور اقدس
رو برو حق کے رہا لاکھوں برس

یہاں چندے جو بچھڑ کر آیا
مرضِ ہجر نمودار ہوا

ہر گھڑی کرتے تھے خالق سے دعا
جلد عاشق کی خبر لے مولا

کچھ خبر واں کی نہ یاں آتی ہے
جان فرقت میں مری جاتی ہے

وحی آنے کے ہے آگے کا یہ حال
پھر تو سب دور ہوا دل کا ملال

ہوا پچیس برس کا جب سن
اور دونا ہوا حسنِ باطن

خط نمودار ہوا قدرت کا
نور تابندہ ہوا رحمت کا

رشکِ طوبا تھا قدِ بے سایہ
جس نے دیکھا وہ کہا صلِ علیٰ

دن کو شرماتا تھا خورشید جہاں
شب کو تھراتا تھا ماہِ تاباں

ہے نفیسہ سے روایت مشہور
رہنے والی ہے خدیجہ کے حضور

یوں وہ فرماتی ہے اس بی بی کا حال
ہوا آغاز جو پچیسواں سال

تھی عبادت میں وہ نور رحماں
بیاہ کی فکر پھوپی کو ہر آں

عاتکہ نام تھا اس بی بی کا
مشورہ اپنے یہ بھائی سے کیا

جلوہ افروز ہے مہرِ دو جہاں — اس کے پہلو میں ہو ماہِ تاباں
نوجواں ہو گیا احمد پیارا — ہو وے پہلو میں کوئی مہ پارا
ابو طالب ہوئے سن کر گریاں — کہے ہمشیرہ سے با آہ و فغاں
حال روشن ہے تجھے سب گھر کا — بیاہ کس طرح سے ہو دلبر کا
فقر و فاقے کی ہے نوبت دن رات — بن نہیں آتی کچھ اے نیک صفات
ہم قریشی ہیں عرب کے سردار — مانگنا قوم میں ہے اپنے عار
عاتکہ نے کہا تب بھائی سے — اس طرح آیا ہے سننے میں مرے
ان دنوں بی بی خدیجہ کبریٰ — شام کو بھیجتی ہے مال اپنا
مال و اسباب کو محفوظ رکھے — ایسے داروغہ کی خواہش ہے اُسے
گر محمد کو وہ کر لے منظور — اس میں ہو جائے گا وہ کار ضرور
رو کے فرمایا ابو طالب نے — اے بہن یہ تو نہ ہوگا ہم سے
خادمِ کعبہ ہیں سب سے اعلیٰ — عیب مزدوری کا ہے ہم میں بڑا
گزرے دنیا کے جو دل میں خطرات — کہی ہمشیرہ سے رو کر یہ بات
میں ہوا اس امر میں بالکل مجبور — شرم پابند ہے شادی بھی ضرور
الغرض بھائی سے رخصت لے کر — چلی وہ بی بی خدیجہ کے گھر

حال مشتاقوں نے دولہ کو سُنا / اب سُنیں ذکر دلہن کا بھی ذرا

جس کو کہتے ہیں خدیجہ کبریٰ / وہ رئیسہ تھی بہ شہر مکہ ؓ ؓ

تھی قبیلے میں قریشوں کے شریف / جس کی قرآں میں لکھی ہے تعریف

شک اگر ہووے کسی کو اس جا / والضحیٰ میں ہے اشارہ اُس کا

حق کا ارشاد ہے ہاں تم کو نبی / ہم کئے زر سے خدیجہ کے غنی ؓ

کیوں نہ اس بی بی کی ہووے عزت / دو جہاں کی ملی جس کو دولت

اپنے معشوق کے خاطر جوڑا / لاکھ عورات سے خالق نے چنا

مرتبہ کیوں نہ ہو اعلیٰ ان کا / ماں ہے سادات کی اُمِّ زہرا

حق نے بخشی تھی اسے عقل سلیم / تھی طبیعت کی حلیم اور کریم

حسن میں طاق تھی وہ رشکِ حور / مال و زر سے تھے خزانے معمور

آتے تھے شاہوں کے اکثر پیغام / کرتی انکار تھی وہ نیک انجام

ایک شب خواب میں تھی وہ مدہوش / چاند کو دیکھی ہوا ہمسر آغوش

سر سے نکلا جو وہ ماہِ رخشاں / کر دیا سارے جہاں کو تاباں

صبح جاگی جو وہ بختِ بیدار / دل سے کہنے لگی کیا ہے اسرار

ایک راہب کا بحیرا تھا نام / تھا وہ نصرانیوں میں عالی مقام

اس سے پوچھوائی جو اسکی تعبیر ؛
عقد احمد سے ترا ہو گا ضرور
تیرے گھر آئیں گے جبریل امیں
ہوئے گی تو ہی مسلماں پہلے
جیسا وہ نور ہوا تھا تاباں ؛
سن کے تعبیر ہوئی وہ خرم
منتظر تھی کہ وہ آجائے گھڑی
پیشوا جا کے لے آئی ان کو ؛
ان کے گھر آنے سے عزت سمجھی
عرض کی اے شرف قوم عرب
جو ہو ارشاد بجا لاؤں گی ؛
عاتکہ بی بی بلائیں لے کر ؛
آج کل سنتے ہیں یوں آتا ہے
معتمد ہے کوئی تجھکو منظور
ہے محمد میرے بھائی کا پسر

وہ تڑپ کر کہا اے خوش تقدیر
آئے گا بر میں وہ اللہ کا نور
وحی اترے گی نبوت کی وہیں
لائے گی سب سے تو ایمان پہلے
دین میں آئے گا ویسا ہی جہاں
کرتی تھی شکر الٰہی ہر دم ؛
پہنچیں ایسے میں پھوپھی حضرت کی
اپنی مسند پہ بٹھائی ان کو ؛
بڑی تعظیم سے مہمانی کی ؛ ؛
کیجیے ارشاد اب آنے کا سبب
انہیں بے شک ہے سعادت میری
بولی اُس مہ کو دعائیں دے کر
قافلہ تیرا کہیں جاتا ہے
میں لے آ دیتی ہوں یک مظہر نور
جس کے ماں باپ گئے دونوں گزر

اس کو بھجوائے جو اے جانِ جہاں ہم سبھوں پر ہو تمھارا احساں

دل میں کچھ سونچ کے بولی اچھا اپنے ہمراہ انھیں بھی لانا

مال و زر کی ہے حفاظت مشکل ایسے کاموں کو ہو مردِ عاقل

ہے عیاں سب میں دیانت اُنکی ہم بھی دیکھیں گے لیاقت اُن کی

عاتکہ ہو کے مرخّص واں سے لائی تشریف مکاں میں اپنے

سب حقیقت شہِ والا سے کہی چپ ہوئے سن کے رسولِ عربی

یاں طلب گار ہی تھی اس دلبر کی شوق شادی کا نہ خواہش زر کی

الغرض کر کے پھوپھی نے اصرار لے چلی آپ کو باعزّ و وقار

اس کی قدرت ہے اسی کو زیبا سلب ہو جاتی ہے یاں عقل رسا

یعنے کونین کے سلطاں کا ہنر امتحاں ہووے خدیجہ کے گھر

جلوہ گر جب ہوا نورِ یزداں گھر خدیجہ کا ہوا سب تاباں

آمد اُس شہ کی محل میں جو ہوئی بڑی تعظیم خدیجہ نے کی

آپ کو مسندِ شاہی پہ بٹھا روبرو چھوڑ کے بیٹھی پردا

ہو گیا اور ہی عالم واللہ ایک جا ہو گئے جب مہر و ماہ

پردہ باریک تھا یک والے کا نظر آتا تھا عیاں نورِ خدا

مصحف و آرسی یک جا تھے بہم
پڑھتے صلوات تھے حوران ارم

لیکے بیٹھی تھی خدیجہ تورات
دیکھی آپ کی تھیں اس میں صفات

صفحۂ نعت جو پڑھ کر دیکھا
حسنِ آثار برابر دیکھا

ہوگئی تیر نگہہ کی مائل
طائر دل ہوا پہلے بسمل

رشکِ مہ صورت انور دیکھی
سر بسر قدرتِ داور دیکھی

سرگیں چشم وہ ابرو دیکھا
عنبریں دوش پہ گیسو دیکھا

لب سے ظاہر تھا کہ جنبش اسکی
موجبِ بخششِ امت ہو گی

رعب ہاشم کا اثر شاہی کا
طور ہاتھوں میں یدِ اللٰہی کا

انگلیوں کے تھا اشارہ میں اثر
ایک شب ہو دیگا شق ہم سے قمر

پاؤں تھے رشکِ مسیحا ایسے
ایک ٹھوکر سے اٹھیں سب مردے

شیفتہ بن گئی دیکھا جو جمال
بولی سچ خواب تھا سمجھا تھا خیال

دل میں کہتی تھی کہ پردہ کو اٹھاؤں
قد لے سایہ پہ قرباں ہو جاؤں

ضبط کہتا تھا ابھی فاش نہ کر
وقت آنے دے نہ ہو یوں مضطر

عاتکہ سے کہا لے جاؤ اچھا
جب چلے قافلہ بھجوا دینا

صاف ظاہر ہے دیانت ان کی
دو شتر دبن گئے ہم اجرت انکی

گھر شہ دیں کو پھوپی نے لایا ؎ رو کے ملبوس سفر پہنایا

قافلے میں کیا لیجا کے کھڑا ؎ اب سنو حال خدیجہ کا ذرا

معتمد ایک تھا اس مہ کا غلام ؎ میسرہ خلق میں تھا اس کا نام

ایک خلعت دیا اس کو بھاری ؎ اور تقیید سے یہ فرمانے لگی

گوش زد کر لے جو کہتی ہوں کلام ؎ آج سے تو ہے محمد کا غلام

لے کے آرام سے جانا اُن کو ؎ پھر حفاظت سے لے آنا ان کو

ان کو پہونچا کے کسی جا پہ ضرر ؎ مجھ کو سب قوم میں شرمندہ نہ کر

اک شتر پر لگا شاہی سامان ؎ کر محمد کے حوالے اس آن

یاں سے جب نکلے گا وہ عالیجاہ ؎ اس کے کاندھے پہ شتر کی ہو مہار

شہر سے قافلہ جب ہووے دور ؎ ان کو خلعت تو یہ پہنانا ضرور

اسی ناقے پہ کرا احمد کو سوار ؎ اپنے کاندھے پہ تو رکھ لینا مہار

لینے اور دینے کے کاموں میں سبھی ؎ بے محمد کے نہ دے دخل کوئی

واں سے پھر آنے پہ تو ہوگا شاد ؎ مال و زر دے کے کروں گی آزاد

اس میں کچھ تفرقہ ہووے گا ذرا ؎ یاد رکھ اس کی سزا پائے گا

الغرض قافلہ جب کوچ کیا ؎ میسرہ نے وہ لے آیا ناقہ

تھا نبی حضرت نے جو رسی اسکی — رو دئے دیکھ چچا اور پھوپی

پھوپی فرماتی تھیں اے عبداللہ — کیجیے قبر سے بیٹے پہ نگاہ ہو

قافلہ والوں کے خویش و رفقاء — رسم رخصت کی لگے کرنے ادا

اقربا روتے تھے حضرت کے تمام — خود بھی غمگین تھے سرور انام ہو

رو کے فرماتے تھے اس دم سب کو — میری غربت کو نہ بھولو یارو

خوشی معشوق کی عاشق گریاں — غم تھا احمد پہ خدیجہ شاداں

پہونچا افلاک پر اس غم کا غبار — رو دئے سارے ملائک یکبار

عرض کرتے تھے اے دانائے غیوب — وہی احمد ہے یہ تیرا محبوب

قرب میں تیرے تھا وہ نور پاک — شان میں جس کے ہے آیا لولاک

دیکھیے تو آج تماشا اُس کا — مار ڈالا ہمیں رونا اس کا ہو

حکم آیا ہیں ملک کیوں مضطر — میرے بھیدوں کی کہاں انکو خبر

سچ ہے یہ رمز کوئی کیا سمجھے — یہ تو غمزے تھے دو معشوقوں کے

الغرض رہ لیے جانے والے ہو — آئے پہونچا کے سب آنسو لے

قافلہ مکے سے جب دور ہوا — میسرہ نے وہ لے آیا جوڑا

بیش قیمت تھا وہ زریں خلعت — پہنا حضرت نے اسے باشوکت

میسرہ کاندھے پہ رکھ اپنی مہار — اسی ناقہ میں کیا ان کو سوار ہو

جب ہوا ناقہ پہ سرور سوار ہو　　سب نظر آنے لگے خدمت گار

عتبہ و شیبہ و بوجہل اُس جا　　میسرہ سے کہے کیا تجھکو ہوا

کیوں یہ خلعت دیا اس کو بھاری　　اس کے قابل نہیں یہ اسواری

پھر شرارت سے یہ بولے وہ لئیم　　یہ ہے مفلوک غریب اور یتیم

آج پہنا کے تو موٹے کپڑے　　اپنے خداموں میں رکھنا تھا اِسے

میسرہ خشم سے بولا اُن سے　　کچھ سروکار نہیں تم سے مجھے

زر خریدا میں خدیجہ کا ہوں　　اس کا فرمان بجا لاتا ہوں

رشتہ داروں سے خدیجہ کے کوئی　　قافلے میں تھا خزیمہ نامی

بس وہ حضرت پہ فدا رہتا تھا　　ایک لحظہ نہ جدا رہتا تھا

دیکھتا جاتا تھا مرد عاقل　　معجزے ہوتے تھے منزل منزل

شجر و سنگ یہ کرتے تھے کلام　　یا رسولِ عربی لیجے سلام

عکس خورشید جب آیا سر پر　　ابر نے کر دیا سایا سر پر

مختصر کرتا ہوں راوی کا کلام　　قافلہ کا ہوا بصرے پہ مقام

شاہ والا جو شتر سے اُترے　　نیچے ایک سوکھے شجر کے بیٹھے

خشک تھا ایک زمانے سے وہ　　ہوا سبز آپ کے آنے سے وہ

بوستاں بن گیا دشتِ پُرخار | کھولا قدرت کا وہاں یک گلزار
ایک راہب کا اسی جا پہ تھا گھر | نام نسطور الحبیرا کا پسر
دیکھا حضرت کو جو اس راہب نے | گھر سے باہر ہوا انجیل لیے
کہتا تھا شکر ہے تیرا معبود | آج حاصل ہوئے دل کے مقصود
دیکھ انجیل میں سارے آثار | ہوا حضرت پہ تصدق کئی بار
بولا یہ آگے پیمبر ہوگا | بلکہ سب نبیوں کا افسر ہوگا
حال اس سے جو حذیمہ نے سنا | کر علم تیغ وہ راہب پہ گیا
یہ خیال آگیا دل میں اس کے | کہیں گستاخی نہ حضرت سے کرے
ڈر کے کوٹھے پہ چڑھا نسطورا | بولا میں دوست ہوں دشمن نہ بنا
ارے انجیل میں لکھا ہے پتا | نیچے اس جھاڑ کے وہ بیٹھے گا
ختم پیغمبری ہوگی جس پر | آگے ہوگا نہ کوئی پیغمبر
آگ میں جائیں گے اس کے دشمن | دوستوں کو ملے جنت کا چمن
یاں بنا کر میں عبادت خانہ | منتظر آپ کے آنے کا تھا
زندگی میری اگر کرتی وفا | جب نبی ہوتے میں ایماں لاتا
ہے حذیمہ تجھے الفت ان سے | میں جو کہتا ہوں نصیحت سن لے

ان کو ہرگز تو نہ لے سوئے شام — واں یہودی ہیں عدو ان کے تمام

خوف بتلانے سے اس راہب کے — میسرہ اور خزیمہ کانپے

شام کے جانے میں دیکھے نہ صواب — جا کے سب بصرے میں بیچے اسباب

فائدہ دونا ہمیشہ سے ملا — یہ طفیل احمدِ والا کا تھا

پھر ہوا قافلہ مکے کو رواں — راہ کا سنئے یہ نادر ہے بیان

راوی لکھتا ہے کہ با عزّو جاہ — تھے ابوبکر بھی سب کے ہمراہ

میسرہ سے کہا اس صادق نے — تو محمد ہی کو بھجوا پہلے

اس نے سن کر کیا فرماں منظور — بھیجا خط دیکے خدیجہ کے حضور

ہے یہ دستورِ عرب کا مشہور — رہے جب قافلہ کچھ شہر سے دور

پہلے قاصد کو بھجا دیتے ہیں — کیفیت وانکی سنا دیتے ہیں

بولا بوجہل انھیں مت بھیجوا — یہ نہ پہنچے گا بھٹک جائے گا

شاد بوبکر تھے بوجہل کو غم — اونٹ دوڑا کے چلے شاہ اُمم

راوی لکھتا ہے وہ شب کا اخبار — نیند کا آگیا حضرت کو خمار

شہ کو شیطاں نے جو سوتا پایا — اونٹ کو اور طرف بہکایا

چھوڑی اس ناقہ نے جو سیدھی راہ — لی بس یک بھول کے جنگل کی راہ

آکے جبریل بہ حکمِ مولا
دور شیطاں کو وہاں سے پھینکا

لے مہار آپ چلے اس جا سے
در پہ لا چھوڑ دیا مکےؐ کے

راہ تھی تین شبا روزی کی
ایک ہی شب میں سواری پہونچی

پھر خدیجہ کا فسانہ سنئے
کیا بے چین اسے فرقت نے

اور ہی بن گیا اس مہ کا حال
دھیان چوٹی کا نہ کنگھی کا خیال

نہ تو سوتی نہ تو کھانا کھاتی
ہر گھڑی بام کے اوپر جاتی

سرد ہو جاتی کبھی آہیں بھر
کبھی کہتی تھی مسافر ہیں کدھر

تیرِ مژگانِ نبی تھا کاری
ہوگئی عشق کی بس بیماری

ایک دن دل جو بہت گھبرایا
ایسے اشعار پڑھی بام پہ جا

غزل

خواب میں دیکھ کے جلوا تیرا
دل بنا والہ و شیدا تیرا

دیکھا جس دم رُخِ زیبا تیرا
جم گیا آنکھوں میں نقشا تیرا

کس پہ پھر آنکھ خدیجہ کی پڑی
کوئی ثانی نہیں حقا تیرا

ڈھونڈے ہے وحشتِ دل مثلِ قیس
ناقہ کس جا پہ ہے لیلا تیرا

سارے مکے میں پریشانی ہے　　باعث امن ہے آنا تیرا
کوڑیوں کو بھی نہ بکتے یوسف　　دیکھتی منھ جو زلیخا تیرا
یہی حسرت ہے مروں میں ہر دم　　رہے آنکھوں پہ کفِ پا تیرا

انتظاری میں تھی وہ رشک قمر　　آ گیا دور سے محبوب نظر
ایک اسوار شتر پر دیکھا　　ابر سایہ کئے سر پر دیکھا
شوکت و شان تھی عالی سب سے　　چال اس مہ کی نرالی سب سے
سب خواصوں کو پکاری دیکھو　　آئی احمد کی سواری دیکھو
پہونچے ڈیوڑھی پہ جو محبوب خدا　　کئے خط دیکے دعا اور ثنا
میسرہ لکھا تھا عرضی میں یہ حال　　فایدہ دونا ملا اب کے سال
یہ محمد کا سبب ہے اظہر ؛؛　　باقی حال عرض کروں گا آ کر ؛؛
کیا ضبط اور نہ کچھ فرمایا ؛؛ ؛؛　　لکھدیا حضری جواب اس خط کا
سمت اسی قافلے کے وہ سرور　　جو روانہ ہوا نامہ لیکر
ساربان پھر بنا جبریل امیں ؛؛　　چھوڑا اس قافلے کے لاکے قریں
حضری خط دیکھ کے سب ہو گئے شاد　　میسرہ خوش تھے ابو بکر تھے شاد
کہا بو جہل نے اے نیک اندیش　　میں جو لایا تھا سو وہ آیا پیش

تو نے اس لڑکے کو جو بھجوایا ہے ۔ کل گیا آج بھٹک کر آیا ہے

میسرہ بولا کہ سن اے بدخو ۔ یہ تو ہے راست کجی پر ہے تو

الغرض نکلے وہاں سے بخوشی ۔ آ کے داخل ہوئے مکے میں سبھی

میسرہ کی وہیں برآئی مراد ۔ مال و زر لیکے ہوا بس آزاد

معجزے جو جو ہوئے تھے رہ کے ۔ سب خدیجہ نے حزیمہ سے سُنے

احمدِ والا گئے اپنے گھر ہے ۔ یاں خدیجہ کا ہوا حال دگر

تاب و طاقت گئی صبر و آرام ۔ لیے دلارام ہوا خواب حرام

شرم سے کچھ نہ کہا جاتا تھا ۔ تار آنسو کا بہا جاتا تھا

تھی نفیسہ جو حلیموں میں بڑی ۔ اس سے پوشیدہ نہ تھی بات کوئی

ایک دن ہو کے خدیجہ مضطر ۔ یوں نفیسہ سے کہی شرما کر

کیا ہی اچھا تھا جو وہ رشکِ قمر ۔ اپنی لونڈی مجھے کر لیتا اگر

دے دلاسا کہی غمگین مت ہو ۔ راضی کر آتی ہوں میں احمد کو

بن کے مشاطہ نفیسہ نکلی ہے ۔ عرض آداب سے حضرت سے یہ کی

اے محمد عربی دین کے شاہ ۔ آپ کس واسطے کرتے نہیں بیاہ

ہنس کے فرمایا کہ ہوں بے مقدور ۔ کون مفلس کو کرے ہے منظور

عرض کی قوم سے گر حضرت کے
خوبرو کوئی جو اشراف ملے

مال اور زر ہیں بھی جو یکتا ہو
کیا قبول آپ کریں گے اس کو

پوچھا حضرت نے وہ ہے کون بتا
عرض کی بی بی خدیجہ کبریٰ

پوچھا واں کون وسیلہ ہے مرا
عرض کی لونڈی کا اس میں ذمّا

واں سے بس جلد نفیسہ دوڑی
دی خدیجہ کو مبارک بادی

فکر میں بیٹھے تھے دیں کے سردار
آئے صدیق ادھر سے یک بار

پوچھا کچھ فکر ہے بشرے سے عیاں
سارا قصہ کیا حضرت نے بیاں

سن کے بوبکر نے گھر میں جا کر
یک ہزار اشرفی رکھ دی لاکر

تین جوڑے تھے بہت ہی اعلیٰ
آگے حضرت کے رکھے وہ بھی لا

عرض کی عقد خوشی سے کیجئے
آپ کے جد کی امانت لیجے

اس لیے نام بتایا جد کا
شاید اس حیلے سے لیں گے مولا

یک خدیجہ نے بھی جوڑا بھیجا
اس کو رکھ چھوڑ کے حضرت نے کہا

جوڑا صدیق کا پہنا میں نے
کس کا جوڑا ہے جو فخر اس پہ رکھے

الغرض نکلا جو گھر سے نوشہ
اقربا ساتھ چچا تھے ہمراہ

ملکہ کے جو مکاں پر پہونچے
حوریں قربان ہوئیں غلماں صدقے

گھر سب آراستہ تھے مثلِ جناں
جلوہ افزا ہوئے سلطانِ زماں

کشتیاں زر و جواہر کی دو چار
کئے لالا کے خواصوں نے نثار

پہنا دلہن نے عروسی جوڑا ہُو
اور جواہر سے سجا سر تا پا ہُو ہُو

ہو کے ایجاب و قبول اور گواہ
عقد باندھے گئے وہ مہر و ماہ ہُو

از بس اس روز خدیجہ تھی شاد
سب کنیزوں کو ہیں کی آزاد ہُو

عرض آداب سے حضرت سے یہ کی
آج سے آپ کی میں ہوں لونڈی

مجھ کو کچھ کام نہیں اس گھر سے
آپ مختار ہیں مال و زر کے ہُو

یہ قدم بس ہے سعادت میری
مرحبا سیدِ مکی مدنی ہُو ہُو

کیوں نہ اس بی بی کا رتبہ ہو بڑا
جس کے شوہر بنے محبوب خدا

کیوں نہ ہو ختم بزرگی ان پر ہُو ہُو
فاطمہ زہرا ہوئیں جن کی دختر

واہ کیا فخر خدیجہ کو ملا ہُو ہُو
رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اور وہ مال بھی کیا اچھا تھا
حق کی ہی راہ میں سب صرف ہوا

پڑھا جاتا ہے بیان عشرت
یارب اس دم ہے نزول رحمت

فضل و برکت سے تو اس شادی کے
دور کر رنج سبھوں کے دل سے

یہاں جو حاضر ہیں سب کے مقصد
جلد بر لا بہ طفیلِ احمد

دستگیر ادنا ہے تیرا عاصی ہو — اس پہ ہر دم ہو نظر رحمت کی ہو
حال شادی کا ہوا اب اتمام — دولھا دولہن پہ پڑھو دلسے سلام

مثنوی دربیان شادی سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

با ادب دل سے سنو یہ داستاں — فاطمہ کی ہے یہ شادی کا بیاں
یہ وہ شادی ہے کہ جس کے فضل سے — مذنبیں نار جہنم سے بچے ہو
نور عین مصطفےٰ ہے فاطمہ — رحمت ہر دوسرا ہے فاطمہ
دو جہاں میں کسکی یہ توقیر ہے — کس کی چادر آیت تطہیر ہے
اے محبوب سرور جنت ہیں آپ — عورتوں کی عزت اور عصمت ہیں آپ
گرچہ صاحبزادیاں تھیں اور بھی — فاطمہ حضرت کی گویا جان تھی
معرفت کے سب دقایق اور اصول — ہو گئے تھے فاطمہ کو سب حصول
ہو گئی تھی نور وحدت میں فنا — فرق کچھ زہرا میں احمد میں نہ تھا
کبریا کو بھی تھا پیاری فاطمہ — حکم آتا تھا ہماری فاطمہ

مال و زر زینت ہے قاروں کی بجا — بھاگتے ہیں اس سے خاصانِ خدا

دوست رکھتے زر جو سلطانِ زماں — اُمتی بن جاتے سب فرعونیاں

ہجو دولت مقبلوں کی پیروی — مولوی نے مثنوی میں ہے لکھی

بندۂ یک مرد روشن دل شوی — بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی

کیا کمی تھی مصطفیٰ کو مال کی — ساری دنیا آپ کے قبضہ میں تھی

جتنے دنیا میں خزانے مال کے — مالک ان کی کنجیوں کے آپ تھے

سوچکر دیکھو کہ اس دنیا کے شاہ — کس تکلف دھوم سے کرتے ہیں بیاہ

فاطمہ بنت نبی کی بیاہ کی — تھی جنابِ کبریا کو بھی خوشی

گر تکلف چاہتے شاہِ انام — باہر آ جاتا زمیں سے زر تمام

زر جواہر گرچہ سب قبضہ میں تھا — پر بہت حضرت کو تھا خوفِ خدا

دن جو آیا فاطمہ کے عقد کا — بولے یاروں کو سنا کر مصطفیٰ

شادی بیٹی کی سلیماں نے جو کی — ایسی دنیا میں نہ پھر ہوگی کبھی

زر جواہر کا نہیں تھا کچھ شمار — ساری دنیا کا تھا ان کو اختیار

دیو اور پریوں کا تھا سب اہتمام — جہیز لیجاتے تھے سر پر جن تمام

کی جو ایک داماد کو ٹوپی عطا — لعل تھے ستر ٹکے بس بے بہا

ماہ کو بھی جس سے ہو شرمندگی — سات دنیا قیمت اک اک لعل کی

یہ جو فرمایا شہ کونین نے — مرتضیٰ بھی حاضر اس مجلس میں تھے

پوچھا حضرت نے کہ اے شیر خدا — کیا رکھا ساماں ہے تم نے بیاہ کا

کی علی نے عرض اے سالار دیں — جز خدا اور مصطفیٰ کے کچھ نہیں

اک زرہ اک اسپ اک تلوار ہے — لیجئے اس میں سے جو درکار ہے

آپ نے فرمایا اے شیر خدا — کام پڑتا ہے ہمیشہ جنگ کا

ہے ضرورت اسپ اور شمشیر کی — پر زرہ کو بیچ ڈالو یا علیؑ

سنتے ہی حضرت سے بس شیر خدا — بیچی عثمان غنی کو وہ زرا ؛

دیجے قیمت اس کی عثمان غنی — وہ زرہ بھی کردئے نذر علی

چار سو درہم دئے عثمان نے — وہ روپے ستر پہ چھپایاں کے ہوئے

وہ درہم اور وہ زرہ لے باسرور — رکھ دئے لاکر شہ دیں کے حضور

دیکھ حضرت نے وہ درہم اور زرا — حق میں عثمان غنی کے کی دعا

ایک مٹھی بھر درم لے آپ نے — جہیز کچھ منگوائے زہرا کے لیے

فاطمہ کا عقد جب ہونے لگا ؛ — حکم یہ جبریل پر حق کا ہوا ؛

فاطمہ سے کہدے بدلے مہر کے — مہر بیٹی کا سلیماں کی نہ دے

تب یہ زہرا نے فرشتے سے کہا — مہر کیا ٹھہرا تھا اُن کے وُخت کا
یوں کہا روح الامیں نے ہاتھ جوڑ — اشرفی باندھی گئی لاکھوں کروڑ
عرض کی زہرا نے حق سے اگھڑی — میں ہوں بیٹی سیّدِ کونین کی
مہر میرا زر سے گر باندھا گیا — فرق مجھ میں اور ان میں کیا رہا
مہر میرا فضلِ مولا چاہیئے — بخشنا اُمت کا باندھا چاہیئے
ایک حریری پرچہ کاغذ کا لکھا — بی بی کو روح الامیں نے لا دیا
کی وصیت فاطمہ نے تب پکار — عاصیوں کی ہے یہ بخشش کا قرار
اپنے بازو پر رکھوں گی عمر بھر — جب مروں رکھنا کفن میں سینے پر
حشر میں خالق کو یہ دکھلاؤں گی — باپ کی امت کو سب بخشاؤنگی
سر جھکا کر با ادب اے دیندار — اب سنو پڑھ کر درود بے شمار
دین و دنیا کے تھے مالک مصطفےٰ — ابھی شہزادی کا جس دن عقد تھا
راوی کہتا ہے کئی پیوند کی — چادر اُس دن فاطمہ کے سر پہ تھی
جب نبی دلہن وہ بنت مصطفےٰ — مثلِ مسکینوں کے سب سامان تھا
اس میں خوشنودی تھی خالق کی مگر — رونا آتا ہے دلہن کے حال پر
جہیز اور کپڑے غریبوں کے مثال — چرم کے تکیہ میں تھی خرمے کی چھال

لے چلے صدیق چکی اپنے سر　　بوریا سواک تھا نے تھے عمر

ایک لکڑی کا پیالہ فخر سے　　حضرت عثماں لیے ہمراہ تھے

دیکھ اس شادی کے سارے کاروبار　　رو دئے صدیق اکبر زار زار

فاطمہ زہرا کھڑاویں پہن کر　　لے سواری آئیں ہیں مولا کے گھر

جو یہ شادی کو ہتک سمجھے بشر　　ہے وہ مردود اس کی جا نارِ سقر

عیش دنیا کی ذرا سن لو مثال　　آگے پھر آتا ہے اس شادی کا حال

ایک دن حضرت عمر عالی صفات　　پانی منگوائے کسی خادم کے ہاتھ

رحم کر کے وہ غلامِ باوفا　　شہد پانی میں ملا کر لا دیا

رکھ کے اس پانی کو اس دم خاک پر　　بولے اس خادم سے یوں حضرت عمر

عاقبت کا خوف ہے مجھ کو بڑا　　قول ہے یہ حضرت سبحان کا

حظِ دنیا جو اٹھاتے ہیں یہاں　　دین کی نعمت انھیں حاصل کہاں

واں کی نعمت اسکے بدلے ہو نہ خوار　　میں نہ یہ پانی پیوں گا زینہار

طالبِ مولا ہیں بس خاصانِ دیں　　ذلتِ دنیا کی کچھ پروا نہیں

شکر خالق کا ادا کر با خوشی　　آئے ہیں مولا کے گھر بنتِ نبی

لائیں جب تشریف وہ فرخندہ فال　　شیرِ حق کے دل میں آیا یہ خیال

وہ سلیماںؑ کی بھی اک دامادی تھی
جس کو ستر لعل کی ٹوپی ملی

میں خدا کے دوست کا داماد ہوں
جہیز اپنا دیکھکر ہوں سرنگوں

زر سے نفرت تھی خدا کے شیر کو
تھی یہ نیت گر حصولِ مال ہو

ایک دن گھر میں نہ رکھوں گا کبھی
راہ میں حق کے لٹا دوں گا سبھی

یہ روایت ہے عجائب دوستو
ہے سخاوت گوش دل سے تم سنو

مرتضیٰ حج کو گئے جو ایک بار
اک گدا آیا نظر گستاخ دار

کھینچکر پردہ حرم کا وہ گدا
کہتا تھا خالق سے کچھ دینار لا

بولے اس گستاخ سے اُس دم امام
یاں ادب کرتے ہیں پیغمبر تمام

دین مانگ اس جا نہ کر دنیا طلب
سن کے مولا سے وہ بولا با ادب

چاہیئے دینار اب اربع ہزار
کون دے گا اے عرب جز کردگار

آپ بولے تو مدینے میں جو آ
تجھ کو مل جائیں گے گر چاہے خدا

بس وہیں کعبے کو چھوڑا وہ گدا
آکے مولا سے مدینے میں ملا

بولا جو فرمائے تھے دلوائیے
کہتے ہیں اس دن علی فاقے سے تھے

باغ اک مولا کے تب قبضہ میں تھا
تھا شہنشاہِ دو عالم کا دیا

کر کے مولا نے جو بیچے اضطرار
اس کے دینار آ گئے بارہ ہزار

اس نے جو دینار تانگے دیدیئے
لائے جب تشریف گھر میں مرتضیٰ
باغِ احمد بیچ بھوکوں کو دیے
چھوڑ کر بچوں کو بھوکے بے قرار
فاطمہ دامن پکڑ لی آپ کا ہو
کہتے تھے بیچا ہوں باغِ مصطفےٰ
بی بی کہتی تھی بہت اچھا کیے
ایسے میں روح الامیں پروانہ دار
عرض کی کہکر سلام کبریا ہو
یا نبی بیٹی کے گھر اب جائیے
مصطفےٰ دوڑے یہ سن بیٹی کے گھر
ہاتھ میں پکڑی ہے دامان علی
مصطفےٰ کو دیکھکر تعظیم کی ہو ہو
بولے حضرت ہے یہ حکم کبریا
فاطمہ رو کر علی سے عذر کی

باقی بخشتے راہِ حق میں آپ نے
ہاتھ خالی دیکھ زہرا نے کہا
کچھ خبر فاقے کی ہے حسنین کے
کرکے خیرات آئے ہیں بارہ ہزار
مرتضیٰ بیٹھے بہ صد صبر و رضا ہو
باغ جنت میں خریدا ہوں بنا
کچھ تو لے آنا تھا بچوں کے لیے
مصطفےٰ کے پاس آئے بے قرار
حکم ہے یہ خالقِ سبحان کا
فاطمہ کے قیدی کو چھڑوائیے
فاطمہ زہرا کو دیکھے چشم تر
اور خفا بیٹھی ہے کچھ بنت نبی
دوں ہی دامن تھام کر تسلیم کی
چھوڑو قیدی کو اپنے سیدا
میرے قیدی ٹھیرے واں تم یا علی

بچوں کے فاقے کا مجھکو غم نہیں
بخشدیجے یہ خطا اے شاہِ دیں

دیکھے خواب اس شب کو شیر کبریا
باغ اک جنت میں لاقیمت ملا

ایک بی بی تخت پر یاقوت کے
بیٹھی ہے اعزاز اور اکرام سے

نور کی تصویر ہے سر تا بپا
حور سب خدمت میں ہیں آراستہ

مورچل سر پر اوڑا اک ماہ رو
یوں ثنا کرتی ہے ہر دم باوضو

مرحبا اے بنتِ احمد مرحبا
مرحبا نورِ محمد مرحبا۔

آپ پوچھے کون ہے یہ رشکِ حور
بولی حوریں فاطمہ ہے اے حضور

بولے بی بی سے علی روشن ضمیر
حق نے بخشا باغ جنت بے نظیر

باغ بیچا ہم نے بھوکوں کو دیا
یہ بدل اس کا ہے اے خیر النساء

تخت سے اٹھی وہ بنت مصطفٰے
مورچل والی کو دکھلا کر کہا

آپ اس بی بی پہچانے حضور
یہ سلیماں کی ہے بیٹی رشکِ حور

رشک جس کے بیاہ کا تھا آپ کو
یہ وہی دلہن ہے اس کو دیکھ لو

آرزو بر آئی اس کے باپ کی
مورچل کی میری جو خدمت ملی

مرحبا کیا مرتبہ زہرا کا ہے۔
واہ کیا رتبہ میرے مولا کا ہے

کچھ عجیب اس کو نہ سمجھو دوستو
حشر میرا گر علی کے ساتھ ہو

کیا عجب ذرّہ بنے مہرِ منیر　　وہ ہیں یا مولا میں غلام دستگیر

شانِ نزولِ سورۂ مزّمل

کون کر سکتا ہے حمدِ کبریا　　ہو ادا کس منھ سے نعتِ مصطفےٰ

ہے عنایت ہم پہ خالق کی بڑی　　بھیجا اپنے واسطے ایسا نبی

عاصیوں کو خوفِ دوزخ پھر کہاں　　حبیبِ خدا اور مصطفےٰ ہو مہرباں

یہ روایت معتبر ہے دوستو　　با ادب ہو کر دل و جاں سے سنو

ایک دن روح الامیں از حکمِ رب　　مصطفےٰ کے پاس آئے با ادب

کر ادا پہلے سلامِ کبریا　　آپ کو بطحا کی جانب لے گیا

دیکھتے کیا ہیں وہ شاہِ بحر و بر　　آئے سب اعمال امت کے نظر

فاسق اور فاجر کوئی زانی کوئی　　کوئی ملحد شرک کا باغی کوئی

کوئی سارق اور کوئی بدعتی　　کوئی خلق آزار کوئی رشوتی

دیکھکر اعمالِ امت شاہِ دیں　　ہو گئے بے ہوش اور اندوہگیں

ایسا اسدن روئے حضرتِ زار زار　　جیسے ماں بچوں کی خاطر بے قرار

ایسے مشفق مہرباں پر عاصیو
ایک ماں کیا لاکھ ماں قرباں کرو

بولتے تھے اے خدائے ذوالجلال
ان کو گمراہی سے شیطاں کے نکال

عرض کی جبریل نے تب یا نبی
کیجئے کچھ تدبیر ان کے عفو کی

رو کے تب روح الامیں سے یوں کہا
میں ہوں حاضر ہو جو حکم کبریا

جو مصیبت ہو سہوں گا بھائیجاں
پھر یہ بیچاروں پہ ہو امن واماں

حکم آیا اے محمد مصطفےٰ
تم اگر لیتے ہو بوجھ ان کا اٹھا

اس کا ذمہ لیجئے شاہ امم
سب کی مشکل کرتے ہیں آساں ہم

پاؤ امت کی جو بخشش چاہئے
اک پہر شب آپ ہر شب جاگئے

آدھی امت کی جو بخشش چاہئے
دو پہر شب آپ ہر شب جاگئے

پون امت کی جو بخشش چاہئے
سہ پہر شب آپ ہر شب جاگئے

ساری امت کی جو بخشش چاہئے
صبح تک یا شاہ ہر شب جاگئے

عرض کی حضرت نے اس دم اے غفور
مجھکو سب امت کی بخشش ہے ضرور

رحم کر یارب تو ان کو بخشدے
صبح تک جاگوں گا انکے واسطے

بس اسی دن سے وہ سردار انام
صبح تک طاعت میں رہتے تھے مدام

نیند کے ڈر سے رسول کبریا
کرتے تھے طاعت کھڑے ہو کر ادا

اس ریاضت میں جو اک مدت رہی / سوجے دونوں پاؤں از بس آپ کے
تھا نہ اس تکلیف کا بالکل ملال / رات دن رہتا تھا امت کا خیال
جاگنے سے دیکھیے قرآن میں / سورۂ مزمل آیا شان میں
حکم آیا اے شہنشاہ امم / اس لیے بھیجے نہیں دنیا میں ہم
واسطے امت کے یوں ایذا اٹھاؤ / رات بھر جاگو نہ کچھ آرام پاؤ
جاگنا محبوب میرے کم کرو / رات جب تھوڑی رہے بیدار ہو
آپ کو بلوا کے شب معراج کی / حق تعالیٰ نے تسلی کی بڑی
دیکھو اے احمد مکاں سب خلد کے / نعمتیں کیا کیا ہیں امت کے لیے
رحمتیں ایسی اٹھا کر مصطفےٰ / نارِ دوزخ سے دیے ہم کو بچا
وقت اب پہونچا ہے رحم و فضل کا / ہاتھ اٹھا کر مومنو مانگو دعا
یا محمد بابِ رحمت کھول دو / بیکسوں کے اب خریدار آپ ہو
سنتے ہیں محشر میں اے شاہِ ہدا / قہر میں آجائے گا ربّ العلا
نوح و آدم موسیٰ و عیسیٰ خلیل / نفسی نفسی بول اٹھیں گے یا جلیل
ایسے ایسوں کا یہ نقشہ ہو جہاں / حال ہم بیچاروں کا کیا ہو وہاں
معصیت ہے یاں کہاں ہے بندگی / روسیاہی سے ہے بس شرمندگی

کون پوچھے ہے بروں کو تم سوا
ہر کوئی خواہاں ہے اچھی جنس کا

کس کے در پہ جائیں بولو یا نبی ﷺ
منہ کسے دکھلائیں بولو یا نبی

عمر چھوٹی جسم لاغر ناتواں
سر پہ لاکھوں جرم کا بار گراں

ہم گنہگاروں کا واں کوئی نہیں
تم سوا اے رحمۃ للعالمیں

ہو شفاعت اس کی بھی روز قیام
ہے غلام و دستگیر ادنیٰ غلام

داستان ایمان آوردن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم

پہلوانان دین مصطفوی ﷺ
داستاں ہے امیر حمزہ کی

شیر حق ہیں وہ عم پیغمبر
پوتے ہاشم کے مطلب کے پسر

ماہ تاباں سے لیکے تا ماہی ﷺ
جانتے ہیں شجاعت انکی سبھی

پہلوانی کا ان کے ذکر جو آئے
روح رستم کی گور میں گھبرائے

ہوتا خطبہ میں جن کا ہے مذکور
رضی اللہ عنہ کہنا ضرور

یہ بڑے مہرباں تھے حضرت کے
ڈرتے سب انکے تھے حمایت سے

ان کے اسلام لانے کا ہے بیاں ۔ کان رکھکر سنیں ضعیف و جواں
جن دنوں کافروں کا بلوا تھا ۔ دیتے تھے مومنوں کو بس ایذا
جب نہ تھا زور اپنے دیں میں عیاں ۔ تھوڑے اصحاب لائے تھے ایماں
بندگی حق کی چھپ کے کرتے تھے ۔ ظلم سے کافروں کے ڈرتے تھے
راوی لکھتا ہے احمدِ والا ۔ گئے ایک روز سمت کوہِ صفا
جمع اس جا پہ تھے بہت کفّار ۔ کیا حضرت نے ان سے یہ اظہار
قُولُوا یَا مَعْشَرَ الْقُرَیْشْ بجاہ ۔ کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
تب ولیدِ مغیرہ ہو کے کھڑا ۔ بولا بوجہل کے یہ کان میں جا
آج دیتا ہوں ان کو وہ ذلت ۔ پھر نہ اسلام کی کریں دعوت
بولا بوجہل اس میں دیر نہ ہو ۔ جلد شرمندہ کر محمد کو
تب ولیدِ مغیرہ بد اختر ۔ رکھ کے اک بت کو اپنی گردن پر
بولا حضرت سے دیکھو میرا خدا ۔ میری گردن پہ ہے سوار ہوا
آپ فرماتے ہیں کہ میرا رب ۔ اپنی شہ رگ سے بھی قریب ہے اب
کیوں وہ سب کو نظر نہیں آتا ۔ کچھ جواب اسکا آپ نے نہ دیا
تب ولیدِ مغیرہ بت سے کہا ۔ لب کچھ اب شانِ مصطفیٰ میں ہلا

گیا اس بت میں دیو شیطانی
کی مذمت رسول اکرم کی ؛

قہقہے مار کر ہنسے وہ تمام
آئے گھر میں ملول خیرا نام ؛

تیسرے روز ایک جن آیا ؛
کرکے آداب عرض کرنے لگا

بطن بت سے جو یہ کلام کیا
نام مُنغر تھا آج قتل ہوا

دے یہ مژدہ وہ جن ہوا قرباں
لایا اس شاہ دین پہ ایمان

ہو مسلمان عرض کرنے لگا ؛
کل چلیں آپ پھر بہ کوہِ صفا

نام ہیج تھا پہلے اس جن کا
شہ نے عبد اللہ اس کا نام رکھا

فکر کچھ دشمنوں کی دل میں نہ کی
راہ کوہ صفا کی صبح کو لی ؛

ابن مسعود حضرت عبد اللہ
کہتے ہیں میں تھا آپ کے ہمراہ

پہونچے حضرت قریب کوہ صفا
پھر ولید مغیرہ ہو کے کھڑا

کرکے تعریف پہلے اس بت کی
منتظر تھا جواب کا وہ شقی ؛

جن جو اسلام آ کے لایا تھا
داخل اس بت پہ ہو کے ایسا کہا

پرسوں اس بت کے پیٹ میں تھا شقی
شانِ والا میں کی تھی بے ادبی

ریزے ریزے کیا ہوں اسکے تمام
میں مسلماں ہوں مصطفیٰ کا غلام

تم کو شیطان نے کیا گمراہ
سمجھو برحق ہیں یہ رسول اللہ

تب ولید مغیرہ بد اختر
توڑا اس بت کو مار پتھر پر

اور بوجہل کافر ازلی
کیا حضرت کے ساتھ بے ادبی

منہ سے بد بولا ہاتھوں سے مارا
گل رخسار خوں سے لال کیا

سخت تکلیف دیتے تھے کفار
رحم سے کہتے تھے شہ ابرار

ظالمو میں رسول ہوں حق کا
مجھکو اس طرح سے نہ دو ایذا

کچھ تو اللہ کے غضب سے ڈرو
دیکھو گے عنقریب دوزخ کو

ایک کافر نے برچھی ہاتھ میں لے
چاہا حضرت کے پیٹ میں مارے

سوکھ کر ہاتھ اسکا بن گیا شل
گزرے اس جائے احمد مرسل

ہو کے غمگیں جناب پیغمبر
بیٹھے مسجد میں کعبے کے جاکر

یہ خبر سن خدیجۃ الکبریٰ
جستجو میں چلیں بہ شور و بکا

پارا پارا ہوا دل نالاں
اشک جاری تھے بال تھے عریاں

آگ بھڑکی تھی جان اور تن میں
ڈھونڈھا کوہ صفا کے دامن میں

کرتی فریاد تھیں خداوندا
میرے صاحب کو دشمنوں سے بچا

دیکھ اس شہ کے گرد پھرنے لگی
زلف مشکیں کی گرد سب جھاڑی

تھے اسی دن شکار میں حمزہ
پیچھے ہرنی کے ڈالے تھے گھوڑا

چاہا اس کو جو تیر سے مارے
جو بھتیجے ہیں آپ کے احمد
تیر حیواں پہ کیا چلاتے ہو
غیرت آ کر پلٹ گئے حمزہ
اشک جاری تھے ایک بی بی کے
عرض کی غم ہے مجھکو احمد کا
کیسے عالی نسب ہیں والا حسب
پہلواں تم چچا ہو حاصل کیا
رو کے حمزہ نے پوچھا بی بی سے
کہیں باہر وہ جا کے مکے کے ہیں
پوچھا حمزہ نے تھے کہاں عباس
گرد پھرتے تھے مثل پروانہ ہیں
بولے حمزہ ابی لہب تھا کہاں
مثل بوجہل کے ہیں وہ بھی چچا
جادوگر ہے نبی نہیں یارو ہیں

عرض کی یوں پلٹ کے ہرنی نے
آج ظلم ان پہ ہو گیا بے حد
دشمنوں سے تو ان کے بدلا لو ہیں
گھر میں جا کر طلب کیے خاصہ
وجہ رونے کی پوچھی حضرت نے
آج ظلم ان پہ ہو گئے کیا کیا
یہ یتیمی یہ جور ہائے غضب
وہ یتیم آج ہیں تن تنہا
کیا ابوطالب اس جگہ پہ نہ تھے
تھے بہائم کی فکر میں اپنے
عرض کی تھے وہ مصطفیٰ کے پاس
کہنا ان کا کسی نے بھی نہ سنا
عرض کی وہ شقی ہے دشمن جاں
اور بد ذاتوں سے یہ کہتا تھا
خوب لے کس یتیم کو مارو ہیں

آئے یہ سن کے غیظ میں حمزہ
کہتے ہیں آئے جب شکار سے تھے
لے کے تیر و کمان اور شمشیر
ہو کے فارغ طواف سے پہلے
سر سے احمد کے جسمِ نازک پر
بڑھ کے بوجہل نے کہا اس دم
یہ سخن سُن کے وہ امیرِ دیں ۔
سات جا پر پھٹا شقی کا سر
پھر شہِ دیں کو ڈھونڈتے نکلے
منہ تھا کعبے کی سمت حال ملول
جا کے حمزہ نے السّلام کہا
پھر دوبارہ سلام کر کے کہا
نہ دیا آپ نے جواب سلام
دلِ سوزاں کو کیوں جلاتے ہو
نہ چچا مجھ کو نہ برادر ہے ۔

اُٹھ گئے ہاتھ کھانے سے کھینچا
تین دن کے اسیر بھوکے تھے
ڈالے گھوڑا صفا کی سمت امیر
کافروں سے یہ پوچھا غصّے سے
صدمے پہونچایا کون بداختر
آج میں نے کئے ہیں جور و ستم
مارے سر پر کمان اس کے وہیں
خوف سے کانپے سارے بداختر
ایک گوشے میں کعبے کے پائے
رکھے تشریف ہیں جنابِ رسول
نہ دیا آپ نے جواب اس کا
ہووے قربان آپ پر یہ چچا
اشک آنکھوں میں بھر گئے یہ کلام
چھوڑ دو کس کو کیا ستاتے ہو
باپ زندہ ہے اور نہ مادر ہے

نہ ہے مونس رفیق اور نہ وزیر — نہ مددگار ہے نہ مجھکو نصیر
نہ میں رکھتا ہوں صاحبِ اسرار — غمگسار ایک ہے نہ کارگزار

آہ کاندر زمانہ محرم نیست — ہیچکس راز حالِ من غم نیست
بایدم ساخت با جراحتِ دل — از کسم چوں امید مرہم نیست
دم نیارم زدم ز سوز درون — کہ کسم غمگسار و محرم نیست
قصۂ غصہ کہ من دارم — با کہ گویم کہ ہیچ محرم نیست

لات و عزیٰ کی کھا کے تب سوگند — کہا حمزہ نے اے میرے فرزند
آیا ہوں آپ کی کمک کے لئے — بدلا لیتا ہوں اشقیاؤں سے
کھولی معجز زباں شہ دیں نے — کیا ارشاد امیر حمزہ سے
جس نے مجھکو رسول کر بھیجا — اسی معبود کی قسم ہے چچا
کر کے میری حمایت آپ اگر — سارے کفاروں کے اڑادیں سر
آپ کا جسم وہ کریں پرزے — خون میں گر نہائیں آپ ان کے
صدق جب تک نہوے کلمہ کا — اک سرِ مو ملے نہ راہ خدا

سن کے حمزہ نے پھر یہ کی تکرار | کیا کہا تم نے اے مرے دلدار
تیری نصرت پہ آج باندھ کمر | شق ابوجہل کا کیا ہوں سر
شہ نے فرمایا لائیں گر ایماں | حق تعالیٰ پہ اے چچا اس آں
ایسی خونریزی سے وہ ہے بہتر | مجھکو سمجھو جو حق کا پیغمبر
اوج پر تھا جو طالع حمزا | کفر سے دل کو پھیر کر پوچھا
ہے یہ سارے قریش میں چرچا | کوئی تم پاس ہے کلام اچھا
جس کے سننے سے میرے راحت جاں | لوگ تم پر لے آتے ہیں ایماں
وہ کلام آپ سیکھے ہیں کس سے | میں ہوں مشتاق کچھ سنا دیجے
آپ بولے وہ ہے خدا کا کلام | مجھکو سکھلایا قادر علام

ہو کے شاداں وہیں وہ خوش باطن
کرکے آغاز سورۂ مومن

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

حٰمٓ ۔ یعنے حق تعالیٰ قسم کھاتا ہے ۔ مراد حاؔ سے حکم حق ہے

کہ کسی کے پھیرنے سے نہیں پھرتا اور میم سے اشارہ ملک اس کے کا ہے کہ اس کو زوال و فنا نہیں اور اس قسم کا یہ جواب ہے۔ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ یعنے اوتارنا کتاب یعنی قرآن کا اللہ غالب جاننے والے سے ہی کہ وہ قادر ہے اوتارنے پر اور عالم ہے کہ کس وقت میں کس پر اوتارے غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ذِی الطَّوۡلِ یعنے بخشنے والا گناہ اس کسی کا کہ تصدیق دل سے کہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قبول کرنے والا توبہ کا کلمہ توحید کہنے والے سے سخت کرنے والا عذاب کا اس کسی کو جو کلمہ توحید سے پھرے۔ صاحب بخشش اور انعام کا۔ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یعنے نہیں کوئی مستحق عبادت کے مگر وہ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ طرف اس کے ہی پھرنا سب بندوں کا واسطے جزا کے۔

مرحبا مرحبا کلام خدا	معجزہ ہے رسول اکرم کا
ہم جو مطلب سمجھ نہیں سکتے	دل پھڑکتا ہے اسکے سننے سے
سنیں حمزہ پڑھیں رسولِ زماں	لطف کا اس کے کس سے ہو وے بیاں

جب الیہ المصیر تک پہو نچے
پڑھے جو شخص کلمۂ طیّب
جو نہ کلمہ پڑھا بس آیا عتاب
شہ نے فرمایا راست ہے یہ چچا
عرض حمزا نے پھر یہ شوق سے کی
دیکھ حمزا کو والہ و شیدا ؔ

پوچھا حمزا نے رو کے حضرت سے
جرم بخشے گا اسکے آپ کا رب
ہے شدید العقاب اس پہ عذاب
یوں ہی فرماتا ہے مرا مولا ؔ
اور کچھ پڑھیئے احمدِ عربی
سورہ طٰہٰ کا شاہ دیں نے پڑھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰہٰ یہ اسم الٰہی بھی ہے اور تمام قرآن کا بھی ہے اور اسم پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔ یعنے حضرت جو شب کو عبادت بہت کرتے تھے جس سے پائے مبارک ورم کر جاتے تھے ایک روز ابو جہل نا اہل نے کہا کلام شریف کیا ان پر نازل ہوا کہ ایک مصیبت پڑ گئی اس لیے یہ نازل ہوا طٰہٰ یعنے اے مرد کسی نے مانند تیرے قدم میدان مردی میں نہیں رکھا مَا اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی نہیں اوتارا ہم نے اوپر تیرے قرآن کہ رنج کھینچے تو اور

راتوں کو نہ سوئے تو بہ سبب قیام نماز کے الم اور ورم پائے محترم تیرے کو پہونچے اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی مگر اوتارا ہے قرآن کو اوپر تیرے بہ جہت پند دینے کے واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے سمجھ لیجئے کہ قرآن نصیحت عام ہے تحقیق ڈرنے والے واسطے نفع لینے اس کے کے ہے اس سے تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی اوتارا گیا اوتارنا کرکے اس شخص کے طرف سے جس نے پیدا کیا زمین کو اور آسمانوں بلند کو اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وہ رحمٰن ہے اوپر عرش کے قرار پکڑا اس نے لیکن ہم جانتے ہیں کہ نہ وہ محتاج مکان ہے نہ عرش اٹھانے والا عرش کا ہے وہی رحمٰن ہے۔ ابیات

وہ جہاں ہے وہاں جہاں ہی نہیں	لامکاں ہے وہاں مکاں ہی نہیں
ہر مکاں میں ہے اور مکاں سے پاک	ہر زماں میں ہے اور زماں سے پاک
یہ ہے مخلوق اس کی وہ داور	سب سے ہے بس منزہ و برتر

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی

واسطے اس کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے اور جو کچھ کہ درمیان ان دونوں کے ہے اور جو کچھ کہ نیچے گیلی مٹی کے ہے سمجھ لیجئے کہ ثریٰ طبقہ ہے نیچے سب طبقات زمین کے روایت میں آیا ہے کہ سات زمینیں دوش فرشتے پر ہیں اور قدم فرشتے کے صخرہ پر اور صخرہ شاخ گاؤ فردوسی اور پائے گاؤ پشت ماہی حوض کوثر پر اور ماہی بحر پر اور بحر جہنم پر جہنم ریح پر ریح حجاب ظلمت پر حجاب ظلمت ثریٰ پر اور علم اہل آسمان اور زمین کا ثریٰ کے آگے نہیں جاتا اور جو کچھ نیچے ثریٰ کے ہے اس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں جانتا۔

یہو نچے تحت الثریٰ کے کلمے پر
یہ جو کلمے ہیں ثبت ہیں ڈیڑہ ہزار
لاکھ لوجیں ملیں ہزار جبیں ہو
آپ کا حق تعالیٰ اے دلدار
بولے حمزہ سے دین کے سلطان
حق پہ ایمان جو لائیں آپ چچا

کی یہ حمزہ نے عرض یا سرور
سب ہیں مجبور و ناتواں ناچار
حکم اک گز زمیں پہ چلتا نہیں
سب زمیں آسماں کا ہے مختار
میرے خالق کی ملک ہے دو جہان
ہوئیگا لطف حاصل اس دین کا

کہی حمزہ نے صدق سے یہ بات — سوچ لیتا ہوں پھر ہے آ چکی رات
آئے حمزہ یہ کہہ کے گھر شاداں — صبح کل آ کے لاؤں گا ایماں
رکھے تشریف تھے رسول زماں — چار حاضر ہوئے فرشتے وہاں
کر کے سب نے سلام عرض یہ کی — حکم رب ہے یہ اے خدا کے نبی
ہو جو ارشاد آپ کا اس دم — وہ بجا لائیں جان و دل سے ہم
ان فرشتوں سے پوچھا حضرتؐ نے — تم کو خدمات کیا ہیں خالق سے
اک ملک نے یہ عرض کی بڑھ کر — میں موکل ہوں سارے دریا پر
حکم فرما کے اے شفیع امم — دیکھو دریا کا آج جوش و الم
نوح کے وقت کا اٹھے طوفاں — غرق پانی میں ہووے سارا جہاں
عرض کی دوسرے نے یا سرور — میں موکل ہوا کے ہوں اوپر
ابھی سب کو ہوا سے یا حضرت — عاد کی قوم سا کروں غارت
عرض کی تیسرے نے اے مولا — میں موکل ہوں سب پہاڑوں کا
حکم ہو تو ابھی پہاڑوں سے — دشمنوں کے ابھی کروں پرزے
کیا چوتھے نے تب یہ معروضہ — حکم ہے آفتاب پر میرا
ابھی سورج قریب سر کے لاؤں — مغز گرمی سے کافروں کے پکاؤں

ان ملایک سے شاہ دین نے کہا
حکم میرا جو ہو وہ لائیں بجا
عرض تب حق سے شاہ دیں نے یہ کی
قوم میری جو دیتی ہے ایذا
راہ بتلا انھیں ہدایت کی
یہ دعا کی جو آپ نے حق سے
پھر فرشتوں نے عرض کی اسدم
اپنے پیغمبروں پہ کی ہے جفا
کیا ان مرسلوں نے حکم اسدم
ہم بجا لائے جلد حکم اون کا
کھینچیں ایذائیں آپ نے اکثر
تب فرشتوں سے آپنے یہ کہا
قہر کرواؤں کس طرح ان پر
ان فرشتوں نے سن مقال رسول
سر کو سجدہ میں رکھ رسول خدا
تم کو بھجوایا اس لیے مولا نے
کہو آمین میں مانگتا ہوں دعا
یا خدا ذات ہے کریم تری
نہیں پہچانے مرتبہ میرا
تیرا ہی نام پاک ہے ہادی
کہا آمین ان فرشتوں نے
اگلی امت نے اے شفیع امم
واں بھی بھیجا تھا ہم کو جل وعلی
جلد غارت ہو قوم کے ظالم
ہوئے غارت یک آن میں اعدا
پھر رعایت ہے کس لیے انپر
رحمۃ العالمیں ہے نام مرا
بد دعا مجھ سے ہوئے گی کیونکر
عرض کی جا کے حق سے حال رسول
رات بھر مانگتے تھے حق سے دعا

ربنا مالک زمین و زماں — میرے حمزہ چچا کو دے ایماں
شب کو حمزہ بھی نکلے عاشق زار — در اقدس پہ آئے ہیں کئی بار
لکھتے ہیں صبح پیش شاہ ہدا — جا کے حمزا نے السلام کہا
کہا دے کر جواب حضرت نے — کل کا وعدہ چچا وفا کیجے
کہا حمزہ نے اے شہ ذیجاہ — پھر سنا دو مجھے کلام الٰہ
شاد ہو کر وہیں رسول زماں — کیے آغاز سورۂ رحمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر میں آیا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو ہر ایک خبر رحمان کے نام سے دیتے تھے انھوں نے کہا ہم نہیں پہچانتے رحمٰن کو اور مکے والے طعن کرتے تھے کہ فلاں فلاں محمد کو سکھلا کر جاتے ہیں حق تعالیٰ نے یہ سورہ نازل کیا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ یعنے رحمٰن نے سکھایا قرآن کو اپنے حبیب کو اور نہ کسی نے خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ پیدا کیا اللہ نے جنس آدمیوں کو سکھایا اس کو دل کی بات کا ظاہر کرنا زبان سے یا لکھنے سے چنانچہ خود سرور عالم

فرماتے ہیں کہ مجھکو علم اولین اور آخرین کا حق تعالیٰ نے عطا فرمایا
الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ اور سورج اور چاند کرشمے ہیں۔ سات حساب
معلوم کے لیئے جس طرح حق تعالیٰ نے سیر ان کی مقرر کردی ہے برجوں
اور منزلوں میں پھرتے ہیں اور اس سے فصلیں اور وقت پہچانتے
ہیں وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ بیل بوٹا چھوٹا اور بڑا سجدہ کرتے
ہیں اللہ کو لیکن ہم نہیں معلوم کرتے جیسے ان کی تسبیح ہم نہیں سمجھتے۔

پہنچے والشجر یسجدان پہ جب
آسماں و زمین و جن و بشر
سبھی کرتے ہیں سجدہ اس رب کا
شاہ والا نے تب جواب دیا
سنتے ہی اس سخن کے وہ ذیجاہ
دل سے شاداں ہوئے رسول خدا
حامی دیں یہ پہلوان جو ہوئے
اے امیر عرب عم رسول ہو

عرض حمزا نے کی کہ فخر عرب
شجر و نجم بلکہ شمس و قمر بھی
پوجنا ان بتوں کا ہے بیجا
ہاں چچا میرا رب ہے سب کا خدا
کہہ اٹھے لا الٰہ الا اللہ
شکر حق کا ادا کیا سجدہ بھی
ڈر گئے سارے اشقیاان سے
حق تعالیٰ کے آپ ہو مقبول

اے پیارے چچا پیمبر کے	مانگتے ہم ہیں آپ کے گھر کے
آپ سب کے لیے دعا کیجئے	عقدے حل ہوویں دین و دنیا کے
ہے یہ آپ ہی کا دستگیر غلام	اس پہ بس رحم کی نظر ہو مدام

داستان در بیان اسلام آوردن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

با ادب سنئے سر کو نیچے جھکا	حال حضرت عمر کے ایمان کا
ماجرا ہے عجیب صلِّ علیٰ	عمرِ پہلواں کے ایماں کا
تھے شجیع زماں جنابِ عمر	دین کے پہلواں جناب عمر
معتبر ہے حدیثِ پیغمبر	اہلِ جنت کے ہیں چراغ عمر
زیرِ حکم ان کے عہد میں یہ سب تھے	عرب و شام و مصر و روم و حلب
فتح و نصرت تھی رات دن پابوس	حکمرانی ہوئی ہزاروں کوس
بیت المقدس پہ فتح یاب ہوا	تا بہ لندن انھیں کا قبضہ تھا
عدل کا اس کے کوئی تھا نہ عدیل	کانپا دُرّے سے جسکے رودِ نیل
ایسا فرماتے تھے رسول خدا	خاتمہ مجھ پہ ہے نبوّت کا

بعد میرے نبی اگر ہوتے ؎
یہ یقیں ہے نبی عمر ہوتے

میرے فاروق کی زباں سے کلام
آپ کرتا ہے قادرِ علّام ؎

ان کی تلوار کا تھا قہر ایسا
کانپ اٹھتے تھے رعب سے اعدا

عالمِ جہل میں عمر نے کبھی ؎ ؎
یعنے حضرت سے کی نہ بے ادبی

جب نہیں لائے تھے عمر ایماں
قوت اسلام میں نہیں تھی عیاں

مصطفےٰ کرتے تھے دعا حق سے
طاقت اسلام کو عمر سے دے

ہوئی مقبول جب دعائے حبیب
یہ سعادت ہوئی عمر کے نصیب

بُت پرستی جو کرتے تھے کفار
ہوئی ان پر کتاب سے پھٹکار

دیکھو اُن پر نزول ہے لا بُد
آیۂ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُ

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا وَارِدُوْنَ ۔ یعنے اے کفار قریش بہ تحقیق تم اور جن بتوں کی پرستش کرتے ہو سب لکڑیاں آتش جہنم کی ہیں تم سب اس آگ میں جانے والے ہو۔

ابو جہل اس کو سن کے طیش میں آ
جمع سب کافروں کو کرکے کہا

بُت جو پتھر کے ہیں ہمارے خدا — ہم جنھیں عجز سے کریں سجدا
ان کو کہتے ہیں احمد عربی — لکڑیاں آتش جہنم کی
آبا اجداد کا ہمارے تمام — نارِ دوزخ ہے بولتے ہیں مقام
بھرے بنجائیں گالیاں سن کے — بیحیائی ہے ہم سبھوں کے لیے
کاٹ سر اس یتیم کا جلدی — دل کو ٹھنڈا کرے میرے کوئی
دوں بدل اسکا سو شتر یکبار — کروں ودہم بھی نذر جہل ہزار
کیا سب کافروں نے نیچا سر — اوٹھ کھڑے ہو گئے جناب عمر
بولے یا با حکم یہ تیرا سخن — سچ ہے یا لغو یا ہے مکر و فن
بولا بوجہل جو کہ سر لادے — لیوے انعام اسی گھڑی مجھ سے
ہاتھ اس کا پکڑ جنابِ عمر — گئے کعبے کے اس کو لے اندر
جو ہبل بت تھا سب بتوں سے بڑا — روبرو اس کے اس سے عہد لیا
وہیں شمشیر لے جنابِ عمر — قتل پر مصطفیٰ کے باندھے کمر
کھا کے سوگند لات و عزیٰ کی — بولے جب تک کروں نہ قتل نبی
اسطرف کو پھروں نہ میں زنہار — نہ میں بیٹھوں زمین پر اک بار
پھر تو شمشیر لے روانہ ہوئے — قدسیاں آہ بھر کے رونے لگے

زلزلے میں ہوئے زمان و زمیں
کانپ اُٹھے ساکنان عرش بریں

عرض کرتے تھے اے خداوندا
تو نگہبان ہے محمد کا

ہے عمر سخت پہلوان مشہور
شاہزوری پہ اپنے ہے مغرور

اپنی عزت کی تب قسم کھا کے
کیا ارشاد حق تعالیٰ نے

ہے عمر حکم میرا سب پر فوق
تیغ تیری کروں گا طوق شوق

جب نہ صدیقوں میں تو داخل ہو
بیٹھنے ہی نہ دیں گے ہم تجھ کو

سینکڑوں شہر تیری تیغ سے ہم
فتح کروائیں گے براہ کرم

جب روانہ ہوئے جناب عمر
رہ میں کتنے عجائب آئے نظر

گائے کے بچھڑے نے یہ چلایا
ہیں محمد یقیں رسول خدا

بُت جو کعبے میں تھے پکار اٹھے
بیشک احمد رسول ہیں حق کے

یک بنی مطلب تھے نیک انجام
تھا نعیم اسم لائے تھے اسلام

مل کے فاروق سے یہ کی تقریر
قتل کی آج کس کے ہے تدبیر

تب عمر نے نعیم سے یہ کہا
آج لاتا ہوں سر محمد کا

کہا اس دم نعیم نے ان سے
اقربا ہیں بہت محمد کے

یہ بنی مطلب بنی ہاشم ہیں
تم کو کس طرح چھوڑیں گے سالم

آکے غصے میں تب عمر نے کہا — مجھکو معلوم ہوتا ہے ایسا
شاید اسلام لا چکا ہے تو بھی — قتل کرتا ہوں پہلے ہی تجھ کو
بولے اُس دم نعیم نیک نصیب — اس سے بڑھ کر سناؤں تم کو عجیب
آپ کی جو بہن ہے فاطمہ نام — وہ بھی احمد پہ لا چکی اسلام
وہ جو بہنوئی آپ کے ہیں سعید — وہ بھی ایماں کی پا چکے ہیں نوید
سن کے فاروق نے غضب سے کہا — قول پر اپنے کوئی شاہد لا
بولے اس دم نعیم نیک اختر — آپ جائیں بہن کے اپنے گھر
ذبح بکری کا کر کے اک بچّا — دیکھو ان کو کھلا کے گوشت ذرا
وہ ذبیح آپ کا نہ کھائیں گے — سینکڑوں حیلے انھیں لائیں گے
آگ بھڑکی غضب کا جوش ہوا — ٹھہرے دروازہ پر بہن کے جا
بند دروازہ کر کے تھے شاداں — پڑھتے بہنوئی اور بہن قرآں
یک صحابی ندیم شاہِ ہدا — نام خبّاب بن ارت ان کا
ان سے قرآں کی ہوتی تھی تفہیم — لیتے بہنوئی اور بہن تعلیم
ٹھونکا جس دم عمر نے دروازہ — دیا خبّاب کو بہن نے چھپا
گھر میں داخل ہوئے کھلا جب در — بولے بہنوئی اور بہن سے عمر

کیا پڑھا تم نے کس کی تھی آواز — جلد مجھ سے بیاں کرو وہ راز

کہا دونوں نے کوئی غیر نہ تھا — ہیں دونوں کے باتونکی تھی صدا

ذبح بکری کو کر کباب بنا — رکھ دیا روبرو عمر نے لا [illegible]

کہا عمر شیر نے کہ ہے پرہیز — ہوئی آتش عمر کے قہر کی تیز

راہ میں جو نعیم نے تھا کہا — بولے قول اسکا سچ ہے اور سچا

ہاتھ میں لے بہن کے سر کے بال — اتنا مارے کہ خوں میں ہو گئے لال

دوڑے بہنوئی جب چھڑانے کو — مارے خوب ان کو بھی غضب میں ہو

بعض لکھتے ہیں پا کے حجر یسے — مارا خبّاب کو بھی حضرت نے

زور آور بڑے پہلواں تھے — کر سکے کون ہمسری ان سے

تب تو غصے میں آ بہن نے کہا — اے عمر کب تک ایسا مارے گا

دین حق سے ہیں چھڑا کے عمر — دین باطل طرف کشش مت کر

پرزے پرزے اگر ہمارے کرے — ہم نہ منھ پھیریں گے محمد سے

لا چکے صدق دل سے ہیں اسلام — ہے یہ مذبوح تیرا ہم پہ حرام

رُوے احمد خیال میں لا کے — پڑھا کلمہ بہن نے چلّا کے

دوستانِ محمدِ عربی — جائے ہے درود پڑھنے کی

جب بہن نے وہ نام منہ سے لیا	لرزہ اک جسم میں عمر کے ہوا
اپنے جور و ستم سے باز آ کے	عذر خواہی بہن سے کرنے لگے
ہو پشیماں بہت جناب عمر	بیٹھے گوشے میں سر کو نیچے کر
گزری کچھ رات اس جفا جو ول	اُٹھے بہنوئی اور بہن شاد ال
لئے کے قرآن با وضو و نیاز	سورہ طٰہٰ کا وہ کئے آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰہٰ نام قرآن کا ہے اور اسم الٰہی کا ہے اور نام پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت بہت کرتے تھے شب کو قیام نماز میں اس قدر کھڑے ہوتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے تھے ایک دن ابوجہل نا اہل نے کہا کہ دین ہمارا ترک کر کے رنج میں پڑا اور قرآن مجید واسطے دکھ پہونچانے کے اترا ہے اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ طٰہٰ یعنے اے مرد کسی نے مانند تیرے قدم میدان مردی میں نہ رکھا مَا اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی نہیں اُتارا ہم نے اوپر تیرے

قرآن کہ رنج کھینچے تو اور راتوں کو نہ سووے اور یہ سبب قیام نماز کے الم پائے محترم تیرے کو پہونچے اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی مگر اُتارا ہے قرآن کو اوپر تیرے بجہت پند دینے کے واسطے اس شخص کی کہ ڈرتا ہے تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی اتارا گیا ہے اتارنا کر کے اس کی طرف سے کہ جس نے پیدا کیا زمین کو اور آسمانوں بلند کو اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی وہ رحمٰن ہے اوپر عرش کے قرار پکڑا اس نے یا مستولی ہوا امر اوس کا۔

عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی پہ جب پہنچے		سر اُٹھایا عمر نے حیرت سے

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی واسطے اس کے ہے جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے اور جو کچھ بیچ زمین کے ہے اور جو کچھ کہ درمیان ان دونوں کے ہے اور جو کچھ کہ نیچے گیلی مٹی کے ہے۔

جبکہ تحت الثریٰ انھوں نے پڑھا		ہوئی حیرت عمر نے یوں پوچھا

ہے یہ احمد کے رب کی ملک بہن — آسمان و زمین اور زمن تو
سن کے ہمشیر نے دیا یہ جواب — مالک الملک ہے وہی وہاب
پھر عمر نے بہن سے کی تقریر — گئی اب ان خداؤں کی توقیر
بت جو ہیں بے شمار کعبے کے — پندرہ سو ہیں سارے چھوٹے بڑے
لاکھ پوجیں ملیں ہزار جبیں — حکم اک گز زمیں پہ چلتا نہیں
بولی ہمشیر سچ ہے قول اِلٰہ — پوجا بت کا ہے شرک اور گناہ
پھر بہن سے عمر نے فرمایا — دے مرے ہاتھ یہ کلام خدا
بولی ہمشیر ہے یہ حق کا کلام — بے وضو اس کا چھینا آیا حرام
کفر اور شرک میں ہے آلودہ — ہاتھ تیرے نہ دوں کلام خدا
آیۂ لَا یَمَسُّہٗ پڑھ کے — کی وہ آگاہ حکم خالق سے

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنے نہ چھوئیں اس کو مگر پاک لوگ

تب عمر نے کہا کہ اے ہمشیر — اس کے پڑھنے کی کچھ بتا تدبیر
بولی ہمشیر پہلے غسل کرو ہاں تو — بعد یہ مصحفِ شریف پڑھو تو
تب یہ ہمشیر نے نصیحت کی — نہ ہو قرآں کے ساتھ بے ادبی

بولے اس دم عمر قسم کھا کے	یہ قصور اب نہ ہووے گا مجھسے
اے بہن یہ خیال تم نہ کرو	عشق ہے یہ کلام سے مجھکو
لے کے قرآں عمر بصد اعزاز	سورۂ طٰہٰ کا ہے کیا آغاز

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی اور اگر پکار کر کہے تو بات پس تحقیق وہ جانتا ہے چھپے کو اور بہت چھپے کو اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اللہ ہے نہیں کوئی مستحق عبادت کے مگر وہ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی واسطے اس کے ہیں نام اچھے بہ صفات بھلے کے۔

لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی پڑھتے ہی	ہوش پراں ہوئے عمر کے سبھی
قلب کو حاصل ایک سرور ہوا	بغض احمد جو تھا سو دور ہوا
بول اٹھے کیا ہی پاک نام ہے یہ	شیریں اور خوش مزہ کلام ہے یہ
دل کو فرحت ہے جس کے پڑھنے سے	واہ کیا خوب نام ہیں اس کے
پڑھے حضرت کو کر کے دل سے گواہ	کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
جا کے خبّاب روبرو اس آں	دیا مژدہ عمر کو ہو شادا ں

ہو مبارک تمہیں عمر اسلام ہو بفضلِ خدا سے نیک انجام
کل دعا کرتے تھے رسول زماں یا الٰہی عمر کو بخش ایماں
تب یہ خبّاب کو عمر نے کہا کہئے اب ہیں کہاں رسولِ خدا
کہا اس وقت آپ نے ان سے گھر میں ارقم کے یا ہیں حمزا کے
کہتے تھے جلد وہ قدم دیکھوں خاکپائے نبی کو سرمہ کروں
ان کی خدمت گزاری کی رسی گردنِ عجز سے بندھی میری
سر پہ رکھ لوں وہ شاہ کی نعلین تا ہو حاصل سعادتِ دارین
عشق احمد میں بس عمر نکلے ساتھ خبّاب اور سعید کو لے
پاس حضرت کے تھے جو چند اصحاب مارے ہیبت کے ہو گئے بے تاب
عرض کی مصطفےٰ سے یوں سب نے کچھ دعا کیجئے ہمارے لئے
جمع کعبے میں ہو کے بد اختر قتل پر بھیجے ہیں عمر کو ادھر
دہل و طبل اب بجا کے تمام شادیاں کر رہے ہیں خاص و عام
وہ عمر ایک پہلواں ہے شدید کیا عجب ہے کرے وہ سبکو شہید
اپنی جانوں کا ہمکو خوف نہیں ہے یہ افسوس اے امامِ دین
خوف سے کافروں کے چھپ چھپکے کی عبادت مکاں میں ہم نے

ایک بھی بار کلمہ خالق کا / جا کے باہر کسی نے بھی نہ پڑھا

حکم فرمائیے شفیع امم / جا کے اب اس مکاں کے باہر ہم

غلغلہ ایک بار کلمے کا / آج پہونچائیں تا بہ عرش علا

بعد یہ اشقیا اگر آ کر / غم نہیں کاٹ لیں ہمارے سر

تب رسول خدا نے فرمایا / احکم الحاکمیں ہے رب میرا

رحم کر کے خلیل پر اک بار / نارِ نمرود کو کیا گلزار

جب ہوا مہرباں وہ رب جلیل / بچ گئے ہیں چھری سے اسمعیل

ساحروں سے بچایا موسیٰ کو / ایسے صاحب سے نا امید نہ ہو

کیا عجب تم کو شر سے دشمن کے / میرا مالک اگر بچا دیوے

ہے نبوت کا میرے دام بچھا / دیکھو پھنستا ہے مرغ وحشی آ

دیکھکر انکی گریہ و زاری / گئے اک گوشہ میں جناب نبی

سر سے عمامہ کو اتارا اس دم / ڈالے چادر کو کر کے گردن خم

التجا رو کے یہ خدا سے کی / یا الٰہی تو ہے کریم و غنی

شرق سے غرب تک نہیں اسلام / کفر اور شرک میں ہیں سب ناکام

جو اطاعت تری بجا لاوے / تیس پر نو ہیں یہ ترے بندے (۳۹)

حرمت سوزِ سینۂ فقراء　　برکتِ اشک دیدۂ دریا ہو

بھیج کفاروں سے تو اک سردار　　تا مدد ان کی وہ کرے ہر بار

اتنے میں آئے جبرئیل امیں ہو　　عرض کی اے شہ زمان و زمین

ایک سردار کی جو خواہش تھی　　وہ دعا آپ کی قبول ہوئی ہو

ہے ملایک پہ حکم حق پہونچا　　خاص ہے یہ عمر مرا بندہ

اوج پر ہو کہ طالع بیدار　　آج ہوتا ہے مصطفیٰ پہ نثار

پاک ظاہر ہے نیک باطن ہے　　آج اس کے عروج کا دن ہے

ہے خراماں وہ آج عالی وقار　　ہو جواہر ہر ایک قدم پہ نثار

راہ حبیب تک چلے وہ نیک نشاں　　طُرِّ قوطر قوا کھوستا داں ہو

یہ سرا پردہ محمد کا ہو　　ہے محافظ یہ پردہ دار بڑا

لعل و یاقوت کے طبق ہوں نثار　　دیں کے لشکر کا ہے سپہ سالار

یا نبی آتے ہیں جناب عمر　　دین کی تقویت پہ باندھ کمر

ہے یہ ارشاد ایزدِ متعال　　کیجیے پیشوائی استقبال ہو

پوچھا روح الامیں سے حضرت نے　　صلح منظور ہے کہ جنگ اسے

عرض کرنے لگا یہ روح امین　　جنگ کی کیا مجال ہے شہ دیں

کل اسی فکر سے ملایک نے
عرض کی ہے جناب باری سے

اچھے اچھے فرشتے عالی مقام
کر کے زاری بہت عمر کا نام

دفتر اشقیا سے دھلوا کے
دفتر نیک میں ہیں لکھوائے

تھے اسی گفتگو میں شاہ ہدا
ٹھوکا آکر عمر نے دروازہ

تھے ندامت سے اشک خون جاری
شرم سے سر جھکا کے عرض یہ کی

اشعار

آمد بدرت امیدوارے
کور اسجز از تو نیست یارے

محنت زدۂ نیاز مندے
خجلت زدۂ گناہ گارے

از گفتۂ خود سیاہ روئے
وز کردہ خویش شرمسارے

از یار جدا فتاد عمرے
واز دوست بماند روز گارے

حاشا ز در تو باز گردد
نومید چنیں امیدوارے

خوف اصحاب کو عمر کا ہوا
بولے حافظ ہے اب ہمارا خدا

کہا اصحاب سے یہ حمزا نے
ڈر ہے کیا ایک مرد تنہا سے

نیت خیر پر اگر ہے عمر
ہو مبارک یہ دین پیغمبر

گر ارادہ وہ شر کا ہے رکھتا | کاٹ ڈالوں ابھی میں سر اُسکا

کہا حمزہ نے گھر کے باہر جا | کیا ارادہ ہے اے عمر تیرا؟

اے عمر ہاشمی ہیں ہم اتنے | تیغ آہن چبائیں دانتوں سے

جانتے ہیں عرب سے تا بہ عجم | جان دیتے ہیں ننگ و نام پہ ہم

اور مقدور اتنا ہے کس کا | دیکھے حضرت کی سمت آنکھ اُٹھا

سن کے آواز امیر حمزہ کی | رونق افزا ہوئے جناب نبی

شاد ہو کر رسول نیک خصال | کیے حضرت عمر کا استقبال

بس عمر کی کمر میں ڈال کے ہاتھ | ایسا کھینچے رسول نیک صفات

بند کانپے عمر کے سب یک بار | اور حمایل سے گر پڑی تلوار

ایسا فرماتے تھے جناب عمر | وہ بڑا سخت روز تھا مجھ پر

میں نے سمجھا کہ سر سے کھال کھچی | ریزہ ریزہ ہوئی ہر ایک ہڈی

دیکھ کر عظمت شہ ذیجاہ | کہہ اُٹھے لا الٰہ الا اللہ

جب مشرف ہوئے ہیں کلمہ سے | سر خجالت سے تھے جھکائے ہوئے

گود میں لے کے تب رسول خدا | سر پہ فاروق کے دئے بوسہ

ہو بہت شاد احمد مختار | کہی تکبیر اپنے منہ سے پکار

سن کے تکبیر کی صدا اصحاب ۔۔۔ پہنچے تکبیر کہتے با آداب

پیشوا آ کے ہو کے خرم و شاد ۔۔۔ سب عمر کو دیے مبارک باد

عرض کی تب عمر نے یا سرور ۔۔۔ ظاہرا بت کو پوجیں بد اختر

آپ طاعت وہ رب عزت کی ۔۔۔ گھر میں کیوں چھپ کے کرتے ہیں مخفی

یا رسول خدا خدا کی قسم ۔۔۔ آشکارا کریں گے طاعت ہم

ساتھ ان کے ہوئے جناب نبی ۔۔۔ لی عمر نے بھی راہ کعبے کی

کہا کفاروں نے یہ تب خوش ہو ۔۔۔ زندہ لایا عمر نے احمد کو

دیکھ کیا شاہ زور یکتا ہے ۔۔۔ آگے ہم سب کے قتل کرتا ہے

نعرہ اس دم عمر نے یوں مارا ۔۔۔ مجھکو پہچانو دشمنان خدا

بیٹا خطاب کا عمر ہے نام ۔۔۔ ہوں محمد کا جان و دل سے غلام

ہو کے مایوس اشقیا اس دم ۔۔۔ ہٹ گئے واں سے کرتے رنج و الم

مسجد کعبے میں گئے مولا ۔۔۔ کی جماعت سے تب نماز ادا

جو کہ مسجد میں آشکارا ہوئی ۔۔۔ یہی پہلی نماز تھی سب کی

عرض کی پھر عمر نے حضرت سے ۔۔۔ گر ارادہ ہو کعبے میں چلیے

شاہ دیں نے خوشی سے فرمایا ۔۔۔ شوق کعبے کی ہے زیارت کا

بھاگے اس وقت واں سے بھی کفار | گئے کعبے میں احمدِ مختار
گھر خدا کا بنا تھا بت خانہ | تھا بتوں سے بھرا ہوا کعبہ
دیکھکر ان بتوں کو بے رونق | آیہ فرمایا یعنے جاء الحق

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔ یعنے آپہنچا سچ اور بھاگ گیا جھوٹ ۔ یعنے جھوٹ بھاگنے والا ہے

کرکے فاروق نے بتوں پہ نظر | کیا ارشاد غیظ میں آکر
حق ہے واحد رسول گر سچ ہو | کرو سجدہ سب اس پیمبر کو
ہوئی پتھروں کو ہیبت جبار | گرے سجدے میں سب کے سب یکبار
وہیں جبریل امر حق سے آئے | مژدہ یا النبی لے آئے

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ یعنے اے محمد بس کرتا ہے تجھ کو خدا اور پیرو تیرا یعنے عمر اعانت دین میں۔

شان میں ہے عمر کے یہ آیت | یعنے کافی عمر کی ہے نصرت

کہتے ہیں یوں صہیب ابنِ سنان
جب نہیں لائے تھے عمر ایمان

ہم پہ کفار کرتے تھے جو جفا
اپنا ہم لے نہ سکتے تھے بدلا

ہم میں داخل ہوئے ہیں جب سے عمر
ہوا مضبوط دینِ پیغمبر

جب ستاتا ہمیں کوئی گمراہ
بدلا لیتے ہیں ہم بھی خاطر خواہ

ایسا مہر جلال ماہِ ظفر
دین کا غاشیہ لے کاندھے پر

دین اسلام کا نہ کیوں ہو ظہور
کفر اور شرک کیوں نہ بھاگے دور

اے پہلوانِ دین جناب عمر
دوستدار خدا و پیغمبر

ہم غریبوں کی کیجئے امداد
سبھی دارین کی بر آئے مراد

معصیت سے ضعیف ہیں ایماں
تقویت دیجے اے شجیع زماں

یہ جو عاجز ہے دستگیر غلام
نظرِ فیض اس پہ ہوئے مدام

یہ چند اوراق نثر اس کتاب میں اس غرض سے شریک کئے گئے کہ حضرت کے اصحاب اور اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین جو شہید اور غازی ہیں ان کی شکر گزاری جمیع مسلمانوں پر ہر وقت ضرور ہے کس لئے کہ انہوں نے اپنی جانوں کو واسطے خوشنودی خدا اور رسول کے

راہ خدا میں فدا کر دئے ان کا یادگار قیامت تک باقی ہے ان شہدا
کا عرس اور چراغاں وغیرہ یہاں کے ویسے نہیں ہوتے بلکہ ان میں اکثر
کے مزاروں کے نشان بھی باقی نہیں جس جا یہ شہید ہوتے تھے فقط گڑھے
کھود کر دو دو چار چار دس دس کو ایک ایک میں دفن کر دیتے تھے
اور قبریں مٹی سے بھر دے کر اپنی لڑائی میں مصروف ہو جاتے
تھے یہ حضرات اس دنیا سے سوائے ایمان کے کچھ نہ لے گئے احد
جنگ میں بعض کے جسم پر چادر اتنی تھی کہ ان کی لاش کے سر سے
پاؤں تک پوشش ہوئی خود حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت کے جو
چچا تھے ان کا یہ حال تھا کہ اور دوسرے وہب مزنی صحابی رسول
تھے ان کا بھی دفن ایسا ہی ہوا۔ حضرت فرمائے حرمل گھاس سے
ان دونوں کے پاؤں ڈھانک دو۔ لکھتے ہیں بعد سالہا سال کے اُحد
کی زمین نہر کے لئے کھودی گئی اور شہدا کی لاشیں اس زمین سے
نکلیں کفن کو تو زمین کیا خستہ کرتی گھاس بھی مٹی نے نہ کھایا۔
قرو کمال ہمنشیں در من اثر کرد۔ ان شہدا کی لاشیں تو زمین میں رہیں
اور ارواح ان کی سبز پرند بن کر تمام بہشتوں میں اُڑتے پھرتے ہیں اور

حق تعالیٰ سے ان کو رزق ملتا ہے اور یہ کھاتے پیتے ہیں اور فرمائے
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یہ شہدا پروردگار کی حضوری
میں حاضر ہیں جو ان پر سلام کرے وہ قیامت تک اس کا جواب دیتے
ہیں اور جس زمین پر میرا ایک صحابی دفن ہو روز قیامت اس زمین میں
جتنے مومن دفن ہیں ان سب کی بخشش پروردگار سے کرائے گا۔
رسول اللہ صلعم کے صحابہ لڑائیوں میں تمام عربستان روم شام مصر عراق
ہر ہر جا شہید ہو کر دفن ہو کر وہاں کے مدفون مسلمانوں کو امیدوار
بخشش کر دئے۔ شہر بھنسا جو مصر کے قریب ہے وہاں پانچہزار صحابہ
شہید دفن ہیں روایت کرتے ہیں ایک شخص فاسق فاجر مر گیا اسکو
اسی زمین میں دفن کر دئے۔ لوگوں نے خواب میں اسے دیکھا کہ اس کے
سر پر نورانی تاج ہے اور اس کے اطراف نورانی لوگ ہیں اور
اس کا چہرہ نور سے چمکتا ہے اور نور کے قبّے میں بہت خوش حال
بیٹھا ہوا ہے یہ حال دیکھکر پوچھے اے شخص یہ رتبہ تم کو کیونکر حاصل ہوا
اس نے جواب دیا یہاں رسول اللہ کے اصحاب شہدا دفن ہیں یہ دنیا میں
بڑے تنگ حال تھے ایک وقت کی روٹی ایک کپڑا ان کے پاس ہوتا تھا

اور جب کوئی ان کے پاس مہمان آتا تھا یہ اس کو دے دیتے تھے ابتو
ان کو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ قدرت عطا کی ہے اور میں ان کا مہمان
ہوں میرے لئے انھوں نے دعا کی حق تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا یہ تمام
روشنی کا انہیں کا طفیل ہے. اس ناچیز نے چند اشارے لکھے ہیں جس کے
مطالعہ سے ناظرین اور سننے سے سامعین کو ان کے نام سے ختم کرنے کا اور
زمانہ فرصت دے تو ان کی زیارت کا شوق ہو جائے گا۔

آغاز بیان

سبحان اللہ جیسا پروردگار نے ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو سب انبیا
میں برگزیدہ کیا اسی طرح اپنے حبیب کی اہل بیت اور اصحاب کو بھی چن لیا
ان کی تعریف سوا خدا اور رسول کے دوسرے سے کیا ہو سکے حضرت کے
ساتھ انھوں نے جو جو وفاداریاں کیں ظاہر ہے دنیا میں ہر بنی آدم کے لیے
جان سے عزیز تر کوئی شئے نہیں صحابہ نے خدا اور رسول کی اطاعت میں
بخوشی خاطر اپنی جانوں کو نثار کر دیے حضرت کے روبرو بھی اپنی جانوں کو فدا
کر کے شہادت خرید لئے اور حضرت کے بعد جو جو جان نثاریاں انھوں نے
کیں اس سے سب تاریخ کی کتابیں بھری ہوئی ہیں صفحۂ جہاں پر انکی نیکنامی

قیامت تک باقی ہے اور انھیں سے دین مصطفوی کو تقویت ہوئی۔
یہود گبر و نصارا کی کتابیں بھی ان کی تعریف اور شجاعت سے بھری
ہوئی ہیں۔ پہلے خلیفہ حضرت کے حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے
آپ کی خلافت میں ہزارہا مرتد اور منافق اور مسلیمہ کذاب جو دعویٰ
پیغمبری کیا تھا قتل ہوئے اور لشکر اسلام واسطے فتح روم و شام عراق
وعجم کے حسب ارشاد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھجوائے
اور بعد چند شہر فتح ہونے کے سوا دو سال خلافت کرکے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین کرکے وصال فرمائے اور حضرت عمر ساڑھے
دس برس خلافت کئے آپ کے عہد خلافت میں بصرہ۔ مصر۔ اسکندریہ شام
عراق۔ فارس۔ کرمان۔ طبرستان وغیرہ ایک ہزار چھتیس بڑے شہر فتح ہوکر
مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور چالیس ہزار مسجدیں بنیں اور چار ہزار بتخانے
خراب و ویران ہوئے اور باقی شہر حضرت جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے
خلافت میں فتح ہوئے اور حضرت جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلافت
میں آپس میں بہتر لڑائیاں ہوئیں۔ مجاہدین میں پہلے مجاہد حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جتنے جنگ آپ کی حیات میں ہوئیں ان میں اکثر حضرت

بذات خود تشریف لیجاتے اور تمام صحابہ سے آگے رہتے تھے بدر کی
لڑائی میں بڑے بڑے دشمنان دین ابو جہل عتبہ وغیرہ قتل ہوئے اور
صحابہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور جناب مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ بڑی
جوانمردی سے لڑے مسلمان تھوڑے اور کفار زیادہ تھے حضرت دعا فرمائے
خداوند کریم نے فرشتوں کو ابلق گھوڑوں کے سوار اپنے حبیب کی تائید کے
لئے بھجوایا دہ لڑائی فتح ہوئی اور بدر کے جنگ میں ہر ہر صحابی کا یہ خیال
تھا کہ ابو جہل جو حضرت کو ہر طرح کی تکلیف پہونچایا ہے۔ ہمارے ہاتھ سے
مارا جائے اور کفاروں کو بھی اسی کے بچانے کی بڑی فکر تھی اس لئے
انھوں نے اس کا ذرہ ایک دوسرے کافر کو پہنا دئے حضرت علی نے
اس کو ابو جہل جان کر قتل کئے پھر اس کے ذرہ کو کفار نے ایک اور کافر کو
پہنایا اس کو حضرت حمزہ نے قتل کئے پھر اس ذرہ کو کفاروں نے ایک
اور کافر کو پہنادئے اس کو بھی ابو جہل جان کر حضرت مرتضیٰ علی نے
قتل کئے راوی کہتے ہیں آخر وہ لعین بڑی خرابی سے مارا گیا یعنے پہلے
اس کو حضرت معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حلقہ کفار میں گھسکر ایک تلوار
مارے اس ابو جہل لعین کا ایک پاؤں قلم ہوکر گر پڑا اس کے بیٹے عکرمہ نے

معاذ کو تلوار ماری آپ کا ہاتھ مونڈھے میں لٹکنے لگا تب معاذ اپنا پاؤں اس ہاتھ پر رکھکر ہاتھ کھینچکر پھینک دئے اور عکرمہ پر حملہ کئے وہ کفار کے حلقہ میں چلا گیا حضرت عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں دو لڑکے نو عمر انصاری مجھ سے پوچھے ابوجہل کون ہے ہم اس کو مارنے کی آرزو رکھتے ہیں کیونکہ ہم سنتے ہیں کہ وہ حضرت کو گالیاں دیتا تھا تو میں نے ان کو دکھلا دیا کہ اس حلقہ میں کفار کے جو ہے وہی ابوجہل ہے۔ پس یہ سن کر وہ دونو لڑکے اس پر جا گرے اس کو بھی قتل کئے اور آپ بھی زخمی ہو کر شہید ہو گئے حضرت نے ان دونوں لڑکوں کی مغفرت کے لیے دعا فرمائے۔ ایک نکتہ قابل اس جائے لکھنے کے ہے یعنے جب سورۂ والمرسلات حضرت پر نازل ہوا اس وقت چند صحابہ ایمان لائے تھے حضرت کا ارشاد ہوا یہ سورہ کفار کے گروہ میں کون پڑھ کر سنائے گا اس وقت حضرت عبداللہ ابن مسعود عرض کئے یارسول اللہ میں پڑھ کر سناتا ہوں یہ کہکر آپ وہ سورہ جہاں سب کفار جمع تھے ان کے روبرو پڑھنا شروع کئے اس میں بار بار وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ یعنے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے قایل نہ ہونے والوں کے واسطے اقسام کے عذاب بیان فرماتا ہے اس روز یہ

سُن کر کفار غصے میں آ گئے اور ابوجہل ایک طمانچہ مارا جس سے حضرت
عبداللہ ابن مسعود کا کان پھٹ گیا خون جاری ہوا وہ مغموم واپس ہو کر
کیفیت حضرت سے عرض کئے حضرت کو بھی اس کا بڑا الم ہوا اس وقت
جبرئیل علیہ السلام حاضر ہو کر مسکرانے لگے حضرت پوچھے یہ محل مسکرانے کا
ہے جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ میں پھر عرض کروں گا کہتے ہیں۔
جب بدر کی لڑائی ختم ہوئی اس وقت عبداللہ ابن مسعود حاضر ہوئے
اور اس جنگ کے فضائل اور جو صحابہ اس جنگ میں شریک تھے انکے
بزرگاں سن کر رونے لگے اور عرض کئے یا رسول اللہ میں اس میں شریک
نہ ہوا حضرت کا ارشاد ہوا تم جا کر دیکھو مقتل میں اگر کسی کافر کی جان
قالب میں باقی ہے تو اس کو قتل کرو تم بھی اسی ثواب میں شریک ہو جاؤ گے
حضرت کا ارشاد سن کر سب لاشوں میں ڈھونڈھتے چلے ابوجہل کو دیکھے
زخمی ہے سسک رہا ہے انھوں نے خوش ہو کر اس کے سینے پر چڑھے اور
حمد پروردگار کا ادا کرنے لگے کہ ایسے دشمن دین کو اس نے خوار و ذلیل
کیا اس نے آنکھیں کھول کر کہا اے بکریوں کے چرانے والے غلام مجھے
اس سے اور کیا زیادہ غم ہو کہ تیرے ویسا غلام ایسے بزرگ سینے پر

بیٹھا ہے پھر آخر بول فتح کس کی ہوئی عبداللہ نے کہا فتح خدا اور رسول
کی ہوئی اور میں تیرا قاتل ہوں اس نے کہا ناکس ناہنجار کے ہاتھ قتل ہونے
کی مصیبت سے اور کیا اذیت زیادہ ہو۔ غرض ابن مسعود نے پیچھے سے
جو اس کا خود سرک گیا تھا ایک تلوار ایسی ماری کہ سر اس کا کٹ کر
گر گیا انھوں نے اس کے ہتیار اور سر لے چلے یہ آدمی چھوٹے سے تھے
ہتیار اور سر وغیرہ لے جانے میں دقّت معلوم ہوئی سو انھوں نے اس کے
کان میں سوراخ کر کے رسی پرو کر زمین پر گھسیٹتے ہوئے حضرت کے روبرو
لائے اس کو دیکھکر حضرت کو نہایت خوشی ہوئی فرمائے کہ فرعون اس
امت کا مارا گیا ابن مسعود عرض کئے کہ اس کے جسم پر کوڑے کا نشان
تھا اور حضرت فرمائے وہ فرشتے کی مار کا نشان تھا اس وقت جبرئیل
علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کئے یارسول اللہ اس روز ابوجہل نے ابن مسعود
کو طمانچہ مارا تھا جس سے کان ان کا پھٹ گیا تھا آج اس کے بدلے
میں ابن مسعود نے اس کا کان پھاڑ کر رسی ڈالے ہیں بدلہ ہو گیا۔ مگر اُسکا
سر کاٹنا اضافہ ہے میں نے اس روز اسی واسطے مسکرایا تھا۔

اُحد کے جنگ کا حال

حضرت کے روبرو بہت جنگ ہوئے مگر اس جنگ سے زیادہ کوئی سخت لڑائی نہ ہوئی اس جنگ میں حضرت اور صحابہ پر سخت تکلیف ہوئی۔ یہہ حق تعالیٰ کے طرف سے آزمایش تھی غور کا مقام ہے کہ ابتدا اسلام کی کیسی مشکل تھی انتہا میں خداوند کریم نے کیسی آسانی بخشی۔ کفار قریش بڑی تیاری جنگ کی کر کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ پر آئے قریب مدینہ منورہ کے پہاڑ کے دامن میں جس کو اُحد بولتے ہیں مقام کئے۔ حضرت اور صحابہ مدینہ منورہ سے باہر آکر مقابلہ کئے۔ پہلے صحابہ کا غلبہ ہوا۔ کفار شکست کھا کر بھاگے۔ حضرت نے کفار کے آنے کی گھاٹی کی راہ پر تیرانداز مسلمانوں کو کھڑا کر کے فرما دئے تھے جب تک میرا حکم نہ ہو تب تک تم قدم یہاں سے نہ ہٹانا ان میں سے آٹھ دس تو تابع فرمان اسی جا ٹھہرے رہے اور باقی کفار کے اسباب لوٹنے وہاں سے چلے گئے کافروں کو قابو جو ملا ان آٹھ دس کو شہید کر کے اسی راستے سے صحابہ پر آگرے حضرت سعد ابی وقاص اور حضرت طلحہ تیروں سے بہتوں کو فی النار کئے۔ حضرت حمزہ چچا حضرت کے شوق شہادت میں روزہ رکھے تھے سپر نہ رکھتے تھے زرہ بکتر نہ رکھتے تھے

دونوں ہاتھوں سے تلوار چلاتے تھے بہت کفار کو قتل کرکے دھوپ
میں پیاسے واپس آرہے تھے پتھر کے آڑ سے چھپ کر وحشی نے نیزہ
مارا آپ شہید ہو گئے اس جنگ میں حضرت مرتضیٰ علی کو سولہ زخم لگے
تھے چار بار آپ زمین پر گر پڑے جبرئیل علیہ السلام آپ کو اٹھا کر کھڑے
کرکے کہتے تھے یا علی لڑو دشمنان خدا سے۔ کہتے ہیں اسی جنگ میں آسمان سے
نادعلی اتری اور رضوان نے لافتا الاعلی لاسیف الاذوالفقار پکارا یہ لڑائی
ایسی سخت تھی۔ چند صحابہ جنگ سے منھ موڑے داخل مدینہ ہوئے غول
کے غول کفار کے حضرت پر حملہ کرنے لگے حضرت شماس رضی اللہ عنہ
اپنے سینے کو حضرت پر سپر کئے حضرت کے اطراف پھرتے تھے زخموں
میں چور چور تھے آخر حضرت پر قربان ہوئے۔ من بعد حضرت قیس
حضرت کے گرد کفار سے لڑے چودہ زخم سنان کے اور دس زخم تلواروں
کے کھا کر حضرت پر فدا ہوئے۔ حضرت مرتضیٰ علی، حضرت سعد ابی وقاص
کفار کو دور تک مارتے لیجاتے تھے اور حضرت کے قریب حاضر ہو جاتے
تھے۔ عبدالرحمن بیٹے ابوبکر کے گھوڑے پر سوار فولاد میں اپنے کو چھپائے
ہوئے سوائے دو آنکھوں کے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا پرے سے باہر

نکلکر آواز دے ابا عبدالرحمن بن عتیق سے کون لڑنے کو نکلتا ہے۔ حضرت
صدیق اکبر اپنی تلوار علم کر کے بیٹے سے لڑنے جانا چاہے۔ حضرت رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روک دئے حضرت عمر فرماتے ہیں خوشتریں
موت جس پر وہب مزنی شہید ہوئے میں آرزو رکھتا تھا مجھے ایسی شہادت
ملے مگر وقت نہ ہو سکا تھا یعنے جب کفار کا غول حضرت کے طرف آتا
حضرت پوچھتے ان سے کون لڑے گا تو وہب مزنی پہلے کہتے یا رسول اللہ
میں ان سے لڑوں گا یہ اکیلے اس گروہ سے لڑتے حضرت سعد ابی
وقاص فرماتے ہیں میں بھی ان کے ہمراہ شوق شہادت میں کفار کے
گروہ میں گھس کر لڑا مگر شہادت مزنی کے حصے میں تھی۔ ایک
بھتیجا دو فرزند اور آپ یہ چاروں شہید ہوئے۔ برچھیوں سے سینہ
مزنی کا پارہ پارہ ہو گیا تھا۔ حضرت حنظلہ ایک شب کے دولھے
تھے غسل کی حاجت تھی جہاد سے سُنے۔ اُحد میں حاضر ہوئے کفار سے
لڑکر شہید ہوئے فرمائے رسول مقبول صلعم حنظلہ کو فرشتے غسل دے
رہے ہیں اور دیکھا صحابہ نے ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ راوی
کہتے ہیں حضرت رسالت مآب پر تلواروں کے سوا پتھر بہت برسے

چہرہ مبارک خون آلودہ ہوگیا عتبہ بن ابی وقاص اور ابن قمیہ انھیں
دونوں کے پتھروں سے دندان مبارک شہید ہوا پیشانی مبارک
اورلب مبارک سے خون جاری ہوگیا تھیر ان ظالموں نے تلواریں
اس زور سے ماریں کہ آپ ایک گڑھے میں گر گئے حضرت طلحہ اٹھائے
اور حضرت علی ہاتھ پکڑکر کھینچے رانیں حضرت کی چھل گئیں پس
شیطان نے ایک صحابی کی صورت میں مجسم ہوکر چوطرف پکارنے لگا
کہ حضرت شہید ہوگئے یہ سن کر کفار بڑی شدت سے غلبہ کئے اکثر
صحابہ پسپت ہوگئے خود جناب عمر فرماتے ہیں میں اور صحابہ ایک جا بیٹھ
گئے تھے حضرت انس بن النضر نے پوچھا کیوں بیٹھنا اختیار کئے ہیں لنے
کہا رسول خدا شہید ہوگئے پھر انس بن النضر نے کہا پھر بعد ان کے
تم لوگ زندہ رہ کر کیا کروگے اٹھ کھڑے ہوئے لڑمرو جس امر پر
رسول خدا مر گئے یہ کہکر انس بن النضر کفار سے لڑکر شہید ہوگئے حضرت
عمر فرماتے ہیں تمنا رکھتا ہوں روز حشر خدا اون کو لیے مثل پیشوا اٹھائیگا
کہ ان کے چہرے پر ستر زخم تھے، ان کی بہن ان کے دانت اور ہاتھوں
کے حسن سے ان کی نعش کو پہچانی تھی صحابہ چوطرف منتشر لڑرہے تھے

جب کوئی ان سے کہتے رسول اللہ شہید ہوئے تم اب کس کے لئے لڑتے
ہو تو وہ کہتے اللہ تو زندہ ہے ہم اس کے اور اس کے رسول کے
دشمنوں سے لڑ کر مر جائیں گے کل کے روز پروردگار کے روبرو گواہی
دیں گے کہ تیرے رسول نے ہم پر تیرے احکام پہونچا دیا اور تو نے
اپنے کلام پاک میں فرما چکا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الخ یعنے محمد رسول ہے خدا کا
اس کے پہلے بھی بہت رسول گزرے ہیں اگر مر جاوے یا مارا جاوے
تو کیا تم لوگ دین سے پھر جاؤ گے اس جنگ میں یہ آیت حضرت
نے بھی صحابہ کو پڑھ کر سنائے حضرت طلحہ کی جاں فشانی کی حال
میں حضرت مرتضیٰ علی فرماتے ہیں میں طلحہ کو دیکھا اُحد میں انھوں
نے پتھر اور تیر اور تلواروں کے روکنے میں حضرت کے گرد اپنا سینہ
سپر کئے تھے اسی زخم طلحہ کھائے ہوئے تھے جو کافر آگے سے
پیچھے سے بازو سے جدھر سے حضرت پر حربہ چلاتا طلحہ اپنے پر لیتے
تھے۔ فرمائے رسول مقبول صلعم طلحہ شہید ہے جنتی ہے جس کو جنت
کے شہیدوں کو دیکھنا ہو طلحہ کو دیکھے اور شہادت میں کیا باقی تھا

اسّی زخم لگے تھے جس سے خون تمام جسم کا بہہ گیا جس وقت حضرت مدینے کو واپس تشریف لائے صدیق اکبر سے فرمائے تم اپنے چچیرے بھائی طلحہ کی عیادت کے لیے جاؤ حسب الحکم صدیق اکبر گئے اور طلحہ کو بے ہوش پائے آپ نے ان کے چہرہ پر ٹھنڈا پانی چھڑکا طلحہ غش سے آنکھیں کھولتے ہی صدیق سے پوچھے رسول اللہ کیسے ہیں صدیق نے کہا خیریت سے ہیں آپ نے پروردگار کا شکر ادا کیا۔ سبحان اللہ صحابہ عجیب عاشق تھے۔ ادھر اویس قرنی کا حال یہ ہوا حالانکہ وہ حضرت کے پاس کبھی حاضر نہ ہوئے تھے۔ دور دراز قرن کے ملک میں رہتے تھے۔ جنگل میں بکریاں چرانا بہت بھوک ہو تو چند کھجور کی گٹھلیاں کھالینا گھوڑے پر کی چندیاں دھو کر ستر کرنا جب آپ کو خبر حضرت کے دندان مبارک شہید ہونے کی پہونچی ایک ایک دانت اپنا پتھر سے توڑتے تھے پھر کہتے تھے شاید رسول اللہ کا یہ دانت نہ شہید ہوا ہو اسی طرح تمام دانت اپنے پتھروں سے توڑ ڈالے راوی کہتے ہیں حضرت عمر کی خلافت میں ایک چادر صوف کی بنی ہوئی بہت بہتر تھی حضرت کے حضار مجلس آپ سے عرض کیئے اگر حضرت اپنی بہو یعنے عبداللہ بن عمر کی دلہن

صفیہ جو ابھی حضرت کے گھر نہیں آئی یہ چادر ان کو بھجوا دیں تو بہتر
ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ چادر میں ایسی بی بی کے پاس بھجواوں گا
جو صفیہ سے زیادہ حق دار ہے وہ اُمّ عمّارہ نسیبہ بنت کعبہ ہے کیونکہ
میں نے روز جنگ اُحد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے
تھے جب میں نے اپنے داہنے بائیں مڑ کر دیکھا تو اُمّ عمارہ ہی کو دیکھا
کہ وہ میرے قریب قتال کر رہی تھی حال یہ کہ یہ بی بی معہ شوہر اور
اپنے دو فرزندوں کے اُحد میں آئی خاوند اور فرزند جنگ کرتے
تھے یہ بی بی مشک لی ہوئی مسلمانوں کو پانی پلاتی تھی جب دیکھی
حضرت کے پاس نو دس صحابہ سے کوئی زیادہ نہیں اور حضرت
زخمی ہیں تلوار پکڑ کر لڑنے لگے جو حضرت کے طرف ارادہ کیا اسکو
مارتی تھیں جنگ سخت ہو رہی تھی لڑنے والے صحابہ لڑتے تھے اور
بھاگنے والے بھاگ رہے تھے حضرت ان سے فرمائے اے صاحب
تم بھاگ رہے ہو سپر کیا کرو گے لڑنے والوں کو دیو تو وہ پھینک کر
بھاگے وہ سپر اُمِ عمارہ نے اٹھالی اور لڑ رہی تھی ان کا لڑکا بھی لڑتے
لڑتے ماں کے پاس آیا ایسے میں جس کافر نے اس بی بی کو اور اُنکے

لڑکے کو زخمی کیا تھا وہ روبرو سے چلا حضرت فرمائے اُمّ عمارہ دیکھ یہ وہی ہے جس نے تجھے اور تیرے لڑکے کو زخمی کیا اس بی بی نے دوڑ کر ایک تلوار ایسی ماری کہ اس کی ران کٹ گئی وہ گھوڑے سے گرا اور اور اس کو اس نے قتل کی حضرت یہ حال دیکھکر اتنا ہنسے کہ وہ بی بی کہتی ہے دندان مبارک نظر آگئے۔ یہ بی بی بہتوں کو قتل کی مگر کہتی تھی یہ کفار گھوڑوں پر نہ ہوتے بلکہ پیدل ہوتے تو میں اس سے زیادہ لڑتی اور مارتی یہ بی بی اپنے شوہر اور فرزند کے زخم پر پٹی رکھتی تھی حضرت نے جب اس بی بی کے لڑنے کی تعریف فرمایا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ہم جنت میں آپ کے رفیقوں میں رہیں آپ اسی وقت دعا فرمائیے۔ الٰہی اس کے تمام گھر والے جنت میں میرے رفیق رہیں پہلے جنگ یمامہ میں اس بی بی کا ایک ہاتھ کٹ گیا تھا اور اس جنگ میں تیرہ زخم جسم پر لگے تھے مگر شانے پر ایک زخم بہت گہرا تھا جس سے تمام جسم کا خون بہہ گیا ایک سال وہ زخم کچا تھا وہ بی بی حالت ناتوانی میں پڑی رہی یہ سال بھر کے بعد سنی کہ حضرت دوسرے جنگ میں جاتے تھے اس زخمی ہاتھ پہ کپڑے سے مضبوط باندھکر

اٹھی مگر ضعف سے گر پڑی حضرت کا بھی یہی حال تھا جب اس جنگ
سے واپس آئے پہلے دولت سرا میں نہ گئے اس بی بی کی خیریت دریافت
کرائے منصفو ایسے سخت جنگ میں اس بی بی نے حضرت پر آنے والے
تیر تلوار پتھروں کی بلا اپنے اوپر لیتی تھی مسلمانوں کی بی بیاں مشکل
کے وقت اگر اس بی بی کے نام کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے جناب میں
لاویں تو کیا تر تاترت بی بی کی نذریں ماننے سے بہتر نہ ہو گا راوی
کہتے ہیں حضرت کے چہرے مبارک سے خون بہتا تھا اور شانے پر
کا زخم گہرا تھا جو ایک مہینے سے زیادہ دن تک چنگا نہ ہوا اور چہرہ
مبارک پر زرہ کی کڑیاں گڑ گئیں تھیں حضرت ابوعبیدہ ؓ اپنے
دانتوں سے کھینچے تو ان کے دانت ٹوٹ گئے اور وہ پیچھے کی طرف
گر پڑے حضرت پر ناتوانی از حد تھی مگر حضرت استقلال سے جنگ
میں کھڑے رہے اور ایک قدم آپ کا پیچھے نہ ہٹا جب چو طرف شور
حضرت کے شہید ہونے کا ہوا تو مدینے سے حضرت بی بی عائشہ اور
بی بی فاطمہ زہرہ اور بہت سی بی بیاں حسن حسین کے عزیز جنگ میں تھے
حاضر ہوئیں حضرت پر تشنگی کمال تھی حضرت مرتضیٰ علی اپنی سپر میں پانی

لے آئے حضرت سے وہ پانی پیا نہ گیا فقط کلی کئے خون اس میں
شریک ہو کر نکلا اور مالک بن سنان حضرت کا لہو چوستے تھے حضرت
فرمائے میرا خون جس کے خون سے ملا وہ مالک بن سنان ہے اور جس
میں میرا خون شریک ہے وہ دوزخ سے بچا اور حضرت اپنے خون کو
زمین پر گرنے نہ دیتے تھے اور فرماتے تھے اس خون کے گرنے سے زمین
پر سبزہ نہ اُگے گا اور بلائے آسمانی نازل ہو جائے گی اس وقت
دوسرے صحابی مشک میں پانی لاکر پلائے حضرت ان کے لیے دعا فرمائے
اور حضرت جناب علی پانی ڈالتے تھے خون بند نہ ہوتا تھا اس وقت
بی بی فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا نے ایک حصیر کا ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ
سے خون بند کئے دو فرشتے حضرت کے دونوں بازو پر حاضر تھے مگر کفار
سے لڑے نہیں ان کو حکم جناب باری کا نہ تھا۔ راوی کہتے ہیں حضرت
کا چہرہ اور ریش مبارک خون آلود ہوئے۔ رب العزت کی شان جلال
نمایاں تھی فرشتے بے قرار تھے حضرت استقلال کے ساتھ مسکراتے تھے
داڑھی مبارک پر خون بہتا تھا اور سالم مولی حذیفہ چہرہ اقدس سے
خون دھو رہے تھے حضرت فرمائے وہ قوم کیونکر فلاح پائے گی جو

اپنے نبی کے ساتھ اس طرح پیش آئے وحال آنکہ نبی ان کو خدا کے
طرف بلاتا تھا پس حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کردی لَيْسَ لَكَ
مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ
ظَالِمُوْنَ یعنے نہیں ہے تیرے لئے کچھ اختیار یا قبول توبہ کریں گے
ہم ان سے یا عذاب کریں گے ہم ان پر کہ وہ لوگ ظالم ہیں حضرت
کے دندان مبارک جس نے شہید کیا وہ عتبہ بیٹا ابی وقاص کا تھا
دوسرا ابن وقاص فرماتے ہیں یہ عتبہ جوان کا بھائی تھا مجھے اتنی
آرزو تھی کہ اس کو قتل کروں تین بار میں کفار کے لشکر میں گھس گیا
مگر یہ مجھے دیکھکر کترا کر بھاگ گیا آخر اللہ تعالیٰ ان دونوں ظالموں
کو بڑی سختی میں ہلاک کیا اس کی مشیئت اور حکمت وہی جانے دیکھو
جنھوں نے صحابہ کو اور حضرت کے اہل قرابت کو شہید کئے اور احد
کی لڑائی کو بگاڑے انھیں میں سے موافق حکم اس آیت شریف کے
حق تعالیٰ نے بعض بعض کی توبہ قبول فرمایا اور وہ مسلمان ہوئے
اور اصحاب میں داخل ہوئے اور پھر کافروں سے جہاد کئے انھیں کے
ہاتھ سے کئی شہر اللہ تعالیٰ نے فتح کرایا یہی خالد بن ولید سے اُحد کی

لڑائی بگڑی پھر بھی مسلمان ہوئے اور انھیں کو اللہ تعالیٰ سے سیف
اللہ خطاب انھوں نے روم شام کے لشکر کو الٹ مارا یہی ابوسفیان
جو احد میں صحابہ کے قاتل تھے پھر یہی صحابی ہو کر روم شام کی لڑائیاں
فتح کیئے یہی وحشی حضرت امیر حمزہ کا قاتل تھا یہی مسلمان ہو کر مسیلمہ
کذاب کے قتل کرنے میں شریک ہوا۔ یہی ہندہ تھی حضرت حمزہ کو
شہید کرائی اور کلیجہ آپ کا نکال کر چبائی پھر یہی ہندہ مسلمان ہو کر
روم شام کی لڑائیوں میں کوشش کی یہی عبدالرحمٰن بن ابوبکر تھے جو
احد میں صحابہ سے لڑے بعد اسلام لاکر روم شام کے فوجوں کو الٹ
دیئے۔ یہی عکرمہ فرزند ابوجہل کے تھے احد کے دن صحابہ کا خون بہائے
پھر یہی مسلمان ہو کر صحابی ہوئے اور یہی روم کی لڑائیوں میں وہ سخت
جنگ کے سینکڑوں کفار کو تہ تیغ کیئے اور قلعہ حمص کے جنگ میں
باوجود بہت زخمی ہو جانے کے پھر لشکر کفار میں گئے رومیوں نے
ان کی دلیری پر تعجب کی ان کی بہادری اور صبر کرنے پر مسلمانوں نے
کہا آپ اپنی جان پر نرمی کرو پس کہا انھوں نے اے قوم ہر گاہ میں
لڑتا تھا بتوں کی طرف سے پس کیونکر آج اطاعت اللہ و رسول میں

نہ لڑوں میں دیکھ رہا ہوں حوروں کو قریب ہیں۔ اگر ایک ان میں کی
ظاہر کرے کلائی اپنی تو مر جائیں اہل دنیا اس کی خواہش میں اور ان
میں ایک کے ہاتھ میں ریشمی دستار ہے اور کاسہ جواہر کا کہتی ہے
جلدی کرو تم ہمارے واسطے جوڑا ہونے کو اور کہا عکرمہ نے سچا وعدہ
کیا تھا ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر مرتس بطریق
نے دل پر بھالا مارا پس عکرمہ شہید ہوئے۔ ان کی لاش پر خالد بن ولید
رو کر کہتے تھے کاش دیکھتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے چچا کے فرزند
عکرمہ کو تو جانتے وہ کہ ہم جس وقت بھڑتے ہیں دشمن سے تو آجاتے
ہیں نیزوں کے لوگوں پر نہایت جان بازی سے سوچنے کا مقام ہے
اس کی قدر وہی جانے اُحد کی لڑائی میں کفار کی عورتوں نے وہ ظلم کی
کہ کسی جنگ میں ایسا نہ ہوا تمام شہدا کے ناک کان عضو مخصوص کاٹ
کاٹ کر گلوں میں اور ہاتھ پاؤں میں گہنے کی طرح پہن لیا خصوص حضرت
حمزہ کی نعش کو ہندہ نے چیر کر کلیجہ نکال کر چبائی اور عضو کا ٹکڑا زیور
کی طرح پہن لی اور اپنا زیور اُتار کر وحشی قاتل حمزہ کو دی یہ عورتیں جنگ
میں دف بجاتی تھیں اور کافروں کے دل بڑھانے کے اشعار گاتی تھیں

اور جو کافر جنگ سے بھاگتا اس کو سرمہ دانیاں بتاتی تھیں کہ تم کاجل
لگا کر گھر بیٹھو ہم ہتھیار پکڑ کر جنگ کرتے ہیں راوی کہتے ہیں حضرت
سرور عالم اسی حالت ناتوانی میں شہدائے اُحد کے دفنانے کے لیے تشریف
لائے حضرت حمزہ کی لاش کو دیکھکر روئے اور فرمائے مجھے جبتا رنج آج
یہاں پہونچا پھر کبھی نہ پہونچے گا اور آپ قسم کھا کر فرمایئے انشاءاللہ
تعالیٰ اب کے جنگ میں حمزہ چچا کے بدلے میں ہم بھی کفار کے ساتھ
ایسا ہی کریں گے اسی وقت جبرئیل امیں حاضر ہو کر عرض کئے ارشاد
الٰہی ہوتا ہے کہ اگر آپ بدلہ چچا کا کفار کے ساتھ کرتے ہیں تو اتنا ہی
بدلہ ہوگا اور اگر آپ صبر کرتے ہیں اس کی جزا اس سے بڑھ کر ہے آپ
نے کہا عرض کر دیں میں نے صبر ہی اختیار کیا اور حضرت حمزہ کی لاش پر
آپ بہت روئے اور بی بی فاطمہ زہرا اور صفیہ بہن حمزہ کی اور فاطمہ
بیٹی حمزہ کی حضرت بی بی عائشہ وغیرہ اور حضرت علی سب کے سب
زار زار روتے تھے اور دوسرے صحابہ کے لاشے ایسے پارہ پارہ ہو گئے
تھے جو پہچانے نہیں جاتے تھے حضرت ایک ایک کو اپنے روبرو دفن
کراتے تھے دو لاشوں کے جسم کا لباس ان کے جسم ڈھانکنے بس نہ ہوا

ایک تو حمزہ کو کہ جسم پر ایک ہی چادر تھی اور ایک حضرت وہب
مزنی کہ ان کا جسم تلواروں سے چور چور سینہ برچھیوں سے چھدا ہوا
تھا عضو تمام کاٹ کر کفار کی عورتیں لے گئیں چادر جسم کے کفن کو بس
نہ ہوئی اور حضرت رسول خدا صلعم روتے ہوئے ان کے منھ کو چادر
میں لپیٹ دئے اور پاؤں جو کھلے تھے اون کو حرمل گھاس سے
ڈھکوا دئے اور فرماتے تھے خدا تجھ سے راضی ہوا اور میں تجھ سے
بے شبہہ راضی ہوں اور فرماتے تھے کاش میں شہید ہو کر انھیں صحابہ
میں اسی پہاڑ کے دامن میں رہتا اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم ایک ایک صحابی کو دفناتے تھے اور روتے تھے اور دعائے
مغفرت کرتے تھے اور فرماتے تھے میں ان لوگوں پر شاہد ہوں تب
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ لوگ ہمارے برادر
نہ تھے کہ اسلام لائے تھے جیسا کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کئے یہ جیسا
کہ ہم جہاد کئے ۔ حضرت نے فرمایا ہاں سچ ہے ولیکن ان لوگوں نے
اپنی اجرت وکمائی میں سے کچھ نہ کھایا اور میں نہیں جانتا کہ تم میرے
بعد کیا کیا احداث و بدعت کروگے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دئے

کہ کیا ہم بعد آپ کے زندہ رہیں گے یا کیا بعد آپ کے ہم سے ایسے
کام ہونے والے ہیں اس وقت تمام صحابہ زخمی حضرت کے گرد روتے
تھے اور کہتے تھے کاش اگر ہم بھی شہید ہو جاتے تو ان ہاتھوں سے
ہم بھی دفن ہوتے جب حضرت سب شہدا کے دفن سے فارغ ہوئے
گھوڑے پر سوار ہو کر حالت ناتوانی میں مدینے شریف کو پھرے چودہ
عورتیں ہمراہ تھیں اور باقی اصحاب زخمی حضرت کے گرد تھے آپ
دولت سرا میں تشریف لے گئے زخمی اصحاب مسجد نبوی میں شب بھر
زخموں کو آگ سے سیکتے ہوئے حضرت کے حجرے کے گرد جا گتے
گزارے کہ کہیں کفار شبخون نہ آ جائیں دو روز حضرت صحابہ کے
کندھوں پر ہاتھ رکھکر نماز کو تشریف لائے اور اپنے زخموں پر حضرت
بڈھی جلا کر راکھ لگاتے تھے حضرت کی ہمیشہ عادت شریف تھی شہدائے
اُحد کی زیارت کو جاکر دعائے مغفرت کرتے تھے ایسا ہی بعد آپکے
صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمان غنی اور حضرت عباس اور بی بی
ام سلمہ اور بی بی فاطمہ زہرا ہمیشہ جاکر رویا کرتے تھے اور طلب مغفرت
کرتے ان کی زیارت کیا ہے مثل زندگی کے ملاقات وہاں سوائے

حضرت حمزہ کے کسی کے مزار کا نشان نہیں نہ وہاں کسی جھاڑ کا سایا ہے نہ پھول نہ اگربتی نہ صندل نہ عرس نہ مجاور نہ قبروں کا پتا فرمائے حضرت رسالت پناہ یہ شہدا پروردگار کی حضوری میں ہیں اگر تم ان پر سلام بھیجو تو یہ قیامت تک تمھارے سلام کا جواب دیتے ہیں اور فرمائے حضرت جو جو کفار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ہیں وہ سب روز قیامت خون بہتا ہوا پروردگار کے روبرو زخمی حاضر ہوئیں گے سبحان اللہ رسول اللہ کا چہرہ جس کی شان شمس الضحیٰ ہے بدرالدجیٰ ہے والشمس ہے والقمر ہے طٰہٰ ہے مولانا جامی رح فرماتے ہیں۔

عارض است ایں یا قمر یا لالہ حمراست ایں ۔۔۔۔ یا سعادت شمس یا آئینہ دلہا است ایں

راہ خدا میں پتھروں سے زخمی اور خون آلودہ ہوا یہ سرخروئی دیکھ کر مومن تا قیامت خواہان شہادت ہیں۔ بڑا درجہ ہے شہادت کا کہ زندگی ہمیشہ ملتی ہے۔ شہید بغیر حساب کے داخل جنت ہوں گے اسی طرح حضرت کئی جنگ میں تشریف لے گئے خیبر کی لڑائی حضرت

مرتضیٰ علی شیر خدا کے ہاتھ پر فتح ہوئی خیبر کے قلعہ کے دروازہ کا ایک پٹ اکھیڑ کر حضرت علی خندق پر پھینکے تھے جس کو چالیس شخص اٹھا سکے کہتے ہیں حضرت رسالت مآب کے سب صحابہ ایسے مالدار نہ تھے جیسے کہ حضرت عثمان غنی جنگ کے وقت بہت مال اور اونٹ اور سامان جنگ سے مدد دئے اور حضرت عمر اپنے مال سے نصف حاضر کئے اور حضرت صدیق اکبر سب سے پہلے اور فتح سے اول مال تمام و اسباب اپنا حاضر کر دئے۔ پہننے کے کپڑے تک باقی نہ رکھے اس وقت جبرئیل امین خدمت میں رسول مقبول صلعم کے عرض کئے ارشاد الٰہی ہوتا ہے کہ آپ پوچھئے صدیق سے کہ وہ اپنے پروردگار سے راضی ہیں صدیق اکبر کو یہ سن کر ایک وجد ہوا عرض کئے میں راضی میں راضی ارشاد الٰہی ہوا اگر صدیق کہتے ہیں راضی نہیں تو میں پیغمبروں کے ارواحوں کو ان کے راضی کرانے کو بھیجتا جو مومنین کے حضرت کے اہل بیت اور اصحاب رضوان اللہ علیہم کے دل سے عاشق ہیں جہاں ان کا ذکر آیا بھوک پیاس اور نیند جاتی رہتی ہے دل لگا کر سنتے ہیں اور دل و جان سے قربان ہو جاتے ہیں

اور جو محبت کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس کو ایک قصہ اور کہانی سمجھتے ہیں جو عاشق صادق ہیں ہم انھیں کے ملاحظہ کے لئے چند صفحے نظم و نثر لکھے ہیں خصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئے سو چند مختصر حالات حضرت کا عدل و انصاف صحابہ کی جان نثاری اور بیت المقدس کی فتح جس کے سننے سے جان و ایمان کو لذت حاصل ہو مگر حضرات عوام الناس کی خدمت شریف میں یہ معروضہ ہے کہ یہ خاص خلیفۃ اللہ ہیں حق تعالیٰ نے نبوت کے کام ان صحابہ سے پورے کروایا ان کی خلافت میں خود شاہ ولایت اور دوسرے صحابہ اور اہل بیت ان کے تابع حکم تھے ان کو کسی ولی یا غوث یا قطب کے رتبہ پر خیال نہ کریں اور ان خلفا کو وہ خلیفے نہ سمجھیں جیسے یہاں ہر ہر محلے میں کئی کئی خلیفے ہیں۔ جن کو ہم دعوتوں میں دیکھتے ہیں ڈیڑھ ڈیڑھ سیر حلق تک کھا کر حقے اڑاتے ہیں مریدوں سے وحدۃ الوجود کے مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ ہمہ اوست یعنے سب وہی اللہ ہے سمجھاتے ہیں اور منبروں پر بیٹھ کر وعظ فرماتے ہیں کہ کفار سے جہاد کرنا یہ جہاد اصغر ہے سپاہی کا کام ہے

بڑا جہاد نفس کی برخلافی کرنا ہے۔ ان کے مرید اور معتقدین اس
وعظ کو سن کر خیال کر لیتے ہیں کہ ہمارے مرشد اور ہم جہاد اکبر میں ہیں
اور صحابہ جو جہاد کیئے وہ جہاد اصغر تھا۔ لاحول ولا قوۃ۔ جہاد اصغر
اور جہاد اکبر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب
نے کیئے بعد ان کے اولیاء امت نے جس جنگ پر حضرت پیغمبر خدا
تشریف لے گئے سب سے آگے آپ رہتے اور کفار سے لڑتے اور
حضرت کے اہل قرابت حضرت عباس اور حضرت علی اور جعفر طیار
اور بڑے صحابہ لڑتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں
مصر اور روم شام عجم وغیرہ پر جو لشکر اسلام روانہ ہوا ان میں بڑے
بڑے صحابہ تھے اور عشرۃ المبشرہ سے حضرت سعد ابی وقاص اور حضرت
عبیدۃ الجراح اور حضرت سرور عالم کے چچیرے بھائیاں اور حضرت
ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے صاحبزادے حضرت خالد بن ولید
اور حضرت ضرار بن ازور وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے اور کئی
اصحاب مع اہل وعیال روانہ ہوئے۔ جب ہزارہا شہر فتح ہوئے اکثر
شہروں میں صحابہ شہید ہو کر دفن ہوئے ان تمام شہروں کی زمین بابرکت

ہے ان کے مزار وہاں ہونے کے بہ سبب روم۔ شام۔ عجم میں جنگ کے وقت مسلمان اور کفار کی حالت کیسی تھی ذرا معلوم کر لیجیے۔ کفار کا حال یہ تھا۔ یہود اور نصاریٰ ہمارے حضرت مبعوث ہوئے تک اکثر اپنے اپنے دین پر قائم تھے ان میں راہب اور حواریین اور بطریق ہوتے تھے ان کو اپنے دین پر اعتماد اور بھروسا تھا اس کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اللہ تعالیٰ پر اور موسیٰ علیہ السلام پر اور عیسیٰ علیہ السلام پر بھروسہ رکھتے تھے کہ ان کی دعا ہمارے واسطے کافی ہے اور بڑے بڑے مالدار تھے بادشاہوں کے یہاں لاکھوں کی جمعیت تھی ملک ان کے آباد تھے لباس ان کے ریشمی تھے ہتھیار ولایتی آبدار غذائیں اچھی اچھی کھا کر قوی پہلوان بنے ہوئے سروں پر خود جسم میں زرہ بکتر طلائی ملمع کے چمکتے ہوئے سرداروں کے لباس جواہر لگے ہوئے نیزے ان کے چمکتے ہوئے سپریں قیمتی گھوڑے کیپ اور آسٹریلیا کے اور تیر و کمان ان کے لیس جب یہ لشکر پرے باندھکر کھڑا ہوتا تو آفتاب کی چمک سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتے سوائے اس کے شہر ان کے آباد اطراف فصیلیں اور قلعہ

مستحکم اور برسوں کے کھانے پینے کا سامان اندر بھرا ہوا سوائے
اس کے رسد غلہ وغیرہ کی ہر طرف سے پہونچتی تھی دل ان کے مطمئن
ہر شخص جان دینے کی لڑائی لڑتا کس واسطے کہ اپنے دین کو سچا
سمجھتے تھے ان کے پیشوا ان کو ترغیب دیتے تھے دیکھو اپنے عیسیٰ
کی خوشنودی کرو دوسرا ان کو یقین تھا کہ اگر مسلمان ہم پر فتحیاب
ہوئے تو ہماری عورتیں اور لڑکیاں لڑکے ان کے باندی غلام
بن جاتے ہیں گھر بار لوٹا جاتا ہے اور ہم قتل کئے جاتے ہیں سوائے
اس کے بادشاہ ان کے ایک ایک شخص کو جو لڑتا تھا ہزار ہا روپیہ
دینے کا امیدوار کرتے تھے اور آراستگی ان کی فرش مکلل دیبا کا
اور باسن سونے چاندی کے تھے اور عجم کے آتش پرستوں کا یہ حال
کہ ان میں اکثر بڑے پہلوان تھے رستم روئیں تن قیلیتن تھمیتن افراسیاب
وغیرہ انھیں میں ہوئے ہیں گرزان کے کئی کئی من کے ہوتے تھے اب
جنود اللہ یعنے اللہ تعالیٰ کے لشکر کا حال سنو دور کے سفر کئے ہوئے
وطن سے دور کہیں رسد ملی کچھ کھائے ورنہ فاقہ ان کے ہمیشہ کے
کھانے پینے کا ذکر آگے آئے گا ان کے لباس کا یہ حال سر پر

میلا عمامہ جسم میں میلا کرتا کسی کو زرہ ہے کسی کا جسم ہی برہنہ ہے فقط لنگ ہے بعض کے اہل وعیال ہمراہ ہیں صیقل گر باڑہ ساز کھان پتھروں سے نیزے اور تلواریں تیز کر لینا ٹوٹے تیروں کو درست کر لینا جنگلوں میں ڈیرے ڈیگر اترنا اونٹوں اور گھوڑے کے دانہ چارے کی فکر کر لینا جماعت سے پانچ وقت کی نماز پڑھنا روزے رکھنا مجاہدہ کرنا ہر ہر جنگ میں زخم کھا کھا کر گویا سب زخمی تھے خون بہ بہ کرتا تو ان گرم لوہے سے داغیں دے دیکر زخموں کا علاج کر لینا جو جو شہید ہوتے ان کو گڑھے کھود کر دفن کرنا ان میں امیر لشکر جو تھے حضرت ابوعبیدہ حضرت سعد ابی وقاص ان کی یہ حالت تھی نشان حضرت رسول مقبول کا لئے ہوئے گھوڑوں پر سوار لشکر اسلام کے ہمراہ حاضر رہنا تمام لشکر کی فکر رکھنا شب کو طلایہ کرنا امامت کر کے سب کو نماز پڑھانا قاعدے سے سب کو جنگ کرانا وعظ پند و نصیحت کرتے جانا فکر کے وقت جناب باری میں دعا کرتا اگر کوئی بڑا سردار کفار سے سوال کرتا کہ میں تمھارے سردار سے لڑوں گا۔ نشان رسول اللہ دوسروں کے حوالے کر کے

آپ اس سے مقابلہ کرنا اور ہر وقت کی کیفیت مدینہ منورہ کو حضرت عمر کی خدمت میں لکھ بھیجنا۔ معلوم کیا چاہیے جتنے سلاطین جنگ کرکے دوسرے شہر لیتے ہیں روپیہ غلہ وغیرہ فراہم کرکے دوسری قوم کو نوکر رکھتے جاتے اور لڑاتے جاتے یہ لشکر اسلام کے وہی صحابہ عرب جو مدینہ منورہ وغیرہ سے روانہ ہوئے انتہا تک یہی رہے لشکر ان کا زیادہ نہ ہوسکا مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں کو فتح دیا۔ عرب کی عورتیں جو صحابہ کے ہمراہ تھیں گبر و نصاریٰ کے ساتھ وہ تیغ زنی کی ہیں ان کا یادگار روم و شام میں گبر و نصاری کی کتابوں میں ہے اور قیامت تک رہے گا اور صحابہ اپنی جانیں لڑاکر ہزار ہا قلعہ جو فتح کیئے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے دیوے یہاں تک جو اسلام پہونچا انھیں کا طفیل ہے اس زمانہ میں روم کا بادشاہ ہرقل تھا بہت شہر اور قلعہ اس کے تحت حکومت میں تھے لاکھوں کی جرار جمعیت رکھتا تھا حضرت کے صحابہ نے اس کے تمام شہر اور قلعے فتح کرتے ہوئے اس کا پایہ تخت لے لئے بعض بعض شہر کے فتح کا ذکر مختصراً بہ طور اجمالی لکھدیا ہوں۔

قلعہ بھنسا

یہ مصر کے قریب ہے اس کا حاکم بطلوس تھا اسّی ہزار جرار لشکر رکھتا تھا اور نصرانیوں میں یہ بڑا سخت جری پہلوان بڑا مکار اور غدار تھا اکثر شبخون مارتا اور پھر قلعہ میں جاکر دروازے بند کرلیتا تھا۔ اس سے بہت سخت سخت لڑائیاں ہوئیں۔ کفار بھی بہت مارے گئے اور صحابہ بھی بہت شہید ہوئے مگر قلعہ فتح نہوا تھا۔ مسلمان اس کے فتح کی ہر روز کوشش کرتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اوس کے فتح کا سامان کر دیا اور اوس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولید کی خوراک ہر روز ایک خشک روٹی کی تھی۔ مسلمانو غور کرو ایسے بڑے پہلوان جنہوں نے روم شام کے لشکر کو الٹ مارا اون کی غذا ایک سوکھی روٹی کی تھی۔ آپ کے غلام کی یہ عادت تھی کہ دو روٹیاں ہر روز پکاتا اور ایک آپ کھاتا اور ایک حضرت خالد کے لئے رکھ چھوڑتا اتفاقاً حضرت خالد کو اون کے ڈیرے میں دو روز دسترخان خالی ملا اس میں روٹی نہ تھی تیسرے دن آپ نے غلام سے پوچھا اوس نے کہا ہمیشہ کی عادت کے موافق میں رکھدیا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا آج دیکھو وہ روٹی کون لیجاتا ہے وہ غلام ڈیرے میں تاکتا ہوا بیٹھا تھا ایسے میں ایک کتا قلعہ کے جانب سے آیا

اور وہ روٹی لیچلا وہ غلام بھی اوس کے پیچھے پیچھے ہولیا وہ کتا ایک پانی کے
جھیل کے راستہ سے قلعہ میں چلا گیا۔ وہ غلام خالد کو ہمراہ لیجا کر وہ نالے کا
راستہ بتایا حضرت خالد نے شب کے وقت ننو صحابا کو ہمراہ لیکر اوس مقام پر
جا کر پہلے آپ اندر گھسے اور سپر تلوار لے لئے پھر اسی طرح ایک ایک صحابی کو لیتے
اور بعد اون کے سپر تلوار لیتے تھے اسی طرح اسّی شخص اندر پہنچے اور بیس صحابی
جو بھاری جسم کے تھے وہ پہنچ نہ سکے وہ بیس صاحب روتے ہوئے واپس
ہوئے کہ ہم شہادت سے اور فتح دونوں سے محروم رہے۔ سبحان اللہ کیا
شوق تھا صحابہ کو اور وہ اسّی صاحب اسی ہزار سے لڑنے گئے پہلے تو شب کا
وقت چھپ چھپ کر برجوں پر کے چوکیدار رومیوں کو قتل کئے اور قلعہ کے
دروازے کھولدیئے جب صبح ہوئی اسّی ہزار کا نرغہ انپر ہوا ہزار ہزار جرار
سوار سے ایک ایک صحابی لڑتے تھے ان کی تکبیر اور تہلیل کا شور سنکر
باہر کا لشکر اسلام اندر جا پہنچا کچھ صحابہ شہید ہوئے اور بہت کفار
فی النار ہوئے بطلوس معہ جمعیت زندہ گرفتار ہوکر قلعہ فتح ہوا۔ اوس
معلون نے مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچایا تھا مکر و فریب سے شہید
بھی کیا تھا۔ الغیاث الغیاث پکار کر امان چاہا حضرت خالد کا

ارادہ تھا کہ اس کو اماں نہ دینا مگر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس کے قتل کے مانع ہوئے اور خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھے آپ نے جواب لکھا کہ اقرار لے کر امان دیکر اس کو چھوڑ دو۔ موافق آپ کے ارشاد کے اس کو چھوڑ دئے اور دو مسلمان جن میں صحابہ بھی تھے اس قلعہ میں مقرر کر کے لشکر اسلام آگے گیا چند روز میں اس لعین نے اطراف سے جمعیت غلہ وغیرہ فراہم کر کے پھر بغاوت اختیار کی لشکر اسلام پھر قلعہ کا محاصرہ کیا اس بدبخت نے دو سو مسلمان جن میں صحابہ بھی تھے جن کو فریب سے قید کر رکھا تھا قلعہ کے فصیل پر کھڑا کر کے قتل کرا کے مسلمانوں کے لشکر کے روبرو پھکوا دیا یہ حال دیکھکر سب مسلمان روئے اور خالد بن ولید رو رو کر فرماتے ہیں پہلے ہی اس مکار ظالم کے قتل کے لئے کہا تھا آخر اس نے دغا کی پھر تو اس شیطان سے اتنی جنگ ہوئی کہ تین برس تک مسلمانوں کا محاصرہ اس قلعہ پر رہا مگر فتح نہ ہوئی آٹھ ہزار میں سے تین ہزار صحابی باقی رہ گئے آخر مسلمان تنگ آکر شب کا وقت یہ وقت چند صحابہ اپنے

فصیل قلعہ پر پہونچا کر چوکیداروں کو قتل کر کے قلعہ کے دروازے کھول دئے۔ مسلمان اندر داخل ہوئے پہلے دروازے میں حضرت عبد الرزاق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ پھر تو سخت جنگ ہوئی کئی صحابہ شہید ہوئے اور خالد کی برچھی لطیلوس کے سینے سے پار گزری وہ فی النار ہوا پھر تو لشکر کفار میں بھاگڑ مچی صحابہ پیچھا کر کے اتنے کفار قتل کئے راستوں میں خون بہتا تھا تمام جنگلوں میں لاشے کفار کے پڑے تھے جانور گوشت ان کا کھا کھا کر بیزار ہو گئے کو سوں عفونت ہو گئی رعایا کو امن دئے کروڑوں روپیہ کا مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم ہو کر اس کا پانچواں حصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ آپ نے سجدہ شکر کا بجا لایا اور وہ مال مسلمانوں پر تقسیم کر دئے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو خبر دے تھے کہ بعد بیت اللہ اور بیت المقدس کے مدینہ منورہ کے مصر کے مغربی جانب کا قطعہ متبرک ہے۔ صحابہ فرماتے ہیں وہ یہی قطعہ شہر بھنسا کا ہو گا کیونکہ اس کے گرد پانچ ہزار اصحاب شہید دفن ہیں جن میں ستر اصحاب بدر بھی شریک

ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام اور مریم
علیہا السلام ان سب کے رہنے کا مقام اسی کے گرد و نواح ہے
یہ وہ متبرک زمین ہے یہاں اہل بیت اطہار بھی دفن ہوئے ہیں
اور ان شہدا کے زیارت کو بڑے بڑے اولیاء اللہ حاضر ہوتے
رہے جیسے بشر حافی و سری سقطی و مالک بن دینار و ابو مدین
و شعیب و فضیل بن عیاض و ابو علی دقاق وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم
اجمعین اور ابو علی دقاق کہتے تھے تو وہ زمین ہے کہ تجھ میں اعضائے
مردان خدا ملے ہیں اور کس قدر رخسار کے پسینے اور خون تجھ میں
ٹپکے ہیں اور کس قدر لوگ فی سبیل اللہ رضائے خدا میں مارے
گئے ہیں اور علی الثوری سب حینا کے مقابر شہدا پر حاضر ہوتے
کپڑے جسم کے اتار کر وہاں کی خاک پر لوٹتے اور کہتے تو وہ زمین
ہے کہ تیرے گرد کس قدر راہ خدا میں آڑی ہے ان دنوں سویز
اور مصر سے شہر حینا تک ریل بن گئی ہے سبحان اللہ ہمارے
اعتقاد کا حال کیا پوچھنا ان حضرات کی تو زیارت ہم سے کیا
ہو سکتی ہے وہ جو بڑے چار خلیفے ہیں ان کی وفات کی تاریخیں

تک یاد نہیں کہ کچھ ختم کرتے اور فاتحہ دلاتے جب کوئی مشکل
آ پڑتی ہے عورتیں تو ترتا ترت بی بی اور پیر ملاؤ اور پیر شتاب
کو پکارتے ہیں اور جگ چھاپ صاحب اور آجالے شاہ صاحب
کی نیازیں مانتے ہیں مجبوراً مرد بھی انھیں کی اتباع کر لیتے ہیں۔
مَنّت کرنے کا بہتر طریقہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں جب کوئی مشکل
مسلمانوں کو درپیش ہو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرے اور
وسیلہ لے کسی نبی یا ولی کا درگاہ صمدیت میں یوں عرض کرے الٰہی
فلاں وسیلہ کے طفیل اور برکت سے ہماری فلاں مشکل حل ہو جائے
فلاں مقدمہ طے ہو جاوے یا فلاں بیمار صحت پاوے یا اولاد ہو جائے
تو ہم تیری یہ نذر کرتے ہیں اور وہ تیرے غریب مسکین بندوں کو
کھلائیں گے اور اس کا ثواب اس ولی کو جس کا ہم وسیلہ تیری جناب
میں لائے ہیں ان کو پہونچائیں گے اور بعد کام نکلنے کے ایسا ہی
کرتا اور سب وسیلوں میں بہترین وسیلہ سید المرسلین کا ہے اس کے
بعد صحابہ ائمہ اہل بیت حضرت پیر دستگیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی
اور اولیاء اللہ رضائے خدا میں صحابہ کا یہ حال تھا نہ گھر کی فکر

نہ وطن کا خیال نہ آل و اولاد کی محبت ایک بار شہر بھنیسہ کے سمت شہر وریوط کی غربی جانب چند حضرات سلیمان بیٹے خالد کے اور حضرت عبد اللہ بیٹے مقداد کے جا رہے تھے دس ہزار رومی ان پر آگرے یہ دونوں سردار الگ الگ ایک ایک ان رومیوں کے نرغے میں ہو گئے سلیمان بن خالد سینکڑوں نامی پہلوانوں کو خاک و خون میں ملا دئے سر آپ کا تلواروں سے پارا پارا اور سینہ برچھیوں سے چھلنی تھا ایک ہاتھ قلم ہو گیا تو ایک ہی ہاتھ سے لڑے جب دوسرا بھی ہاتھ قلم ہو گیا تو شوق شہادت میں اپنے باپ خالد کو یاد کئے کہ وہ اس حالت میں مجھے دیکھنا تھا اور ہنستے ہوئے فرماتے تھے وعدہ گاہ ہمارا حوض کوثر ہے رسول اللہ کی یہ حدیث پڑھتے ہوئے شہید ہوئے وہ حدیث یہ ہے۔ حضرت فرماتے تھے صحابہ اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ یعنی جنت تلواروں کے سایہ میں ہے دوسرے عبد اللہ ابن مقداد رضی اللہ عنہما آپ بھی اسی طرح لڑتے تھے کئی جریح نصاری کو تہ خاک کئے جسم آپ کا زخموں میں چور چور تھا۔ فرماتے تھے یا ابا

محمد بعد آپ کے زندگی بے لطف ہے آخر آپ بھی شہید ہو گئے اُس
وقت اولاد ہاشم اور صحابہ کی کمک پہونچی وہ لشکر کفار کا مارا
گیا صحابہ کی فتح ہوئی جب ان دونوں پہلوانوں کی شہادت کی
خبر مدینہ منورہ میں پہونچی۔ حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی بہت
روئے ان کی بہادری تمام مدینے میں مشہور تھی والدین دونوں کے
دوسرے جنگ میں یہ اکیلے ایک جنگ میں شہید ہوئے یہ سن کر
تمام اہل مدینہ روئے اور تعزیت کے خط حضرت خالد بن ولید
کو اور حضرت مقداد کو اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت
علی لکھ بھیجے ان دونوں بہادروں کے والدین کو نہایت غم
والم ان کی شہادت کا ہوا۔

یرموک کے جنگ کا مختصر حال

یہاں چار رومیوں کی مسلح اور فولادی زرے بکتر پہنے ہوئے
آٹھ لاکھ تھے سوائے خوش باش رعایا وغیرہ۔ ہرقل شاہ روم کے
طرف سے پانچ سردار ان پر افسر تھے ان سب پر باہان ہرقل
کے بھانجے کا حکم تھا اور باہان بڑا دانشمند حکیم تھا اس نے سوچا

یہ عرب ہیں پہلے ان کو عربوں سے لڑانا چاہئے۔ ساٹھ ہزار عرب منصرہ یعنے جو نصرانی مذہب کے تھے جبلہ جن پر افسر تھا ان کو پہلے جنگ کے واسطے آمادہ کیا اس میں تعداد لشکر کی آٹھ لاکھ رومی اور ساٹھ ہزار عرب کی ہوئی اِدھر مسلمان کل بیس ہزار تھے پہلے جبلہ افسر نصرانی عربوں کا ایک ایلچی مسلمانوں کے لشکر سے طلب کیا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اس نے کہا تم ہم چچیرے بھائی ہیں خونریزی سے باز آؤ تمہارا واپس چلے جانا مناسب ہے کیونکہ تم بیس ہزار مسلمان ہو میرے ساتھ ساٹھ ہزار عرب ہیں ایک کی وار و دو ہوئے اور پیچھے میرے آٹھ لاکھ رومی ہیں مارے گھوڑوں کی ٹاپوں کے ریزہ ریزہ ہوجاؤگے ایک بچہ تم میں سے نہ بچے گا اور بہادری میں تم ہم برابر ہیں تم بھی عرب اور ہم بھی عرب ہیں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ جواب دیئے اے جبلہ تو مسلمان ہوجا میں حق برادری کا ادا کرتا ہوں جو تجھکو یہ نصیحت کرتا ہوں اور رہا تجھ کو غرور اپنی فوج اور زیادہ لشکر ہونے پر ہے تو ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ الحاصل دوسرے دن جبلہ نے

ساٹھ ہزار سوار جرار عرب معہ ساز و سامان ہتھیار اور زرہ بکتر تلوار نیزے سپر وغیرہ سے آراستہ صف آرائی کی یہاں سردار مسلمین حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو فکر ہوئی کہ تھوڑے مسلمانوں کو اتنے لاکھ کفار سے کیونکر مقابلہ کراؤں اور سب صحابہ بھی فکر میں تھے جب خالد بن ولید سے مشورہ ہوا انھوں نے کہا میری رائے یہ ہے میرے ساتھ انتیس ۲۹ سوار کر دیجئے مجھ سے ملا کر تیس سوار ہو جاتے ہیں ہم تیس سوار اس ساٹھ ہزار کو کافی ہیں یعنے دو ہزار کو ایک مسلمان کافی ہو گا۔ صحابہ نے کہا کیا خالد مسخری سے کہتے ہو آپ نے کہا میرا خیال تو یہی ہے آخر بڑی جد و کد سے آپ ساٹھ سوار لے جانے راضی ہوئے اور فرمایا خالد نے ان صحابہ کو میں چن چن کے یہاں کھڑا کرتا ہوں سب صاحب ملاحظہ فرمالیں آیا ان میں کا ایک ایک ان ساٹھ ہزار پر بھاری ہے یا نہیں پس آپ چننا شروع کئے حضرت زبیر پھپیرے بھائی حضرت رسول مقبول کے اور حضرت فضل بیٹے عباس کے چچیرے بھائی حضرت کے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب وحی رسول اللہ عبد الرحمن بن ابوبکر عبد اللہ بن عمر غرض اسیطرح سے

ساٹھ سوار معہ خالد بن ولید جنگ پر روانہ ہوئے وہ جبلہ ساٹھ
ہزار عرب کے ساتھ کھڑا تھا پوچھا یہ ساٹھ سوار کیا ایلچی بنکر
سوال وجواب کے لئے آئے ہیں آگے بڑھ کر خالد نے آواز دی
نہیں نہیں ہم لڑنے آئے ہیں۔ جبلہ نے کہا تمھارے تین ہزار
کا سامان کیا ہوں آپ نے فرمایا ہم ہیں کا ایک سوار تیرے
ساٹھ ہزار پر بھاری ہے۔ جبلہ یہ سن کر طیش میں آیا اور ایکبار
ساٹھ ہزار سوار سے حملہ کیا۔ راوی کہتے ہیں ایک آندھی تھی
غبار تھا۔ غل تھا۔ آفتاب کی چمک سے سروں کے خود ننگی تلواریں
اور جڑاوی صلیب اون کے ایسے چمکتے تھے کہ دیکھنے والوں
کی بصارت خیرہ ہو جاتی تھی اور جب تلواریں سروں پر گرتی
تھیں بجلی کی گونج معلوم ہوتی تھی فجر سے شام تک ایسی سخت
لڑائی ہوئی کہ ایک کی خبر ایک کو نہ تھی سب سمجھ گئے کہ یہ ساٹھ
سوار آٹے کے مانند پس گئے مگر ان کا یہ حال تھا حضرت خالد
زبیر حضرت فضل بن عباس حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر حضرت
عبد اللہ بن عمر حضرت ضرار رضوان اللہ عنہم یہ چھ شجیع اپنے

گھوڑے سے گھوڑا ملائے ہوئے تھے اور کہتے تھے یہیں ہمارا وعدہ گاہ ہے یہیں ہماری آرزو پوری ہو گی یہیں سے ہم قیامت کے دن اٹھیں گے۔ جب گھوڑے تھک جاتے تھے اتر کر دوسرے مقتولوں کے گھوڑوں پر سوار ہو جاتے جب تلواریں ٹوٹ جاتیں دوسرے مقتولین کے تلواریں لے لیتے فجر سے شام تک اسیطرح برابر لڑے شام کو لشکر کفار بھاگا صحابہ ایک جا جمع ہوئے دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ پانچ صحابی شہید ہوئے تھے اور دشمن کے لشکر سے پانچ ہزار کافر قتل ہوئے تھے اور پانچ صحابی زندہ دشمنوں کے ہاتھ گرفتار ہوئے ان پانچ صحابی شہید ہونے پر خالدبن ولید روتے تھے اور اپنے منہ پر طمانچے مارتے تھے اور کہتے تھے اے بیٹے ولید کے کل کے روز پروردگار کے روبرو تیرا کیا عذر ان پانچوں کے بارے میں پیش ہو گا حضرت خالدبھوکے پیاسے شام تک لڑکر جب واپس آئے حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا وہ پانچ صحابی جو گرفتار ہو گئے ان کی خبر جو لادے اس کی مزدوری اللہ پر ہے۔ دوستو ثواب حاصل کرنا اس کو کہتے ہیں جب صحابہ

جنگ سے واپس آتے تھے تو کفار کا خون ان کے جسموں پر مانند کلیجی کے ٹکڑوں کے جم جاتا تھا۔ حضرت خالد ایسی حالت میں ثواب کا نام سنتے ہی کہے میں ان پانچ صحابیوں کی خبر لانے جاتا ہوں پانی تک نہ پیٔے۔ ایک صحابی سے گھوڑا مانگ لئے انھوں نے کہا اس گھوڑے پر جنگ میں حضرت ابوبکر اور حضرت مرتضیٰ علی بھی سوار ہوئے ہیں اور یہ دم رکتا رہوا سے بات کرتا ہے۔ خالد اس پر سوار ہوکر ہوا کی طرح قلعہ بھنسا تک پہونچ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ ان پانچوں کو قلعہ کے اندر لے کر دروازہ بند کر لئے جو صحابہ ان کا پیچھا کئے ان کو ہمراہ لے کر خالد واپس آئے۔ حق تو یہ ہے ہمارے حضرت کے صحابہ اور اہل بیت اور اولیائے امت ایسے نیکیاں کر گئے ہیں کہ کسی پیغمبر کی امت میں ایسے نہوئیں گے۔ کیا عجب ہے روز قیامت حضرت کو شفاعت کا اذن ہوتے ہی پہلے انھیں حضرات کے حسنات میں بہت امت بخشی جائے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے حشر کے دن ستر ہزار گنہگار بغیر حساب لینے کے حضرت عثمان غنی کی شفاعت سے بخشے جائینگے

راوی کہتے ہیں جب ساٹھ ہزار متنصرہ عرب ساٹھ صحابیوں سے شکست اٹھا کر فرار ہو کر قلعہ حمص میں جا چھپے باہان ہرقل کا بھانجا ان پر تف ولعن کرنے لگا۔ دوسرے دن باہان نے ایک فریب سے خالد کو بلوا بھیجا کہ آپ ایلچی بن کر سوال وجواب کو آویں وارادہ کر لیا تھا کہ اس بہانے سے بلوا کر خالد کو قتل کر دوں جب یہ بہادر مارے جائیں گے زور اسلام کا گھٹ جائے گا حضرت خالد سو سوار ہمراہ لیکر اس سے گفتگو کرنے گئے باہان پانچ کوس کے گرداوے میں آٹھ لاکھ جرار فوج اتارا تھا اور بیچ میں اپنا ڈیرہ رکھا تھا یہ سو سواروں کو گھوڑوں سے اتروا کر پیدل اپنے ڈیرے میں بلوایا جب اصحاب رسول اللہ اس کے ڈیرے میں گئے باہان کو دیکھے شاہانہ لباس پہنا بیٹھا ہے ہر طرف سیاہ جرار مصلح کھڑے ہوئے ہیں فرش اس کا دیبا کا ہے جڑاوی کرسیاں بچھی ہوئی حضرت خالد کو کرسی پر بیٹھنے کا حکم کیا آپ نے اس کا فرش الٹ کر زمین پر بیٹھ گئے اس نے تعجب کیا تو فرمائے ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ نے زمین کو پاک کر دیا ہے ہمارا یہی فرش ہے

دیر تک آپکے اس کے سوال وجواب رہے آخر وہ غصّہ میں
آکر ارادہ آپ کے قتل کا کیا اسی وقت خالد معہ ہمراہیاں تلوار
میان سے کھینچ لئے باہان پر رعب پڑ گیا۔ فہمائش کرنے لگا اور
کہا بہتر ہے کل کے دن تمہارے ہمارے جنگ ہے اور وہ پانچ
صحابی جو ایک دن آگے قید ہوئے تھے۔ ان کو بھی حضرت خالد کے
ہمراہ کر دیا اور کہا کل آپ ان کو بھی ہمراہ لے کر لڑائی میں آنا
آپ خوش ہوکر ان پانچوں کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ راوی کہتے
ہیں کہ امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر انبوہ
کی فکر تھی ایک خط کمک بھجوانے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی خدمت میں لکھے اور وہ عبد اللہ بن قرط کو دے کر مدینہ منورہ
کو روانہ کیئے خط لے جانے والوں کا عجیب حال تھا یہ صحابی ہیں
مجاہدین پھر جب سنتے ہیں کہ اس خط لے جانے والے کی مزدوری
اللہ پر ہے بس سب کو چھوڑ کر تنہا اونٹ پر سوار دوڑاتے ہوئے
چلے جاتے راوی کہتے جب وہ خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملاحظہ
کیئے متفکر ہوکر حضرت علی سے مشورہ کیئے آپ نے فرمایا میں اس

لڑائی کا حال رسول اللہ سے سن چکا ہوں۔ آپ فرماتے تھے
اللہ تعالی اس لڑائی میں پہلے مسلمانوں سے امتحان کرے گا جب
یہ صبر کریں گے تب اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ پس حضرت عمر یہی
مضمون لکھے کہ تم صبر و استقلال سے لڑو اللہ تعالی فتح دے گا
اور آپ مسلمانوں کے فتح کی دعا جناب باری میں کئے اور کمک
بھجوانے کا وعدہ کئے ابن قرط کہتے ہیں میں وہ نامہ حضرت عمر کا
لے کر مسجد نبوی سے باہر چلا تھا مجھکو خیال آیا کہ تو نے قبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت نہ ہوا اور پھر تجھ کو حضرت کا سلام
نصیب ہوتا ہے یا نہیں اس خیال سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا
کے حجرے میں قبر رسول اللہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور دیکھا
کہ اس جا بی بی عائشہ صدیقہ اور بی بی حفصہ اور بی بی سلمہ امہات
مومنین بیٹھے ہیں اور حضرت مرتضیٰ علی اور حضرت امام حسن اور حضرت
امام حسین علیہم السلام بھی تشریف رکھے ہیں اس وقت حضرت
سرور عالم کی وفات کو چار سال گزرے تھے مجھے دیکھکر جناب
مرتضیٰ علی نے فرمایا اے ابن قرط کیوں آیا میں عرض کیا یا علی میں

اس لیے حاضر ہوا کہ مزار مبارک کو حضرت کے اور حضرت صدیق اکبر کے سلام کر جاؤں کہ پھر میرا حاضر ہونا ہوتا ہے یا نہیں جب میں سلام سے فارغ ہوا عرض کی کہ یا علی اب میں جاتا ہوں وہاں کمک کے آنے کا انتظار رہے جب میرے ساتھ کمک نہ دیکھیں گے مسلمان بے صبری کریں گے اس لیے میں امیدوار دعا کا ہوں مرتضیٰ علی نے فرمایا۔ جناب عمر دعا کر چکے ان کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا اور تم نے سنا نہیں جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لَوْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ عَذَابٌ مَا نَجَا مِنْهُ اِلَّا ابْنُ الْخَطَّابِ یعنے اگر اترتا آسمان سے عذاب تو کوئی نجات نہ پاتا عذاب سے مگر عمر اور فرمائے لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ یعنے اگر ہوتا میرے پیچھے کوئی نبی تو ہر آئینہ ہوتے عمر۔ وہ قوم میں عابد ہیں زاہد ہیں اور پرہیزگار ہیں اور مثابہ نوح پیغمبر کے ہیں ان کی شان میں آیتیں نازل ہیں اور وہ پہنچے ہوئے ہیں مرتبہ مقبولیت اور رضا کو اور نہیں سنا تو نے جب انبوہ کثیر مال آنے لگا بیت المال میں ایک دن آپ کی بیٹی بی بی حفصہ نے کہا اے باپ اپنی جان

پر نرمی کرو کچھ تو گیہوں کی روٹی کھاؤ آپ نے بیٹی پر خفا ہو کر
فرمائے اگر سنتا ہیں یہ بات کسی اور دوسرے سے بہت ملامت
اور غصہ کرتا ہیں اس پہ اور تم بیان کرو کہ پیغمبر خدا کی گزران کیونکر
تھی۔ جناب مرتضیٰ علی اوصاف حضرت عمر کے بیان کرکے فرمائے
ایسے مقبول شخص دعا فرما چکے اس دعا کو حق تعالیٰ رد نہیں فرماتا
یہ سن کر ابن قرط نے عرض کی یا علی یہ تحقیق ہے مگر میں آپ کی اور
حضرت کے چچا کی دعا کا بھی امیدوار ہوں۔ پس اسی وقت حضرت
مرتضیٰ علی اور حضرت عباس ہاتھ اٹھا کر دعا کئے۔ امہات مومنین
بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ بی بی ام سلمہ اور امام حسن اور امام حسین
آمین کہے فرمایا حضرت علی نے میں بہترین عالم کے وسیلے سے
دعا کیا ہوں ابن قرط کہتے ہیں میں قبر رسول سے سلام کرکے رخصت
ہوا اور اونٹنی پر سوار ہوا زمین کو دیکھا ہیں لپٹی جا رہی تھی اونٹنی
کے پیروں کے نیچے اور تیسرے دن یرموک پہنچا صحابہ کو میرے اتنا جلد
پہونچنے سے ایک حیرت ہوئی میں حضرات کے دعا کرنے کی کیفیت
بیان کیا سن کر سب کے سب خوش ہوئے عیسائی رومیوں کے اور

مسلمانوں یرموک میں جنگ ہوے ایک دن کے جنگ کا مختصر
ذکر یہ ہے کہ ہرقل بادشاہ کا بھانجا باہان نے پچپن۵۵ ہزار عرب نصرانی
اور آٹھ لاکھ رومیوں کی صفیں برابر آراستہ کر کے کھڑا کیا اون
میں ایک لاکھ تیراندازوں کو بڑی خندق میں چھپا کر بیٹھایا اور اون
تماموں کو زنجیروں سے باندھا تاکہ بھاگ نہ جائیں اور ان کے
پیچھے سات لاکھ سواروں کو صفیں کھڑا کیا تھا۔ ناظرین حال اس جنگ
کا غور سے ملاحظہ کریں تیس۳۰ تیس۳۰ صفیں بنائی گئی تھیں اور مسلمان تیس ہزار
ان کے ایک صف برابر تھے۔ اور روبرسے وہ خندق کے چھپے ہوے
لاکھ تیرانداز برابر لاکھ تیر ایک ساتھ چلاتے تھے کہ آسمان نظر نہ آتا تھا
گھوڑے صحابہ کے زخمی ہو گئے سات سو صحابی کی ایک آنکھ
پھوٹ گئی وَاعَیْنَاہُ وَابَصَرَاہُ وَاحَدَ قَتَاہُ کی چوطرف سے
صدا تھی پہلے ایک سوار نوجوان لشکر اسلام سے نکلکر حضرت ابوعبیدہ
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے سردار مجھے اجازت ہو میں چاہتا
ہوں دشمنانِ اسلام سے لڑکر سب سے پہلے شہادت سے اپنے
دل کو خوش کروں اور کچھ مطلب یا حاجت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ہے تو بیان کر و میں عرض کر دیتا ہوں ابو عبیدہ یہہ سنکر روئے اور کہا اقرء محمدًا منی سلام واخبرہ انا وجدنا ما وعدنا ربنا حقاً یعنے عرض کرو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میری طرف سے سلام اور آگاہ اور عرض کرو کہ تحقیق پایا ہمنے اوس چیز کو جو وعدہ کیا تھا ہم سے ہمارے پروردگار نے حق اور راست۔ پس اوس جوان نے آٹھ لاکھ کے مقابلہ میں جاکر چار بڑے کفار کو قتل کرکے آپ بھی شہید ہو گیا بعد اس کے لڑائی گرم ہوئی صبح سے شام تک برابر سخت جنگ ہوئی تیر اور تلوار اور نیزے لاکھوں برسنے لگے عادت یہہ تھی مسلمین اور نصاری شام تک لڑتے اور رات کو لڑائی موقوف رہتی کفار اپنے قلعوں میں اپنے گھروں میں آرام لیتے مسلمان اپنے زخموں کو پٹیاں لگاتے اور داغیں دیتے قرآن پڑہتے عاجزی اور نیاز کے ساتھ درگاہ جناب باری میں دعائیں مانگتے دشمنوں کے ڈر سے ہتیار باندھے ہوے رہتے اور افسر اطراف لشکر کے ٹلایہ کرتے اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کرکے حق تعالے سے مدد مانگ کر اوسی کا بھروسا رکھتے اور جنگ پر روانہ ہوتے درود بشیر و نذیر کی روح پاک

پر بھیجتے تسبیح و تہلیل تکبیروں کا وہ شور مچاتے جن کے نعرے عرش تک پہنچتے تھے اور ہر کفار عود اور اگر کی اگیٹھیاں سلگائے ہوے اون کے بطریق انجیل کھولے ہوے جواہر کی صلیبوں کو آنکھوں سے لگا کر اوس سے مدد مانگتے ہوے زبانوں سے کلمۂ کفر بکتے ہوے مقابلہ میں آتے خدا کی قدرت یہ تھوڑے مسلمان اون کو بہت نظر آتے اکثر فرشتے ابلق گھوڑوں کے سوار نظر آتے جن کی ہیبت سے اون کے دل کانپ جاتے راوی کہتے ہیں اس لڑائی میں ایک اونچے ٹیکرے پر عورتوں کو کھڑا کر دیے تھے اور اوس ٹیکرے کے نیچے بھی کچھ مسلمان لڑ رہے تھے انبوہ کثیرہ کفار کا اونپر آگرا اور اون مسلمانوں کے قدم اکھڑے سبحان اللہ عورتوں نے وہ کام کیا کہ چوبوں سے سوار اور گھوڑوں کے منھ پر ماریں تیر تلوار بھالوں سے لڑیں بی بی اسما بیٹی صدیق اکبر کی زبیر بن العوام حضرت کے پھپیرے بھائی کی بی بی تھی اپنے خاوند کے گھوڑے سے گھوڑا برابر رکھتی تھی خاوند کا ہاتھ جس کافر پر پڑتا بی بی کا ہاتھ بھی برابر پڑتا بہت تیغ زنی کی۔ خولہ بہن ضرار کی بیٹی ازور کی بھالا لیکر بجلی کیطرح فوج نصاریٰ میں ڈراتی مارتی ہوئی اسطرف سے اوسطرف نکلجاتی تھی

جنگ میں بی بیاں مردوں کو غیرت دلاتی تھیں جو پیچھے ہٹتا اُس کے
گھوڑے کے منھ پر مارتی تھیں اور مردوں سے کہتیں کیا تم بھاگ کر اپنے
جورو بچوں کو ان کفار کے حوالہ کرنے شرماتے نہیں ہندہ بیٹی عتبہ کی جس نے
اُحد کے جنگ میں حضرت حمزہ کو شہید کرا کے جگر چبائی تھی اوس کی یہہ
حالت تھی جب ابوسفیان اون کے خاوند شکست کھا کر پیچھے پلٹے اوسوقت
ہندہ دف بجا کر بیتیں پڑہکر جیسا اُحد کے جنگ میں کفار کو تھادلا کر دل
بڑہاتی تھی اوسی طرح ان لڑائیوں میں بھی مسلمانوں کو غیرت دلاتی تھی اپنے
خاوند ابوسفیان کو پلٹتے دیکھ کر گھوڑے کے منھ پر چوب ماری اور پکار کر
کہی اری بہشت سے دوزخ کے طرف بھاگتا ہے اور خدا دیکھ رہا ہے
کہاں چلا جنگ اُحد میں تیری ترغیب سے کفار لڑکر رسول اللہ کو
آزردہ کئے وہ کالک منھ کی نکال آگے بڑہکر لڑ اصحاب کی بی بیوں
کی لڑائیوں میں یہہ کیفیت تھی مسلمان زخمیوں کو میدان سے اوٹھا لاتی
تھیں اون کی مرہم پٹی کرتی زخمیوں کو پانی پلانا مسلمانوں کی لاشیں اوٹھانا
کفار کی لاشوں سے اون کے زرہے بکتر کھول کر لاتیں اللہ جزائے خیر دے
اون بی بیوں کو راوی کہتے ہیں پھلوانان دین حضرت زبیر۔ خالد بن ولید

عبد الرحمن بن ابوبکر عبد اللہ بن عمر۔ حضرت ضرار وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم
وہ تیغ زنی کئے کہ کفار کا لشکر درہم برہم ہو گیا شام تک برابر دونوں طرف
سے تیغ و نیزہ و تیر چلتے رہے شام کو کفار کی شکست ہوئی ایک دن کی
لڑائی کے ایک لاکھ پانچہزار نصاری کی لاشیں گنی گئیں اور چالیس ہزار
نصاری زندہ گرفتار ہوے اور چار ہزار مسلمان شہید ہوے پھر تو صحابہ
کفار کو مہلت نہ لینے دئے اور مارتے ہوے دمشق تک پہنچا دئے باہان
معہ لشکر قتل ہو گیا راوی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہہ عادت تھی
جب صحابہ بڑے لشکر سے مقابلہ کرنے آپ ہر روز مدینہ منورہ سے باہر جاکر
قاصد کے آنے کا انتظار کرتے جس دن یرموک کی لڑائی فتح ہوئی اوسی شب
کو خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صدیق اکبر کو دیکھے حضرت
عمر رسول مقبول پر سلام عرض کئے اور عرض کئے یا رسول اللہ یرموک میں کافر
آٹھ لاکھ ہیں مسلمان تھوڑے ہیں میرا دل متعلق ہے معلوم نہیں اللہ تعالے
اون کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے پس ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اے عمر خوش ہو تم فتح دی اللہ تعالے نے مسلمانوں کو اور شکست دی اونکے
دشمنوں کو اسقدر اون میں سے مارے گئے۔ اسیوقت خط بھی فتح کا پہنچا

مسلمانوں کی لڑائی کے زمانے میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کو چین و آرام کہاں رہتا تھا گویا حضرت زندہ لڑائی کے مقام پر موجود رہتے
تھے بر ہر جا بہت سے معجزے ہوے ہیں۔ چنانچہ داس ابوالہول ایک حبشی
غلام تھے بڑے بڑے نامور رومی ان کے ہاتھ سے قتل ہوے ہیں اور حلب
کے قلعہ پر ایک مدت صحابہ کا محاصرہ رہا مگر داس ابوالہول نے اوس کو فتح
کی بڑے جریح پہلوان دین کے تھے ایک وقت آپ معہ دس مسلمانوں کے
دہزار رومیوں کے محاصرے میں آکر گرفتار ہوگئے رومیوں نے طوق اور
بیڑیاں ان کو پہنا کر ایک قلعہ میں قید کئے شب کو تشریف لائے وہاں
سید کونین سلطان دارین اور ہاتھ پھیرے داس ابوالہول کے اور اون کے
ہمراہیوں کے طوق اور بیڑیوں پر اوسیوقت کٹ کر گر گئے وہ طوق اور بیڑیاں
اور ارشاد ہوا یا دامس ابشر وبنصر اللہ فانا محمد رسول اللہ یعنے اے
داس خوش ہو تم ساتھ مدد دہی اللہ کے پس میں محمد رسول اللہ ہوں ۔
سبحان اللہ اس زمانہ کے جہاد اکبر والے حضرت رسول مراقبہ مشاہدہ کرکے
مرے جاتے ہیں حضرت کا کف پائے مبارک بھی خواب میں نصیب نہیں ہوتا
یہہ غلام حبشی کا جہاد اصغر سے اون کے پاؤں کی بیڑی پر دست مبارک پھرتا ہے

راوی کہتے ہیں داس معہ ہمراہی اوسیوقت اٹھ کھڑے ہوئے ہتیار اوٹھا لئے اور لڑتے ہوے لشکر اسلام سے جاملے وہ لڑائی اوسیوقت فتح ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی دو کرامتیں اسجائے لکھی جاتی ہیں ایک تو یہہ ہے کہ نہاوند سرحد ایران میں جنگ ہو رہی تھی حضرت ساریہ سردار لشکر تھے آپ معہ لشکر ایک مقام پر غافل ہو گئے تھے اور وہ مقام مدینہ منورہ سے کئی سو کوس تھا جمعہ کا دن تھا مدینے میں مسجد نبوی کے منبر پر حضرت عمر خطبہ پڑہ رہے تھے یکایک خطبے میں پکارے یاسارية الجبل الجبل یعنے اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں دشمن کا لشکر آپہنچا اس آواز سے حضرت ساریہ معہ لشکر جاگ پڑے اور دشمن سے لڑکر فتح پائے دوسری کرامت مصر کی رودنیل میں ہر سال ایک حسین لڑکی معہ زیور اور لباس کے ڈالی جاتی تھی جب پانی اوس کا اوپر آکر جاری ہوتا تھا جب مصر پر عملداری صحابہ کی ہوئی حضرت عمرؓو بن عاص نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں یہہ حقیقت لکھی آپ نے ایک نامہ رودنیل کے نام لکھا اوس کا مضمون یہہ ہے اے نیل تو ایک مخلوق ہے تجھ سے نہ کسی کو نفع نہ ضرر اگر تو اپنے اختیار سے جاری ہے تو ٹھہر جا اور اگر خدائے بزرگ کے حکم سے جاری تھی تو جاری ہو جا وہ نامہ حضرت عمرو بن عاص نے

دریا میں ڈالدیا حضرت عمر کی ہیبت ایسی ہوئی پانی جوش مارا تیرہ سو برس
ہوے وہ پانی آج تک اوسی حال پہ ہے۔ راوی لکھتے ہیں صحابہ جنگ
میں کبھی نماز قضا نہ کئے بلکہ جماعت سے اکثر نماز ادا ہوتی رہی جنبسی کا قلعہ
جب لڑا دروازہ میں صحابہ شہید ہو رہے تھے اور فصیلوں پر سے پتھر اور تیروں
کی برسات تھی دروازہ میں حضرت عبد الرزاق رضی اللہ عنہ وغیرہ شہید
ہوے اوس شدید قتال میں حضرت زبیرؓ اوس جانماز پڑھ رہے تھے اور
جب مصر کے قلعہ کا محاصرہ تھا یہاں مسلمان جمعہ کی نماز پڑر ہے تھے عین نماز
میں قابو پاکر چار ہزار سوار نصرانی خفیہ آکر دوسری رکعت کے سجدے میں
مسلمانوں کی گردنوں پر تلواریں رکھدیئے اور خوشی سے ایک شور مچائے
حضرت عمرو بن عاصؓ امام تھے جب تک امام سجدہ سے سر نہ اٹھایا ایک مقتدی
سر نہ ہلایا سلام پھیرے تک چار سو اسی اصحاب کے سر تن سے جدا ہو گئے
باقی صحابہ گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار ہو کر تلواریں لیکر اون سے مقابلہ کئے
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی وہ چار ہزار سے ایک بھی زندہ نہ پھرا سب
مارے گئے۔ گھوڑے اور ہتیار اون کے مسلمانوں کو ملے۔ اسکا کوئی یہ گمان
نہ کرے کہ صحابی رسول کو دہوکا ہوا۔ دہوکا نہیں ہے یہ ان کی ثابت قدمی کا

امتحان پروردگار کے طرف سے تھا یہ اصحاب رسول ہیں ان کے
خیالات کیا ہیں پروردگار کا امر ہے اس نماز میں سبب ظاہری
یہ ہوا کہ مسلمانوں کے لشکر میں غلہ رسد وغیرہ آخر ہو گیا تھا
حضرت عمر بن عاص امیر لشکر کئی سو اونٹ اور کئی سوار رسد
لانے بھجوا کر غلاموں کو مسلح کھڑا کر دئے اور آپ معہ جماعت نماز
میں مشغول ہوئے دشمن کے جاسوس جو یہ خبر رکھے تھے اسی وقت
بار برداری کے اونٹ مکر سے روبرو رکھکر پیچھے چار ہزار سوار
مسلح رکھکر آئے غلاموں سے دھوکا ہوا یہ سمجھے ہمارے لوگ
رسد لا رہے ہیں اس سبب سے وہ ان سے مقابلہ نہیں کئے
اور وہ آکر عین نماز میں مقابلہ کئے۔ یرموک کے جنگ میں جب
خالد بن ولید نسطور بطریق سے مقابلہ کئے دونوں طرف سے
گھوڑوں کو سخت گرداوے دے رہے تھے اور سخت حرسیلے
دونوں طرف سے ہو رہے تھے نیزہ بازی میں آپ کے گھوڑے
کو لغزش ہوئی رو برو جھکا آپ کے سر سے کلاہ گر پڑی۔ آپ
اس ٹوپی کو اٹھا کر سر پر رکھکر مضبوط باندھے اس بطریق نے

پوچھا اے بیٹے ولید کے ایسے وقت اس ٹوپی کی کیوں حفاظت ہو رہی ہے آپ نے فرمایا ایک روز حضرت رسول خدا سر مبارک کی اصلاح بنوائے تھے میں موئے مبارک لے لیا آپ پوچھے اے بیٹے ولید کے اس کو کیا کرے گا میں لے عرض کیا یا رسول اللہ میں تبرک کرکے رکھوں گا اور دشمن کی لڑائی میں اس سے اعانت طلب کروں گا۔ پس فرمائے حضرت نے تم ہمیشہ فتحیاب رہو گے جب تک یہ بال تمھارے پاس رہیں سو میں اس ٹوپی میں وہ موئے مبارک سلوایا ہوں یہ کہکر ایک تلوار اس نسطور بطریق پر ایسی ماری کہ فی النار ہو گیا اور ہمیشہ خالد بن ولید کو لاکھوں کفار سے مقابلہ رہا یہ اکیلے ان میں گھسکر لڑتے تھے۔ کبھی شکست نہ ہوئی جس دن حضرت خالد کی وفات ہوئی غسل کے وقت گنے تو جسم پر آٹھ سو زخم تھے راوی روایت کرتے ہیں جس وقت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نواح تبوک میں موتہ پر رومیوں سے لڑنے لشکر بھجوائے اسی جنگ میں حضرت جعفر بھائی حضرت مرتضیٰ علی کے شہید ہوئے اور وہ لڑائی حضرت خالد نے فتح کی اسی دن

حضرتؐ نے خالد کا لقب سیف اللہ فرمایا یہ تلوار اللہ تعالیٰ کی ایسی
الم ہوئی تمام ملک فتح ہوئے تک الم رہی اور حضرت جعفر کو
حضرت نے جعفر طیار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نور کے سبز پر
عنایت فرمایا وہ سب بہشتوں میں اڑتے پھرتے ہیں حضرت
جعفر کے ایک صاحبزادے تھے نام ان کا عبداللہ تھا جن سے
بی بی زینب صاحبزادی بی بی فاطمہ زہرا کی منسوب تھی حضرت
عبداللہ کو جب شباب کا موسم ہوا آپ نے ارادہ فرمایا کہ
موتہ کے مقام پر جاکر والد کی زیارت کروں وہاں جاکر باپ
کی مزار پر شب بھر گریہ وزاری کرتے رہے حضرت جعفر طیار
خواب میں فرزند کو ایک تلوار عنایت کئے اور فرمائے تم
اس سے خدا اور رسول کے دشمنوں سے لڑو اور مجھے بھی اسی
جنگ کے بہ سبب یہ رتبہ ملا راوی کہتے ہیں حضرت ابو عبیدہؓ
اور صحابہ رومیوں سے جنگ کر رہے تھے۔ عبداللہ بن جعفر اپنے
باپ کا بدلہ رومیوں سے لینے لشکر اسلام میں جا ملے حضرت
ابو عبیدہ پانسو سوار آپ کے ہمراہ کرکے ایک نشان آپ کو

دے اور ایک دیر پر روانہ کئے وہاں رومی نصاریٰ جلسہ کے
لئے جمع ہونے کا دن تھا۔ جب عبد اللہ دیر کی طرف چلے
ایک راہب نے آپ کو دیکھکر پوچھا کہ کیا یہ پیغمبر اسلام کے
فرزند ہیں کیونکہ آپ سردار دو عالم سے مشابہت رکھتے تھے
مسلمانوں نے پوچھا اے راہب تو کیونکر معلوم کیا اس نے کہا
ہماری کتابوں میں تمہارے پیغمبر کا حلیہ لکھا ہوا ہے اس لڑکے
میں اکثر آثار اُن کے پائے جاتے ہیں یہ سن کر سبھوں نے
جواب دیا یہ ہمارے پیغمبر کے بھتیجے ہیں اور اس وقت جاسوس
نے خبر لائی کہ اس دیر میں آج ایک نصرانی رئیس کی لڑکی کی
شادی ہے۔ چالیس ہزار جرار جمعیت سے اس کو دیر میں لائے
ہیں آپ کے ہمراہی کے پانسو سوار واپس ہونے کا ارادہ
کئے آپ نے کہا مجھ سے یہاں پلٹنا نہیں ہوسکتا تھا ان سے
جنگ کروں گا آخر ہمراہی بھی آپ کا ساتھ دئے جب ان
نصرانیوں سے مقابلہ ہوا سخت لڑائی ہوئی مسلمان زخمی ہوگئے
یہ پانسو اور وہ چالیس ہزار برابر جنگ کرتے رہے اور عبد اللہ کا

یہ حال تھا کہ ایک ہاتھ میں نشان تھا منے ہوئے تھے اور ایک
ہاتھ سے قتال کر رہے تھے کفار کا خون آپ کے جسم پر کلیجی
کے ٹکڑوں کے مانند جم گیا تھا قریب شام حضرت خالد بن ولید
کو خبر پہونچی آپ معہ ہمراہی آ پہونچے بڑے زور و شور کی جنگ
رہی خالد بھی بہت زخمی ہو گئے آخر اللہ تعالی نے مسلمانوں
کو فتح دی اس دیر کا اور تمام رومیوں کا اسباب اور گھوڑے
مسلمانوں کو ملے اور وہ دلہن معہ چالیس لڑکیوں کے حضرت
ابو عبیدہ کے پاس حاضر کیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے
وہ لڑکی حضرت عبد اللہ کے حصے میں آئی اور حضرت عبد اللہ
بن جعفر بڑے بہادر تھے بڑے سخت لڑائیاں فتح کیے۔

روم کے جنگ کا حال

یہاں نصرانی دو لاکھ جرّار سوار اور پچاس ہزار پیدل تھے
سوائے اس کے کمک آرہی تھی صحابہ ان کی جمعیت کو دیکھ کر
تعجب کرتے تھے انھوں نے روبرو ہاتھیوں کو رکھکر ان پر بڑے
بڑے قوی دراز قد کے حبشی سوار ہو کر تیر اور تیزے چلاتے تھے

ہاتھیوں کے پیچھے تیر انداز پیدل تھے جن کے ہاتھوں میں
تلواریں برچھے اور بھالے تھے اور ان کے پیچھے رومی سوار زرہ بکتر
پہنے ہوئے اور ہاتھیوں کے روبرو حبشی پیدل جن کو قواد کہتے تھے
یہ جوان حبشی ایک ایک دس دس گز کے قد کا تھا۔ یہ مبالغہ نہیں۔
اب بھی نئی دنیا کی ایک نواح میں چھ چھ گز کے آدمی موجود ہیں
ان حبشیوں کے ہونٹوں میں سوراخ کر کے تانبے پیتل کے حلقے
ڈال کر رکھتے اور جنگ کے وقت ان میں زنجیریں ڈال کر دو طرف
دو برابری آدمی تھا نبے ہوئے کھینچتے لڑائی کے وقت ان کے
ہاتھوں میں بڑے بڑے گرز دیتے جس سوار پر ان کا گرز گرتا گھوڑا
اور سوار دونوں ریزہ ریزہ ہو جاتے اور ان کے کمروں میں رسیاں
اور زنجیروں بندھے ہوئے سر اور جسم ان کا برہنہ شیر کی کھال
سے سینہ لپٹا ہوا ہوتا تھا مسلمانوں کے امیر لشکر حضرت عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہ اور افسر فوج خالد بن ولید تھے میدان دمشور میں
یہ جنگ ہوا پہلے بوبص لشکر نصاریٰ سے کئی سو سوار لیکر باہر آ کر
حضرت خالد کو ملا بھیجا ارادہ تھا اس بہانے سے حضرت خالد کو

قتل کرنا اس سے اہل اسلام لپست ہو جائیں گے یہ لوبص نامی بطریق
رکیسوں کا رئیس تھا پرے سے باہر نکلا اور وہ تناوری میں گویا ایک برج
استوار تھا زینت و آرائش میں مستغرق بزر تھا اس طرح کہ اس کے بدن
سے سوائے گرداگرد حلقہ چشم کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور اس کے
ہمراہی میں عرب نصاری تھے حضرت خالد تنہا اُس سے سوال و جواب
کے لیے گئے وہ بطریق گفتگو میں شوخی اور زبان درازی کرنے لگا۔
یہ بیہودہ گفتگو سن کر خالد طیش میں آئے اور کہنے لگے وہ سگ نصرانی
نجس ترین تو اور تیرے اصحاب بہ منزلہ ذلیل و خوار کے ہیں اس وجہ
سے ہم میں سے ایک تن تنہا تم ہزار تن سے مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہے
اگر میری تنہائی سے تیرا ارادہ میری گرفتاری کا ہے تو یہ خیال
تیرا خام ہے میں اکیلا تیرے اور تیرے اصحاب کے لیے کافی ہوں
یہ کلام سن کر لوبص زین پر اپنے شترین سے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا میرے
پاس تیرا جواب سوائے اس تیغ کے کچھ نہیں اور اپنی تلوار میان
سے کھینچکر خالد پر آیا اور تیز دستی سے اپنا ہاتھ خالد کے دامن زرہ
اور ان کے کمر ٹپکے میں ڈال دیا اور اس کے ہمراہیوں سے دامن

اور ٹپکا مضبوط تھام لیا اور وہ بطریق بہ طور استعانت کے اپنے
اصحاب کو پکارنے لگا کہ جلد دوڑو اور لو اس کو کہ صلیب نے
مجھکو اس امیر عرب پر قدرت دی ہے یہ فریاد و صدا اس کی سنکر
اس کے بطارقہ اور اصحاب ہر جانب سے دوڑ پڑے ایک گروہ
انبوہ سواروں کا نکل آیا تلواریں کھینچکر خالد پر لوٹ پڑے اس
وقت خالد گھوڑے کو ڈپٹ کر شیروں کی طرح جھپٹ کر ایسی جست
ماری کہ اپنے کو اس بطریق کے قبضہ سے چھڑا لئے اور تیغ زنی
کرنے لگے ادھر لشکر اسلام سے حضرت ضرار اور فضل بن عباس
و علی بن اقیل و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عمرو بن العاص و عبداللہ
بن طلحہ و عبداللہ بن مقداد و سلیمان بن خالد رضی اللہ عنہم دوڑے
سب سے پہلے حضرت ضرار بن ازور پہونچے تیغ بکف عریان تن
لیے زرہ مثل شیر کے نعرہ کرتے تھے راوی کہتے ہیں روم کے جنگ
میں جو شخص پہلے لشکر اسلام سے نکلا وہ ضرار تھے خدا پر توکل تھا
آپ برہنہ جسم رہتے تھے شوق شہادت میں اور ہیبت حق دیکھو
آپ تلوار تولے ہوئے بولص پر حملہ آور ہوئے اس وقت خوف کے مارے

یوبص کی رگ گردن ابھر آئی اور پھول گئی تو وہ گھبرا کر خالد سے فریاد کرنے لگا۔ اے خالد اس شیطان سے مجھے بچاؤ اور بہتر ہے کہ تو ہی قتل کر پر اس کو نہ چھوڑ کہ میں اس کی صورت دیکھنے سے پریشان حال ہوتا ہوں۔ تب خالد نے کہا لا محالا یہی تیرا قاتل ہے۔ یہ ہلاک کرنے والا اپنے ہمسروں کا اور قتل کرنیوالا اور دان ملک ترکمان کا ہے اور نیست و نابود کرنے والا صلیب پرستوں اور کافروں کا ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ضرار آگے بڑھکر اسکو اٹھا کر زمین پر دے مارے اور اس کے دہنے شانے پر ایک ایسی تلوار ماری کہ اس کے بائیں شانے سے نکل آئی اور وہ جلد واصل جہنم ہوا جب اہل روم نے اپنے پر یہ بلا نازل دیکھی تو ان سبھوں نے مل کر حملہ کیا اور اصحاب فیل آگے بڑھے اور ان ہاتیوں پر بہت سے لوگ سوار تھے اور دونوں جماعتیں بڑھ گییں اور دونوں فریق لڑ گئے قتال شدید برپا ہوئی جنگ عظیم واقع ہوئی صفیں جم گییں ہزاروں گم گرے قتیل وقتال موقوف جانیں تلف ہوئیں سر کٹنے لگے لوگ قتل ہونے لگے دلاوراں کی جھرمٹ قتال کی شدت

ہوئی بلائیں عظیم واقع ہوئیں غبار بلند ہوا آسمان تاریک ہوگیا
گھوڑوں کے ٹاپوں سے شرارے اڑنے لگے گروہ حبشیوں کے
یہ کلمات کفر غل مچاتے تھے ایک طرف گبروں کی چیخ تھی ایک
طرف ترسائیوں کا خروش تھا اور اس وقت اصحاب قتیل قتال
شدید کر رہے تھے اور قتیل والوں کے چار غول ہوگئے تھے ایک گروہ
میمنہ والوں کے متصل تھا اور ایک گروہ میسرہ والوں سے قریب تھا
اور ایک فرقہ قلب لشکر کے نزدیک تھا اور ایک جماعت جمعیت لشکر
کی شریک تھی ۔ اہل توبہ بجات در وم بایک دیگر صیحہ و نعرہ زنی
کرتے تھے حق تعالیٰ خالد بن ولید کو جزائے خیر دی اسی وقت اس
اسلوب سے قتال شدید کر رہے تھے کبھی میمنہ پر تھے اور کبھی میسرہ
پہ جا پڑے اور کبھی قلب لشکر پر آگرے اور یہی حال عمرو بن عاص
کا تھا کہ وہ بھی ادھر ادھر مارتے چلے جاتے تھے اور فضیل بن عباس
وقعقاع بن تمیمی و غانم بن عیاض الاشعری یہ لوگ اس وقت
پائیں پر واسطے حراست نسوان وصبیان کی حفاظت پہ مامور تھے
اور عبد الرحمٰن بن ابی بکر وعبد اللہ بن عمرو ہاشم بن مرقال یہہ

اپنے لشکر سے منقطع اور جدا ہوکر ایک گروہ روم سے جنگ
کئے اور عربان بن منجائیل جو ایک بڑا بطریق زرد جواہر سے سجا ہوا
تھا حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر نے اوس بطریق پر حملہ کئے کچھ
دیر معرکہ رہا دونو باہدیگر جانش و کاش کرتے رہے آخر عبد الرحمن
نے اوس کو ایک تلوار ایسی ماری کہ اوس کا سر دھڑ سے جدا جا
پڑا رومیوں نے صحابہ پر حملہ کیا بہ صبر اور تحمل سے بجائے خود مستقل
رہے عبد الرحمن کے دست راست پر جراحت شدید پہنچی جس سے خون
زرہے پر بہتا تھا آپ دست چپ سے قتال کر رہے تھے اور ہاشم
بن ہرقل کے ہاتھ اور چہرے پر گیارہ زخم لگے تھے اور عبد اللہ
بن عمر کے ہاتھ پر کاری چھ زخم لگے تھے اس میں فضل بن عباس
مردانہ حملہ کرتے تھے آخر اصحاب رسول ان سے لڑکر ہاتیوں کے
سونڈ بھی تلواروں سے کاٹ ڈالے ہاتھی پلٹ کر بھاگے اور
اوپر جو سوار تھے اون کو گراکر روند ڈالے اور جب پیچھے بھاگے
اوروں کو بھی کھندل ڈالے اس میں زنگی اور رومی آگے بڑھے
چالیس چالیس ہزار کی پانچ صفیں تھیں اور پیدل پچاس ہزار تھے

اس فوج کو دیکھ کر خالد پکار کر مسلمانوں سے کہے صبر اور استقلال
کو اپنے پر لازم کرو اگر تم نے پیٹ پھیری مستوجب دوزخ اور نار
کے ہوے اور اوسطرف کفار کی فوج کے سردار اپنی فوج کو ترغیب
دیتے تھے تم کو صبر اور استقلال لازم ہے اور سب ایک بار حملہ کرو
پراگندہ نہ ہوجاؤ فیلان جنگی کو آگے کرو اور سواران جنگی کو
اپنی پشت پر رکھو اور صلیب سے استعانت اور استمداد چاہو
وہ تمہاری مدد و نصرت کرے گی اس جمعیت کفار سے
پہلے فضل بن عباس مقابل ہوے اور بہتوں کو قتل کئے
ایکطرف عورتیں مسلح مستعد جنگ تھیں ان میں غفیرہ بنت غفار
ام ابان بنت علتبہ اخت ہندہ وخولہ دختر ازدر و مزرعہ دختر عملوق
وسلمہ دختر زراع دلبنہ دختر سوار وسلمان دختر نعمان وہندہ بنت عمرون
وزینب انصاریہ یہہ سب وہ عورتیں تھیں جو شجاعت میں معروف
تھیں تب اون سے خالد نے کہا اے دختران عرب البتہ تم
نے وہ کام کیا ہے کہ خدا و رسول اور مسلمانوں کو رضامند کیا
ہے ذکر تمہارا یادگار رہیگا اور دختران روم وترک ہمیشہ تمہارا ذکر

کیا کرینگے اور یہہ دیکھو دروازے جنت کے کہلے ہوے ہیں اور دروازے جہنم کے تمہارے دشمنوں کے لئے کھلے ہیں تم کو تاکید کرتا ہوں جسوقت رومی یا زنگی تمہارے طرف آویں تو تم ایسی جنگ کرو جیسی تم نے روز معرکۂ اجنادین و روز ہنگامۂ یرموک کے جنگ کی تھی یہہ سنکر عورتوں نے جواب دیا اے امیر ہماری خوشی بھی یہی تھی کہ ہم تمہارے سامنے مریں اور ہم رومی و زنگیوں کو یہاں تک مارینگے کہ ہمارے واسطے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے یہہ سنکر خالد اون کے مشکور ہوے جب صفیں دونوں طرف کی آراستہ ہوئیں تو پہلے حضرت ضرارؓ گھوڑا اڑ ہا کر میدان میں آئے اور اپنی بہادری کے شعر پڑھ رہے تھے اور شیر کیطرح نعرہ کر رہے تھے اور حملہ کئے لشکر اعداء پر اوس وقت ایک بطریق جس کا نام لبطرس تھا اور یہہ برادر بولص مقتول کا تھا میدان میں نکلا اور گھوڑے پر سوار تھا اور اوس گھوڑے پر ہاتھی کے کہال کی پاکھر پڑی تھی سرگرم قتال ہوا اور ضرار کو دیکھ کر پوچھا یہہ کون ہے جو برابر لڑ رہا ہے اور برہنہ تن ہے یعنے زرہ وغیرہ نہیں پھر بھی تیغ زنی کرتا ہے

کبھی نیزہ بازی کرتا ہے اوس کے لوگوں نے کہا یہہ ضرار بن
ازور ہیں یہہ سنکر وہ لعین متحیر ہوا اور کہنے لگا یہہ شخص میرے بھائی
بولس کا قاتل ہے میں اس سے اپنے بھائی کے خون کا بدل
لونگا اوس وقت ایک دوسرا بطریق کہ اوس کا نام بھی بولس
تھا کہا میں ان سے مقابلہ کرتا ہوں آخر کچھ دیر دونوں میں
آویزش اور کاوش رہی دونوں کے آپس میں ڈپٹ چھپٹ رہی
پھر ایک ساعت کے عرصہ میں ضرار نے ایک نیزے کی نوک اوس
کے سینہ میں ایسی ماری کہ پشت سے نکل آیا۔ اور واصل جہنم ہوا یہہ
دیکھکر بطرس کہنے لگا یہہ شخص مگر جن ہے اور لازم نہیں انسان کو کہ
جن سے مقابلہ کرے اوس وقت اور ایک بطریق بڑی سختی
سے ضرار پر حملہ کیا اور اپنے گلے سے صلیب کو نکالکر اوس
سے مدد چاہی ضرار سنکر کہے تو اوس سے مدد چاہتا ہے میں مالک
الانس وجان سے استعانت چاہتا ہوں بعد ازاں اون دونوں
نے اپنے فنون سپاہ گری کے دکھلائے جس کو دیکھکر آدمی
ڈر جاوے آپس میں حرب عظیم واقع ہوے آفتاب نے اپنی تابش ڈالی

اور جنگ برابر برپا رہی یہاں تک کہ اون دونوں کے
بازو شل ہو گئے اور زیر ران اون دونوں کے گھوڑے پسینہ
پسینہ ہو گئے تب بطریق ضرار سے اشارہ کیا کہ پیدل ہو جاؤ اور
خود بھی اپنے گھوڑے سے اتر پڑا۔ اس لئے کہ اوس کو دونو
گھوڑوں پر رحم و ترس آیا ناگاہ بطارقوں کے رئیس نے ایک
گھوڑا جس پر جل یا کھر حریر کی پڑی تھی اوس بطریق کی سواری کے
لئے بھیجا یعنے اوس کا گھوڑا بدلدیا پھر جب ضرار نے یہہ حال دیکھا
اپنے گھوڑے کو ڈانٹ کر کہا اے گھوڑے اس وقت میرے
ساتھ ثابت قدمی کر نہیں تو میں تیری شکایت رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کرونگا تب گھوڑے کے آنکھوں سے اشک رواں
ہوے اور ہمہمہ کرنے لگا پھر اوس نے اپنی معتاد کی رفتار سے بہت
زیادہ تیزی کی اور ضرار نے اوس بطریق پر حملہ کیا آخرکار اوس
کو نیزہ مار کر زمین پر گرا دیا اور اوس کا گھوڑا لے لیا اور ارادہ اوس کے
قتل کا کیا ناگاہ رومیوں کا ایک غول نکلا اور اون کے ساتھ
اون کا ایک بزرگ سگ تھا نام اوس کا شادل تھا اوس کے

سر پر مرصع تاج تھا اوس وقت لشکر اسلام سے فضل بن
عباس بن عبدالمطلب اور اون کے بھائی اور عبدالرحمٰن بن جعفر
اور مسلم اور علی اولاد عقیل اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور
عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ
بن مقداد پھر ان دلاوروں نے اپنے بھالے سنبھالے اور باگیں
ڈھیلی چھوڑ دیں اور ضرار روم کے مقابلہ میں بصیرو ثابت قایم
تھے اور گھوڑے سے اتر کر اوس دشمن خدا کو کھینچے اور دونوں
میں کشتی ہونے لگی وہ دشمن خدا جسامت میں گویا ایک پارہ کوہ تھا
اور ضرار لاغر جسم تھے مگر یہہ کہ حقتعالے نے اون کو توانائی بخشی اور
قوت عطا کی تھی پھر جب اون دونوں میں آویزش نا دیر رہی
آخر ضرار نے اپنا ہاتھ اوس کی کمر میں ڈالکر اوٹھا لیا اور زمین پر دے
مارا اوس وقت وہ لعین اپنے بطارقوں کو پکارنے لگا اور مدد کو
بلاتا تھا یہہ دیکھ کر رومیوں اور زنگیوں میں شور و غوغا پڑ گیا اور
صحابہ میں واہ واہ کی دہوم ہوئی اور اوس حالت میں ضرارؓ نے اوسکو
مہلت ندی اور اوس پر چڑھ بیٹھے اور وہ نیچے سے اونٹ کی طرح

بلبلاتا تھا اوس وقت ضرار نے اپنی تلوار کھینچی اور موقع پاکر اوس کو سخر کیا یعنے اوس کے سینے میں بھونک دی اوس نے ہنگام قتل ایسی چیخ ماری کہ لشکروں نے سنی ضرار اوس کا سر کاٹ کر پھینک دیئے پھر تو دونوں لشکر باہم مقابل ہوگئے اور زور آوروں میں کشاکشی ہونے لگی جنگ عظیم بر پا ہوئی قتال نے زور پکڑا بدنوں سے عرق بہنے لگا پتلیاں آنکھوں کی ڈگڈگاتی تھیں مصیبتیں عظیم نازل ہوئیں جہاں تاریک ہوگیا چکی اس لڑائی کی بڑے زور و شور سے چل رہی تھی نیزہ بازی و تیغ زنی کی بڑی قوت ہوی سینے تنگ تھے شدائد امور سے لوگ دنگ تھے راہیں بند تھیں شانے کٹے پڑے تھے تنوں کے پرزے پرزے بند بند جدا تھے اور سوائے اس کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ فوارے خون کے اوڑتے تھے یا وار کرنے پر ہاتھ کھلے تھے یا گھوڑا دوڑا رہے تھے غرض کہ زنگیوں اور زنجیر والوں نے کہ وہ بڑے سرکش اور شدید الکفر تھے یکبارگی نرغہ کیا اور گرز اپنے مارنے لگے اور وہ روز بہت سخت تھا کہ اہل شجاعت کو یاس تھی اور اہل جبن گریزاں تھے اور باقی مردم

حیران تھے ادہر لشکر اسلام میں عمرو بن العاص لوگوں کو قتال پر
ترغیب دیتے تھے اور کہتے تھے اے اصحاب عاملان قرآن یاد
کرو غرف جنان کو اہل اسلام انکا کلام سنکر خوش ہوتے حال زنگیوں
کا یہہ تھا وہ گزر گراں سے سواروں اور گھوڑوں کو یکبارگی قتل کرتے
تھے اوسیطرح فیل سوار تیر اور نیزے مارتے تھے عصر کے وقت تک
فریقین سے خلق کثیر قتل ہو چکے اوس وقت قابو پاکر خالدنے اپنے خصم
شادل پر نیزہ اوس کے سینے میں مارا کہ اوس کی نوک پشت سے
پار ہوکر چمکنے لگی وہ خون میں لوٹتا ہوا واصل جہنم ہوا اور حضرت رفاعۃ
المحاربی سفید ہاتی جو سب ہاتیوں کا راہ نما تھا اوس کو ایک ایسی
تلوار ماری کہ وہ اپنے سوار کو گرایا اوس کو آپ نے قتل کیا پھر
تو سب صحابہ ہاتیوں پر تیغ زنی کرکے بھگا دئے وہ اپنے سواروںکو
گرا کر پامال کئے اور وہ زنجیر والے حبشیوں پر صحابہ جو گرے معہ ہمراہیوں
کے گرز چھین کر قتل کئے ہزارہا رومی قتل ہوے یعنے بارا ہزار ملوک
و بطارقہ روم سے اور پندرہ ہزار حبشی وغیرہ تہ تیغ ہوے اور مسلمانوں
نے وہاں شب گزاری اس طرح کہ ساری رات حراست و نگہبانی میں رہے

اور اوس روز اکثر مسلمان زخموں سے سست ہو گئے تھے سخت رنجور ہو گئے تھے رات کو ایک جماعت زخمیوں کے علاج پر مقرر ہوئی ایک گروہ شہیدوں کے دفن کرنے پر مامور ہوی کچھ لوگ تمام شب تلاوت میں مشغول رہے اور کچھ لوگ نمازوں میں مصروف تھے اور کتنے باعث کثرت تعب کشی کے سو گئے اور خالد بن ولید و زبیر بن العوام و مقداد بن الاسود و عبدالرحمٰن بن ابی بکر یہ سب رات بھر گرداگرد لشکر دور و گردش کرتے رہے پھر جب صبح نمود ہوی موذن نے اذان دی اور عمر بن العاص نے سورۂ فتح کیساتھ لوگوں کو نماز پڑھائی اور جناب اقدس الٰہی میں دعا کی کہ حقتعالے نصر و ظفر عطا کرے بعد ازاں گھوڑوں پر سوار ہوے اور صف آرائی کی منصفو غور کیجئے کہ صحابہ کی عمر کیسی کٹی دن تو دہوپ میں سفر میں جنگ میں زخموں میں دشمنوں کے نرغہ میں محاصرے میں کٹتا اور شب عبادت الٰہی میں اور زخم پٹی میں طلایہ پھرنے میں کبھی زنداں میں کٹتی خدا کا شکر ہے ہماری عمر کیا مزے میں کٹ رہی ہے دن رات دعوتوں سے فرصت نہیں دس دس رقعہ روز چلے آتے ہیں دعوتوں میں جابیٹھے

تنگ آجاتے ہیں خصوصاً مشائخین کے یہاں تو ادہر نیازوں
کی دعوتوں کی کثرت کہیں وعظ شریفوں کی مجالس کہیں کہیں عرس مبارک
کی روشنی کی تکلف دہ پرضیا کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہ دیکھا ہو کہیں
مجلس سماع ہے کہیں اذکار کا ذکر ہے کہیں اشغال کا شغلہ ہے مشائخ
ترقی جائداد کے لئے حکام اور امرا اہل خدمات اور کچہریوں میں
ذلت اوٹھاتے پھر پھر کر تھک جاتے ہیں اور جب کچھ فرصت ملی
تو ایک صاحب طریق دوسرے کا رد لکھتے ہیں یہہ کہتے ہیں ہمارے
پیر بڑے وہ کہتے ہیں ہمارے پیر بڑے آخر ایک پر ایک تکفیر اور
لعن کی نوبت پہنچتی ہے بد دعائیں ہوتے ہیں یہہ غیر مذہب والونکو
ہدایت کیا فرماتے ہیں ہم مذہب والوں کو حیران کئے جاتے ہیں
اور جاہل جوان کی صحبت میں آجاتے ہیں وہ تو صاف صاف ایک
طریق والے دوسرے طریق کے اولیاء اللہ سے بدگمان ہوجاتے
ہیں تعجب تو یہہ ہے جب ان حضرات کو غرض دنیاوی پڑتی ہے تو
دشمنان خدا اور مشرکوں کی تعریف اور خوشامد کرتے اون کے مکانوں
پر حاضرباشی کرتے اور دشمن کس کے ہیں اہل طریق کے مگر خدا کے دشمنوں کے

دشمن نہیں جب کسی مرید کا انتقال ہوا کہ پہنچے ہزار ورثا اوس کے
ہوں فرماتے ہیں وہ اپنی جائداد ہماری خانقاہ شریف کے صرف میں
دینے کہتا تھا اس میں حتی الامکان سعی فرمائیں گے اور پیرانیوں کی
بھی یہی فکر و تردد ہے ۔ راوی کہتے ہیں جب صفیں طرفین سے آراستہ
ہوئیں اور لڑائی آغاز ہوئی غازیان دلاور جنگ میں مشغول تھے
اور عورتیں جنکا حال سابقاً مذکور ہوا ہے بڑی شدت سے قتال
کرتی تھیں کہ ناگاہ ایک گروہ عظیم بطارقوں اور زنگیوں اور اہل
بجات کا آپہنچا اور اون کے ساتھ چھ سو ہاتی سے زاید تھے اور
انھوں نے صحابہ کو دوسرے طرف لڑتے دیکھکر اونٹ اور عورتیں
اور بچے جدھر تھے اون کو گھیر لئے اور اون میں کچھ مرد بھی تھے عورتیں
بڑی شدت سے قتل کرتی تھیں تعداد اونٹوں کی دو ہزار کی تھی اور
عورتیں دو سو تھے سوائے بچے تھے اور سواروں کے ہمراہ دو سو مرد
تھے اُنھوں نے اوس وقت موت کی قتال کی اور شدت زخموں سے
سست اور مضمحل ہو گئے اوس ہنگامہ میں عورتوں نے بکمال جرأت
مردانہ وار گرزوں اور تلواروں خنجروں سے خوب مقاتلہ کیا غفیرہ دختر

غفار و سلمی دختر زہرا کی اور جو جو عورتیں اون کی مثل تھیں خدا
اون کی نیکی زیادہ کرے اون سبھوں نے خوب قتال کیا یہانتک
کہ دشمنوں نے اون کے سروں پر تلواریں ماریں اور ان کے سروں سے
خون بہکر منھ پر بہتا تھا اور آپسمیں کہتی تھیں اے زنان عرب خوب
مقاتلہ کرو اپنے لشکر اور اپنی ذات خاص کے لئے والا ہاتھ سے ان
حبشیوں وغیرہ بے دینوں نامختونوں کے مارے جاؤگے چنانچہ اون
سبھوں نے قتال موت کی قتال کی اور اون میں پندرہ مسلمان کام
آئے جن کے واسطے حقتعالے درجہ شہادت کا نصیب کیا تھا بعد
اس کے وہ دشمن خدا اون عورتوں اور لڑکوں کو ہانک لے گئے
پھر ایک سوار ان کے ساتھ کا پھر کر پاس خالدبن ولید اور عمرو بن
عاص کے پہنچکر اس حال سے خبر دی کہ وہ لوگ اوس وقت قتال
شدید میں مصروف تھے یہہ سنکر مسلمانوں نے بہت شور وغوغا کیا اور ایک
گروہ امیروں افسروں کا معرکہ سے نکل آیا اور وہ فضل بن عباس عبداللہ
بن عمر بن الخطاب و عبدالرحمن بن ابی بکر و زیاد بن ابی سفیان و
عبداللہ بن ابی طلحہ و ضرار بن الازور تھے اور دیگر امرا و راتباع اون

کے چھ سو سوار عرب کے یہہ سب صنادید عرب کے اشرف القوم تھے
آخر یہہ سب دوڑ پڑے اور اون کو ملا لیا وہ سب بندیوں کو روم
کو لیجانے کا ارادہ رکھتے تھے حضرت فضل بن عباس نے بصدائے
مہیب آواز دی اے دشمنان خدا کہاں جاتے ہو یہہ سنکر وہ رومی
اور زنگی مسلمانوں پر پھر پڑے و بقتال شدید مقاتلہ کرنے لگے اور اوسی
حال میں ضرار نے بڑہکر زنگیوں کے افسر کے سینے میں برچھا مارا کہ اوس
کی انی پشت سے چمکنے لگی اور فضل بن عباس نے ایک بڑے بطریق
کے جگر پر نیزہ مارا کہ اوس کی پشت سے پار نکل گئی اور اون عورتوں نے
مردوں کی کمک گرزوں تلواروں اور خنجروں سے حربہ کرتی تھیں
اور دشمنوں کے گھوڑوں کے منھ پر ایسا گرز مارتی تھیں کہ وہ گر پڑتے تھے
تب اون سواروں کو پلٹ کر زمین پر دے مارتی تھیں پھر خنجر سے اونکو
قتل کر ڈالتی تھیں کہ یہاں تک کہ انھوں نے ایک جماعت کو قتل کیا آخر
وہ سب دشمن خدا بھاگ نکلے مسلمانوں نے اون کا پیچھا کیا تلواروں کے
آگے دھر لیا بھتوں کو اسیر کر لیا اپنا مال و اسباب اونٹوں عورتوں کو لے
آئے اون کا اسباب بھی لے آئے اور پھر جا کر جنگ میں شریک ہو گئے

وہاں بدستور قتال شدید مہم عظیم و تیغ زنی و نیزہ بازی و مقاتلہ
زور آوران و مقابلہ شاہ سواران تھا اور حرب و جنگ برابر قائم
و برپا رہے کہ گردنیں ماری جاتی تھیں اور مردمان شجاع حملہ
کر رہے تھے اور بودے بھاگ جاتے تھے اور جنگ کی چکی چل رہی
تھی اور ضرب شمشیر و سنان کی شدت تھی رفقا کٹ گئے جمعیتیں پریشان
ہوگئیں طیور اجل سر و نیر گرم پرواز تھے مصیبتوں پر مصیبتوں نازل تھیں
و زحمت ہائے عظیم و مہم اہم واقع تھیں سینے تنگ تھے کار ہائے
دشوار سے لوگ دنگ تھے گرد و غبار کی کثرت تھی صبر و ثبات کی
قلت تھی اور امراء اپنے رایات سے جنگ کر رہے تھے اور زنگی اپنے
لغات میں شور کرتے تھے اور رومی غل مچاتے تھے نرسنگے بجاتے تھے اور تیر چلاتے تھے فکریں گم
تھیں بصارت کم تھی گرد و غبار کی وہ شدت تھی کہ دن تاریک تھا
اور شعار مسلمین کا یہہ تھا یا نصر اللہ انزل یعنے نصرت خدا نازل ہو
اوس وقت صبر مسلمانوں کا اللہ اکبر حضرت زبیر اور مقداد اور فضل اور
عقبہ بن آمر اور مسیب بن نجیب اللہ تعالے ان کو جزائی نیک دے
یہہ لوگ قتال شدید میں ثابت قدم رہے اور بلائے حسنا اور کارہائے

ممتحنہ میں کارآزمار ہے اور جوانمردوں کا سا صبرو استقلال کیا وامّا خالد وعمرو قیقاع بن عمرو سعید بن زید النون قتال موت کی قتال کی کہ ہاتھیوں کو اور اس گروہ کو جو اوپر سوار تھے ہلاک کیا اور رومیوں کو اور زنگیوں کو ان کے فیلوں کو قتل کیا اور حال ہاتھیوں کا یہ تھا کہ وہ عربوں کے گھوڑوں پر جھکے پڑتے تھے اور ان پر جو سوار تھے وہ تیروں کی بوچھار کرتے تھے کہ ان تیروں کا ہجوم مانند ٹڈی کے آتا تھا یہاں تک کہ اس روز بہتوں کی آنکھیں نکل پڑیں اور ہر سمت سے یہی آواز تھی وَاعِیْنَاہُ یعنے ہائے اے آنکھیں اور کوئی کہتا تھا وَایَدَاہُ یعنے وائے میرے ہاتھ اور اس حالت میں ہاتھیوں کا یورش تھا اور زور آوروں پر زنگیوں کی تیروں کی مار تھی ناگاہ رفاعہ بن زہیر محاربی بہ شتاب روی خالد اور عمرو کے پاس جا کر کہے اے امیر اگر یہ امر یوں ہی برپا رہا تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے میری رائے یہ ہے کہ ہمارے تمام اونٹوں پر خس وخاشاک کے پشتارے لگا کر اس کو آگ لگا کر آگے کر دیں اور ہم پیچھے گھوڑے دوڑا دیں غرض اسی طرح سب کی لائے آکر عمل ہوا اور اونٹوں پر آگ روشن دیکھکر ہاتھی اپنے لشکر اور اپنی زنجیریں توڑا کر بھاگے جو جو مردم جنگی

اور فیلبان ان پر سوار تھے ان کو روند ڈالے پامال کئے اور جو سامنے گرا
کچل ڈالے ادہر شہسواران مسلمین دشمنوں کو اپنی تلواروں کے آگے دہر لئے
نیزوں اور تیروں سے چھیدنے لگے اس وقت صحابہ دیکھے کہ پرندے انپر
سایہ کئے ہوئے تھے اور کافروں پر پَر مارتے تھے اور اپنے دونوں پنجوں
سے انکی آنکھیں نکال کر پھینکتے تھے عصر کے وقت تک رومی فرار ہوئے
مسلمان تعقب کر کے قتل کرتے تھے اور اسیر کرتے تھے تمام رات فجر تک
ان کا پیچھا کئے قریب لاکھ کے رومی مارے گئے پانچہزار اسیر ہوئے اور
مسلمان پانسو تیس شہید ہوئے مال غنائم صحابہ میں تقسیم ہوا اور اس
میں سے خمس مدینہ شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیے

ذکر شہر انطاکیہ

ہرقل شاہ روم اسی شہر میں رہتا تھا اطراف کی جمعیت اکھٹی
ہو کر شہر انطاکیہ میں جمع ہو گئی اور فلیطانوس بادشاہ شہر رومۃ الکبریٰ
کا واسطے مدد ہرقل کے تیس ہزار جرار نصرانی ہمراہ اور ایک مکان طلسم
کا جس کے سونے کے دروازے تھے اس کو کھولنا چاہا اس مکان کا
مہتمم عطاوس تھا اس نے کہا۔ یہ مکان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

پیدائش سے ایک سو ستر برس پہلے حکیموں نے بنایا ہے اور بادشاہ وصیت
کرتے آئے اس کو نہ کھولنا اسنے کہا مجھے خزانہ کی ضرورت ہے آخر اس کو کھولا
خزانہ تو اس میں نہ تھا مگر اس میں یونانی سے یہ کندہ تھا۔ اتنے پادشاہ
اس نواح میں ہوں گے آخر پادشاہ اس کا ہرقل ہے اس کے بعد
زمین مکہ سے نور یتیم کا چمکے گا اور تمام اوصاف حضرت کے لکھکر
بعد حال حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا وہاں سے حضرت عمر
کے زمانہ میں زوال اس سلطنت کا ہوگا۔ عطاوس نے کہا مہر اس حکیم
اپنی کتاب میں بھی اس حال کی خبر دی ہے اے پادشاہ اب سلطنت
ہرقل کی زوال پذیر ہے پس یہ سن کر فلیطانوس معہ تیس ہزار جرار
لشکر کے ہرقل سے انطاکیہ میں جا ملا اور نور اسلام اس کے دل
میں مشتعل ہوا اور یوقنا حاکم حلب کے جو مسلمان ہو گئے تھے وہ بھی
ہرقل کے پاس اپنا اسلام پوشیدہ رکھے ہوئے موجود تھے ناگاہ
ان سے فلیطانوس پادشاہ رومہ نے عقیدہ طرف اسلام ہونیکا بیان
کیا انھوں نے کہا اس کی خبر حضرت ابوعبیدہ کو ضرور ہے اسی وقت
ایک مسلمان جاسوس پہونچے کہ شب کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبیدہ کے خواب میں حاکم رومہ اور یوقنا حاکم حلب کی گفتگو کا
حال بیان فرمادیئے فلیطانوس حاکم رومہ یہ سن کر تھرتھرانے اور کانپنے
لگا علی الصباح لشکر اسلام نے صف آرائی کی اس طرف ہرقل پادشاہ
کا لشکر مستعد کارزار ہوا ہرقل پادشاہ کو زوال سلطنت کے خواب دکھائی
دیئے تھے دل سے مسلمان ہو گیا تھا مگر اپنے لشکر سے خوف کرتا تھا کہ
مار ڈالیں گے آخر اس نے اہل وعیال اور خزانہ کشتیوں میں بار کرکے خفیہ
دریا کی راہ سے یوروپ کے ملک میں چلا گیا اور اپنے سر کا تاج "
بالیس نامی غلام جو اس کا ہم شکل تھا اس کے سر پر رکھکر اپنا لباس
شاہی اس کو پہنا دیا تھا۔ فجر صحابہ نے حملہ کیا پہلے خالد بن ولید کا حملہ
ہوا ان کے ساتھ سعید بن زید بعد ان کے ربیعہ بن قیس بعد ان کے
میسرہ بن مسروق بعد ان کے عبدالرحمٰن بن ابی بکر بعد ان کے ذوالکلاع
حمیری یہ ذوالکلاع حمیری حمیر کے رئیس تھے حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں
ہیں ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دیکھا بارہ ہزار
حبشی غلام ان کے ذاتی زر خرید ان کے پاس موجود تھے تھوڑے ہی
زمانے میں ایسے مجاہد ہوئے فقط ایک بکری کا چمڑا پشت پر باندھے

ہوئے بازاروں میں ذات سے سودا خریدتے پھرتے تھے اللہ اکبر
یہ حال اہل اسلام کا تھا ان کو لاکھوں روپیہ جنگ میں غنائم ان کے
حصوں میں ملتے تھے راہ خدا میں صرف کرکے پھر فقر و فاقہ کھینچتے
تھے بعد ان کے فضل بن عباس نے حملہ کیا بعد ان کے مالک اشتر نخعی
نے حملہ کیا بعد ان کے عمرو بن معدی کرب الزبیدی نے حملہ کیا بعد ان کے
ابو عبیدۃ الجراح حملہ کئے دوسرے طرف سے حضرت ضرار معہ دوسو
سواروں کے جو قلعہ میں قید ہو گئے تھے یوقنا بادشاہ حلب ان کی بیڑیاں
کاٹ دیں۔ حضرت ضرار اور یوقنا معہ دوسو سواروں کے اس طرف سے
حملہ کئے اور بہن ضرار کی خولہ بنت ازور گھوڑے کو بڑھا کر بھائی کے
پاس پہونچی۔ راوی کہتے ہیں جب ضرار قید تھے ایک عربی مرثیہ
پُر درد لکھ کر اپنی بہن کے پاس بھجوائے تمام لشکر اسلام ضرار کی
تکلیف پر رو دیا۔ ہاں اس موقع پر پھر میں یہاں کے مشائخ جو اپنے
کو جہاد اکبر میں جانتے ہیں اور صحابہ جہاد اصغر کئے کہتے ہیں۔ کچھ
کچھ عرض کرتا ہوں۔ حضرت ضرار اور اصحاب جب قید میں تھے ہرقل
بادشاہ نے وزیروں سے مشورہ کیا۔ یہ مسلمان بڑے سخت ہیں کوئی

صورت ہمارے طرف پھرنے کی نہیں نکلتی وزیروں نے مشورہ دیا یہ
بھوکے اور پیاسے ہیں مدت ہوئی وطن سے جدا ہیں اب تجویز یہہ
ہو کہ ان کے مشکیاں بندھے رکھتا ان کے پاؤں میں گراں بیڑیاں
ہاتوں میں ہت کڑیاں ہو کہ ان کو لیٹنے کا موقع نہ ملے یہ بھوکے
رہیں پیاسے رہیں اقسام کے تکلیف میں ان کو رکھنا اور ان کے روبرو
ہمارے بڑے بڑے سرداروں کے جوان جوان لڑکیاں اقسام کے
کھانے آب سرد شراب کباب نرم بچھونے میسریاں وغیرہ سب عیش
ونشاط کا سامان ہو آخر اس تکالیف کی تاب نہ لاکر اس طرف ضرور
متوجہ ہوجائیں گے یہ سن کر ہرقل بادشاہ نے پسند کیا اور وہ سب
سامان مہیا کر دیا صحابہ کا یہ حال تھا بھوکے پیاسے لے چین بیڑیوں
میں کسے ہوئے ہزار طرح کی تکلیف ان کو وہ نصاری دیتے تھے مگر
نہ وہ سرداروں کی لڑکیوں کی طرف متوجہ تھے نہ وہ کھانے پینے عیش
وآرام کے طرف فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا
دھیان تھا۔ اور جب زبان کھولتے تھے تو یہی کہتے تھے الٰہی ہم کو
کب رہائی ہووے گا جو ہم یہ سگان روم کو قتل کریں یہی مضمون کا مرثیہ

اپنی بہن کو ضرار نے لکھا تھا۔ ہر شعر میں اپنی تکلیف لکھے تھے کب رہائی ہو کب میرا نیزہ ان رومیوں کے سینوں میں ماروں اور کب تلوار میری ان بے دینوں پر چلے آخر جب ان نصاریٰ نے دیکھا نہ یہ کھانے پینے کی طرف میل کرتے ہیں نہ یہ ان سرداروں کے حسین لڑکیوں کے طرف خیال کرتے ہیں بادشاہ سے عرض کئے اس نے کہا کہ اب ان کو قتل کیا چاہئے۔ اسی وقت صحابہ کے لشکر میں جنگ کا نقارہ بجا وہ نصاریٰ ادھر متوجہ ہوئے یوقنا شاہ حلب نے ان کی بیڑیاں کاٹ کر چھوڑ دئے یوقنا اپنا اسلام چھپائے ہوئے اسی کام کے واسطے بادشاہ ہرقل کے یہاں حاضر تھے انھوں نے قیدیوں کو رہا کر دئے آپ بھی ان کے ہمراہ ہو لئے ادھر ہرقل فرار ہو گیا خولہ بن ضرار کے گھوڑے سے گھوڑا ملا کر اپنے بھائی سے قصہ قید ہونے کا پوچھنے لگی آپ نے کہا اے بہن وہ کیفیت بیان کرنے سے بہتر یہ ہے کہ خدا رسول کے دشمنوں کو ماروں آ جا تو گھوڑے سے گھوڑا اور نیزے سے نیزہ ملا اگر مارے جائیں گے ہم دو میں سے کوئی تو ملیں گے کل کے دن نزدیک حوض سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے کیوں حضرات کیا

یہ نفس کی برخلافی نہیں ہے۔ کیا یہ جہاد اکبر نہیں ہے۔ الحاصل غازیان اسلام نے وہ تیغ زنی کی اور فتح و نصرت تھی اللہ کے طرف سے ستر ہزار رومی اور بارا ہزار نصاریٰ عرب مارے گئے اور بیس ہزار رومی قید اور اسیر ہوئے باقی بھاگ گئے دریا میں گر کر بہت سے ڈوب مرے اور بالیس غلام کو جس کو ہرقل پادشاہ نے اپنا لباس پہنا کر بھاگا تھا۔ ہرقل ہے سمجھکر حاکم رومہ نے گرفتار کر لائے اور وہ غلام قتل کیا گیا اور حاکم رومہ کے استقبال حضرت ابوعبیدہ اور سب صحابہ جا کر لے آئے اور وہ حضرت ابوعبیدہ کے ہاتھ پر اسلام لائے مال غنیمت بے شمار مسلمانوں پر تقسیم ہوا اور اس کا خمس یعنے پانچواں حصہ مدینہ منورہ کو حضرت عمر کی خدمت میں روانہ ہوا اور جب فتح کی خوشخبری کا خط لکھا گیا تو آئے زید بن واہب یہ غلام تھے عمرو بن سعید کے حضرت ابوعبیدہ کی خدمت میں عرض کئے یا امیر اس خط کو میں لے جاؤں گا اس وقت حضرت ابوعبیدہ فرمائے تم اپنے مالک عمرو سے اجازت لاؤ تب وہ عمرو بن سعید کی خدمت میں جا کر عرض کئے کہ میں مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری مدینے کو پہونچایا

چاہتا ہوں آپ کی اجازت درکار ہے آپ فرمائے ایسے کام میں
تم کو اجازت نہ دے کر میں بخیل ہو جاؤں جاؤ واسطے اللہ تعالیٰ کے
تم کو آزاد کیا اور میں امید رکھتا ہوں اس اجر میں کہ حرام کرے اللہ
تعالیٰ .... آتش دوزخ کی مجھ پر۔ پس زید اسی وقت سوار ہوئے
خط لیکر اونٹ پر روانہ ہوئے جب مدینہ میں پہونچے دیکھے
حضرت عمر کو باہر مدینہ منورہ کے جاتے تھے ہمراہ ازواج مطہرات
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے مکہ معظمہ کو اور تھے آپ
پیادہ پا ہاتھ میں عصائے رسول تھا پیچھے کجاؤں میں ازواج مطہرات
تھے اور تھے سیدھے بازو آپ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور
بائیں طرف حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ اور آپ وصیت فرماتے
تشریف لے جا رہے تھے زید کہتے ہیں میں سلام وعلیک کیا حضرت
نے جواب سلام دے کر فرمایا کیا خیر ہے میں نے عرض کی شہر انطاکیہ
اللہ تعالیٰ نے فتح کرایا اور میں اس کی خوشخبری لایا ہوں حضرت
عمر نے سنتے ہی گر پڑے واسطے اللہ کے بحالت سجدے کے دراز لیکہ
رگڑتے تھے اپنے منہ کو مٹی میں پھر اٹھایا انھوں نے سر کو اور خاک

آلودہ ہو گیا تھا منھ ان کا اور داڑھی ان کی اور خدا کا شکر کرنے
لگے اور خط پڑھکر اس کے مضمون پر رونے لگے پس کہا حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے کہ کس چیز سے ہے رونا تمھارا کہا حضرت عمر
نے اس چیز سے جو کیا ابو عبیدہ نے ساتھ مسلمانوں کے بہ تحقیق
نفس برا حکم کرنیوالا ہے یعنے اس خط میں حضرت ابو عبیدہ لکھے
تھے کہ مسلمان کہتے ہیں ہم یہاں کے میوے کھائیں گے اور یہاں آب
ہوا بہت اچھی ہے ہم ایک مہینہ آرام لیں گے کہ سالہا سال کے
تھکے ہوئے ہیں اور زخم درست کرلیں گے اور لڑکیاں اور عورتیں
روم کے جو ہزاروں غنیمت میں آئی تھیں ہم ان سے نکاح کریں گے
حضرت ابو عبیدہ نے تین روز سے زیادہ ان کو وہاں رہنے نہ دئے
اس خیال سے کہ شاید صحابہ آرام طلب ہو جائیں گے پھر حضرت
عمر نے وہ خط حضرت علی کو پڑھنے دئے اور آپ نے اس کا جواب
لکھکر مہر رسول خدا کی اس پر ثبت کرکے زید کو دئے اور اونٹ
پر سے ایک صاع خرمے اور ایک صاع ستو زید کو دے کر کہا
معذور جانو عمر کو اس واسطے کہ ان کے اسی قدر امکان میں تھا پھر

بوسہ لیا حضرت عمر نے زید کے سر کا پس روئے زید اور کہا کہ یا امیر المومنین نہیں پہونچا میں اس حد کو کہ بوسہ لو تم میرے سر کا حالانکہ تم سب مسلمانوں کے سردار ہو اور ساتھی حضرت رسول علیہ السلام کے ہو اور تمہیں پر ختم کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اربعین کو یعنے آپ کے اسلام لانے سے چالیس صحابہ پورے ہوئے تھے پس روئے عمر اور کہا امید رکھتا ہوں میں یہ کہ بخشے اللہ عمر کو بسبب تمہاری گواہی دینے کے واسطے عمر کے اور دعا دے حضرت عمر زید کو واسطے راستے کے خیر سے جلد طے ہو لے کے زید کہتے ہیں میری اونٹنی کے پیروں تلے زمین لپٹی جاتی تھی اتنا جلد پھر لشکر میں پہونچ گیا کہ سب کو حیرت تھی۔

فتح مداین کا مختصر حال

عراق اور عجم پر کسریٰ کے مقابلہ میں حضرت عمر نے حضرت سعد ابی وقاص کو امیر کر کے لشکر اسلام روانہ کئے جب دونوں لشکر مقابل ہوئے اہل عجم بڑے پہلوان تھے اور ان کی فوج میں بڑے بڑے ہاتھی تھے اور ان پر عجمی تیر انداز بیٹھ کر تیر مارتے تھے

اور خود ہاتھیوں کے سونڈوں میں تلواریں دے کر مارنا سکھائے
تھے۔ مثل پہاڑوں کے ہاتھی روبرو رہتے تھے ان پر سے تیر انداز
تیر چلاتے تھے عرب کے گھوڑے کبھی ہاتھیوں کو نہ دیکھے تھے پلٹنا
شروع کر دئے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ حال دیکھے ہاتھ
پھیلائے خلوص خاطر سے بخشوع وخضوع تمام پیش پروردگار ارض
وسما مشغول مناجات ودعا ہوئے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا
یکایک جو ہاتھی روبرو تھا پیچھے ہٹ گیا اور مداین کی راہ لی اُسکے
پلٹنے سے سب ہاتھی پلٹ گئے ان کے بھاگڑ سے ہزاروں عجمی پامال
ہو گئے کسریٰ کے لشکر میں ایک پہلوان تھا رستم زاد جس کو رستم ثانی
مثل ایک دیو کے تھا جس کے جسم پر کئی من فولاد چار آئینے زر سے
بکتر پڑے تھے اس پر کسی کی تلوار کارگر نہ ہوتی تھی اور اس نے
کئی مسلمانوں کو شہید کیا تھا آخر خوف سے اس کا مقابلہ کرنا
دشوار ہو گیا اور اس کا حال سن کر خود حضرت سعد رضی اللہ عنہ
اس سے لڑنے اس کی تلاش کر رہے تھے اس کے قتل کا سامان
یہ ہوا۔ راوی کہتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ راتوں کو خفیہ اپنے

لشکر کی خبر لیتے پھرا کرتے تھے ۔ ایک شب ایک شخص جس کا نام ابو محجن تھا شراب پی رہے تھے آپ نے ان کو پکڑا منگا کر حد شرب قم ان پر جاری کر کے ان کو کسی کے تحویل میں رکھے تھے یہ ابو محجن قید میں بیٹھے بیٹھے اور رستم ثانی کی بہادری کا حال دیکھ رہے تھے اور وہ صحابہ سے لڑتا تھا یہ جسکی تحویل میں تھے ان سے کہے ذرا میری بیڑیاں نکال دو انھوں نے بیڑی نکال دی اور ابو محجن نے پہونچکر اس رستم کے سینے میں ایسا نیزہ مارا کہ پشت سے پار نکلا اور اس کی روح جلد دوزخ میں پہونچی اور اسرائنیوں میں اس کے مارے جانے سے بھاگڑ پڑ گئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دیا ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس حال سے مطلع ہوکر فرمائے اگرچہ اس شخص کے بہادری سے فتح ہوئی مگر میں وہ سزائے شرعی جو شراب خوری کی ہے اس کو اس فتح کے عوض موقوف نہ کروں گا یہ سن کر وہ ابو محجن پھر اسی قید میں اپنے سے جا کر مقید ہو گئے بعد کئی روز کے ان سے توبہ کرا کے آپ نے رہا فرمایا ۔ کہتے ہیں جب قادسیہ سے شکست کھا کر اہل فارس فرار ہوئے فقط اپنی جانیں سلامت لے لئے اور مال خزانے وہاں کے اہل اسلام کے ہاتھ آئے

اور کسریٰ پادشا اس شکست کا حال سنکر تین دن مغموم رہا محلسرا سے
باہر نہ آیا اور اسی کوفت سے مرگیا اور اس کا بٹیا یزدجرد تخت پر
بیٹھا اس نے بھی بہت لڑائیاں لڑکر شکست اٹھاکر بھاگا مداین جو
اس کا تخت گاہ تھا اس سے چھوٹ گیا۔ وہاں کا مال خزانے
مسلمانوں کے ہاتھ آئے جنگل جنگل اس کے ملازم زر و جواہر لئے ہوئے
اس کے پیچھے بھاگتے تھے اور اہل اسلام ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کو قتل
کرکے وہ مال خزانے میں داخل کرتے تھے جواہر سے بنائے ہوئے
چھوٹے اونٹ اور کسریٰ کا تاج ہتیار اور مسند جڑاوی سب
چھین لائے صحابہ کا یہ حال تھا جانفشانی کرکے اکیلے ان سے لڑکر قتل
کرکے ایسے ایسے جواہر بیش قیمت لاکر جواہر خانے کے داروغہ کے
حوالے کردیتے تھے وہ نام پوچھے تو نہ بتاتے تھے کس لئے کہ خدا کے
واسطے یہ کام کرتے تھے کچھ اپنا نام کرنے کے لیے نہ کرتے تھے یزدجرد
کی بیٹی جواہر پہنے ہوئے اور کئی غلام اور کنیز اور زنان خدمتی ہمراہ
اور کئی سوار جرار لئے ہوئے محافے میں سوار اپنے باپ کے پاس چلی
تھی چند صحابہ جو اس طرف تھے ان کو دیکھکر دوڑ پڑے اور لڑکر ان

سواروں کو قتل کر کے وہ محافہ شہزادی کا معہ لونڈیوں کے حضرت
ابو عبیدہ کے پاس پہونچائے حضرت مخبر صادق اس کی خبر فرما چکے
تھے سَتُفْتَحُ عَلٰی اُمَّتِیْ کُنُوْزُ کِسْرٰی وَقَیْصَرَ یعنے قریب ہے کہ خزانے
کسریٰ اور قیصر کے میری امت پر کھل جائیں اور مال غنائم کے تقسیم کا
یہ قاعدہ تھا جو مسلمان کافر کو قتل کرتا مقتول کا گھوڑا ہتیار زرہ وغیرہ
سب اسی کا حق ہوتا اور پھر سب غنیمت میں سے حصہ الگ ملتا تھا
چنانچہ یرموک کے فتح کے دن ایک ایک سوار کو چودہ چودہ ہزار مثقال
سونا اور ایک ایک پیدل کو آٹھ آٹھ ہزار مثقال سونا سوائے چاندی
ہتیار لباس عورتیں وغیرہ تقسیم ہوئے اور شہر کھنسا کے فتح کی تقسیم پر
سوار کو دس دس ہزار مثقال سونا اور ہزار ہزار وقیہ چاندی اور
قسم لباس پوشاک گھوڑے نصاریٰ کو حویلیاں وغیرہ ملے اور اس
مال سے خمس یعنے پانچواں حصہ مدینہ منورہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کے خدمت میں اتنا بھیجا گیا کہ ایک سندسطلوس کی جو حضرت مرتضیٰ
علی کے حصہ میں بیت ہزار درہم کے معاوضے میں آئی کئی چند زیادہ
قیمت پر فروخت ہوئے اسی طرح ہر ملک کے فتح کے بعد وہاں تقسیم ہو کر

اس کا خمس یعنے پانچواں حصہ مدینہ منورہ کو خلیفہ کی خدمت بھجوا دیتے
وہ خلیفہ موافق حکم اور عادت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے سب اہل مدینہ صحابہ اور اہل بیت کو تقسیم کرتے تھے اور یتیم اور بیوائیاں
مساکین وغیرہ ان سب کا بھی ازوقہ اس سے ہوتا یرموک کی لڑائی
کے فتح کا جو زروجواہر تقسیم ہوا اس کا خمس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی
خدمت میں حضرت ابوعبیدہ نے روانہ کیا وہ سب اہل مدینہ پر حضرت
عمر نے تقسیم کئے اور جو خمس کسریٰ کے جنگ کے فتح کے بعد آیا یعنے قادسیہ
وغیرہ سے وہ پچاس کروڑ درہم اور دو کروڑ دینار مدینہ کو بھجوائے گئے
اور جب مداین فتح ہوا تمام زروجواہر صحابہ غازیوں کو تقسیم ہو کر اسکا
پانچواں حصہ اتنا ہے تو کل کتنا ہوگا فقط مسند کسریٰ کی حضرت عمر
نے حضرت علی کے مشورہ سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرا کے سب کو
تقسیم کر دئے اس کا ایک ٹکڑا بیس بیس ہزار دینار کو فروخت ہوا
اور ایک شخص جس کا نام محکم بن روحہ تھا اس کو بلوا کر حضرت عمر نے
کسریٰ کا مرصع تاج اس کے سر پر رکھے اور اس کا جواہر نگار مرصع لباس
اس کو پہنائے اور جواہر کا کمر بند اس کی کمر پر باندھے اور اس کے

جڑاو ہی ہتیار بھی اس پر سجائے اور اسی کی مسند پر بیٹھائے تمام اہل
مدینہ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائے اور فرمائے
دیکھو یہ کسریٰ بادشاہ تھا اسی تاج اسی سامان شاہی پر تمام شاہاں
روئے زمین پر اپنا فخر اور تکبر کرتا تھا آج کے دن کہاں ہے ملک
اور کہاں ہے دولت اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کے قبضہ میں کردیا
یہ بادشاہ تھا مدائن کا اپنے ملک و دولت خویش و اقارب سے جُدا
خانماں آوارہ ہوا وہ غلام اور کنیزیں کیا ہوئیں وہ لشکر وہ پہلواناں
وہ ہاتھی کدہر گئے فضیحت دنیا اور خرابی عقبا میں مبتلا ہوا جو
نادان ہو اس دنیا کی زینت پر فریب میں آوے صحابہ کو یہ حال
دیکھکر کمال حیرت ہوئی اور عبرت ہوئی پھر آپ نے فرمایا کسی کے
استحقاق زیادہ ہوں تو اُٹھ کھڑے ہوکر روبرو آوے یہ سُن کر
عبدالرحمٰن بن ابی بکر اُٹھے عرض کی یا امیر المومنین میں پسر ہوں
صاحب اور خلیل رسول مقبول کا جس نے پہلے سب سے ایمان لایا
اور جس نے حضرت کو اپنی پشت پر اٹھایا اور حضرت کی تصدیق
کی اور نصرت کی اور اپنا مال راہ خدا میں بخشش اور تصدق کیا

اور حضرت کے ساتھ داخل غار ہوکر یار غار ہوا حضرت کے روبرو
کافروں سے جہاد کیا اور جھگڑنے والوں سے جھگڑا جس کی شان
میں آیت نازل ہوئی لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ
یعنے کوئی تم میں سے برابری نہیں کرسکتا اس شخص کی جس نے اپنا مال
بذل کیا پہلے فتح مکے سے اور مقاتلہ کیا راہ خدا میں یہ سن کے عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ تو اپنے دعوی میں سچا ہے اور تو نے
بہت کم فضیلت اپنے باپ کی بیان کی پھر ایک خلعت اور دو ہزار
درہم عطا کئے بعد اس کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اُٹھ کر
اپنی سعی کوشش دین میں کرنے کے حالات اور فضائل بیان کئے
حضرت عمر نے فرمایا آپ سچے ہیں پھر آپ کو بھی ویسی ہی خلعت
اور دینار عطا فرمائے پھر آپ نے حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے
طرف دیکھ کر فرمایا اے گل وریحان نبی اے سرداران شباب
اہل جنت اے نواسے رسول مقبول کے اے لخت جگر فاطمہ زہرا
بتول کے اے فرزند علی مرتضی برہنہ شمشیر خداوند عالم کے قرآن تمہارے
گھر میں نازل ہوا تم پانچ آل عبا میں چھٹے جبرئیل علیہ السلام داخل

ہوئے جو ان کو فخر سا وس آل عبا ہونے کا ہوا غرض اسی طرح دو نوں کے مناقب بیان فرما کر بیس بیس ہزار درہم دونوں کو دئے اس وقت جناب علی علیہ السلام فرمائے اے عمر لِلّٰہِ دَرُّكَ یعنے حق تعالیٰ تم کو اجر نیک اور جزائے خیر عطا کرے کہ مثل تمہارے کون شخص ایسا کلام کرتا ہے اور کون اہل بیت کے ثنا خوانی اور شکر گزاری اور پاسداری کرتا ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کے طرف دیکھ کر خطاب کئے ہے کوئی جو امور خیر میں بہتر اور سابق ہو یہ سنکر عبد اللہ ابن عمر روبرو کھڑے ہوئے اور عرض کئے اے پدر بزرگوار کیا آپ کا پسر نہیں ہوں اور کیا آپ اس امت میں شایان فضائل وحمد وافتخار نہیں ہیں اور کیا آپ کے لئے فصاحت وبلاغت اور وقعت اور وقار حاصل نہیں ہے کہ آپ نے اسلام ومسلمین کی نصرت کی اور آپ نے سنت وسیرت سید المرسلین کی متابعت کی اور آپکے حق میں حق تعالیٰ نے یہ فضیلت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے اے نبی تیرے امداد کے لئے حق تعالیٰ کافی ہے اور مومنین سے جس نے تیری اتباع

اور پیروی کی نصرت کو کفایت کرتا ہے اور آپ نے اسلام کو
ایسا غلبہ دیا کہ عبادت خدا جو اخفا کی جاتی تھی وہ بالاعلان بجا
لاتے ہیں تب عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے فرزند شقی وہ ہے
جو اس دنیائے ساحرہ یعنے فسونگر شعبدہ باز کے فریب میں آوے
اور سعید وہ ہے جو عاقبت اور آخرت کے امور خیر عمل میں لائے
اور پھر یہ آیت پڑھی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ یعنے جو کوئی نیک
کام کرتا ہے اس کی ذات خاص کے لئے ہے یہ کہکے عبد اللہ اپنے
بیٹے کے واسطے ایک ہزار درہم کا حکم دے اس وقت عبد اللہ نے
اظہار اپنی حقیقت کا کئے اور کہے اے والد بزرگوار میں نے ہجرت
کی ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے سے مدینے کو اور
میں مہاجرین سے ہوں اور میں اپنا مال حضرت پر نثار کیا ہوں
اور میں نے دین کی نصرت کی ہے اور میں نے جماعات روم کو
پراکندہ کردیا ہے اور ان کے جیش کو جنبش میں لایا ہے اور میں
نے کسی نہج تقصیر و کوتاہی نہیں کی با این ہمہ آپ میرے لئے
خدا کے مال کثیر سے امر قلیل کرتے ہیں یعنے آپ میرے حق میں

بہت کمی کی حال آنکہ آپ نے حسنین کو اس قدر دیا ہے تب حضرت عمر نے کہا اے فرزند راہ انصاف پر قدم رکھ اور پیروی اسراف کی نہ کر میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ مثل جد امجد دونوں کے اگر تیرا بھی جد ہوتا تو اسی مقدار میں تجھ کو بھی دیتا یا جیسی ان دونوں کی والدہ ماجدہ ہے تیری بھی ویسی ماں ہوتی تو تجھکو بھی انکے برابر حصہ دیتا اور اگر تیرا باپ بھی ان کے باپ کے برابر ہوتا تو میں تجھکو بھی اسی قدر پر رضامند کرتا ولیکن اے فرزند روز قیامت جتنے نسب جتنے حسب اور جتنے قرابتیں ہیں وہ سب منقطع اور مخفی ہو جائیں گے مگر نسب بتول زہرا کے ثابت و روشن رہے گا راوی کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ دربارہ بنت کسریٰ حکم کئے کہ روبرو لاؤ چنانچہ وہ شہزادی روبرو جو آئی تو اس کے تن پر پوشاک نفیس اور زیور و جواہر سے بہت کچھ تھا تب ایک شخص کو حکم کئے کہ متاع و زیور وغیرہ اس کے بدن سے اتار لے تا اس کی قیمت میں لوگوں کے لئے اضافہ کیا جاوے آخر وہ شخص شہزادی کے طرف آگے بڑھا تا کہ وہ سب اسباب اُتار لیوے مگر شہزادی نے اس کو منع کیا اور

اس کے سینے پر دوہتڑ مارا کہ وہ باز رہا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیظ و غضب میں آئے اور لوگ اس ملکہ معظمہ پر تازیانہ بلند کئے ہوئے منتظر حکم کے تھے اور وہ روتی تھیں اس وقت علی علیہ السلام بولے اے امیر المومنین مَعلاً[ع۱] اَعَزِیزًا ذَلَّ وَغَنِیٌّ قَوْمٍ افْتَقَرَ۔ یعنی جو عزیز و رئیس قوم کہ ذلیل و خوار ہو جائے اور غنی و تونگر کسی قوم کا محتاج و نادار ہو جاوے تو ان پر رحم کرو یہ کلام سنکر طیش حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرو ہو گیا۔ اور پھر جو اس شہزادی کے طرف نگاہ کی تو یہ دیکھا دھی تحدق بالنظر الی الحسین بن علی رضی اللہ عنہما یعنے وہ شہزادی گوشہ چشم سے بانظر تیز سے حسین بن علی علیہ السلام کو دیکھ رہی ہے اس وقت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔ یعنے فراست و فطانت مومن سے ڈرتے رہو اور ملحوظ خاطر رکھو کہ وہ بقوت نور خدا مشاہدہ کرتا ہے چنانچہ میں جو دیکھتا ہوں تو یہ لڑکی حسین بن علی کو بچشم التفات اور تیز نگاہ سے

ع۱ معلا یعنے غصہ نکر اور افروختہ خاطر نہو تحقیق کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ارحموا عزیزا

(۲۱)

رکھتی ہے سو مجھ پر یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ دختر تمام مردم
میں سے طرف حسین کے ارادت وعقیدت رکھتی ہے۔
.... اس لئے کہ ہم لوگوں میں حسین
سے بہتر کوئی نہیں ہے بعد ازاں کہا کہ اے ابا عبد اللہ اس لڑکی کو
لو کہ یہ میری طرف سے تمہارے لئے ہدیہ و تحفہ ہے چنانچہ علی
علیہ السلام اور جو لوگ اصحاب وغیرہ حاضر تھے وہ سب اس
امر میں شکر گزار اور منت پذیر عمر رضی اللہ عنہ کے ہوئے اب
ناظرین انصاف کریں شہر بانو اس صاحبزادی کا نام ہے۔ یہ
بیٹی یزدجرد بادشاہ عجم کی اور پوتی کسریٰ کی ہے ان کے گھر ہزاروں
برس بادشاہت رہی یہ بی بی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام
اور بہو ہے حضرت علی اور بی بی فاطمہ زہرا کی صحابہ جنگ کر کے
ان کو لے آئے حضرت عمر نے امام حسین علیہ السلام کے نذر کئے
اب ہم حضرات شیعہ سے پوچھتے ہیں یہی بی بی سادات کی والدہ ہے
حضرت زین العابدین سید سجاد کی ماں ہے اس بی بی کو امام حسین
کو دینے سے حضرت علی حضرت عمر کے شکر گزار تھے اور بھائی شیعہ

شکر گزاری نہ کریں تو عمر کو گالیاں تو نہ دیں اور ایک بات یہاں
لکھنے کی ہے کہ یہ بی بی عجم سے اپنے باپ یزدجرد بادشاہ کے گھر سے
تو اس تکلف سے آئیں اور حضرت امام علیہ السلام کی شہادت
کے بعد جو شام کا سفر ہوا اس بی بی کو اونٹوں پر لے جانے والے
مسلمان کلمہ گو تھے انھوں نے ایک چادر بھی باقی نہ رکھا جو منھ چھپا لیتی
فقط سر کے بالوں سے منھ ڈھانک لیتی تھی اللہ اکبر کیا سخت
ظالم تھے۔ راوی کہتے ہیں ایسے ایسے زر و جواہر اور ایسے زرین و ریشمی
لباس اور کروڑہا روپیہ نقد جب مدینے کو حضرت عمر کے روبرو آئے
اس کو دیکھکر آپ روئے اور فرمانے لگے تف ہے اس شخص پر جو
دنیا سے تقرب چاہتا ہے اور اس کے طرف مائل ہوتا ہے راوی
کہتے ہیں قسم ہے خدا کی حضرت عمر نے اس مال کثیر اور زر خطیر
میں سے ایک حبہ اپنی ذات کے لئے کچھ نہ لئے تب بیٹی آپ کی
ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین،
کاش آپ اپنے نفس کو راحت و آسائش دیتے کوئی کھانا اچھا
کھاتے اور کوئی لباس نفیس پہنتے کیا خوب ہوتا کیونکہ اللہ تعالی نے

بہت کچھ مال و زر اور فتوحات دیئے ہیں یہ کلام اپنی صاحبزادی حفصہ
کا سنکر غصے سے چہرہ متغیر ہوگیا اور فرمایا تجھکو قسم خدا کی دیتا ہوں
تو مجھ سے بیان کر کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لئے کیا کیا چیزیں،
بہترین بیت المال مسلمین سے اپنے لئے ذخیرہ کی تھیں انھوں نے
کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہمگی دو کپڑے تھے کہ بس وہی
عیدین اور جمعوں میں اور روز دعوت میں پہنتے تھے پھر عمر رضی اللہ
عنہ نے پوچھا کہ کھانا تم بی بیوں کے یاں کیا کیا اور کیسا نوش
فرماتے تھے حفصہ رضی اللہ عنہ نے کہا نان جوین پھر پوچھا بستر حضرت کا کیا تھا حفصہؓ نے کہا ہم لوگوں کے پاس ایک
کملی تھی کہ ایام گرما میں اس کو اپنے نیچے بچھاتے تھے اور جاڑوں
میں آدھی بچھاتے اور آدھی اوڑھتے تھے بعد ازاں حضرت عمر
نے کہا اے حفصہ مثل میرے اور میرے دو صاحبوں کی گویا مثل
ان تین آدمیوں کے ہے کہ وہ تینوں ایک ہی راستہ پر چلے چنانچہ
پہلا جو آگے چلا گیا اس کے ساتھ زاد راہ تھی وہ تو جا پہونچا پھر
پیچھے ان کے دوسرا چلا اور اسی کی راہ پر گیا تو وہ بھی اس کے پاس
جا پہونچا بعد ازاں وہ تیسرا چلا پس یہ ان دونوں کی ساتھ رہا اگر

ان دونوں کے راستہ سے بے راہ ہو گیا تو ہرگز ان کے ساتھ نہ پہونچیگا
راوی کہتے ہیں ابو نعیم جو مال اور زر و جواہر اور خط فتح عجم کا لے
آئے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب وہ سب تقسیم کر کے اپنے
مکان پر تشریف لے چلے تو مجھے ہمراہ لے گئے اور وہ گھر ام کلثوم جو
آپ کی بی بی تھی صاحبزادی بی بی فاطمہ زہرا کی وہاں لے جا کر مجھے
اپنے پاس بلالئے میں دیکھا اس گھر میں ایک کھال بچھی ہوئی ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے اور
ایک تکیہ صوف کا اور ایک کمل اوڑھنے کی دھری تھی بس تمام گھر کی
زندگی یہی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم سے فرمایا کہ کچھ
کھانے کو لاؤ تو آپ نے کھٹی چھاچ جو حضرت کے لئے رکھی تھی لاوی
کہ آج آپ کے لئے یہی غذا ہے۔ آپ نے فرمایا اس مہمان کے لئے
کچھ ضرور ہے بی بی نے کہا اس کے سوائے کوئی شئے نہیں ہے پھر کسی
دوسروں سے کچھ روٹی سکھ لاکر بی بی نے مہمان کے لئے دیا۔ راوی
روایت کرتے ہیں ملک شام کے جنگ میں حضرت عبداللہ بن حذافہ
رضی اللہ عنہ نصاری کے نرغہ میں قید ہو کر ہرقل بادشاہ کے پاس
بھیجے گئے اہل اسلام کو ان کی گرفتاری کا کمال الم تھا حضرت ابو عبیدہ

رضی اللہ عنہ حضرت عمر کی خدمت میں لکھے حضرت عمر نے ایک خط
انکی رہائی کے بارے میں ہرقل پادشاہ روم کو لکھا اس نے حضرت
عبداللہ بن حذافہ کو قید شدید سے رہا کر کے کچھ لوگ ان کے ہمراہ
کر کے مدینہ منورہ کو روانہ کیا چلنے کے وقت ایک دریکتا حضرت
عمر کی نذر تحفہ بھیجا جس کی قیمت مدینہ منورہ میں نہ ہو سکی ایسا
بیش قیمت تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اکابر اصحاب اہل مدینہ
کو جمع کر کے ممبر پر تشریف رکھ کے فرمانے لگے اے مسلمانوں
اے اصحاب رسول مقبول میرے لئے ایک در بے بہا کلب روم
نے تحفہ بھجوایا ہے۔ سبھوں نے کہا یا امیر المومنین آپ اس کو
لینا۔ پس آپ اس کو بکوا کر سب مسلمانوں کو تقسیم کر دئے۔ اصحاب
رسول مقبول کی دعا کی قبولیت کا یہ حال تھا حضرت شرجیل بن
حسنہ کاتب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑے بطریق
سے مقابلہ ہوا جب گھوڑے تھک گئے ہتیار ٹوٹ گئے وہ بطریق
بڑا زبردست پہلوان تھا اور یہ ہمیشہ کے مجاہد روزے بہت رکھتے
تھے اور لاغر جثہ ناتوان تھے اور وہ ظالم تنا ور تھا آپ کے سینہ پر

چڑھ بیٹھا چاہتا تھا ذبح کرے آپ پکارے یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ
بس پہونچا ایک سوار زرہ پوش اور اسی وقت اس پلید کو آپکے
سینہ پر سے کھینچکر قتل کر ڈالا۔ کسریٰ کے جنگ میں صحابہ سوار ہوکر
اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دئے سب گھوڑے پیر کر اس کنارے
پر نکل گئے وہاں جاکر عجمیوں کو قتل کئے اور مصر پر رود نیل کی
طغیانی بڑے زور پر تھی حضرت قیقاع رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے کو
دریائے نیل میں ڈال دئے اور زبان سے فرماتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ
وَعَلیٰ بَرَکَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِنَّکَ تَعْلَمُ اَنَّنَا اَفْضَلُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ
عِنْدَکَ وَقَدْ فَرَقْتَ لَھُمُ الْبَحْرَ۔ یعنے میں ابتدا کرتا ہوں بنام
خدا اور اوپر برکت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اے پروردگار تو بہتر
جانتا ہے کہ ہم لوگ تیرے نزدیک بنی اسرائیل سے افضل ہیں حالانکہ
تونے ان کے لئے دریا کو پھاڑ دیا اس میں راستے بنا دیا۔ راوی کہتے
ہیں حضرت قیقاع کے پیچھے سب صحابہ بھی گھوڑے ڈال دئے اور
پار اتر گئے ایک گھوڑے کا سُم بھی نہ بھیگا ان صحابہ میں اولاد ہاشم
حضرت مسلم بن عقیل فضل بن عباس اور زیاد ابن ابی سفیان وغیرہ

تھے ان کے ہاتھ سے بہت سے رومی مارے گئے اور بہت سے دریا
میں ڈوب مرے اصحاب رسول مقبول آپس میں ایک کے ایک جاں نثار
تھے یکبار حضرت خالد بن ولید معہ چند صحابیوں کے اسیر ہو گئے ملک
شہر یاض لے ان کو معہ ہزار سوار کے قلعہ راس العین میں والی راس العین
کے پاس بھیجدیا اس نے بڑی کنیسہ میں جہاں اب جامع مسجد ہے
طوق وزنجیروں میں جکڑ کر قید رکھا یہ وہ کنیسہ تھی جس کے دروازے
پر ایک عرب کی تصویر بناکر اس پر لکھدئے تھے ھذا النبی العربی
یہ کہ یہ شخص عربوں کا نبی ہے جب کوئی نصاری اس کنیسہ میں جاتا
اس پر تھوک کر جاتا اب مسلمانوں کی جاں نثاری کو ملاحظہ کیجیے حضرت
یوقنا حلب کے بادشاہ معہ اپنے چالیس مصاحبوں کے اور حضرت
سعید بن زید یہ سب اپنی مشکیاں بندھا کر عاصم بن رواحہ ایک عرب
جو سردار پانسو عرب کے تھے اور وہ نومسلم تھے ان کو والی راس العین
اپنی قوم میں سے ہی سمجھتا تھا اور ان پر اس کا اعتماد تھا ان سے
یہ صحابہ کہے ہم کو قیدی بناکر پادشاہ سے کہو میں ان کو قید کر لایا ہوں
اور وہیں بھجوا دو جہاں خالد بن ولید قید ہیں اور یہ سب اپنے لباس

میں ایک ایک تلوار چھپا کر لے گئے تھے ادہر سے دامس ابوالہول معہ
چار سو حبشیوں کے یہ بھی ایسے ہی قیدی بنے ہوئے اسی قید خانہ میں
اپنے کو داخل کئے منصفو یہ محل غور کا ہے دیکھو اسلام کیا کرتا ہے۔
یوقنا بادشاہ حلب کا اپنی بادشاہت چھوڑ کر مسلمان ہوکر ایک مسلمان
بھائی کی کمک کے واسطے اپنی اور اپنے ہمراہیوں کی مشکیاں بندھوا
لیکر لاکھوں رومیوں کے قید میں قلعہ میں جاکر قید ہو جانا یہ انھیں مسلمانوں
کا کام تھا۔ الغرض حضرت امیر غنم رضی اللہ عنہ کو حضرت خالد کے
قید ہونے سے بڑا جذبہ ہوا اور تمام مسلمان تاسف کرتے تھے کفار خوشی
سے نرسنگا بجا رہے تھے حضرت امیر غنم رضی اللہ عنہ نے لشکر کشی
کئے مسلمانوں نے جنگ کی داد دی اسی ہزار ساڑھے سات سو رومی
قتل ہوئے اور باقی گرفتار ہوئے ملک شہر یاض کو حضرت عبداللہ
بن قرط اور عبداللہ بن قرط اور عبداللہ بن عیاض قتل کئے اور بعد
اس کے حضرت امیر غنم لشکر ملک شہر یاض پر بھجوائے تمام لطریق
شب کو آپس میں قسم عہد کرنے اور عبادت کرنے اور صلیب سے مدد
مانگنے صومعہ میں گئے اصحاب نبی اسی کے بازو کے مکان میں قید تھے

ہتھیار بھی وہاں عمدہ عمدہ موجود تھے بیڑیاں ہتھکڑیاں عاصم وغیرہ
چوکیداروں نے نکال ڈالے اور یہ سب ہتھیار اٹھاکر ایک بار
تحلیل اور تکبیر کہتے ہوئے ان بطریقوں پر جاگرے تمام سرداروں
کو اور اس رئیس کو قتل کیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس داستان میں بیت المقدس کے جنگ کا حال ہے جس کے
فتح کی خبر مخبر صادق علیہ السلام فرما چکے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اس کی فتح ہوئی انگریزی تواریخ میں مفصل
حال لکھا ہوا ہے آج تک تمام عیسوی لاکھوں کی جمعیت لیکر بہت
جہاد کیے ہزارہا نصاری مارے گیے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر مسلمانوں
ہی کا قبضہ رکھا اور اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دو صاحبزادوں
پر حد شرح جاری کرنے کا حال بھی ہے۔

مثنوی

حال ہے حضرت عمر فاروق کا | جس کے وصف ہیں خدا اور مصطفےٰ
وقت رحلت حضرت صدیق نے | یوں کہا عثمان ذی النورین سے
ایک خلافت نامہ لکھکر آج دو | تاکہ میرے بعد کچھ جھگڑا نہ ہو

تام حضرت نے نہ فرمایا کوئی ہاں ایسے میں بحال بے ہوشی اک طاری ہوئی

وہ لکھا کاغذ جو ذی النورین نے نام سے حضرت عمر فاروق کے

آپ بولے مرحبا عثماں تجھے ہیں لکھا پایا انھیں کے واسطے

پھر دریچے سے سر اقدس نکال بولے یاروں سے محب ذوالجلال

آگیا ہے اب مرا وقت اخیر واسطے سب کے کیا ہوں اک امیر

مرتضیٰ نے یوں کہا صدیق سے لیے عمر کے ہم نہ راضی ہوئیں گے

جب خلافت پر ہوئے حضرت عمر کفر و ظلمت ہو گئے زیر و زبر

یوں تو ظاہر ہیں فضائل آپ کے خلق میں عادل عمر مشہور تھے

دل یہی کہتا تھا مجھکو بارہا تو بھی لکھ کچھ حال ان کے عدل کا

رکھتے تھے قبضے میں اپنے وہ امام ترک اور مصر و عرب ایران و شام

تھی گزر مزدوری پر اس شاہ کی دھوپ میں اینٹیں بناتے تھے کبھی

ایک دن فاقوں کے باعث آپنے یوں خزانے کے کہا داروغہ سے

کام رہتا ہے خلافت کا مجھے کم ہے فرصت واسطے مزدوری کے

قرض بیت المال سے ہو کچھ عطا حق تعالی چاہے کروں گا ادا

تھے خزانے پر صحابی رسول عرض کر فاروق سے ہو کر ملول

ایک نوشتہ دو امیر المومنین — تا ادائے قرض مرنے کا نہیں

سن کے فرمائے عمر تب اشکبار — موت میں بھائی ہے کس کا اختیار

قرضدار آتش میں کھینچے جائیں گے — ایسے قرضے سے تو ہے فاقے بھلے

کیا لکھوں تقویٰ عمر کا دوستو — ایک دن دیکھا علی نے آپ کو

برکہ پر بیٹھے ہیں چادر دھوتے ہیں — سونگھتے جاتے ہیں اسکو روتے ہیں

پوچھا مولا نے ہے کیا حالت عمر — آپ نے فرمایا اشک آنکھوں میں بھر

آ گیا تھا مشک بیت المال کا — ہاتھ اس چادر کو شاید لگ گیا

ہو گئی ہے مشک کی چادر میں بو — کیا کہوں کا کل خدا کے روبرو

دھو رہا ہوں رو رہا ہوں یا علی — پرسش اسکی روز محشر ہوئے گی

رو کے فرمائے جناب مرتضےٰ — آہ رے تقویٰ عمر فاروق کا

گرچہ اپنے عہد میں وہ دیندار — شہر قبضے میں کئے ہیں لے شمار

گبر و نصرانی کیانی پہلواں — لے دئے جزیہ پاتے تھے امان

حال ہے بیت المقدس کا عجیب — فتح یہ حضرت عمر کے تھی نصیب

اس لئے لکھتا ہوں اسکا ماجرا — پہلے یہ قبلہ مسلمانوں کا تھا

تھے بہت عالم وہاں نصرانیاں — حضرت عیسیٰ تھے جن پر مہرباں

انبیا بحد ہیں اور موسیٰ کی قبر — بی بی مریم مادر عیسیٰ کی قبر

شہر مسجد کا سمک سے تا سماک — جس کا ہے بیت المقدس نام پاک

اور غار انبیا بھی ہے وہاں — لاکھ سے زائد ہیں واں پیغمبراں

دل لگا کر مومنانِ باصفا — حال اس کے فتح کا سنئے ذرا

بوعبیدہ فتح پا یرموک سے — خط یہ خدمت میں خلیفہ کے لکھے

جاویں ہم قیساریہ کے جنگ پر — یا کریں بیت المقدس کا سفر

خط امیر المومنیں نے جب پڑھا — مشورہ اصحابِ پیمبر سے کیا

تب کہا مولا علی نے اے عمر — چاہئے بیت المقدس کا سفر

بولتے تھے یوں جناب مصطفےٰ — فتح پہلے بیت الاقدس ہوئیگا

کر کے تصدیق آپ کی بولے عمر — سچ کہے جو کچھ کہے خیر البشر

بوعبیدہ کو لکھے وہ ذی شعور — جنگ ہے بیت المقدس کی ضرور

دیکھ وہ نامہ ہوئی سب کو خوشی — کی مقدس بیت پر لشکر کشی

سی ہزار ایمان دار اصحاب یار — چار ماہ تک لڑتے تھے لیل و نہار

سردی تھی جاڑا تھا موسم برف کا — لشکرِ اسلام صابر تھا بڑا

ان میں اکثر تھے صحابی نبی — لڑتے تھے اور فتح کچھ ہوتی نہ تھی

بند دروازے کئے تھے شہر کے | عیسوی رومی ہزاروں جمع تھے

حملے کرتے تھے مسلمان جوش سے | سینکڑوں دونوں طرف مارے گئے

کہتے ہیں اصحاب ہم جب جا لڑے | آدمی کیا تھے فلک تھرّا گئے

جب صدا تکبیر اور تہلیل کی | سنتے تھے تھرّاتے تھے سارے شقی

رومیوں کو یاں کے استقلال تھا | ہم سے کرتے تھے نہ اندیشہ ذرا

ایک عالم ان میں تھا انجیل کا | معتقد تھے سب بھروسہ اُس پہ تھا

عالم اور فاضل تھا اور عابد تھا وہ | عمر اسکی تھی بڑی زاہد تھا وہ

بوعبیدہ اور خالد بن ولید | حمّلے کرتے تھے نہ ڈرتے تھے پلید

ایک دن وہ بوڑھا عالم بام پر | چڑھ کے بولا آؤ سردارو ادھر

سب مسلمانوں سے یہ کی گفتگو | روبرو لاؤ بڑے سردار کو

بوعبیدہ روبرو اس کے گئے۔ | دعوت اسلام بھی کی آپ نے

وہ کہا عیسیٰ کے ہوں میں دین پر | میں نہ چھوڑوں گا یہ دین معتبر

آپ بولے جزیہ دنیا ہوئے گا | بولا میں اس کو نہیں کچھ مانتا

جا دیاں سے بس نہ خونریزی کرو | فتح ہونے کی نہیں لڑتے رہو

آپ کو یاں کی بزرگی پر ہو دھیان | حق کہا ارض مقدس جسکی شان

جو ارادہ اس کے لینے کا کیا ۔ فضل حق سے پس وہ غارت ہو گیا

بی بی مریم کا مزار اس جا یہ ہے ۔ ہم پہ عیسیٰ کی مدد ہے پے بہ پے

حربے لاکھوں ہیں پہلواں ہے کثیر ۔ ہے فصیل اطراف محکم بے نظیر

فیلتن روحی ہیں سارے خشمگیں ۔ اور جا کے دیکھیے یاں مردم نہیں

بو عبیدہ بولے اس بطریق سے ۔ ہم بزرگی شہر کے ہیں جانتے

شہر ہے یہ معدن پیغمبراں ۔ یاں ہزاروں ہیں قبور مرسلاں

جب گئے معراج کو خیر البشر ۔ مسجد اقصیٰ سے پہونچے عرش پر

اس مقدس شہر پر عیسائیو ۔ تم سے بڑھکر حق ہے ہمکو جانیو

جنگ ہم کرتے رہیں گے بالیقیں ۔ فتح دے گا ہمکو رب العالمیں

بو عبیدہ سے کہا بطریق نے ۔ آپ میرے کہنے کو اب مانئے

فتح تم سے یاں کے ہونیکی نہیں ۔ خالی خونریزی یہ کچھ اچھی نہیں

آپ پوچھے کس کی ہوگی فتح یاں ۔ وہ کہا انجیل میں ہے یہ بیاں

اک صحابی محمد مصطفےٰ ۔ ہے عمر نام اس کا جب وہ آئیگا

ہم نشانی دیکھ لیں گے روبرو ۔ بے لڑے سب کھول دینگے شہر کو

ہے لقب فاروق اس سردار کا ۔ سخت ہیں ان میں ہے رعب کبریا

ان سے سدریں گے بہت اللہ کے کام — حق کے کاموں میں رہیں گے نیکنام

سب کتابوں میں ہمارے ہے قدیم — ان کو دیگا شہر یہ رب کریم

بوعبیدہ نے قسم کھا کر کہا — میں بھی ہوں نائب اُسی سردار کا

بولا وہ عالم یہ تم سمجھو یقیں — لیے وہ یاں آئے کچھ ہوتا نہیں

بوعبیدہ کون ہیں سو جانئے — یہ صحابی ہیں عمر کے ساتھ کے

دس مبشر بالجنان میں ہے شمار — ان سے راضی ہے خدائے کردگار

بوعبیدہ سے کہے خالد ولید — واں گئے تھے آپ کیا لائے نوید

آپ بولے ایک تھا شیطاں وہاں — ایسا ایسا کر رہا تھا کچھ بیاں

اے محبو غور سے سونچو اسے — کیا صحابی تھے رسول پاک کے

عیسوی تھا وہ بڑا بطریق تھا — اور کتابیں آسمانی تھا پڑا

پیش گوئی معتبر کیسی کہی — نسبہ شیطاں بولے وہ یار نبی

کوئی کافر اور بڑا مشرک یہاں — جھوٹ سچ کچھ کہدے آگے کا بیاں

اچھے اچھے معتقد ہو جاتے ہیں — دین اور اسلام کو کھو جاتے ہیں

بوعبیدہ خط لکھے فاروق کو — یہ عبارت ہے اسی کی دوستو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِعَبْدِ اللّٰہِ امیرِ المومنینَ عُمَرَ بنِ الخطّابِ مِنْ عامِلِہٖ
علی الشّامِ ابی عُبیدۃَ عامرِ بنِ الجَرّاحِ مِنْ امّا بعدُ سلامُ
اللّٰہِ علیکَ فانّی احمدُ اللّٰہَ الّذی لا الٰہ الّا ھُو واُصلّی علٰی
نبیہٖ واعلم یا امیرَ المومنینَ انّا منازلونَ لاھلِ مدینۃِ
ایلیا نقاتلھم کلّ یومٍ ویقاتلونا ولقد لقی المسلمونَ
مشقّۃً عظیمۃً مِنَ البردِ والامطارِ الّا انّھم صابرونَ
علٰی ذالکَ یرجونَ رحمۃَ اللّٰہِ عزّ وجلّ بذالکَ فلمّا کانَ
فی الیومِ الّذی کتبتُ الیکَ انّہٗ اشرفَ علٰی بطریقھم الّذی
یُعظّمونہٗ قالَ انّہٗ یجدُ فی کتبھم لا یفتحُ بلدَتھم
الّا صاحبُ امرِنا وانّہٗ یعرفہٗ بصفتہٖ وقد سالنا
حقنَ الدّماءِ وانْ تسیرَ الینا وتجدُنا بنفسکَ فلعلَّ اللّٰہ
انْ یفتحَ ھٰذہِ البلدۃَ علٰی یدکَ والسّلامُ علیکَ ورحمۃُ
اللّٰہِ وبرکاتہٗ وعلٰی جمیعِ المسلمینَ فقط یہ خط ہے واسطے عبد اللّٰہ
امیر المومنین عمر بن الخطاب کے ان عامل ابوعبیدہ بن الجراح کے
طرف سے اور بعد سلام اللّٰہ کے تم پر پس تحقیق میں تعریف کرتا ہوں

اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور درود بھیجتا ہوں میں
اس کے نبی پر جانو تم یا امیر المومنین کہ بہ تحقیق ہم اتر لنے والے
ہیں واسطے اہل شہر ایلیا کے لڑتے ہیں وہ ہم سے اور بہ تحقیق ملاقی
ہوئے مسلمان بڑی مشقت کو جاڑے اور پانی سے مگر یہ کہ وہ
صبر کرنے والے ہیں اس سنت پر امیدر کھتے ہیں مہربانی کی اللہ
غالب بزرگ سے پس جب ہو آج کا دن کہ جس میں میں تم کو لکھتا
ہوں بہ تحقیق قریب اور سامنے آیا میرے بطریق ان کا جس کی
وہ تعظیم کرتے ہیں۔ کہا اس لئے کہ وہ پاتا ہے اپنی کتابوں میں اس
امر کو کہ فتح کرے گا اس شہر کو مگر مالک ہمارے کاموں کا اور بطریق جاتا
ہے ان کو ان کے حالات سے اور درخواست کی اس لئے ہم سے
بچا لنے خونوں اور اس امر کی کہ آؤ تم ہمارے پاس اور کمک
کرو تم ہماری ذات سے پس شاید کہ اللہ فتح کرے اس شہر کو۔

پہونچا نامہ لے مدینہ نامہ بر مشورہ جب اصحاب حضرت سے ہوا واں کا جانا اے امیر المومنیں		اس کو مسجد میں پڑھے حضرت عمر پہلے عثمان غنی نے یوں کہا رائے میں میرے مناسب ہے نہیں

جبکہ عثمان غنی سے یہ سنا ٭ دی جزائے خیر کی ان کو دعا

تب کہے فاروق کو حضرت علی ٭ آپ کا جانا مناسب ہے ابھی

دے دعا حضرت عمر نے یوں کہا ٭ سچ کہا اے ابن عم مصطفا

جب عمر بیت المقدس کو چلے ٭ اپنی جا نائب علی کو کر دئے

نفل رکعت چار پڑھ کر وہ ولی ٭ قبر پر آئے رسول اللہ کی

وان جو کرنا تھا سو عمر دنے کئے ٭ قبر سے صدیق کے رخصت ہوئے

ساز و سامان آپکا کیا پوچھنا ٭ سر پر ایک کمبل کا تھا ٹکڑا بندھا

اور کمبل کی عبا پہنے ہوئے ٭ تھی پرانی چودہ پیوند اسمیں تھے

چمڑے کے پیوند کمبل کی عبا ٭ کاسہ لکڑی کا کمر سے تھا بندھا

بھر لئے مشکیزہ پانی کا حضور ٭ جو کا ستو لے لئے اور کچھ کھجور

اونٹ پر بیٹھے محب اللہ کے ٭ راستہ بیت المقدس کا لئے

منزلیں طے کر شتاشت پہنچے جا ٭ زلزلہ بیت المقدس میں پڑا

عرض کرتے تھے یہ سارے خاص و عام ٭ دوسرا پہنیں لباس اسدم امام

عالم اور سردار ہیں یاں پرغرور ٭ رعب شاہی چاہئے ان پر ضرور

پہنے ملبوس ان کی خاطر سے عمر ٭ اور بیٹھے رومی سبزے گھوڑے پر

وہ جو شوخی سے چلا بس چند گام
خاک پر گھوڑے سے اترے وہ امام

بولے اصحاب رسول اللہ سے
یہ خطا سب کی معاف اللہ کرے

اس لباس اور شوخیو لسنے اسپ کی
میرے دل پر چھا گئی کبر و منی

ہے حدیث سرور سرور دوسرا
جو کیا کبر و منی دوزخ گیا

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ وَزْنَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ نہ داخل ہوگا بہشت میں وہ شخص جس کے دل میں بقدر ایک دانہ سپند کے بڑائی ہوگی اور نہ داخل ہوگا دوزخ میں وہ شخص جس کے دل میں بقدر ایک دانہ سپند کے ایمان ہوگا۔

پھر وہی کمیل کا ٹکڑا سر پہ تھا
بر میں پہنے پھر وہ کمبل کی عبا

لشکر اسلام میں جا آپ لنے
خاک پر بیٹھے اوتر کر اونٹ سے

تھی مسلمانوں کی ظاہر خوشدلی
تھی صدا تکبیر اور تہلیل کی

آنے کا حضرت کے چرچا ہو گیا
رومیوں میں اک تہ و بالا پڑا

آپ کہلا بھیجے ان بطریقوں کو
آتا ہوں حسب الطلب کیا کہتے ہو

راہب اور بطریق سب اکٹھے ہوئے
لیکے اس عالم کو کوٹھے پہ چڑھے

روبرو لیکر صلیب عیسوی — پڑھتے تھے کچھ دھوم کرتے تھے بڑی
حاکم بیت المقدس باطلیق — ساتھ تھا بطریق کے نیکر رفیق
اونٹ پر تنہا ہوئے حضرت سوار — بوعبیدہ روبرو تھے باوقار
دیکھ بے سامانی افسر دین کے — عرض یہ کرنے لگے فاروق سے
لشکر اور ہتیار حضرت چھوڑ کر — جاتے ہیں دلمیں ہمارے ہے خطر
پڑھ کے آیت بولے میر المومنین — جو مقدر میں ہے وہ ٹلت نہیں

قُل لَّن یُّصِیبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ پہنچیگا ہرگز ہمکو وہی جو لکھدیا اللہ نے وہی ہے صاحب ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کریں مسلمان۔

شہر کے دروازہ پر پہونچے عمر — کانپ اٹھا بیت المقدس سربسر
کھولے انجیلیں تھے سب راہب کھڑے — یک بیک حضرت عمر آگے بڑھے
سب نشاں دیکھے کتب میں عیسوی — روکے بولے یہ خلیفہ ہے وہی
شہر کے دروازے کھولے خاص عام — جزیہ دینے ہو گئے راضی تمام
شہر وہ حضرت عمر کے عہد سے — آج تک قبضے میں ہے اسلام کے

قصہ دو شہزادوں کا لکھ بے نظیر
ختم کردے پھر غلام دستگیر

ایک فرزند آپ کے تھے کوئی جا
اک قصور ان سے وہاں سرزد ہوا

کوئی شے پینے میں آئی نشہ کی
اک پشیمانی سراسر اس سے تھی

تھے وہاں عامل صحابی رسول
حال یہ سنکر ہوئے ازحد ملول

شرع کے احکام سے مجبور تھے
ان پہ حد شرع جاری کردئے

شاہزادے جان سے تو بچ گئے
ماروں کے دروں سے بس رنجور تھے

تب وہ عامل کو لکھے نامہ عمر
بھیجدو فرزند کو جلدی ادھر

بھیجنے میں عذر گر تم نے کیا
حکم دوں گا میں تمہیں معزولی کا

پھر اس عامل نے یہ معروضہ لکھا
یا عمر میں دے چکا ان کو سزا

پھر لکھے حضرت جواب اس نامہ کا
یہ نہ تھا حکم خدا اور مصطفا

باپ اس کا ہے خلیفہ جان کر
میری خاطر تم نے کی ہے سرسیر

دُرّے مارے تم نے لیجا کر کہیں
چار سو بازار میں مارا انہیں

بھیجدو میں اس کو دیتا ہوں سزا
تا برابر ہو ادا حکم خدا

سو لے کپڑے ہوئے بھیجو اونٹ پر
تا پڑے سب کی حقارت کی نظر

جب مدینہ پہونچے ایسے حال سے
باندھکر ہاتھ آ گئے آئے باپ کے

عرض کی اے باپ میں ناچار ہوں ۔ شرع کی حد ہو چکی ناچار ہوں
ہوں تھکا میں ہوں مسافر راہ کا ۔ ناتواں ہوں رحم مجھ پر ہو ذرا
عذر سنتے تھے نہ آپ ان کا کوئی ۔ یہ خلافت ہے رسول اللہ کی
آپ انھیں بازار میں بھجوا دے ۔ حکم یہ ہر سو منادی کا دے
کوڑے لگتے ہیں عمر کے بیٹے کو ۔ نشہ کرنے کی سزا ہے دیکھ لو
الاماں وہ مار اس دُرّے کی تھی ۔ روح نکلی تن سے صاحبزادے کی
دوسرے شہزادہ کا بھی سنئے حال ۔ لکھتے ہیں یوں راوی شیریں مقال
چھوٹے شہزادے ابوشحمہ تھا نام ۔ پیار کرتے تھے بہت ان کو امام
سحن خوش تھا حافظ قرآن تھے ۔ جان دی پڑھنے پر اسکے بہتوں نے
خوبصورت سر بسر تھے وہ حسین ۔ لعل لب دنداں گہر تھے مہ جبین
ہو گیا بیمار جس دم وہ پسر ۔ تیس روزے ترک کے رکھے عمر
دور بیماری ہوئی تھی جسم سے ۔ لیک شہزادے ابھی کمزور تھے
بیٹھے تھے ایک روز مسجد میں عمر ۔ آئی ایک عورت لے اک لخت جگر
بولی اپنے پوتے کو لیجے حضور ۔ آپ اسکی پرورش کیجے حضور
آپ بولے تو بیاں کر اپنا حال ۔ اسطرح کہنے لگی وہ بدخصال

اے خلیفہ آپ کے فرزند نے | آبرو میری بگاڑی جبر سے
سنتے ہی فاروق کو جذبہ ہوا | بولے یہ معصوم ہے لڑکا تیرا
فکر مت کر قصد گر تیرا نہیں | جبر میں تجھ پر قصور آتا نہیں
گھر میں غصے سے گئے حضرت عمر | کھا رہا تھا کھانا وہ سخت جگر
یوں ابوشحمہ سے فرمائے امام | کھا لے تنہا ہے ترا آخر طعام
باپ سے غصے کے جو کلمے سنے | رونگٹے سب ہو گئے تن کے کھڑے
باپ پوچھے تجھ سے یہ حرکت ہوئی | آپ بولے راست ہے یہ یا ابی
تب عمر فرمائے شاہد کیا ضرور | دونوں نے ظاہر کیا اپنا قصور
ہاتھ بیٹے کا پکڑ کھینچے وہیں | رو کے یوں کہنے لگا وہ نازنیں
ناتواں از حد ہوں اے بابا مرے | چھوڑ دو اب پھر جو چاہے کیجئے
سن کے فرمائے امیر المومنین | دیر حکم شرع میں ممکن نہیں
لا کے باہر ہاتھ میں حبشی کے دے | بولے شرعی تازیانے مار اسے
رو کے بولا وہ غلام باوفا | آقا زادہ ہے نہ اسکو ماروں گا
آپ بولے یہ نہیں حکم عمر | مصطفےٰ کا حکم ہے دیری نہ کر
مت سمجھ اس کو یہ میرا ہاتھ ہے | یہ محمد مصطفےٰ کا ہاتھ ہے

نام سن حضرت کا پہونچا وہ غلام ۔۔۔ تازیانے مارتا تھا وہ غلام

شور رونے کا مدینے میں ہوا ۔۔۔ روئے اصحاب رسول کبریا

کوڑے گنتے تھے عمر فاروق ادہر ۔۔۔ باپ پر تھی شاہزادے کی نظر

مارتے تھے ہاتھ زانوں پر امام ۔۔۔ تھا اشارہ مارتا جا اے غلام

نزع کی حالت جو پہونچی پیاس سے ۔۔۔ عرض کی تب باپ سے اک یاس سے

بابا جان اک جام پانی گر ملے ۔۔۔ روح آسانی سے نکلے جسم سے

روتے جاتے تھے عمر کہتے تھے مار ۔۔۔ اشک برسے جسطرح ابر بہار

ماں ہوئے یہ حال سن کر بدحواس ۔۔۔ روکے بولے آکے یوں پردے کے پاس

جاں بلب ہے کوڑے دس باقی رہے ۔۔۔ رکھ کے اللہ پہ نظر چھوڑو اسے

بدلے دس کوڑوں کے میں بہر خدا ۔۔۔ حج کرونگی دس ادا کعبے میں جا

آپ بولے حکم حق ہوتا اگر ۔۔۔ بدلے دس کے بیس حج کرتا عمر

شاہزادے نزع سے تھے بیقرار ۔۔۔ کی وصیت تب عمر نے یوں پکار

مصطفیٰ کو میرا پہونچانا سلام ۔۔۔ عرض کرنا عاجزی سے یہ پیام

جو پڑھا تھا آپ سے قرآں عمر ۔۔۔ یہ عمل اس پر ہے اے خیر البشر

ذکر حق تھا منہ سے تن تھا چاک چاک ۔۔۔ کوڑوں کے صدمہ سے نکلی روح پاک

انا للہ کی صدا ہر سو اٹھی ؛؛ — دھوم تھی اصحاب میں سب رونکی

حال اصحاب پیمبر کا سنو ؛؛ — خواب میں دیکھے شہ کونین کو

ایک لڑکا نوجواں ہمراہ تھا — سبز کپڑے بر میں تھا پہنا ہوا

وہ ابو شحمہ تھا فرزند عمر — اس طرح فرمائے گران پر نظر

باپ سے کہنا مرے بعد سلام — آپکا پہونچایا حضرت کو سلام

مرحبا اے باپ تم پر مرحبا — آپ کے باعث مجھے رتبہ ملا

اے عمر سالار دیں روشن ضمیر — عرض کرتا ہے غلام دستگیر

ہم ہوا و حرص میں ہیں مبتلا — آپ ہیں محبوب محبوب خدا

مشکلیں آساں ہماری کیجئے — ہمکو پنجے سے چھڑا النفس کے

خیر سے ہووے ہمارا خاتمہ — عرض ہو مقبول بہر مصطفےٰ

داستان دربیان ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دل و جاں سے پڑھو درود سبھی — داستاں ہے نبی کے ہجرت کی

اس میں اس شاہ کی مصیبت ہے — اس کا سننا بڑی سعادت ہے

نبے کونین نور سے جن کے — ان پہ کیا صدمے عمر بھر گزرے

بولتے ہیں جسے سن ہجری ؛؛ — ہے وہ تاریخ اسی مصیبت کی

یہ نہ سمجھیں کہ دین حضرت کا / بے مشقت کے چو طرف پھیلا

اس میں صدمے بڑے اٹھائے ہیں / جب یہ ایمان لوگ لائے ہیں

کیا اسلام کی جو دعوت کو / بڑی تکلیف پہونچی حضرت کو

حکم حق تھا کہ احمد عربی / پہلے دعوت کریں قبیلے کی

ایسے کافر اشد قریش کے تھے / کیے حضرت کو تنگ مکے کے

کوئی جھٹلایا کوئی بد بولا / کوئی بولا ترا خدا جھوٹا

کوئی گردن میں ڈال کر رومال / کیا اس گلبدن کا خستہ حال

دہن پاک پر طمانچے مار / زخمی بوجہل نے کیا اکبار

شب کو رستے میں کوئی حضرت کے / گھوکرو کے بچھاتے تھے کانٹے

اوجھڑی اونٹ کی غلیظ اور تر / رکھا سجدے میں کوئی شانوں پر

پاپیادہ محمد عربی / گئے طائف کبھی ثقیف کبھی

امر حق میں الم اٹھاتے تھے / تس پر ایماں اشد نہ لاتے تھے

پائے اقدس کو اشقیاؤں نے / چور کر ڈالا مارے پتھروں کے

بڑے غمگیں ہوئے جو پیغمبر / عرض جبریل نے یہ کی آکر

حق کا ارشاد ہے کہ یا احمد / کھینچی تم نے جفائیاں بے حد

تم جو چاہو تمام قوم شقی ہو
دو پہاڑوں میں پیس جائے ابھی

آپ بولے مجھے نہیں منظور
تیرے بندے ہلاک ہوئیں غفور

مجھکو امید ہے ہدایت کی
لائیں ایمان تو جو چاہے ابھی

ظلم اقسام کے صحابہ پر
کرتے ہر روز تھے وہ بد اختر

جو جو ایماں تھے آپ پر لائے
ان پہ باران ظلم برسائے

جور سے ان کے سارے تنگ آ کے
اہل اسلام نکلے مکے سے تو

حبشہ کے طرف چلا کوئی تو
راہ آخر نے لی مدینے کی

ایسی ہی تھی قریش نے زحمت
سبھی چھپ چھپکے کر گئے ہجرت

تھے جو دلدادۂ پیارے عقبیٰ کا
لیکے ہی [illegible]

تین اصحاب رہ گئے باقی تو
ابو بکر و عمر خباب علی

پہنچی نوبت عمر کے ہجرت کی
سجے ہتیار تن پہ اپنے سبھی

طوف کعبے کا کر ادا کے نماز
کہا کفاروں سے یہ با آواز

خاک ان کافروں کی قطرت ہو
جانتے ہیں خدا جو تجھ کو

آج دن ہے عمر کی ہجرت کا
ہاں خبردار دشمنان خدا

جس کو منظور ہو وہ آ دے لئیم
روئے ماں زن ہو رانڈ بچے یتیم

آنکھ سب کافروں نے کی نیچی　　راہ لی آپ نے مدینے کی

باقی اب رہ گئے دو نیک سیر　　ابوبکر اور حضرت حیدر

جمع تھے یک مکاں میں سب کفار　　بوجہل ان میں تھا گویا سردار

ان میں شیطان نے جو شرکت کی　　ٹھہری تدبیر قتل حضرت کی

اس کی قدرت اسی کو زیبا ہے　　چوں چرا کرتی ہم کو لے جا ہے

چاہتا وہ تو پل میں سب کفار　　ہوتے غارت زمیں میں اکبار

یہاں کے اسباب اسے دکھانا تھا　　انھیں تدبیروں سے بچانا تھا

ہے حقیقت میں داستاں یہ عجیب　　کان رکھکر سنیں امیر و غریب

سنتے ہیں دل لگا کے افسانے　　لوگ عاشق ہیں جھوٹے قصوں کے

جان عالم گل و صنوبر کا　　شیریں فرہاد لعل و گوہر کا

یہ ہے اس شمع دیں کا افسانہ　　جس کا روح الامیں ہے پروانہ

اس کے سننے میں ہے ثواب عظیم　　اس سے راضی رہے رسول کریم

الغرض کافروں میں شورہ ہوا　　قتل آساں ہے اب محمد کا

گھیرے حضرت کے گھر کو سارے لعین　　تا نکل جائیں مصطفیٰ نہ کہیں

پھر یہ ٹھہرا کہ جب ہو وقت سحر　　سب کریں مل کے قتل پیغمبر

تھے تردد میں شافع امت　　لائے جبریل آیۂ ہجرت

مکر کا کافروں کے حال کہا　　بولا حق کا ہے مکر نیک بڑا

یہ دو آیات جو ہوئے ہیں نزول　　شاہد اس پر ہے مصحفِ مقبول

عرض روح الامین نے پھر یوں کی　　قتل پر آج مستعد ہیں سبھی

جلد بطحی طرف ہو ہجرت اب　　اس مکاں میں نہ سونا آج کی شب

وائے افسوس ایسی حالت میں　　اک فقط مرتضیٰ تھے خدمت میں

جب رسول خدا نے ہجرت کی　　عمر مولا کی بست سالہ تھی ؛

شاہ والا نے تب علی سے کہا　　مجھکو ہجرت کا حکم ہے پہونچا

راہ لیتا ہوں میں مدینے کی　　سونپتا ہوں تمہیں خدا کو علی

آج کی رات میرے بستر پر　　اوڑھ کر سو رہو مری چادر

بولے خوش ہو کے حیدر کرار　　میری جاں جانِ مصطفیٰ! پہ نثار

کچھ نہ اندیشہ دشمنوں کا کیا　　جان کی اپنے کچھ نہ کی پروا

حکم حضرت سے اوڑھ کر چادر　　سو گئے بستر پیمبر پر

اسی شب اپنے سر پہ ڈال ردا　　چلے گھر سے نکل رسول خدا

کہی بوجہل نے ہنسی سے یہ بات　　یہ وہی تو نہو رسول کی ذات

ہم کو دوزخ سے جو ڈراتے ہیں
کہتے ہیں جو پڑھے نہ کلمہ اگر
جو ہمارے بتوں کو کہتے ہیں برا
بولے آواز دے کے پیغمبر
دین و دنیا میں اسکے عدو خدا
تھوڑی سی مٹی اٹھا کے سرور دیا
کافروں کے سروں پہ پھینک دیا
وہ گری خاک سر پہ جن جن کے
ڈھانک چادر سے سر بحال ملول
تب فرشتوں پہ پہنچا حکم جلیل
گر ہو رشتہ برادری کا بہم تو
کون کس کی قضا کو لیوے گا
ان فرشتوں نے حق سے عرض کی
بھائی ہو باپ ہو کہ مادر ہو تو
حکم آیا مرے محمد کا

اور اسلام میں بلاتے ہیں
تیغ اسلام سے کٹیں گے سر
یہ چلے سو [illegible]
ہاں وہ تو ہوں میں بتا دو داور
جو تو کہتا سو ویسا ہی ہو گا
پڑھے لا یبصرون تک یسین
بن گیا ایک اک شقی اندھا
جنگ میں بدر کے وہ مارے گئے
گئے صدیق کے مکاں پہ رسول
تم میں اے جبرئیل و میکائیل
تھا اک کی بڑی ہو ایک کی کم
عمر کون اپنی کس کو دیوے گا
سب سے پیاری ہے سبکو جان اپنی
جان اپنی تو دیکے نہیں گے کس کو
ہے چہیرا جو بھائی اک چھوٹا

اپنے بھائی پہ جان قربان کر | بھائی کے سو گیا ہے بستر پر
ہاں خبردار جاؤ تم دونوں جا | رات بھر تم علی کے گرد رہو
کوئی دشمن سے کچھ نہ پہنچے ضرر | جلد پہنچو علی کے بستر پر
حکم حق سن کے دونوں آئے وہیں | رہے شب بھر سرہانے روح الامیں
کیسا پہونچا تھا حکم رب جلیل | رات بھر پائینتی تھے میکائیل
کہتے تھے جبرئیل یہ شب بھر | کس کا رتبہ ہے تم سا یا حیدر
اندھے حق کے لئے کمر اپنی | پاسبانی ہے دو فرشتوں کی
اتری آیت جو شان حیدر میں | دیکھ لو ہے کلام داور میں
کافروں سے کسی نے تب پوچھا | منتظر کس کے ہو تم اہل دغا
بولے ہم منتظر ہیں صبح جو ہو | قتل کر ڈالیں گے پیمبر کو
وہ کہا کیا رسول تو وہ نکلے | ڈال مٹی جو سب کے سر پہ گئے
دیکھ مٹی سروں پہ سب کفار | جھانکے در کے شگاف سے یکبار
دیکھ مولا کو سوتے بستر پہ تو | دل میں سوچے یہی ہے پیغمبر
چاہتے تھے کہ گھر میں داخل ہو | قتل کر ڈالے سونے والے کو
سن کے آہٹ ان اشقیا کی | نیند سے جاگ اٹھے جناب علی

پوچھا تب کافروں نے یا حیدر
گئے کس جا تمہارے پیغمبر

آپ بولے کے ہے خدا آگاہ
گئے جس راہ سے رسول اللہ

ہاتھ کفار سارے ملتے ہوئے
اس شہ دیں کو ڈھونڈنے نکلے

سنو اب کر کے خوں سے چشم کو نم
چھوڑتے ہیں وطن رسول امم

عائشہ کہتے ہیں رسول خدا
آئے گھر میرے سر پہ اوڑھ ردا

باپ صدیق میرے حاضر تھے
اس پریشانی کا سبب پوچھے

بولے ہجرت کا حکم ہے مجھکو
جلد ساز سفر مہیا ہو

قصد ہجرت سے تیز اور اچھے
اونٹ دو لے رکھے تھے حضرت نے

بولے یہ نذر ہے رسول اللہ
میں بھی چلتا ہوں آپ کے ہمراہ

ہوا ارشاد شافع امت
میں نہ لوں گا اسے بجز قیمت

راہ خالق میں ہو جسے جانا
اس کا ناقہ نہ ہووے بیگانہ

ایک ماہر تھا جنگلی رستوں کا
نام عبداللہ بن اریقط تھا

اونٹ دے کر اسے رسول امم
بولے رہتے ہیں غار ثور میں ہم

رہیو جنگل میں ان کو اب لیجا
تیسرے دن وہ غار پر لانا

بیٹے صدیق کے تھے عبداللہ
ان سے بولے یہ تب شہ ذیجاہ

مشورے کرتے ہیں یہ بداختر ‏ ‏ راتوں کو آکے مجھکو دینا خبر

تھے ابوبکر کے غلام آزاد ‏ ‏ نام عامر تھا ان کا نیک نہاد

بولے تم مندا بکریوں کا لاؤ ‏ ‏ غار میں شب کو دودھ پہنچاتا

نقدی جو کچھ کہ رکھتے تھے صدیق ‏ ‏ لے لئے ساتھ اپنے بالتحقیق

کچھ نہ بچوں کے واسطے چھوڑا ‏ ‏ تھا فقط غم وطن کے چھٹنے کا

چلے جنگل طرف رسول اللہ ‏ ‏ تھے ابوبکر آپ کے ہمراہ

راستہ قلب شب تھی اندھیاری ‏ ‏ رہ میں نعلین پاک پارہ ہوئی

پنجوں سے چلتے تھے وہ گنج علوم ‏ ‏ تا نشاں پاؤں کے نہ ہو معلوم

کبھی صدیق روبرو سے چلتے تو ‏ ‏ کوئی آفت جو ہو تو مجھ پہ پڑے

گاہے گرد دشمنوں کا اندیشہ ‏ ‏ پیچھے رہتے کہ میں سہوں وہ بلا

پاؤں کے گہ نشاں مٹا دیتے ‏ ‏ تا نہ کفاروں کو سراغ ملے

گہ یمین و یسار آجاتا ‏ ‏ گرد پھرتے تھے مثل پروانا

پاؤں کے آبلے جو پھوٹے تمام ‏ ‏ تھک گئے چلنے سے رسول انام

ابوبکر اپنے دوش پر بٹھلا کے ‏ ‏ دئیے اس غار ثور پر پہونچا تا

عرض کی پہلے فدوی جاتا ہے ‏ ‏ غار سب صاف کرکے آتا ہے

سالہا سال سے وہ خستہ ہے — کیا خبر آفت اس میں کیا کیا ہے

جا کے صدیقؓ غار میں پہلے — خار و خس سب وہاں کا دور کئے

ان میں سوراخ تھے گزندوں کے — دھجیاں کر عبا کی بند کئے

تھی عبا تن پہ بیش قیمت کی — چاک سب راہ میں خدا کے ہوئی

بے عبا ہو گئے وہ کان وفا — تس پہ سوراخ ایک باقی رہا

کف پا اس پہ رکھ کے عرض یہ کی — آؤ تشریف احمد عربی

شکر کر حق کا کہہ کے بسم اللہ — گئے اس غار میں شہ ذیجاہ

گئے آرام شاہ بحر و بر ﷺ — سر ابو بکر کے تھا زانوں پر

لکھتے ہیں اس میں ناگ اک کالا — منتظر بارہ سو برس سے تھا

اس کو عیسیٰ نے تھا کیا آگاہ — ایک شب آئیں گے رسول اللہ

کہ یہی سوراخ کر رکھا تھا واں — بہر پابوسی رسول زماں

وہ زیارت کے شوق میں نکلا — بند سوراخیں دیکھ بل کھایا

نہ ہٹا پاؤں خوب ٹپکا سر — ڈسا صدیقؓ کے کف پا پر

زہر شدت سے گو کہ چڑھتا تھا — پاؤں سوراخ سے نہیں سرکا

ٹپکے صدیقؓ کے جو اشک اسدم — ہو گیا روئے مصطفےٰ اوپر نم ﷺ

نرگسیں چشم کھول شاہ امم — پوچھے صدیق سے یہ کیا ہے الم

عرض کی آپ نے یہ حال تباہ — سو آپ کا تمنّا ہے یا رسول اللہ

اپنے منھ کا لعاب لے اسدم — رکھے اس زخم پر شفیع امم

زہر فی الفور سارا دور ہوا — پاؤں ہٹتے ہی سانپ بھی پہنچا

پوچھے اس سانپ سے جناب نبی — کیا سبب تونے کی یہ بے ادبی

عرض کی عشق میں یہی سوجھی — یوں نہ کرتا تو پہنچ مشکل تھی

جو کہ عاشق ہو یا ہو دیوانہ — اس کو کب ہے سزا کا اندیشہ

وحی آئی کہ اے رسول انام — کہو صدیق سے ہمارا پیام

سم کا تریاق ہم تمہارے لئے — رکھ دئے ہیں جگر میں پتھر کے

پہلے آدم سے سال چار ہزار — وہ پیالہ کئے ہیں ہم تیار

تڑکا ایسے میں ایک سنگ گراں — ہوا کوثر کا اس سے جام عیاں

بو تھی کافور و مشک و عنبر کی — رنگ ابیض مزا تھا لاثانی

لکھا تاج القصص میں بالتحقیق — اس پیالے کو پی گئے صدیق

لکھتے ہیں راویان نیک سخن — لگا اس پاؤں پر لعاب دہن

فخر صدیق نامور کے لئے — ہے وہ افضل ہزار کوثر سے

عرش سے فرش تک وہ عالیجناب — پائے اس شب سے یار غار خطاب

تھے وہ شب بے قرار روح امیں — حکم آیا ہے کس لئے غمگیں ؟

عرض کی جس کی شان ہے لولاک — وہ اندھیرے میں آج ہے غمناک

رشک یوسف ہو چاہ میں مضطر — چین جبریل کو پڑے کیوں کر

واں بھی شاید کہ پہونچیں بد اختر — حکم گر ہو تو جا کے اس جا پر

غار پر اپنا پر اوڑھاتا ہوں — جبل ثور سب چھپاتا ہوں

مہربانی کر اس غریب پر اب — دے تو پروانگی مجھے یا رب

ہوا اس وقت حکم رب جلیل — شرم آتی ہے ہم کو اے جبریل

حکم میں ہیں ہمارے لوح و قلم — ابھی کر سکتے ہیں جو چاہیں ہم

دیکھ اک ادنی حیلہ لاتے ہیں — دوست کو اپنے ہم بچاتے ہیں

میری مخلوق میں ضعیف و خفیف — مکڑی ہے ناتوان اور نحیف

سات سو سال ہم نے آگے سے — اسی خدمت کے واسطے ہیں رکھے

اسی شب مکڑی نے یہ حکم جلال — غار کے در پہ یک بچھایا جال

شکر کا سجدہ کر کے فخر کیا — آج عنقا شکار ہے میرا

ایک کانٹے بھرا ببول کا جھاڑ — غار کے منھ پہ ہو گیا بس آڑ

گھونسلا باندھ حکم خالق سے — انڈے بھی کبوتروں نے دئیے

راوی لکھتا ہے صبح کا اخبار — جمع اس غار پر ہوئے کفار

کہا سب دشمنوں سے مخبر نے — یاں سے حضرت نہیں بڑھے آگے

تہ ہو یاور تو دیکھ لو جاکر — ہیں وہ دونوں یہ غار کے اندر

دشمن اتنا قریب آ جو گئے — کر کے صدیق خوف رونے لگے

عرض کی یا رسول جن و بشر — اب قریب آ گئے ہیں بد اختر

اپنے مرنے کا مجھ کو خوف نہیں — ڈر ہے غارت نہ ہو یہ دین متین

آپ جیتے رہیں رسول اللہ — حق کرے سارے دشمنوں کو تباہ

شہ نے فرمایا رکھ کے قلب پہ ہاتھ — مت ہو غمگیں خدا ہے اپنے ساتھ

ہے کلام شریف میں یہ سخن — دیکھ لو پڑھ کے شرح لا تحزن

جھاڑ کانٹوں کا دیکھکر کفار — بولے اس سے بشر ہو کیونکر پار

جو کبوتر تھے وحشی انڈوں پر — اڑے اس غار سے صدا سنکر

اور کفاروں کو یقین ہوا — نہیں اس غار میں رسول خدا

بولے انساں جو غار میں جاتا — مکڑی کے جال کا نہ رہتا تھا

ملکے ابلیس اشقیاؤں سے — چاہتا تھا یہ راز فاش کرے

حکم خالق سے آ کے روح امیں
چھپ گئے تحت الثریٰ میں اسکو لیں

تین دن رات غار میں رہ کر
نکلے باہر رسول جن و بشر

جسم صدیق تھا بغیر عبا
جاگنے سے عجب تھا حال ہوا

ہوا ارشاد احمد مختار
جنتی حق کو دیکھیں گے یک بار

واسطے تیرے میرے یار غار
خاص ہوگی تجلی دوسرے بار

وحی آئی کہو کہ اے صدیق
غار میں تم تھے مصطفےٰ کے رفیق

قبر میں بھی رہو گے تم یکجا
باغ جنت میں بھی نہ ہوگے جدا

ہوئے اک اونٹ پر وہ دونو سوار
ابوبکر اور احمد مختار

راہ بتلانے والے اور عامر
دوسرے اونٹ پر ہوئے حاضر

کیا وہ ہمراہیوں کی قسمت تھی
ہوگئی دولت نصیب ہجرت کی

چھوڑ طولانی اے قلم اس آن
مختصر ہوئے راستے کا بیان

رہ مدینے کی لی جو مولا نے
اترے جنگل میں وقت گرمی کے

ایک پتھر کے سائے میں بیٹھا
لائے صدیق دودھ بکری کا

راہ طے کرتے تھے وہ نیک نہاد
دمبدم آتی تھی وطن کی یاد

وحی آئی کرو وطن کا نہ غم
دیں گے یہ شہر پھر تمہیں کو ہم

پھر جو نکلے وہاں سے شاہ ہدا — ایک بڑھیا کے گھر مقام ہوا

دیتی اکثر مسافروں کو طعام — ام معبد تھا اس ضعیفہ کا نام

اس سے بولے رسول جن و بشر — میں ہوں مہماں آج تیرے گھر

عرض کی جان میری ہو قرباں — خشک سالی ہے اب کے سال یہاں

ایک بکری تھی بوڑھی اسکے گھر — کہا دودھ اسکا دے مجھے دو پہر

عرض کی صدقے جاؤں اور نثار — کئی دن سے ہے ناتواں بے کار

رکھے ہاتھ اس کے تھن پہ شاہ ہدا — دودھ فضل خدا سے جاری ہوا

تب اس عورت نے پیٹ بھر کے پیا — پھر رفیقوں کو شاہ دیں نے دیا

خود بھی فرمایا نوش حضرت نے — بچ رہا پھر بھی برکت حق سے

راوی لکھتا ہے پھر اٹھارہ سال — ویسا ہی دودھ دیتی تھی خوشحال

واں سے پھر کوچ کر کے پیغمبرؐ — چلے ساحل کا راستہ لے کر

جب رسول خدا نے ہجرت کی — ڈھونڈتے پھرتے تھے تمام شقی

دئے تھے اشتہار ہر ہر کو — قتل کر ڈالنا پیمبر کو

جو کوئی زندہ لائے یا مارے — اونٹ سو دینگے ہم خوشی سے اسے

پہلوان اک سراقہ نامی تھا — پا کر اس نے سراغ رستے کا

چاہتا تھا کہ پہونچے حضرت پر
دوسرے بار چاہا حملہ کرے
مار کر تازیانے لے نیزہ ڑ
عرض صدیق نے یہ کی رو کر ڑ
دے تسلی شہ ہدا نے کہا
گڑ گئے چاروں پاؤں گھوڑے کے
نکل آیا دعا سے حضرت کے
نہ ہوئی نذر اس کی جب مقبول
یک نشانی مری رکھیں حضرت
جس کو چاہو اسے بتا دینا
آپ فرمائے بس ہے میرا رب
پر سراقہ تو رکھ لحاظ اتنا
آخری سجرے کی ہے باری ڑ
ہوئی سو اونٹ کی طمع اس کو
نام پوچھے جو اس سے شاہ انام

گرے گھوڑا سوار کھا ٹھوکر ڑ
پاؤں گھوڑے کے دو زمیں میں گڑے
پاس حضرت کے جب وہ جا پونچا
دشمن آیا قریب یا سرور
یا الٰہی تو اس کے شر سے بچا
عاجز آ کر کہا اماں دیجے
نذر حاضر کیا کہ کچھ لیجے ڑ
عرض کرنے لگا بحال ملول
راہ میں پہونچے گی بڑی راحت
جو ضرورت ہو اس سے لے لینا
جو میں چاہوں وہ بھیجتا ہے سب
دے نہ اس راہ کا کسی کو پتا
پہلواں یک بریدہ تھا نامی
نکلا ستر سوار لے خوش ہو
عرض کی ہے بریدہ میرا نام

فال کے طور پر رسول خدا
یہ ابوبکر کو دئے مژدہ

بَرَدَ یعنے سرد ہوئے سب کام
حق ہمارا کرے گا نیک انجام

پوچھے ہے کونسا قبیلہ تیرا
بولا اسلم کے ہوں قبیلے کا

بولے صدیق سے وہ نیک نہاد
ہے سَلِمْنَا سلامتی کی مراد

پوچھے حضرت نے قوم کا جو پتا
عرض کی ہوں بنی سہم والا

خَرَجَ سَہمُکَ کہا شہ نے
یعنے اب تو بھی نکلا آفت سے

عرض کی اس نے سنکے شیریں کلام
آپ فرمائیے اب اپنا نام

بولے اس وقت وہ شہ ذیجاہ
میں محمد ہوں ابن عبداللہ

ہوں میں برحق رسول انس و جاں
مجھ پہ ایماں جو لایا پایا اماں

پاؤں چوما وہیں بریدہ نے
لایا ایمان مع قبیلے کے

داخل اصحاب میں ہوا مسرور
رضی اللہ عنہ کہنا ضرور

اپنے عمامے کا بنا کے نشاں
لے چلا سب کے سامنے شاداں

راہ میں ل زبیر ہو کے فدا
نذر دو جامے کر دئے عمدہ

اک عبا پہنے احمد مختار
دوسرا جامہ پہنے یار غار

ہجرت مصطفےٰ کا سن اخبار
تھی مدینے کی بوستاں میں بہار

غنچے وا ہو رہے تھے ہر ہر جا
شادمانی سے گل ہر اک پھولا

رشک جنت بنا تھا دشت تمام
کہتے تھے یہ خوشی سے خاص و عام

فکر حاوی ہے دین و دنیا کی
آتے ہیں اب محمد عربی

پیشوائی کا شوق سب کو تھا
شہر سے بیٹھتے تھے باہر جا

معتبر جتنے تھے مدینے کے
گھر سب آراستہ کیے اپنے

اس طرح تھا گمان ہر ہر کا
اتریں گے میرے گھر رسول خدا

شاد و خنداں تمام چھوٹے بڑے
ساتھ حضرت کے تھے سواری کے

جانفشانی مدینے والوں کی
دیکھ کر خوش ہوئے جناب نبی

جب سواری مدینے میں پہونچی
ہو کے قرباں سبھوں نے عرض یہ کی

کیجے ارشاد شاہ بحر و بر
رونق افروز ہوں گے کس کے گھر

بولے اشتر میری سواری کا
ٹھہر جائے گا جس مکاں پہ جا

حکم اس نے خدا کا پایا ہے
یہ جہاں ٹھہرے وہ ٹھکانا ہے

ابو ایوب تھے اک انصاری
رات دن کرتے تھے یہی زاری

کہنے والا غریب ہوں کمتر
آئیں گے کب وہ شاہ میرے گھر

عجز ان کا خدا کو خوش آیا
اونٹ ٹھہرا انھیں کے در پر جا

بس وہیں اترے حق کے وہ محبوب / دل سے قرباں ہوئے ابوایوب
پیر کے دن سواری واں پہونچی / بارھویں تھی ربیع الاول کی
بعد چھ روز کے جناب علی / پہونچے خدمت میں شاہ والا کی
دن کو جنگل میں رہتے تھے خفیہ / شب کو چلتے تھے راستہ تنہا
پاؤں چھلنی بنے تھے زخموں سے / ہاتھ کچھ پڑھ کے پھیرا حضرت نے
ہوگئے پس درست پائے علی / درد پیروں میں پھر ہوا نہ کبھی
یا الٰہی غنی ہے تیری ذات / ازطفیل رسول نیک صفات
تہ و بالا میں ہم نصیب کے ہیں / نام لیوا ترے حبیب کے ہیں
مکر اور شر سے دشمنوں کے بچا / دین و دنیا کے مقصدیں برلا
ہے محمد کا دستگیر غلام / نظراس پر رہے کرم کی مدام

معجزہ

روی انور یانبی بدرالدجیٰ ہے آپکا / خود جناب کبریا شیدا بنا ہے آپکا
گوش دلسے اے مسلمانو سنو یہ معجزا / سرور عالم کو تھا کسطرح کا صبر رضا
اے محبو راویوں سے یہ بیاں تحریر ہے / ایکوقت حضرت پہ گزرے تین فاقے تھے پے بہ پے
عائشہ سے روایت یاں تلک فاقہ رہے / تین پتھر پیٹ پہ باندھے ہیں اکثر آپنے

دست بستہ عرض کی ہیں تے کہ یا شاہ ہدا — آپکو مختار خالق نے خدائی کا کیا

چاند کے دو ٹکڑے انگشت مبارک سے ہوئے — ایک ذرہ حکم سے باہر نہیں ہے آپکے

مانگو رزاق دو عالم سے دعا اب یا نبی — بھوک کی برداشت کچھ مجھ میں نہیں باقی رہی

مسکرا کے عائشہ سے اسطرح تقریر کی — بھوکے رہنا صبر کرنا کام ہے اپنا یہی

یہ مصیبت آج سہیلنگے جو ہم اے عائشہ — امت عاصی کا کل کے روز ہوئے گا بھلا

گھر میں جا زہرا سے فرمانے لگے شاہ انام — بی بی زہرا لا جو کچھ نزدیک حاضر ہو طعام

تیسرا فاقہ ہے ہم پر آچکے دن دلربا — تین دن گزرے کہ کچھ کھائی نہیں ہے عائشہ

فاطمہ نے عرض کی یا بادشاہ بحر و بر — چوتھا فاقہ آج گزرا ہے میرے حسنین پر

شاہزادوں کی خبر سنتے ہی ہو اندوہگیں — راہی صحرا ہوئے محبوب رب العالمیں

بن میں خرمے کے یہودی ایک تھا بیٹھا ہوا — پاس جاکر اس یہودی سے یہ حضرت نے کہا

اے یہودی آچکے دن بے سر و ساماں ہوں میں — کوئی محنت مجھ سے لے مزدوری کا خواہاں ہوں میں

ڈول رسی دیکے بولا وہ یہودی بے خبر — آپ اونٹونکو مرے پانی پلاؤ کھینچ کر

ڈول جتنے کھینچوگے دوں اتنے خرمے باخدا — ہو گئے راضی کمر باندھے بصد صبر و رضا

ڈول جتنے شاہ والا نے کہ کھینچے چاہ سے — اتنی مزدوری کے خرمے اس یہودی سے ملے

قدرت حق سے ہوا اسدم عجب اک سانحہ — باولی میں ڈول رسی ٹوٹکر بس گر پڑا

جس رخ پر نور پر قربان تھے شمس و قمر ۔ آکے غصے میں طمانچہ مارا اس رخسار پر
عرش کو لرزہ ہوا تھرا گئے سب آسماں ۔ حور و غلماں سر پٹک کرتے تھے فریاد و فغاں
بے ادب نے کر دیا بس وہ رخ پر نور لال ۔ جنکے نعلینوں کا تھا مشتاق عرش ذوالجلال
کچھ نہ فرمایا کیا حضرت نے شکر کبریا ۔ اس چہ تاریک میں دیکھے ہیں سر اپنا جھکا
جوش پانیکو ہوا اور ڈول اوپر آگیا ۔ اس یہودی کے حوالے آپنے بس کر دیا
فاطمہ کے گھر میں جا حسنین کو زانو پہ لے ۔ بیٹھے تھے دونوں کو بس خرمے کھلاتے پیار سے
اے محبو اس یہودی کا سنو پھر ماجرا ۔ خود بخود حیران تھا اک حال وحشی سا بنا
اتنے میں پوچھا کسی نے اس سے اے مرد غریب ۔ کیا سبب حالت بنی ہے اسگھڑی تیری عجیب
سانحہ سارا یہودی نے بیاں اس سے کیا ۔ اور کہا سمجھا نہیں نے وہ عرب سا کون تھا
سنتے ہی یہ ماجرا کہنے لگا وہ نیکذات ۔ جسکو تو مارا وہ بیشک ہے رسول کائنات
نام سنتے ہی محمد کا بس اسنے رو دیا ۔ لے چھری ہاتھ اپنا کاٹا اور مدینے کو چلا
در پہ زہرا کے پکارا با ادب جب وہ جواں ۔ آئے دروازے پہ باہر سرور پیغمبراں
دیکھتے ہی وہ یہودی پاؤں پر سر رکھ دیا ۔ رو کے بولا عفو ہو تقصیر اے شاہ ہدا
جانتا تھا میں آپ اللہ کے معشوق ہو ۔ اب خدا کیواسطے میری خطا کو بخشدو
جب گنہگار آگے آیا آپ کے اندوہگیں ۔ جوش مارا یکبیک بس بحر رحمت کا وہیں

لب لگا کر ہاتھ اسکا جوڑے محبوب خدا
صدق دلسے وہ یہودی بس مسلماں ہوگیا

اے محبو غور اور انصاف سے سوچو ذرا
کس مصیبت سے پلے تھے فاطمہ کے دل ربا

انبیا کا بادشاہ مزدوری جنکو کر کھلائے
ہم گنہگاروں کی خاطر اپنے پیارے سر کٹائے

دیدیا خنجر کے نیچے ایسے رشک ماہ کو
عاصیوں کی کیسی خاطر ہے رسول اللہ کو

راتدن بھیجو درود اس سید کونین پر
اور غم حسنین میں ہر دم رکھو آنکھوں کو تر

آپ کا مداح عاصی ہے غلام دستگیر
کیجئے مقبول شعر اسکے مرے روشن ضمیر

سب کا مالک ہے تو بیشک اے خدائے ذوالمنن
مومنوں کی آرزو بر لا بحق پنجتن

مثنوی حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حال میں

مرحبا محبوبۂ سالار دیں
عائشہ صدیقہ ام المومنیں

تھیں بلیغہ اور فقیہہ وہ صحیح
دین کی علامہ اور نطق فصیح

متفق اصحاب اور سب تابعین
کہتے ہیں فاضل تھیں ام المومنین

ثلث حصہ شرع کے احکام کا
سیکھے اس بی بی سے اصحاب ہدا

کہتے ہیں معنی کلام اللہ کا
سب سے بہتر جانتی تھیں عائشہ

ایکدن حضرت رسول نیک خو
کر رہے پیوند تھے نعلین کو

اور چرخہ کاتتی تھیں عائشہ
پر تصور چہرۂ انور کا تھا

عرق نورانی تھا چہرے پر تمام ‏ ‏ پوچھے بی بی سے رسول نیکنام

تونے کیا دیکھا حمیرا خیر ہے ‏ ‏ آپ بولیں نور حق کی سیر ہے

اس گھڑی شاہنشہ دنیا و دیں ‏ ‏ کی بہت تحسین ام المومنین

عائشہ کہتی تھیں ہو کر بے قرار ‏ ‏ تھی زلیخا عشق میں یوسف کے زار

لے زنان مصر کو وہ ایک ساتھ ‏ ‏ دیکھے چاقو اور ترنج ان سبکے ہاتھ

یک بیک یوسف کو لائی نیکنام ‏ ‏ کاٹ ڈالیں ہاتھ اپنے وہ تمام

ہوگئیں مدہوش سکتہ ہو گیا ‏ ‏ حسن یہ اس یوسف مصری کا تھا

دیکھ لیتیں میرے یوسف کو اگر ‏ ‏ کاٹ لیتیں سب کی سب اپنے جگر

چہرۂ انور شہ لولاک کا ‏ ‏ بھید ہے سمجھو خدائے پاک کا

خود بنا و خود ہی جب عاشق ہو ‏ ‏ سب خدائی کو نہ کیوں پھر عشق ہو

ہے یہی اکثر حدیثوں کا اصول ‏ ‏ خلق و خالق سب کو ہے عشق رسول

عائشہ سے عشق اس سرور کو تھا ‏ ‏ کیا یہ بی بی کا لکھوں میں مرتبا

آل حریری پرچہ پر با صد ضیا ‏ ‏ کھینچکر تصویر بی بی عائشہ

بنکے مشاطہ وہیں روح الامیں ‏ ‏ خواب میں حضرت کو دکھلایا یقیں

تین شب اسنے وہ بتلا کر کہا ‏ ‏ ہے یہ بی بی آپ کی یا مصطفےٰ

پے بہ پے دیکھے جو محبوب خدا ‏ ‏ عائشہ کا عشق غلبہ کر گیا

عائشہ خالق کی بھی مطلوب ہے ‏ ‏ کیونکہ یہ محبوب کی محبوب ہے

تھا مہ شوال میں عقد آپ کا ‏ ‏ دوست اس مہ کو تھیں رکھتی عائشہ

پوچھے حضرت سے صحابہ یا نبی ‏ ‏ ہے محبت کس پہ زیادہ آپ کی

آپ بولے عورتوں میں عائشہ ‏ ‏ میری محبوبہ ہے وہ اور دلربا

اور مردوں میں جو پوچھو سربسر ‏ ‏ باپ ہیں اونکے مجھے محبوب تر

عائشہ سے جب کبھی پوچھا گیا ‏ ‏ کس کے عاشق تھے جناب مصطفیٰ

یوں کیا ارشاد تب صدیقہ نے ‏ ‏ آپ عاشق فاطمہ زہرا کے تھے

اور مردوں میں جو پوچھو بر ملا ‏ ‏ ان کے شوہر مرتضیٰ سے عشق تھا

عائشہ کے حجرے میں باصد نیاز ‏ ‏ راتوں کو پڑھتے تھے پیغمبر نماز

اتنی جا تھی حجرے میں صدیقہ کے ‏ ‏ یعنی سجدہ آپ کر سکتے نہ تھے

وقت پر سجدے کے اپنے ہاتھ سے ‏ ‏ پیر حضرت بی بی کے سرکاتے تھے

چاہتی بی بی کے یہ گھر کا تھا حال ‏ ‏ کیا سناؤں دوسرونکے گھر کا حال

مصطفیٰ پڑھ لیتے تھے جس دم نماز ‏ ‏ عائشہ کرتی تھیں پیر اپنے دراز

اک گھڑا اور ایک بدہنہ پانی کا ‏ ‏ غسل اس سے دونوں نے ملکر کیا

گاہ بدلے لیتے تھے محبوب رب ۔۔۔ گاہ لیتیں عائشہ عالی نسب

ام سلمہ آپ کے افعال سے بچو ۔۔۔ پوچھیں حضرت سے تو فرمانے لگے

ایک چادر میں تھا پیارا اور عائشہ ۔۔۔ وحی بھیجا مجھ پہ میرا کبریا

پھر اسے فرماتے تھے خیر البشر ۔۔۔ عائشہ مجھکو ہے بس محبوب تر

تم بھی اس کو دوست رکھیو فاطمہ ۔۔۔ ہے خوشی اس میں ہماری دلربا

بس مطہر پارسا کی شان میں ۔۔۔ ہیں اٹھارہ آیتیں قرآن میں

دشمنوں کی کذب اور بہتان سے ۔۔۔ پاک بی بی کو کیا اللہ نے

جو روایت کی ہے بی بی نامدار ۔۔۔ ہیں حدیثیں دیکھو دو سو دو ہزار

بی بی کو سلطاں رہیں جب دیکھتے ۔۔۔ لڑکیوں میں کھیلتی ہیں شوق سے

لڑکیاں حضرت کو اکثر دیکھکر ۔۔۔ بھاگ جاتیں تو وہیں خیر البشر

ان کو سمجھا کر پکڑ کر ان کے ہاتھ ۔۔۔ آپ لاکر چھوڑتے بی بی کے ساتھ

ایک دن دیکھے رسول حق شناس ۔۔۔ کپڑے کے گڑیاں ہیں کچھ بی بی کے پاس

پوچھا حضرت نے تو بی بی نے کہا ۔۔۔ بیٹیاں ہیں یہ مری یا مصطفےٰ

اس میں اک کپڑے کا گھوڑا تھا سیا ۔۔۔ دیکھ بازو اس کے پوچھے مصطفےٰ

تونے پر گھوڑے کے دیکھا ہے کہیں ۔۔۔ تب یہ فرمانے لگیں وہ نازنیں

کیوں سلیماں کے نہتے گھوڑیکو پر — مسکرائے سن کے یہ خیر البشر

ایک دن بی بی نے حضرت سے کہا — یا محمد یا رسول کبریا

میں رہوں جنت میں زوجہ آپکی — سن کے فرمانے لگے حضرت نبی

میری ہمراہی کا گر ہے انتظار — کیجیو فاقہ کشی کو اختیار

صبح کی خاطر نہ رکھنا کوئی شئے — ہاں یہ خاصان خدا کا فقر ہے

جب نہ تم پیوند کپڑے پر سیو — دور تب تک اسکو تن سے مت کرو

جمع مت کر ایک دن کے زاد کو — یاد رکھ لے یہ مرے ارشاد کو

نازبرداری تھی جرأت کا سبب — عرض انکی سنتے تھے محبوب رب

واسطے امت کے اک شب مصطفےٰ — جا کے قبرستاں میں کرتے تھے دعا

عائشہ سمجھیں کہ باری تھی میری — چھوڑ جاتے ہیں کہیں حضرت نبی

جا کے قبرستاں میں حضرت کے عقب — گریہ و زاری سنی حضرت کی سب

تب کئے ارشاد سلطان زماں — تیرے شیطاں نے تجھے لایا یہاں

ساتھ ہر انسان کے جو دیو لئیم — پیدا کرتا ہے خداوند کریم

بی بی نے یہ سن کے حضرت سے کہا — آپ کے بھی ساتھ شیطاں ہوئیگا

آپ بولے تھا جو شیطاں میرے ساتھ — وہ مسلماں ہوگیا ہے میرے ہاتھ

کان رکھکر اب سنیں پیر و جواں — بی بی اپنا فخر کرتے ہیں بیاں
گھر ہوئے بیمار میرے مصطفےٰ — اور میرے ہی مکاں میں کی قضا
میری ہی سینے پہ سر تھا جس گھڑی — روح نکلی سید ابرار کی ؛
میری ہی نوبت کے دن پائی وفات — دفن گھر میرے ہوئے وہ پاک ذات
وقت رحلت کے جناب مصطفےٰ — چاہے مسواک اپنے منھ میں پھیرنا
تھی بہت خشکی شہ کونین کو ؛ — مجھ سے بولے اپنے منھ میں رکھکے دو
میں نے اس مسواک کو منھ میں رکھا — تر ہوئے پر پھیرے حضرت مصطفیٰ
واصلِ حق ہو گئے بس وہ جناب — رہ گیا منھ میں میرے منھ کا لعاب
سن چکے فخر اے محبانِ نبی ؛ — انکساری کا سنو کچھ حال بھی
شوہر ایسے باپ ایسے نیک تر — عمر ساری عاجزی میں کی بسر
یہ مریدی ہے رسول اللہ کی — ایک نظر میں شہ گدا ہووے غنی
پوچھا بی بی سے کسی نے دو خبر — کب میں جانوں اپنے کو ہوں نیک تر
آپ بولے جب ترے دل نے کہا — مجھسے دنیا میں نہیں کوئی برا
وہ کہا اپنے کو کب سمجھوں برا — بولے جب سمجھا تو اپنے کو بھلا
راوی لکھتے ہیں کہ ایک دن عائشہ — تھیں بہت مغموم اور فاقہ بھی تھا

عرض کی میں نے کہ اے جانِ رسول
کیا سبب ہیں آپ آج ایسے ملول

بولیں کی ہمسائی ایک عورت وفات
کوستی تھی وہ مجھے دن اور رات

بولتی تھی منہ سے بد از روئے جبر
سن کے میں کرتی تحمل اور صبر

اب نہیں کوئی کہ ہم کو بد کہے
اس لئے مغموم ہوں میں صبح سے

ہیں روایت کرتے عروہ بن زبیر
دیکھے ہم نے عائشہ کے کار خیر

درہم اک دن بانٹے ہیں ستر ہزار
پیرہن پیوند کا تھا آشکار

یہ روایت راویوں نے ہے لکھی
لاکھ درہم نذر آئے بی بی کی

بوریئے پر بیٹھ کر وہ ذی حسب
وہ درہم مسکینوں کو بانٹے ہیں سب

آپ روزے سے تھے لونڈی نے کہا
ایک درہم دیتے اگر اے سیدا

گوشت منگوا لیتی شب کے واسطے
آپ بولے کیوں نہ بولی تو مجھے

ہم خدا کے کام میں مشغول تھے
کھانا پینا سوجھتا ہے یاں کسے

ہے حدیثوں کی کتابوں میں لکھا
بی بی کو اس طرح تھا خوف خدا

بولتی تھیں اس طرح وقت قضا
کاش پیدا ہی نہ ہوتیں عائشہ

کاش کر دیتا خدا ایسی نہاد
کاش مجھکو کوئی بھی کرتا نہ یاد

کاش ڈھیلا ہوتی میں اس خاک کا
کاش مخلوق ہی نہ کرتا کبریا

خاکساری پر کرو ان کی نگاہ
مرتبے پر جن کے ہے قرآں گواہ

اب کے پیرو بنی جو ہیں پیرانیاں
تمکنت اور فخر پر دیتی ہیں جاں

ایسی بی بی کو جو شیعہ رافضی ہے
منھ سے بد کہتے ہیں بدتر ہیں وہی

اے غلامان شفیع المذنبیں
اس میں ہے توصیف ام المومنین

اس کے پڑھنے سے ہو رحم کبریا
ہوتی ہے خورسند روح مصطفےٰ

جو مقاصد چاہو ہوئیں گے حصول
جو دعا مانگو کرے گا حق قبول

غمزدہ ہے کیوں غلام دستگیر
مومنوں کی ماں ہے یہ روشن ضمیر

ان کی بخشایش سے اور افضال سے
آگ سے بچ اور جنت مانگ لے

علم دین کے فضائل

کیا بیاں دلچسپ ہے سنئے اسے
ہے فضائل علم دین پاک کے

ایسا فرمائے رسول انس وجاں
ساری دنیا میں ہیں جتنے نیکیاں

رتبے میں ان سب میں ایسا ہے جہاد
ایک قطرہ سب ہیں دریا ہے جہاد

ہے جہاد اک قطرہ کے علم کا
علم دریا ہے بقول مصطفےٰ

علم حضرت کا ہے علم کردگار
جو صحابہ لے گئے ہے اختیار

خاتم ملک سلیمانست علم
جملہ عالم چوں تن وجانست علم

پڑھنے جاتے ہیں جو طالب علم کے ۔۔۔ پر بچھاتے ہیں ملک پاؤں تلے

سیکھتے ہیں اس کو بھی خاصان دین ۔۔۔ تا ابد جاری رہے گا بالیقین

حضرت حسنین پر سوچو ذرا ؓ ۔۔۔ علم قرأت جب پڑھائے مصطفےٰ

عبد رحمٰن قاری تھے جو تابعین ۔۔۔ ان کو سنوائے امیر المومنین

جو امام اعظم اپنے ہیں امام ؒ ۔۔۔ کیسا رتبہ ان کا ہے عالی مقام

جن کے مذہب میں کروڑوں اولیا ۔۔۔ ہو گئے ہوتے ہیں تا روز جزا

مجتہد عالم امام ایسے بڑے ۔۔۔ لے کتابیں پڑھنے قرأت جاتے تھے

حضرت غوث الورا عالی جناب ؒ ۔۔۔ پڑھنے جاتے تھے تعلیمیں لے کتاب

ساتوں قرأت چاروں مذہب کی فقہ ۔۔۔ تھے جناب پیر کو سب حافظہ

تھیں حدیثیں یاد قرآں حفظ تھا ۔۔۔ علم سے باطن کے سینہ تھا بھرا

وعظ فرماتے پڑھاتے تھے سبق ۔۔۔ تھا سراپا شرع اور فانی بحق

تابعین بھی اور تبع تابعین ۔۔۔ شوق سے سیکھے ہیں سارے علم دین

تھا یہی خواجہ معین الدین کا حال ۔۔۔ تھا یہی کل اولیائے دین کا حال

جس نے علم ظاہری سیکھا نہیں ۔۔۔ اس کو علم باطنی آتا نہیں

علم کیا ہے قول و فعل مصطفےٰ ۔۔۔ اندنوں کچھ اسکا گھٹا ہو گیا

مسخری کرتا نمازی پر کوئی / روزہ داروں پر کوئی کرتا ہنسی

حج کا ٹھٹا کوئی کرتا سر بسر / ہنستے ہیں اکثر فقہ پر بدگہر

قول و فعل مصطفےٰ پر ہنستے ہیں / مصطفےٰ پر کیا خدا پر ہنستے ہیں

دہمکیاں سلطان دیں کی دوستو / خاص مرضی خدا ہے جانیو

دو جہاں میں جتنے ہیں نفع و ضرر / سب رسول اللہ کے ہیں پیش نظر

جسمیں ہے ہم عاصیوں کی بہتری / سخت تاکید اس میں فرمائے نبی

لے سبب ہنسنے سے ہوتے تھے خفا / شرع کا ٹھٹا کریں قہر خدا

جا رہے تھے ایک دن خیر الانام / اک جماعت دیکھے ہنستے ہیں تمام

تب سلام ان پہ کیئے فخر عرب / سب جواب اسکا دئے ہو با ادب

آپ پوچھے گزرے کیا تم قبر سے / سن کے یہ انکار وہ کرنے لگے

پوچھے پھر کیا ہو گیا سب کا حساب / گزرے دوزخ سے بھی کیا دیگر جواب

اس پہ بھی انکار ہر اک نے کیا / ان سے فرمائے رسول دوسرا

ایسے موقع آگے رکھ کر غافلین / اتنا جو ہنستے ہو روتے کیوں نہیں

بعض شاہ صاحب بھی انکے ساتھ ہیں / کرتے ہیں بدنام علم دین کو

عمر کھوئے علم دیں سیکھے نہیں / مصطفےٰ کی پیروی کرتے نہیں

ہیں خلاف شرع سارے کاروبار — سب وہی ہے منہ سے کہتے ہیں پکار

چال الگ ان کی لباس انکا جدا — حال مکاری کا پھر کیا پوچھنا

ہے بچھی لاکھوں طرح کی انکی جال — مثنوی میں سب لکھا ہے انکا حال

صد ہزاراں دام ودانست ای خدا — ما چو مرغان حریص و بے نوا

ہر کہ گستاخی کند در راہ دوست — رہزن مرداں شد و نامرد اوست

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستی نہ شاید داد دست

بعض عارف جذب میں مغلوب حال — ان کے ایسے ہو گئے ہیں حال و قال

اولیا میں شاذ و نادر پہلے بھی — اس لئے چھوڑے ہیں شرع ظاہری

لوگ ان کو تنگ کرتے تھے ضرور — یاد حق میں ان کے ہوتا تھا قصور

عیب شرعی کرتے تھے وہ اختیار — بھاگتے تھے دور ان سے دیندار

جب ولی ہونے کا کھلجاتا تھا حال — بس اسی دم انکا ہوتا تھا وصال

طرز یہ اب بھی اٹھائے ہیں کئی — تا کہ سمجھے لوگ ہم کو بھی ولی

سر برہنہ کوئی کوئی نشہ خوار — سرخ جوڑا ہے کسی کا پر بہار

تھی خلافت حضرت فاروقؓ کی — آئے مسجد میں صحابئے نبیؐ

سرخی مائل ان کے تن پہ تھا لباس — مارے اک درہ انہیں وہ حق شناس

وہ کہے تب یا امیر المومنین — رنگ میں اسکو رنگا میں نے نہیں

سرخ مٹی میں رنگا ہوں اسلئے — جلد یہ میلا نہ ہووے گرد سے

آپ نے فرمایا یہ سچ ہے بجا — لوگ کیا سمجھیں گے یہ تو وہ بتا

وہ تو لکھدیں گے کہ یار مصطفیٰ — سرخ جوڑے پہنتے تھے بر بلا

بھائیجاں یہ خوف کرتا ہے عمر — تا نہ ہو برباد دین معتبر

ان دنوں مردم کا ٹھہرا ہے قیاس — چال کیسی کیسا ہی پہنیں لباس

دل سے ہر دم یاد مولا چاہیئے — یہ غلط ہے یہ غلط ہے جانیئے

ضد اگر حضرت کو تھی تو تھی یہی — شرع میری۔ میری ملت ہو جدا

سیکھیں قول و فعل میرے یہ تمام — تا میں پہچانوں یہ ہیں میرے غلام

بال سر کے دیکھ سب نے عرض کی — یا نبی کافر بھی رکھتے ہیں یونہی

جب سنی اس بات کو اس شاہ نے — مانگ رکھ بالوں کے دو حصے کئے

ایک روزہ آپ عشرہ کا رکھے — عرض کی اصحاب نے تب آپسے

ایک روزہ رکھتے ہیں اکثر یہود — تب قسم کھائے یہ معشوق ودود

ہم تو دو روزے رکھیں گے اس لئے — فعل اپنا تا جدا ان سے رہے

سید الابرار ہیں اے خاص و عام — یوں بیان کرتے ہیں یہ غزالی امام

حضرت سلماں صحابی کو عمر　　کرکے حاکم بھیجے ملک شام پر
کہتے ہیں سلمان بعد اک سال کے　　جمع کر تحصیل ملک شام سے
جب مدینے کو روانہ کر دئے　　جو لئے جاتے تھے ان سے یہ کہے
دیکھ آنا سیرت حضرت عمرؓ　　مصطفےٰ کی شرع پر ہے یا دگر
وہ مدینے سے جو پھر واپس ہوا　　رو یا پگڑی پھینک سلماں سے کہا
چھوڑی پیغمبر کی وہ خصلت عمر　　بیٹھے تھے دو تہ کے حضرت فرش پر
اور دو سالن رکھے تھے سامنے　　آبدیدہ سن کے سلماں ہو گئے
خرقہ پہنے اور مدینے کو چلے　　پیشوائی سن کے کی فاروق نے
نعرہ مارے وہ عمر کو دیکھ کر　　بولی کیوں تم دوزخی ٹھہرے عمر
دین اور سنت سے دوری کر گئے　　تب عمر بیہوش ہوکر گر پڑے
ہوش آیا پانی چھڑکے چہرے پر　　کھول آنکھیں پوچھے سلماں سے عمر
کیا ہوا مجھ سے خلاف شرع کام　　جلد فرما دیجئے اے نیک نام
تب کہا سلمان نے یوں فاروق کو　　چھوڑی عادت مصطفیٰ کی تم نے دو
دو طرح کے کھائے سالن اے عمر　　اور بھی دو تہ کے بیٹھے فرش پر
سن کے خوش ہوکر کہا فاروق نے　　جھوٹ ہے جس نے کہا یہ آپ سے

جو کہے تھے ان کو بلوائے عمر
پوچھے کیا دیکھا ہے وہ تم نے خبر

بولے دو پیالے تھے آگے آپ کے
دو طرح کے رنگ ان دونوں میں تھے

آپ کا بستر دو تہ کا تھا یقیں
میں نے دیکھا تھا امیر المومنین

تب یہ فرمائے عمر سلمان سے
میں تھا بیمار آئے یہ جس روز تھے

یوں طبیبوں نے کہا تھا دیکھ ہاتھ
کھائیں روٹی انڈے کی زردی کے ساتھ

میں نے کی زردی سفیدی سے جدا
دو کٹوروں میں الگ وہ رنگ تھا

تھی اکہری چادر اک نیچے بچھی
ایک جانب مڑ گئی تھی تہ تہ تھی

یہ جو سلماں نے سنا خوش ہو گئے
تب لگائے ہیں عمر کو سینے سے

بولے لے پروانگی آیا ہوں میں
حکم ہو واپس چلا جاتا ہوں میں

گر زیارت کی اجازت ہو ابھی
سرور عالم کی اور صدیق کی

ہو مشرف قبروں سے جاؤں ادھر
رکھ لئے سلماں کو یہ سن کر عمر

بولے صحبت ہے غنیمت آپ کی
آپ ٹھہریں چند مدت اور ابھی

علم دیں شرع رسول لے نظیر
ہے بڑی نعمت غلام دستگیر

یہ دعا کر قول و فعل مصطفےٰ
یا الٰہی مومنوں میں رکھ سدا

کلمہ شریف کی فضیلت کا بیان

افضل الذکر ہے خدا کی پناہ
کلمۂ لا الٰہ الا اللہ

جب فرشتوں کی عقل ہو حیراں
اس کے اوصاف ہم سے کیا ہو بیاں

عرش پر ہے لکھا ہوا کلمہ
لوح پر ہے کھدا ہوا کلمہ

آسماں پر بھی ہے زمیں پہ بھی
حور و غلماں کی ہے جبیں پہ بھی

ہے یہ کلمہ کا ایک ادنیٰ اثر
سو برس کا ہو مشترک اور کافر

صدق دل سے گر ایک بار پڑھے
چلا جنت میں چھوٹا دوزخ سے

آسمانوں کو اور زمینوں کو
گر ترازو کے پلّے میں رکھدو

دوسرے پلّے میں رکھیں کلمہ
وزن ہو جائے گا گراں اسکا

اولیا غوث و قطب اور ابدال
ہیں اسی کے طفیل سب خوشحال

نہ ہو ظاہر درست لیے اس کے
ہو وے باطن درست کلمے سے

صدق سے کوئی لاکھ سال اور ماہ
گر کہے لا الٰہ الا اللہ

گر محمد رسول اللہ کو
نہ ملایا تو دیندار نہ ہو

نہ بود سود گفتن الا اللہ
تا نہ گوید کسے رسول اللہ

آسماں لوح و کرسی عرش و قلم
بحر و بر اور زمیں کے سب عالم

ہے قیام ان کا اس کی برکت سے
کیا فضائل بڑھے ہیں کلمے کے

کلمہ گو جب تک اک زمیں پر ہو — حق نہ قائم کرے قیامت کو

وعظ فرماتے تھے جناب نبی — ہوا حاضر وہیں اک اعرابی

رو کے حضرت سے عرض کرنے لگا — مبتلا ہوں گناہ میں شاہا

آپ پوچھے بہت ہیں جرم ترے — یا بہت آسماں کے ہیں تارے

وہ کہا رو کے یا رسول اللہ — ہیں ستاروں سے بڑھکے میرے گناہ

آپ پوچھے کہ قطرے بارش کے — ہیں زیادہ و یا گناہ تیرے

کہا قطروں سے بڑھ کے باراں کے — یا محمد گناہ ہیں میرے

آپ فرمائے ریگ صحرا سے — جرم بڑھکر ہیں یا ہیں کم تیرے

وہ کہا ریگ سے بھی صحرا کے — بڑھ کے ہیں یا نبی گناہ میرے

آپ پوچھے کہ جھاڑوں کے پتے — ہیں زیادہ کہ ہیں گناہ ترے

کہا تو نے کہ جھاڑوں کے پتے — کم ہیں یا شہ گناہ سے میرے

آپ فرمائے رحمت اللہ — ہے بڑی یا ہیں بڑھکے تیرے گناہ

کہا اس نے کدھر گناہ میرے — رو پڑا وہ اس خدا کی رحمت سے

کئے ارشاد اس سے تب احمد — کھینچکر خوب لا الہ کا مد

پڑھ لے کلمہ وہ سب گنہ اکبار — عفو کردے گا وہ مرا غفار

یہ مضامین ہیں حدیثوں کے — کام آئیں گے ان کو سن رکھیئے

جرم مٹتے ہیں کلمہ پڑھنے سے — پاک ہو جاتے ہیں عمل نامے

کھینچکر مد اسے پڑھے اک بار — بخشے جاویں گناہ چار ہزار

پڑھے کلمہ جو دن میں غمگیں — کانپتے ہیں ستون عرش بریں

حکم ہوتا ہے حق کا ساکن ہو — عرض وہ کرتے ہیں کہ بخش اسکو

تب صدا حق سے آتی ہے پیہم — بے شک اس کلمہ گو کو بخشے ہم

کنجیاں ہیں جدا ہر اک شے کی — ہے یہ کلمہ بہشت کی کنجی ۞

اس کی تاثیر ہے عجیب و غریب — دوزخی کو کرے بہشت نصیب

بعد ہر اک نماز کے دس بار — پڑھیں نیکی ملے گی دس ہی ہزار

بعد ہر اک نماز کے سو بار ۞ — ورد اس کا رکھے گا جو دیندار

بیچ میں اس کے اور جنت کے — موت اک پردہ ہے سمجھئے اسے

پڑھے کلمہ جو کوئی تفس نفیس — دن کو چالیس رات کو چالیس

ہیں طبق سات آسمانوں کے — ساتھ ہی ہیں طبق زمیں کے جدے

ان فرشتوں کی بندگی کا ثواب — اسکے لکھوائے تامے ہیں وہاب

صبح اٹھتے ہی جو پڑھے بیشک — لکھیں چوبیس ہزار نیکی ملک

گر وہ کلمہ پکار کر بولا ۞ — یعنے ایسا کہ دوسرا بھی سنتا

تب فرشتے بھی نامے میں اسکے　　نیکیاں ساٹھ ہزار لکھدیں گے
سب طبق پھاڑ آسمانوں کے　　کلمہ جاتا ہے عرش کے نیچے
پڑھنے والوں کے کام مثل ماہ　　ہوتے روشن ہیں نور سے واللہ
ایسا فرماتے ہیں رسول خدا　　جو ہمیشہ پڑھا کرے کلمہ
بخشیگا اس کو قادر علّام　　آگ دوزخ کی اس پہ ہووے حرام
حشر کے دن گناہ گاروں کے　　بھرے صندوق لائیں گے نامے
سینکڑوں کوس طول ہے جن کا　　ان کو میزان میں رکھیں گے لا
دوسرے پلے میں فرشتے لا　　تین انگل کا پرچہ کلمہ لکھا
تولیں گے ایسا ہوگا فضل اسکا　　بھاری ہوجائے گا یہی پلا
کہئے ارشاد سرورِ امت　　ہے یہ کلمہ بہشت کی قیمت
جو کہ کلمہ زبان سے بولے　　ساتھ ہی اس کے اشک بھی ٹپکے
بخش دے گا گناہ اسکے خدا　　حشر میں عرش کا ملے سایہ
کہا حضرت نے روز یہ کلمہ　　تین سو ساٹھ بار جس نے پڑھا
نار دوزخ سے اس نے پائی اماں
کہے حضرت نے جو یہ کلمہ پڑھا　　حق یہ کہتا ہے سچ کہا بندا

رہو شاہد ملائکہ اس کے | ہم نے اس کے گناہ بخش دیے

سات بار اس کو صدق سے جو پڑھا | ساتھ چیزیں اسے خدا دے گا

نزع کی سختی اس پہ ہو آساں | جائے گا اس جہاں سے با ایماں

قبر اس کی کشادہ ہو گی یقیں | آئیں گے منکر و نکیر حسیں

نامہ محشر میں سیدھے ہاتھ میں ہو | بھاری نیکی کے کردیں پلے کو

ساتواں پل صراط کے اوپر | مثل بجلی کے جلد جائے گزر

پڑھے کلمہ جو مد سے روک کے دم | ایسا کھینچے کہ جیسا پڑھو شکم

نور سے اس کا دل بھرے ستار | جرم بخشے کبیرہ چار ہزار

اس کے ذمے اگر گنہ نہ رہے | بخشے ماں باپوں کو بدل اس کے

حرف چوبیس ہیں یہ کلمے کے | اتنے ہی رات دن کے ہیں گھنٹے

ایک بار اس کو جو پڑھا واللہ | جلتے چوبیس گھنٹے کے ہیں گناہ

حق کہا ہے حصار یہ کلمہ | ان میں آیا جس نے اس کو پڑھا

پڑھے چالیس بار جو اس کو | محو ستر برس کے عصیاں ہو

گر پڑھے لاکھ بار عمر تمام | بچے آتش سے اس کے ہفت اندام

ابن عباس کہتے ہیں کلمہ | واسطے مردے کے بھی ہے اچھا

لاکھ بار اس کے نام سے جو پڑھو — حق تعالیٰ سے اس کے بخشش ہو

جمعہ کی رات کوئی شخص اسے — تین سو بار صدق دل سے پڑھے

یہاں جنت میں دیکھے اپنا مکان — ملے پیغمبروں کا رتبہ وہاں

کلمہ پڑھتا رہے گا جو اکثر — نہ جلائے گی اس کو نار سقر

صدق سے اس کو گر کوئی مومن — پڑھے چالیس بار جمعہ کے دن

اس کے نامے میں حکم سے حق کے — اجر چالیس حج کا لکھدیں گے

ذکر اتنا کرے جو کلمے کا ؛ — کریں مشہور اس کو دیوانا ؛

وہ بنے گا بہشت میں سردار — کریں خاطر پیمبراں ہر بار

صبح سے آفتاب نکلے تک — عصر سے آفتاب ڈوبے تک

نہ کریں باتیں کوئی دنیا کی — رہیں تسبیح پڑھتے کلمے کی ؛

دن قیامت کے پرسش اس سے نہو — گھر ملے گا بہشت میں اس کو

اور گنہگار دوزخی ستر — اس کے باعث سے بخشیگا داور

جو وضو کرتے وقت کلمہ پڑھے — ہو ویں پیدا فرشتے قطروں سے

کلمہ پڑھ پڑھ کے دل سے شاداں ہو — حشر میں بخشیں گے ثواب اس کو

جس نے دس بار سوتے وقت پڑھا — گیا آزاد گویا ایک بندا

کہے حضرت ہیں تمکو چھوڑ چلا ‎ ‎ تم سبھوں کی پناہ ہے کلمہ

اس کو اکثر پڑھو یہ قلب صفا ‎ ‎ یہ وسیلہ ہے تم کو جنت کا

وقت مرنے کے جو یہ کلمہ پڑھے ‎ ‎ ہوئے واجب بہشت اسکے لئے

پڑھے چالیس بار تنہا ہو ‎ ‎ ایک حج کا ملے ثواب اس کو

پڑھیں آواز سے جو کلمے کو ‎ ‎ ان کو دیدار حق کا پہلے ہو

صبح دس ظہر بیس عصر کو تیس ‎ ‎ بعد مغرب اسے پڑھیں چالیس

بعد عشا کے پچاس وتر کے ساتھ ‎ ‎ پڑھے جو کلمہ پھر ہے اس کا ٹھاٹھ

پڑھنے والے کو حکم سے حق کے ‎ ‎ ساٹھ پیغمبروں کا اجر ملے

ملیں جنت میں ساٹھ شہر اس کو ‎ ‎ قصر ساٹھ ایک ایک شہر میں ہو

ایک اک قصر میں ہو ساٹھ مکان ‎ ‎ تخت ساٹھ ہر مکاں میں ہو باشان

حور ہر تخت پہ ہو نورانی ‎ ‎ بیہقی نے ہے یہ روایت کی

شرع میں لا الٰہ کا معنیٰ ‎ ‎ نہیں معبود کوئی حق کے سوا

اہل معنی یہ کرتے ہیں معنیٰ ‎ ‎ نہیں موجود کوئی اس کے سوا

جتنے اذکار ہیں فقیروں کے ‎ ‎ اسی کلمے کے سارے ہیں ٹکڑے

بعض کرتے ہیں ذکر الا اللہ ‎ ‎ کہے اللہ فقط کوئی ذیجاہ

کوئی للہ کا لہٗ کا کوئی
شغل کرتے ہیں کر کے یکسوئی

محو کرتے ہیں کوئی ھو کو بھی
ہے یہ تحریر ایک عارف کی

ھو میں ایسا فنا ہو ھو نہ رہے
تجھ میں تیری دوئی کی بو نہ رہے

سری جہری لسانی اور قلبی
روحی عینی ہیں اصطلاح جدی

نفی و اثبات اس میں ہیں دونوں
مرشدوں سے یہ عقدے حل کر لو

بس کراب دستگیر طول نہ دے
ہاتھ اٹھا کر دعا یہ کر حق سے

ہر مسلمان کا خداوندا
آخری کلمہ ہو یہی کلمہ

مثنوی کلام اللہ کے فضائل میں

ہو مخاطب دل لگا کر دوستو
وصف قرآں کے مسائل کا سنو

ایسا فرمائے رسول پاک نے
جتنے ہیں اذکار اہل اللہ کے

ان پہ قرآں کی تلاوت ایسی ہے
حق کی بندوں پر فضیلت جیسی ہے

اس کے ہر ہر حرف کی دس نیکیاں
جو پڑھے دیتا ہے خلاق جہاں

سورۂ بقرہ کی جو ہے ابتدا
ہے الف اور لام میم اس کی بناء

ہے الف میں تین حرف اے دوستاں
اک الف اک لام اک میم ہے نہاں

اسطرح ٹکڑے ہو ہر ہر حرف کے
نیکیاں تیس اک الف کے ہوئیں گے

جو پڑھے قرآں پڑھا دے اور کو — روز محشر کے اُٹھے وہ شاد ہو

اور جو قرآں اپنے لڑکے کو پڑھائے — اسکے ماں اور باپ دونو بخشے جائے

تاج سر پر باپ ماں کے نور کا — حشر کے دن بخشے گا وہ کبریا

حافظہ جو کوئی قرآں کا کرے — اور عمل احکام پر اس کے رہے

دوزخی دس عاصی اس کے اقربا — بخشے جائیں گے یقیں روز جزا

ہے تلاوت خاص انساں کیلئے — اس کے عاشق ہیں ملایک سننے کے

جب پڑھے انساں وہ سنتے ہیں یقیں — کیونکہ ان پر یہ کلام اُترا نہیں

اور کیا فرماتے ہیں سنئے حضور — سیکھنا قرأت کا قاری سے ضرور

مخرج اک اک حرف کا معلوم ہو — مطلق اور آیت کا بھی مفہوم ہو

کیا ہے قرأت ہے زبان کبریا — جس کو جبریل امیں پہونچائے لا

جیسی ہے خالق سے بیعت کی سند — سمجھو ہے ویسی ہی قرأت کی سند

مصطفےٰ سے سیکھے اصحاب ہدا — سات قرأت کا تھا ہر ہر کو مزا

اور بھی زائد ہیں اس سے قرأتیں — شک نہ لانا دوستو اس باب میں

ہے یہاں مشہور قرأت حفص کی — کوئی قاری سے پڑھیں بس ہے یہی

کوئی بے قرأت نہ قرآں کو پڑھا — تابعیں کیا سب امام اور اولیا

ہے جو صورت فاتحہ کی مومنین
ام قرآن اس کو کہتے ہیں یقین

اور ہے سبع مثانی اس کا نام
ایسا فرمائے علی اعلیٰ مقام

گر فضائل ہیں لکھوں اس سورہ کے
بار ستر اونٹ کے ہو جاویں گے

شکر ہے حق کا نمازوں میں تمام
پڑھتے اس سورہ کو ہیں ہم صبح و شام

وِرد قرآں کا رکھے میر فقیر
ہے بڑی نعمت غلامِ دستگیر

خیرات کا بیان

دل لگا کر اس کو سنئے غور سے
ہیں فوائد دوستو خیرات کے

ہے حدیثوں میں ثواب اسکا لکھا
بدلہ ہے دونوں جہاں میں خیر کا

عادت خیرات ہے ہر قوم کی
مختصر کی اس لیے یہ مثنوی

سب حدیثوں سے یہ ظاہر ہو چکا
دینا اچھا ہے بُرا ہے مانگنا

بے خدا کے غیر سے کرنا سوال
منع فرمائے محبِّ ذوالجلال

ایسا فرمائے رسول ذی وقار
راہ میں کوڑا گرا دیوے سوار

اترے گھوڑے سے اُٹھالے ہاتھ سے
غیر سے اس کو نہ مانگا چاہیے

مانگنا جو کچھ ہو حق سے مانگ لو
شرم اس سے مانگنے میں مت کرو

تسمہ گر نعلین کا جاتا رہے
بے تکلف مانگ لو اللہ سے

یاد رکھو یہ ہے قول مصطفےٰ
مانگنا غیر خدا سے ہے بُرا

فائدے دیتے کے کبھی سنئے ضرور
والضحیٰ میں ایسا فرمایا غفور

غصہ کرنا ہے یتیموں پر بُرا
جھڑکی سائل کو نہ دو یا مصطفےٰ

ایسا فرمائے ہیں شاہ انبیا
سب سے بڑھ کر ہے سخی وہ کبریا

بعد اس کے میں سخی ہوں بالیقیں
مرحبا کیا ذات تھی اے مومنیں

جو کچھ آئے کرتے سائل کو عطا
قرض کرتے تھے جو کچھ ہوتا تھا

اور کبھی فرماتے تھے وہ ذی کرم
قرض تم لے لو ادا کردیں گے ہم

کرتے تھے خیرات لاکھو نکی حضور
پر نہ عادت چھوڑے فاقو نکی حضور

لکھتے ہیں تفسیر میں یہ ماجرا
بیٹھے تھے ایک روز شاہ انبیا

ہو کے حاضر ایک لڑکی عرض کی
ایک کپڑا مانگتی ہے ماں مری

جسم والا میں جو تھا اس کے سوا
اور کوئی پیرہن گھر میں نہ تھا

اس سے یوں فرمائے وہ کان سخا
تو ٹھہر کر پھر ذرے عرصے سے آ

گھر سے جاکر آئی وہ لڑکی وہیں
عرض کی دلوائے یا شاہ دیں

بیٹھے حضرت برہنہ حجرے میں جا
بس قمیص اپنا گئے اس کو عطا

جب اذاں مسجد میں فرمائے بلال
جمع تھے اصحاب سب آشفتہ حال

عرض کرتے تھے کہ اے بندہ نواز — کھولئے دروازہ ہے وقت نماز

وحی لائے اتنے میں روح الامیں — عرض کی کہتا ہے رب العالمیں

گر سخاوت ایسی ہو گی یا نبی — دین کی تبلیغ کیسی ہوئے گی

وقت رحلت کے جناب مصطفیٰ — اس طرح فرمائے مولا کو بلا

اک یہودی سے میں قرضہ تھا لیا — بعد میرے اس کو کر دینا ادا ؂

تھی صحابہ کی سخاوت بے نظیر — لکھ سکے کیونکر غلام دستگیر

حضرت صدیق حق کے نام پر — دیدئے ہیں گھر کا سارا مال و زر

ایک کمبل کی پھٹی پہنی عبا — جس کو پتوں سے کھجور و نکے سیا

تھی یہی حالت عمر عثمان کی — تھے انہیں کے حال پر مولا علی

پڑھ رہے تھے ایک دن مولا نماز — ایک سائل نے پکارا با نیاز

انگلی میں انگشتری چاندی کی تھی — کر دئے انگلی دراز اسدم علی

یہ اشارا دیکھ سائل لے لیا — حال یہ اصحاب کے دینے کا تھا

نذر حق حسنین کی بیماری کے — روزے بی بی اور مولا نے رکھے

پہلی شب مسکین مانگا دیدئے — ویسے ہی روزہ پہ روزہ رکھ لئے

دوسرے افطار پر آیا یتیم — دیدئے اسکو بھی وہ طبع کریم

شکر خالق کا ادا کرتے ہوئے
ویسے ہی روزہ پہ روزہ رکھ لئے

تیسری شب میں کیا قیدی سوال
دیدئے اسکو محب ذوالجلال

ذکر اس کا حق نے قرآں میں کیا
ہے سخاوت کا بس ان پر خاتمہ

تھے جو ابراہیم جدِ مصطفےٰ
روٹی کھاتے تھے نہ مہماں کے سوا

اک مسافر اکدن آیا بے قرار
مشرکوں سے تھا نہ تھا وہ دیندار

تھا وہ کافر لے لئے نام خدا
یوں ہی کھانا چاہا حضرت نے کہا

اے مسافر دور ہو مشرک ہے تو
اٹھ یہاں سے تو ہے اللہ کا عدو

وہ یہ سن کر چل دیا اندوہگیں
حکم حق سے آ گئے روح الامیں

عرض کی کہکر سلام کبریا
یا نبی مہماں وہ دشمن حق کا تھا

ہے یہ ارشاد خدائے ذوالجلال
ایسے ہم دشمن کو پالے ساٹھ سال

آپ کے ذمہ تھا قوت اک وقت کا
اس سے بھی محروم بیچارہ رہا

یہ سنا جس دم خلیل اللہ نے
ڈر گئے تالاش میں اسکے چلے

اور سنئے اک حدیث معتبر
راویوں نے لکھ گئے ہیں یہ خبر

گوشت کچھ تھا ام سلمہ نے رکھا
اس لئے کھائیں گے اس کو مصطفےٰ

ایک سائل نے سوال آکر کیا
بی بی نے فرمایا برکت ہے گدا

کہہ گیا اللہ برکت دے تجھے | اتنے میں حضرت بھی گھر میں آگئے
پوچھے بی بی سے ہے کچھ کھانے کی شئے | عرض کی تھوڑا سا بھونا گوشت ہے
طاق میں تھا گوشت بی بی نے رکھا | خادمہ نے دیکھا پتھر ہے دھرا
مسکرا کر پوچھے شاہ مرسلاں | کوئی سائل تو نہ آیا تھا یہاں
عرض کی بی بی نے آیا تھا گدا | کچھ نہ دے کر میں نے واپس کر دیا
آپ پوچھے پھر وہ کیا کہہ کر گیا | عرض کی بولا وہ برکت دے خدا
بولے حضرت گوشت رکھ کر تم اسے | گھر سے جو محروم واپس کر دئے
یہ اثر سائل کی محرومی کا تھا | حق تعالیٰ گوشت پتھر کر دیا
مومنو کچھ ہو تو تم سائل کو دو | گر نہ ہو جھڑکی نہ دو نرمی کرو
پیٹ بھر کھا کر جو دیتا ہے دعا | سوت کو پھیرا ہے اکثر کبریا
فائدے خیرات کے ہیں بس کثیر | لکھ سکے کیو نکر غلام دستگیر

زکواۃ کا بیان

سن رکھیں اس داستاں کو اغنیا | ذکر ہے اس میں زکواۃ مال کا
خرچ سے گھر کے بچے مال حلال | چاہئے اس پر گزرنا ایک سال
دو روپیہ آٹھ آنے سو کی ہے زکواۃ | دیں خدا کے نام پر ہوگی نجات

یہ اسی کا مال ہے تم کو دیا ۔ نام پر دینے میں تم کو عذر کیا

جانور باغ اور زراعت ملک و مال ۔ دیں زکواۃ انکی نہو گا کچھ زوال

سمجھو روزوں کو بدن کی ہے زکواۃ ۔ بھاگتے ہیں اس سے اکثر بدصفات

بوحنیفہ کی ہے مذہب میں یہ بات ۔ عورتوں کے دینا زیور کی زکواۃ

اور فرضوں کی ادائی کرتے ہیں ۔ اسکے دینے پر بہت سے مرتے ہیں

ملک کر دیتے ہیں کوئی بی بی کی ۔ آپ بچکر اسکو کرتے دوزخی

کوئی کرتے ہیں ہبہ اولاد پر ۔ تا بچے ہر طرحسے یہ مال و زر

ڈرتے ہیں گر ہم یہ دیں نام خدا ۔ مال میں سے اتنا کم ہو جائیگا

وائے نادانی سمجھ اتنی نہیں ۔ دینے والا ہے وہ رب العالمیں

حق کی نافرمانی میں ہوتا ہے کیا ۔ ایک دن یا مال سب ہو جائیگا

بعض کچھ خیرات کر کے جانتے ۔ حق زکواۃ اپنی ادا اسمیں کرے

جو نہیں کرتے زکواۃ مال ادا ۔ دیکھیے قرآں میں فرماتا ہے کیا

کر گئے جو جمع مال و زر تمام ۔ گرم کروائے گا حق روز قیام

داغیں دلوائے گا اس سے تیز تر ۔ پیٹ پر پہلو پر اور پیشانی پر

اور فرمائے گا چکھو لو ذا لقہ ۔ یہ تمھاری جمع ہے دیکھو ذرا تو

اس کی کروا دے ادائی وہ قدیر
کام مشکل ہے غلام دستگیر

مثنوی روزوں کے بیان میں

دوستو سنئے رکھ کے دل سے خیال
رمضان شریف کے افضال

اس کی قرآں میں حق نے کی تعریف
سینکڑوں اس میں ہیں حدیث شریف

دل میں حب ہے ہر ایک مومن کے
چھوٹے لڑکے بھی رکھتے ہیں روزے

رہتی اکثر غریبوں پر تنگی
رکھتے روزہ وہ لے کئے سحری

امرا کو نہیں ہے شوق اس کا
کہتے ہیں سخت ہے یہ حکم خدا

گاہے ماہے نماز پڑھ لیں گے
جان ڈرتی ہے اپنے روزوں سے

بھوک رہنے سے ہوتی ہے خشکی
زور گھٹتا ہے لاغری تن کی

کرتے ہیں اس میں سینکڑوں حیلے
جانتا ہے وہ مکر سب ان کے

جب نہ دے کر زکوٰۃ رکھتے ہیں مال
ہے وہ ہوتا بری طرح پامال

رہتے فربہ جو روزوں سے بچکر
ہوتے بیماریوں سے وہ لاغر

گر مصیبت سے روزہ رکھ بھی لئے
شیر بنتے ہیں دوپہر ڈھلتے

بار بار آفتاب پر ہے نظر
ڈوبتا کیوں نہیں یہ بد اختر

فحش ہے نوکر اور غلاموں پر
اور کنیزوں کے پھوٹتے ہیں سر

وہ بھی بیچارے رکھتے ہیں روزہ — دھوپ میں ان سے کام لیں پورا
روزے میں خیر ہو عبادت ہو — تا خوش آوے جناب باری کو
اس مہینے میں جو جو نیکی کرے — اجر دس حصے اس کو بڑھ کے ملے
ہے یہ مضمون حدیث حضرت کا — جس نے اس مہ پورے روزے رکھا
پاک ہوتا ہے جرم سے ایسا — گویا ماں کے شکم سے پیدا ہوا
کہا موسیٰ سے حق تعالیٰ نے — برکتوں میں یہ ماہ انور کے
فضل ایسا ہے سب مہینوں پر — جیسا میرا ہے فضل بندوں پر
کہا حق نے ہے روزہ میرے لئے — اور میں ہوں جزا میں روزے کے
حشر کے روز نفسی نفسی ہے — عدل پر وہ جناب باری ہے
کرکے فریاد حق تعالیٰ سے — بندے آپس میں اپنے حق لینگے
کوئی چھینیں نماز کوئی زکواۃ — کوئی حج لے گا اور کوئی خیرات
عمل نیک چھینیں سب حقدار — بنے مفلس غریب روزشمار
نوبت آئیگی روزے کی جبدم — تب کہے گا یہ خالق اکرم
روزہ میرے لئے تھا اس کا نہیں — بنے حق میں نہ لے سکوگے یقیں
ایک روزے کا اجر ہے اتنا — ملے جنت میں گھر زمرد کا

اتنا گھر ہو کہ روبرو در کے — خوشنما ایک بڑا درخت رہے

نیچے اس کے ہزار سال سوار — گھوڑا دوڑا دے گر ہووے پار

ایسے ہی فرض تیس روزے ہیں جان — جس نے روزوں کو چھوڑا ہے ناداں

حق نے بخشا شرف ہے اس مہ کو — متبرک ہیں عرس اس میں دو

تیسری کو وفات خیر النسا — بیسویں کو شہادت مولا ؓ

اس مہینے میں اترا ہے قرآں — لیلۃ القدر ہے اسی میں نہاں

چھ چھ لاکھ اک اک ساعت کے — دوزخی ہیں نکلتے دوزخ سے

لیلۃ القدر میں کروڑوں کی — ہے نجات انہیں شک نہ لائیں کبھی

عید کے دن کروڑ ہی ہے نجات — اس مہینے کے ہیں بڑے برکات

اتنی امت کا ہوتا ہے جو بھلا — خوش ہیں اس ماہ سے رسول خدا

اتنی بے قدری میں ہے دل حیراں — دعوت اور میزوں کو ہوتے ہیں پایال

بیٹھتے ہیں چھٹے چھٹے دن کو تمام — برملا راستوں میں خاص اور عام

کھوئے اس کی بزرگی اور عظمت — قبر اور حشر میں رہے حسرت

شاہ سلیماں جناب تونسے کے — ایسا ملفوظ میں ہیں فرماتے

ہر زمانے میں باطنی ہیں رئیس — یعنی ابدال رہتے ہیں چالیس

خدمت غوث پاک میں آ کر
کیئے ابدال عرض اے سرور

ایک ابدال کا وصال ہوا
حکم ہوتا ہے کس کو ان کی جا

حکم پیران پیر کا یہہ ہوا
پہلے اب روبرو جو آئے گا

دیں گے ابدالی کا اسے عہدا
اور مقرر کریں گے ان کی جا

انتظاری تمام کرنے لگے
کون آتا ہے دیکھیں اب پہلے

ایک ہندو وہیں نمود ہوا
بیچنے والا تھا وہ غلے کا

نظر اس پر پڑی جو حضرت کی
دوڑ کر اس نے کی قدمبوسی

وہیں اسلام لایا وہ بقال
ان کی جا پر یہ بن گیا ابدال

غوث اعظم نے اس سے فرمایا
عمل نیک کیا تو کرتا تھا

جس کے باعث یہ رتبہ حق نے دیا
تب وہ بیچارہ عجز سے یہ کہا

رمضاں کا جو ماہ آتا تھا
سب مسلمان رکھتے تھے روزا

تھا میں ہندو نہ رکھتا تھا روزے
چھپ کے کھاتا تھا ڈر سے روزو بچے

کہے حضرت اسی سے رتبہ ملا
ادب اس نے کیا جو روزوں کا

سب مسلمانوں کو ادب ہے ضرور
ہے کتابوں میں اسطرح مذکور

جو نہیں کرتے ہیں ادب ان کا
کر کے فریاد حق سے روز جزا

نار دوزخ میں بھیجیں گے ان کو
ہاں خبردار ان سے ڈرتے رہو

مصطفےٰ ابھی ملاحظہ کر کے ؛
جو بچا لینا چاہیں رحمت سے

حکم حق ہو گا اے رسول زمن
رمضان ان کا سخت ہے دشمن

تب یہ فرمائیں گے رسول خدا
میں بھی دشمن ہوں انکے دشمن کا

رمضان شریف کے اکرام ؛
کیا لکھوں جانتے ہیں خاص اور عام

دستگیر حزیں کو اے مولا ؛
روزہ ہووے عطا فقیروں کا

آنکھ اور کان اور زبان و دل
رہے ہر عضو روزہ میں شامل

الوداع ماہ رمضان شریف

لے چلے تشریف اے ماہ صیام
السلام اے رحمت حق السلام

برکت حق تھی تمہاری ذات سے
مخلصی ہم کو تھی ہر آفت سے

عیش اور آرام سب کے لے چلے
داغ حسرت کے دلوں پر دے چلے

ایسی فرقت کا ہمیں یارا نہیں
دل سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں

تم نہیں جاتے ہو اب جاتی ہے جان
چھوڑ کر ہمکو چلے کیوں مہربان

دن دکھاتے تھے عبادت کا مزا
تھی حلاوت شب کی ہر اک کو جدا

اب ملیگی دل کو وہ لذت کہاں
تم چلے ہیہات اے جان جہان

بولتے ہیں وہ جو با ایمان ہیں
سو مرے اس بھوک پر قربان ہیں

لے چلے تشریف اے جان جہاں
ہم غریبوں کو یہ لذت پھر کہاں

کیا مہ انور تھا روحیں شاد تھیں
مومنوں سے مسجدیں آباد تھیں

کاٹتے تھے دن عبادت میں تمام
جاگتے راتوں کو تھے سب خاص و عام

سال آئندہ اگر ہو زندگی
ہوئے گی حاصل زیارت آپکی

ورنہیں پھر تم کہاں اور ہم کہاں
ہے بھروسہ زیست کا کسکو یہاں

کیا مبارک دن تھے یہ صل علیٰ
قید تھا شیطان کا سب قافلا

ذکر حق سے دل یہ تھا سب کے سرور
بھاگتے پھرتے تھے عصیاں دور دور

تم چلے عرش بریں پر اے حبیب
گر زیارت مصطفیٰ کی ہو نصیب

بیکسوں کا بھی پہونچانا پیام
التجا کرتا ہی بعد سلام

یا نبی عاصی تمہارے زار ہیں
علت عصیاں میں سب بیمار ہیں

تسپہ فرقت آپکی ہے یک غضب
لیجئے جلدی خبر محبوب رب

حرص دنیا میں ہیں سارے مبتلا
کچھ نہیں سرمایہ روز حشر کا

کچھ نہیں طاعت کہ جسکا زعم ہو
یاد رکھتے آپکے ہیں نام کو

غرق عصیاں ہے غلام دستگیر
ماہ غفراں ہے تو اے ماہ منیر

کیا عجب خالق لے ہی افضال | تیری برکت سے جو مجھکو بخش دے

عید الفطر کی خوشی کا بیان

لکھتے ہیں یہ راویان خوشخصال | عید رمضاں کی خوشی کا سنئے حال
بوحریرہ سے روایت ہے لکھی | تھی خلافت حضرت فاروق کی
آپ فرماتے ہیں دن تھا عید کا | گھر پہ میں فاروق اعظم کے گیا
دیکھا میں نے بند ہے در آپ کا | آتی ہے اندر سے رونیکی صدا
بوہریرہ ہیں صحابی رسول ؐ | یہ صدا سنکر ہوئے از حد ملول
اس طرح پوچھے ہیں اشک آنکھوں میں بھر | اے امیر المومنیں حضرت عمر
عید کا غسل آج کر کے خاص و عام | ہو رہے ہیں جمع مسجد میں تمام
سرمہ آنکھوں میں معطر ہے لباس | منتظر خطبے کے ہیں ممبر کے پاس
آپ بولے گر انھیں ہوتی خبر | یہ خوشی سب بھول جاتے سر بسر
بس یہ کہکر شور کر رونے لگے | بوہریرہ دیکھ حیراں ہو گئے
پوچھا سمجھا کر عمر کو آپ نے | آج رونے کا سبب فرمایئے
تب یہ فرمائے امیر المومنیں | عید ہے خوش ہیں تمامی مسلمیں
جو جو طاعت اس مہ الوزہیں کی | شکر یہ میں اسکے کرتے ہیں خوشی

وہ اگر مقبول ہے اللہ کے یاں
یہ خوشی زیبا ہے انکو بھائیجاں

گر نہ ہو مقبول رب العالمیں
رونے کی جا ہے خوشی کی جا نہیں

اس الم سے آج رونا ہے مجھے
ہم جو کچھ ماہ مبارک میں کئے

یا کہ وہ مقبولیت میں آگئی ہا
یا کیا مردود رب ایزدی

آپ یہ فرما کے کرتے تھے بکا
سو سنو یہ حال تھا اصحاب کا

اک روایت اور یاد آئی مجھے
حال میں ہے جو عمر فاروق کے

بو حذیفہ کو رسول انس وجاں
سب بتائے تھے منافق کے نشاں

حضرت فاروق کو معلوم تھا
گھر پہ جا کر آپ نے انسے کہا

کوئی مجھ میں ہو منافق کا نشاں
آپ بتلا دیجئے اے مہرباں

تب حذیفہ نے عمر سے یوں کہا
اے امیر المومنیں کہتے ہو کیا

تم رسول اللہ کے مقبول ہو
کیا منافق سے ہے نسبت آپکو

اے محبو ہیں عمر حق کے ولی
جن کو جنت کی بشارت یاں ملی

کہہ چکا حضرت کو حق نے یا نبی
یہ جو چاہے سو کریں ہیں جنتی

تس پر ان کے خوف کا کیا حال تھا
رات دن روتے تھے کر خوف خدا

ایسی زاری کرتے تھے حضرت عمر
تھے سیہ خط آپ کے رخسار پر

اے غلام دستگیر دل حزیں	عرض کر فاروق سے اے شاہ دیں
ہم غلاموں پر کرم ہو دمبدم	دین حق پر سب رہیں ثابت قدم

مثنوی دربیان نماز

روز محشر کہ جاں گداز بود	اولیں پرسش نماز بود
ہے بڑا مرتبہ نمازی کا	کوئی اجر اس کا لکھ نہیں سکتا
اپنے افضال سے وہ رب عباد	کیا قرآں میں جابجا ارشاد
اے مسلمانو جان و دل سے سبھی	کرو قائم نماز کو یہی
اور پیغمبر زمین و زماں	اس کی تائید کرتے تھے ہر آں
وقت رحلت کے سرور عالم	روح سینے میں آئی تھی جبدم
تب بھی فرماتے تھے نماز پڑھو	اس سے غافل اے مومنو نہ رہو
ہے یہ ارشاد سرور اعلیٰ	اس کے راوی جناب شیر خدا
وقت پر جس نے کی نماز ادا	اجر دیتا ہے بیحد اس کو خدا
مہرباں ہووے وہ جناب کریم	اور ملایک بھی کرتے ہیں تعظیم
ہے طریقہ پیمبروں کا نماز	کھلتے ہیں اس سے معرفت کے راز
ہے قبول دعا کا اصل اصول	اس کے اعمال ہوتے ہیں مقبول

برکت اس سے ہو روزی میں ہر بار / دشمنوں کے لئے ہے یہ ہتیار

بھاگتا ہے نمازی سے شیطان / سختی سے عزرائیل کے ہو اماں

قبر میں ہوتی ہے چراغ نماز / رکھے محشر میں باغ باغ نماز

تاج سر ہو گی اور لباس بدن / حشر کی گرمی میں ہو سایہ فگن

بن کے پردہ نماز نورانی ؂ / دوزخ اور اس کے درمیاں ہو گی

حق کے آگے نماز حجت ہے / مومنو یہ سند ہے رحمت ہے

جب تلے گا عمل نمازی کا / نیکیوں کا جھکائے گی پلّہ ؂

کام آوے صراط پر یہ نماز / کونجی جنت کی ہے یہ اے ہمراز

وقت کھو کر جو اس کو پڑتا ہے / شان میں اسکے ویل آیا ہے

أَرَأَيتَ الَّذِي کا ہے مضمون / دیکھئے عن صلواتھم ساہون

ویل دوزخ کا غار ہے واللہ / دوزخی جس سے مانگتے ہیں پناہ

ہے حدیث محمد عربی / کرو قائم نماز کو اپنی ؂

عمداً اک نماز جو چھوڑا / کفر کا اس کو ہووے اندیشہ

جوکہ غافل ہیں اس سے عمر تمام / ان سے بیزار ہو چکا اسلام

دوستو اب بھی دل سے توبہ کرو / پنج وقتہ نماز پڑھتے رہو ؂

یہ مسائل نہیں ہیں کچھ مستور — ہے فقہ کی کتابوں میں مشہور

عمداً اک نماز جو چھوڑے — تین حقبے ہیں اسکو دوزخ کے

سال اک حقبے کے ہیں اسی ہزار — رکھے دوزخ میں اسکو وہ قہار

تین حقبوں کی جمع سن اے یار — سال دو لاکھ اور چہل ہزار

چھوڑ کر اک نماز اے یارو — اتنے سال آگ میں نہ جلتے رہو

کہا اک دن کسی نے شیطاں سے — تو مجھے اپنے طور پر کر دے

وہ کہا چھوڑ دے نماز کو یار — مجھ سا بن جائے گا تو بدکردار

رحمت رب العالمیں ہے نماز — یارو معراج مومنین ہے نماز

انبیا نزع تک پڑھے ہیں نماز — اولیاء نزع تک پڑھے ہیں نماز

دیکھو پچتاؤ گے نہ چھوڑو اسے — ہے پشیمانی روبرو حق کے

کیسے ہی سخت ہو مرض میں گداز — پڑھنا ویسے بھی حال میں ہے نماز

بیٹھے یا لیٹے یا اشاروں سے — اس کو ہر حال میں تمام کرے

خشکی کا یا سفر ہو دریا کا ۞ — عذر کوئی نہیں ہے پیش خدا

یا الٰہی ہمیں براہ کرم ۞ ۞ — ہو ہدایت نماز کی ہر دم ۞

آ تم خستہ دستگیر ملول — رہے ہر دم نماز میں مشغول

داستان دربیان حج وزیارت حرمین الشریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً

مومنو گر ہووے زاد و راحلہ — فرض ہے حج تم پہ بیت اللہ کا
کار دنیا چھوڑ کر اے دوستو — وصف کچھ اللہ کے گھر کا سنو
چھاپ دوں سب حج کا نقشہ آنکھ میں — کھینچ دو دل تصویر کعبہ آنکھ میں
ایسا فرمائے رسول کردگار — حج نہیں کرتے جو مومن مالدار
یہ سمجھ لو خاتمہ کا ان کے حال — ہے یہودی یا نصاری کے مثال
حاکم ظالم نہ جانے دے اگر — یا ہو شرعی عذر عاجز ہے بشر
رکھ کے طاقت اور زر لے عذر کے — رہتے ہیں محروم جو اس فرض سے
کافروں میں انکا ہوتا ہے شمول — ڈالیں ایسی زندگی پر خاک دھول
زیست ہے دو روز کی اے دوستو — موت سر پر آ کھڑی ہے جان لو
آل اور اولاد زوجہ مال و زر — چار دن کے دوست ہیں اے بےخبر
دوستی میں ان کے ترک فرض ہو — یہ بڑی شرمندگی ہے مومنو
وعدہ خالق سے کیا شیطان نے — پھیروں کا بندوں کو سیدھی راہ سے
ایسا فرمائے عمر نے تین بار — حج ادا کرتے نہیں جو مالدار
چاہتا ہوں میں لکھوں ان کیلئے — جزیہ دیویں کافروں کی طرح سے

گر ہیں پاؤں ایسے لوگوں کو ابھی — گھر چلا دوں ہے قسم اللہ کی

بعض اصحاب رسول کبریا — سخت نفرت اُنسے رکھتے تھے سدا

مرتے ہمسائے ہیں گر ایسے بشر — یہ نماز ان کی نہ پڑتے لاش پر

یاں تو اُلٹا ہو گیا ہے وانصیب — جاتے ہیں کم مالدار اکثر غریب

اور بعضے مفلسوں کا ہے یہ حال — جاتے ہیں رکھکر توکل پر خیال

نہ سواری ہے نہ خرچ راہ ہے — کہتے ہیں زراق بس اللہ ہے

منع قرآں میں کیا ہے کبریا — منع فرمائے ہیں حضرت مصطفےٰ

یہ توکل پر قدم کیا دھرتے ہیں — دوسروں کو بھی یہ مفلس کرتے ہیں

حضرتِ شبلی کو حج کا عزم تھا — ان سے آکر مفلسوں نے یہ کہا

ہم بھی چلتے ہیں توکل حق پہ کر — آپ بولے گر خدا پر ہے نظر

قافلے والوں سے کچھ مت مانگنا — اور نہ لینا گر وہ دیں نام خدا

وہ کہے بے مانگے دیں کوئی اگر — اس میں کیا نقصان ہے اے راہبر

بولے حضرت یہ توکل سچ ہے کب — توشے پر حجاج کی نیت ہو جب

احمد حنبل سے پوچھا اک بشر — حج کو جاتا ہوں توکل حق پہ کر

آپ بولے قافلے سے ہو جُدا — کر توکل جا اکیلا اے گدا

وہ لگا ڈرنے تو بولے وہ امام — یہ نہیں بھائی توکل کا مقام

تجھکو خالق پہ توکل کب رہا — ہے بھروسہ قافلے کے مال کا

کچھ عجب برکت ہے یاں کے لوگوں کی — ایک حج کرتے ہی بنتے ہیں ولی

گر فقیروں کے دو قصے یاد ہو — قطب وہ ٹھہراتے ہیں بس آپ کو

اب سنو دو حاجیوں کا ہے حال — خاص ہیں دونوں محب ذوالجلال

ایک تو حاجی جنابِ دستگیر — غوث اعظم قطب دیں پیران پیر

تھی ریاضت عشق میں اللہ کے — برسوں آگے کعبے کے حاضر رہے

گرچہ تھے محبوب سبحاں وہ امیر — جانتے اپنے کو تھے ایسا حقیر

یہ دعا کی آپ نے پردہ کو تھام — یاالٰہی حرمت بیت الحرام

دن قیامت کے اٹھا اندھا مجھے — تا نہ دیکھوں نیک بندوں کو ترے

دوسرے حاجی علی ابن حسین — یعنے زین العابدین بانو کے عین

حج کو جب جانے لگے ہوکر سوار — دہشت خالق سے تھے از بس نزار

رنگ زرد اور جسم میں لرزہ ہوا — بندہ ہر ایک خوف حق سے کانپ اٹھا

کہتے تھے لبیک ہمراہی تمام — آپ تھے خاموش وہ دیں کے امام

قافلے والوں نے پوچھا کرکے شین — آپ کیوں خاموش ہیں ابن حسین

بولے ڈرتا ہوں کہوں لبیک اگر ہو نہ لا لبیک کا ظاہر اثر

منھ پہ لائے جب وہ شہ لبیک کو بس سواری سے گرے بیہوش ہو

دوستو آ جاؤ سیدھی راہ ہے کعبہ کیا ہے رحمت اللہ ہے

کیا بشر سے وصف کعبہ ہو ادا اس کے واصف ہیں خدا اور مصطفی

کس کو شک ہے کعبے کی توصیف میں ہیں حدیثیں آیتیں تعریف میں

نور کی تصویر ہے بیت الحرام نور حق جلوہ نما ہے صبح و شام

شہر نورانی ہے جنگل نور کا ہے پہاڑ ایک ایک ہمسر طور تھا

شہر سب شہروں کا وہ سالار ہے وانکا باشندہ ہر ایک سردار ہے

ہے سیہ پردہ جو کعبے پر پڑا اس پہ ہے توحید کا کلمہ لکھا

اس سیاہی میں ہے پنہاں رنگ ذات جسطرح ظلمات میں آبحیات

گرچہ ہے وہ پوشش بیت الحرام سارے پردے پر محمد کا ہے نام

واہ کیا نام شہ ذیجاہ ہے نام کے پردے میں بیت اللہ ہے

جس نے اس کو تھام کر مانگی دعا اس کا بر لانا ہے خالق مدعا

جس کو کہتے ہیں طواف اے دوستدار کعبے کے ہوتا ہے صدقے سات بار

سات بار اطراف اس کے جو پھرا رحمت اللہ میں داخل ہوا

عظمت اور تکریم کعبے کی یقین — اس سے بڑھکر میں بتا سکتا نہیں

پھرتے تھے اطراف اس کے مصطفیٰ — اور طواف اکثر کیے ہیں انبیا

طوف کرتے ہیں خدائے کردگار — بخش دیتا ہے گنہ ستر ہزار

دے گا خالق مرتبے ستر ہزار — رتبے ملتے ہیں اسے ستّر ہزار

گو پا پردے سول کر ستّر ہزار ہو — راہ حق میں کر دیئے اس نے نثار

اور ستر عاصی جن پر ہو غضب — حق تعالیٰ بخشے گا اس کے سبب

سب صحابہ اہلِ بیت اور اولیا — اس سفر پر جان کرتے تھے فدا

تھے حسن جو نور عین فاطمہ — پا پیادہ حج کیے ہیں پندرہ

حج بڑا بخشش کا ہوتا ہے سبب — جان کے ڈر سے نہ جانا ہے غضب

گر سفر میں مر گئے جنت لئے — زندہ گر آئے گنہ بخشے گئے

کان میں پھونکا ہے کچھ شیطان نے — لوگ ڈرتے ہیں وہاں کے جانے سے

کہتے ہیں یاں مرنے سے ہوتا ہے چین — روتے ہیں خویش و اقارب کر کے بین

سوچے ہیں حامی کوئی درگاہ ہو — پا برہنہ یا او جالا شاہ ہو

ایسا فرمائے رسول کبریا — جس زمیں میں اک صحابی ہو مرا

مومنوں پر واں کے ہے فضل خدا — جتنے واں ہیں دفن سب بخشائیگا

دوستو مکے مدینہ میں تمام — ہیں ہزار دفن اصحاب اور امام

ایک صحابی ہند میں آتے اگر / یہ زمیں بھی فخر کرتی سر بسر
گھیرتا ہندوستاں کو فضل رب / بولتے ہندو نہ ہم کو سب عرب
کیا زمیں کا واں کی بتلاؤں وقار / تین سو پیغمبروں کے ہیں مزار
حضرت اسمٰعیل جد مصطفےٰ / دفن ہیں واں اور بی بی ہاجرہ
کیا زمیں ہے زوجۂ سالار دیں / ہیں خدیجہ اور میمونہ وہیں
ہیں صحابہ اور اکثر اولیا / ہیں شہید اور انبیا اور اتقیا
خواجہ عثمان ہرون روشن ضمیر / خواجہ اجمیری معین الدین کے پیر
التجا خالق کے کر دربار میں / دفن مکے کے ہوئے بازار میں
جنت المعلا ہے قبرستاں کا نام / جتنے ہیں مردے اس جا کے تمام
ایسا فرمائے رسول اللہ نے / حشر میں کعبے کی قبرستان سے
اولیا اللہ اٹھیں گے بے شمار / ان میں بندے خاص ہیں ستر ہزار
چہرے نورانی رہیں گے رشک ماہ / بخشدے گا بےحساب ان کو اِلٰہ
وہ بنیں گے شافع روز شمار / ایک اک بخشائیگا ستر ہزار
حشر کے دن حکم خالق ہوئے گا / اے فرشتو لاؤ کعبے کی اٹھا
وہ ملایک حکم سے اللہ کے / مثل دلہن کے سواریں گے اسے

عرض بیت اللہ کریں گے یا حبیب
جتنے مومن دفن ہیں میرے قریب

اور جتنے حاجی ہیں بندے ترے
آج جنت میں چلیں ہمراہ مرے

ہوئیگی مقبول کعبے کی دعا
بخشے گا برکت سے حج کے کبریا

جب مدینہ پہونچیں گے بیت الحرام
پہلے بھیجیں گے محمد پر سلام

السلام اے قبلہ دنیا و دیں
السلام اے کعبہ اہل یقیں

السلام اے پیشوا ے مرسلین
السلام اے رحمۃ للعالمین

قبر سے فرمائیں گے شاہ انام
بیت رب ہے تم پہ بھی میرا سلام

یوں کہیں گے حضرت سے بیت کبریا
حاجیوں کو آج سب بخشاؤں گا

فکر کچھ حضرت نہ ان کی کیجئے
بس ہوں آج انکی شفاعت کیلئے

یا نبی محروم جو حج سے رہے
آج ان کو آپ بخشا لیجئے

یہ سفر کرتا ہے قلبیوں کو صفا
گویا ملتا ہے ولی کا مرتبا

روضہ حضرت کا مکان ذوالجلال
روبرو آتے ہیں کرتے ہی خیال

امن کا ہے شہر مکہ محترم
حق نے اس کی کھائی قرآں میں قسم

یہ وہ جا ہے مصطفیٰ پیدا ہوئے
یہ وہ جا ہے مرتضیٰ پیدا ہوئے

عقد حضرت کا اسی جا پر ہوا
اور وہیں پیدا ہوئے خیر النسا

چومتے ہیں بندگان معبود کے — سب مکاں موجود ہیں مولود کے

وحی پہلے آئی حضرت پر وہیں — اور ہوا معراج بھی جائے یقیں

رات ہجرت کے رسول ذی وقار — ہجر میں مکے کے تھے بس بیقرار

بولے میں مکے نہ ہرگز چھوڑتا — گر نہ ایذا دیتے مجھ کو اشقیا

کی تسلی حق نے مت کیجے الم — دیں گے یہ شہر آپ کا آپ ہی کو ہم

گرد کعبہ ہے جو مسجد محترم — اس کو کہتے ہیں حرم اہل کرم

جس نے اس میں ایک رکعت کی ادا — لاکھ رکعت کا ثواب اس کو ملا

اک درم خیرات گر کوئی کرے — لاکھ درہم کا ثواب اس کو ملے

نیکیاں لاکھ اور جا کی وہ ایک — ایک سمجھو ہے وہ جائے ایسی نیک

رگڑے ہیں پیشانی اس جا مرسلاں — پاؤں رکھتے خوف آتا ہے وہاں

ہے حجر اسود جو کعبے میں لگا — سمجھو سیدھا ہاتھ ہے اللہ کا

عاجزی سے ہاتھ گر اس پر رکھے — گویا بیعت اس نے کی اللہ سے

شوق سے جس نے اسے بوسہ دیا — چوما ہاتھ اس نے رسول اللہ کا

جس کو چوما ہو رسول کردگار — کوئی دنیا میں نہیں ایسی یادگار

ہے حجر اسود جسے چومے نبی — انبیا اور اہل بیت اصحاب بھی

لب لگے جس پر رسول پاک کے
اس کے بوسے میں ہیں لاکھوں ذائقے

جس کے دیکھے سے گنہ ہوتے ہیں دور
یہ شفاعت انکی کرتا ہے ضرور

نام جو میزاب رحمت پایا ہے
چھت کا بیت اللہ کی پرنالا ہے

اس کے نیچے باادب جس نے گیا
ہوتی ہے مقبول جو مانگو دعا

گر دو رکعت واں پڑھے کوئی نماز
بخشتا ہے جرم اس کے بے نیاز

پاک کرتا ہے اسے یوں کبریا
گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا

ہے احاطہ جس کو کہتے ہیں حطیم
حصہ اک کعبہ کا ہے فضل کریم

اس احاطہ کے جو شخص اندر گیا
گویا وہ کعبے ہی میں داخل ہوا

گر دو رکعت واں کسی نے کی ادا
اجر ہے چالیس حج مقبول کا

گویا جاگا رات وہ ستّر ہزار
طاعت حق میں کر اپنے کو نثار

ہے مصلا اس میں سنگ سبز کا
زیر میزاب اور کعبے سے لگا

بس وہیں اہل سیر کا ہے بیاں
دفن اسمٰعیل ہیں اور انکی ماں

واں کھڑے ہو کر جو کرتے ہیں دعا
جلد بر لاتا ہے اس کو کبریا

کیا شرف زمزم کو خالق نے دیا
منہ کا حضرت کے لعاب اس میں گرا

ہیں فضائل میں حدیثیں بیشمار
پیتے تھے اکثر رسول کردگار

جس نے بسم اللہ کہکر پی لیا ۔ ہوتی ہے مقبول جو مانگو دعا

جو مرض ہو دور کرتا ہے آلہ ۔ عمر بھر کے بخشے جاتے ہیں گناہ

ایسا فرمائے رسول دوسرا ۔ جو پیا زمزم وہ دوزخ سے بچا

آگ دوزخ کی یہ پانی ایک جا ۔ جمع کرنے کا نہیں وہ کبریا

حج وہی ہے حج کے دن احرام سے ۔ عرفات پاک میں ٹھیرے رہے

باندھکر احرام لاکھوں کلمہ گو ۔ جاتے ہیں لبیک کہتے دوستو

ننگے سر ہوتے ہیں سب شاہ و گدا ۔ ایک ہے اس جا ہر ایک چھوٹا بڑا

بے نیازی ہے اسی سرکار میں ۔ ایک ہیں خالق کے سب دربار میں

چہرے گرد آلود شوق کردگار ۔ روتے ہیں عصیاں پہ اپنے زار زار

دیکھنے کی ہے وہ مجلس مومنیں ۔ ایسی محفل کوئی دنیا میں نہیں

کھانا پینا بیٹھنا سوتا وہاں ۔ سب عبادت میں ہے داخل بھائیجان

رہتے ہیں اک حال پر شاہ و گدا ۔ یہ نمونہ ہے محشر کا

یوں کہا پیغمبروں کو کبریا ۔ چاہتا ہو مجھکو کوئی دیکھنا

جمع اس جا ہوتے ہیں جو ننگے سر ۔ گرد منھ پر بال عریاں چشم تر

چھوڑ آتے ہیں وہ عیش آرام کو ۔ میں انھیں میں ہوں سمجھ لو دیکھ لو

منزل اقدس منا ہے آگے جا ہے اسمٰعیل کی واں ذبح کی
واں ٹھہر کر جو کرتے ہیں دعا ہوتی ہے مقبول درگاہ خدا
اک ولی دیکھے منا میں شب کو خواب حاجی ہیں چھ لاکھ حاضر باصواب
بولتے ہیں یوں فرشتے ہو ملول ان میں ہے چھ حاجیوں کا حج قبول
اس ولی نے عرض کی اللہ سے میرا حج دے کوئی بندے کو ترے
حکم خالق کا ہوا تب اے ولی ہم کو شرماتا ہے تو بنکر سخی
بحر بخشش ہے یہاں فیض عمیم میری رحمت ہے بڑی میں ہوں کریم
ہم نے ان چھ کے سبب چھ لاکھ کا کر لئے مقبول حج اے باوفا
جس کو غار ثور کہتے ہیں تمام ہے جبل پر ثور کے وہ نیک نام
وقت ہجرت اس میں جا فخر عرب ساتھ لے صدیق کو تھے تین شب
جاتے ہیں واں تھے جہاں بیٹھے رسول جو دعا کرتے ہیں ہوتی ہے قبول
قرب مکہ جو جبل ہے نور کا اس پہ شق صدر حضرت کا ہوا
یعنے جس پتھر پہ تھے خیر الانام لوٹتے ہیں حاجی واں جا کر تمام
سعی کہتے ہیں جسے اہل صفا وہ صفا مروا میں ہے بس دوڑنا
دو جہاں کے اس سے سب جاتے ہیں غم حشر میں پل پر رہے ثابت قدم

زاویوں میں کعبے کے با احترام
ایک ہے رکن یمانی کا مقام

وصف میں اس کے حدیثیں ہیں کثیر
اسکو مس کرتے ہیں سب روشن ضمیر

واں سے لیکر تا حجر اسود یقیں
جو دعا مانگو برآتی ہے وہیں

کرتے تھے مس اس کو اکثر مصطفےٰ
پڑھتے ہیں یاں ربنا اور آتنا

کہتے تھے حضرت فرشتے ہیں یہاں
رہتے ہیں جبرئیل بھی اکثر نہاں

بیت رب کے روبرو با احترام
حضرت ابراہیم کا ہے خوش مقام

کر لیا مقبول اس کو بے نیاز
واں فرشتے پڑھتے ہیں اکثر نماز

واں دو رکعت عجز سے کوئی پڑھے
اگلے اور پچھلے گنہ بخشے گئے

بعضے کہتے ہیں جب ہو رنج وغم
دفع کرنے حج کو جاتے ہیں الم

مومنو یہ کب برا ہے لو لئے
غم میں گھر پر جائیں گر اللہ کے

دور کرنے والا غم اور رنج کا
کون خالق کے سوا ہے دوسرا

رنج امت نے دیا تو انبیا
راستہ پکڑے ہیں بیت اللہ کا

بیٹھے دروازے پہ جا اللہ کے
بس اسی جا بھوکے پیاسے مر گئے

ہے سبب وہ جناب کبریا
کھینچتا ہے ہر طرح حج ہو ادا

جس کو ستر بار حق کہتا ہے آ
وہ جواب اک بار دیتا ہے بجا

سن کے یہ ابیات عاشق کہہ اٹھے
جان ہم کعبے پہ قرباں کر چکے

بندۂ مسکین ہے تو عاجز حقیر
یہ بیاں بس کر غلام دستگیر

مختصر حج کا کیا تو نے بیاں
اب سنا عشاق کو وہ داستاں

جس کے خاطر دل تڑپتے ہیں مدام
اس بیاں کے منتظر ہیں خاص و عام

تذکرہ عاشق کے گھر کا ہو چکا
حال کچھ معشوق کے گھر کا سنا

ذکر کچھ شاہ مدینہ کا بھی ہو
بیٹھے ہیں مشتاق سارے کلمہ گو

ایسا فرمائے رسول حق شناس
حج کیا جس نے نہ آیا میرے پاس

یہ سمجھ لو اس نے کی مجھ پر جفا
اس کا میں حامی نہیں روز جزا

جس نے کی میری زیارت قبر کی
مجھ پہ بس واجب شفاعت ہو گئی

یوں تو بخشائیں گے سب کو شاہ دیں
یہ شفاعت خاص ہے اے مومنیں

جلوہ گر نور الہی ہو جہاں
اس زمیں کے فخر کا کیا ہو بیاں

روضۂ اقدس کا دیکھو مرتبہ
دو جہاں سے حق نے اعلی کر دیا

عرش و کرسی سے زیادہ فخر ہے
اور بیت اللہ پر اس کا فخر ہے

افتخار دو جہاں ٹھہری وہ جا
گھر ہے وہ اللہ کے معشوق کا

واں کا حاضر ہونا یوں ہی جانئے
زندگی میں گویا حضرت سے ملے

سب حدیثوں سے یہ ظاہر ہو چکا — قبر میں زندہ ہیں محبوب خدا

طاعت حق کرتے ہیں وہ خوش جمال — سنتے ہر ہفتہ میں ہیں امت کا حال

کی زیارت جس نے آتش سے بچا — خیر پر ہووے گا اس کا خاتمہ

ایسا فرمائے رسول بے نظیر — پہونچیگا واں ہو جہاں جسکا خمیر

آدمی جس خاک سے پیدا ہوا — اس زمیں میں دفن اسکا ہوئیگا

خاک انور ہے مدینہ کی لطیف — جس سے حضرت کا بنا جسم شریف

اہل بیت اصحاب اور اکثر امام — واں کی مٹی سے بنے با احترام

جتنے مومن خاک سے واں کے بنے — حشر تک واں دفن ہوتے جائینگے

روضہ اقدس کا ایسا ہے وقار — رہتے ہیں حاضر ملک ستر ہزار

دفن جس جا لاشہ اطہر ہوا — ہے وہ حجرا عائشہ صدیقہ کا

تین قبریں اس میں ہو عالی صفات — دفن ہیں اک میں رسول کائنات

ایک میں صدیق ہیں اک میں عمر — سب کتابوں میں یہی ہے بس خبر

اس کے باہر ہے جو اک روضہ بنا — دفن ہیں اس میں جناب فاطمہ

لوہے کی جالی ہے گرد اس کے تمام — پڑھتے ہیں باہر سے چاروں پر سلام

گرد اس کے مسجد اک پرنور ہے — نور سے اللہ کے معمور ہے

لے صحابہ کو وہ سردار انام
ہاتھ سے مسجد بنائے ہیں تمام

بعد کعبے کے حرم کے مرتبہ
ہے رسول اللہ کی مسجد کا بڑا

مسجد اقصیٰ سے بڑھکر ہے وقار
ہیں فضائل ہیں حدیثیں بیشمار

اس میں داخل ہووے عجز آداب سے
شکر حق کا اپنی قسمت پر کرے

اس حرم میں کرنا آہستہ کلام
ہے وہ دربار رسول نیک نام

تھم جو اس مسجد کے ہیں اے مومنین
ہیں فضایل انکے لکھ سکتا نہیں

مرقد اور منبر میں ہے جو فاصلہ
یوں فضیلت میں کہے ہیں مصطفےٰ

جائے یہ اللہ کے رحمت کی ہے
کیاریوں سے کیاری یہ جنت ہے

ہے بڑا اس جائے فضل بے نیاز
عجز سے پڑھتے ہیں واں عاشق نماز

سینکڑوں ہیں واں کلام اللہ دھرے
راتدن پڑھتے ہیں سب آداب سے

پڑھتے ہیں اکثر درود اہل صفا
ہے درود پاک کا اس جا مزا

رکھتی ہے خوشبو مدینہ کی زمین
مشک اور عنبر میں وہ خوشبو نہیں

کوہ و صحرا کی زمیں ہے وانکی پاک
ہر مرض کو دور کرتی ہے وہ خاک

فضل ہے خاک شفا ہے جسکا نام
دفع اس سے ہوتے ہیں کوڑھ اور جذام

اسطرح فرمائے محبوب غفور
ہے مدینہ والوں کی عظمت ضرور

ان سے پیش آنا بڑی تعظیم ہے / یہ ہیں ہمسایہ رسول اللہ کے

جو مدینے والوں کو دھمکی دیا / گویا حضرت کو ڈرایا بے حیا

جس نے دھمکایا رسول اللہ کو / لعنتی ہے دوزخی ہے جان لو

بے کدورت ہو محبت دل ہو صاف / کچھ خطا بھی انسے ہو کرنا معاف

انکی خوشنودی میں جنت پائینگے / جو ستائے ان کو دوزخ جائینگے

شہر کے باہر ہیں مسجد اور بھی / پنجتن اور اہل بیت اصحاب کی

مصطفےٰ ان میں پڑے ہیں خود نماز / دو دو رکعت واں بھی پڑہنا با نیاز

پہلے حضرت نے جو مسجد کی بنا / شہر کے باہر ہے نام اسکا قبا

ہیں فضائل میں حدیثیں بیشمار / پہلے وہ مسجد بنی ہے باوقار

اونٹنی ہجرت کے دن بیٹھی وہیں / پہلے ٹھہرے تھے وہیں سلطان دیں

دوستو یہ بھی مدینہ ہے قدیم / واں بھی ہر مومن کو لیجائے کریم

ہے جو خرموں میں مدینے کے مزا / میووں میں جنت کے کب وہ ذائقہ

چو طرف شہر میں ہیں نہریں بیشمار / سینکڑوں خرمونکے بن ہیں پر بہار

میٹھے پانی کے کنویں ہیں جا بجا / منہ کا حضرت کے لعاب انمیں گرا

ہے جو خاصان خدا کا مقبرہ / رشک جنت ہے بقیع دل کشا

پہلا قبہ اس میں ہے عباس کا | یہ رسول کبریا کے ہیں چچا
قول اکثر راویوں کا ہے یہی | ہیں اسی میں دفن زہرا اور علی
ہیں حسن بھی دفن اور زین العبا | ہے اسی میں دفن سر شبیر کا
ہیں امام باقر لایق وہیں | ہیں امام جعفر الصادق وہیں
دوسرا قبہ ہے ابراہیم کا | یہ ہیں فرزند رسول کبریا
چند اصحاب نبی ہمراہ لے | لیٹے صاحبزادے ہیں آرام سے
اور اک قبے میں با اعزاز و شان | ہیں سبھی حضرت کی صاحبزادیاں
ایک قبہ ہے جو وال رشک جناں | ہیں رسول اللہ کی سب بیبیاں
ایک قبہ ہے وہاں جو لے عدیل | اسمیں بھائی مرتضیٰ کے ہیں عقیل
حضرت نافع کا ایک قبہ جدا | ایک میں دائی حلیمہ سعدیہ
اور امام مالک اک قبے میں ہیں | سب رسول اللہ کے سائے میں ہیں
ہیں شہید اور اولیا اور اصفیا | جنتی ہے دفن اس جا جو ہوا
ہے جو قبہ حضرت عثمان کا | وصف میں فرمائے اسکے مصطفیٰ
بیچ میں عثماں کے میری قبر ہے | جو زمیں ہے جان لو جنت اسے
اور جو خاصان حق باقی رہے | دفن باہر ہیں بقیع پاک کے

مشرق میں دیکھو بیرون دائرا — قبہ اک ہے بوسعید خدری کا
اور اک قبے میں اس جا باوقار — فاطمہ بنت اسد کا ہے مزار
ہیں جناب مرتضیٰ کی والدہ — دفن کے وقت انکے حضرت نے کہا
بستر آرام ہے ان کا مزار — قبر کا بالکل نہیں ان کو فشار
عرض کی اصحاب نے تب یا نبی — کیا ہر اک پر ہے اذیت قبر کی
آپ نے فرمایا ہوکر اشک بار — میرے بچے تک لحد کا ہے فشار
قبے پھپیوں کے ہیں حضرت کے جدا — ہیں صفیہ اک میں اک میں عاتکہ
ہے جو گنبد حضرت اسمٰعیل کا — ہے فصیل شہر کے اندر بنا
قرب ہے ان کو مزار پاک سے — جعفر الصادق کے صاحبزادے تھے
ہو کے ہر قبے میں حاضر خاص و عام — عجز سے پڑھتے ہیں ہر اک پر سلام
کہتے ہیں حاضر ہیں ہم بہر خدا — اس کے شاہد آپ ہو روز جزا
جو سلام ان پر پڑھا پایا ثواب — حشر تک دیتے ہیں وہ اسکا جواب
بدر کے صحرا میں ہیں اصحاب بدر — ان شہیدوں کے نبی نے کی ہے قدر
ہے احد کے جا مدینے کے قریب — اس زمیں میں ہیں خدا کے سب حبیب
حضرت حمزہ کا قبہ ہے وہیں — ہے وہیں دندان ختم المرسلین

ہو گئے بدر اور احد میں جو شہید
ان تماموں کو ہے جنت کی نوید

یہ جو اصحاب نبی ہیں دوستو
جاں دیئے ہیں مصطفےٰ کے روبرو

ان کے شاہد ہیں رسول دین پناہ
وصف میں قرآن ہے انکے گواہ

سم گرے ہیں انکے گھوڑوں کے جہاں
رتبہ ولیوں کو یہ مٹی کا کہاں

جو تھی انکے ڈیرے کی رسی کی خاک
اچھے اچھے اولیا سے تھی وہ پاک

یہ خدا کے روبرو ہیں باغ باغ
نہ مزاروں کے نشاں ہیں نے چراغ

نہ مجاور ہے نہ کوئی درباں
نہ ہے نقارہ نہ نوبت نہ نشاں

عرس ہے انکا نہ ان کو روشنی
اس تکلف سے ہیں دنیا کے غنی

پھول ہے صندل نہ چادر ارگجا
شامیانہ ہے نہ سایہ جھاڑ کا

گر اگربتی بھی ہیں لے جا بجا
آگ کا ملتا نہیں ہرگز پتا

مقبروں کے نام واں جنت ہو جب
آتش دوزخ ملے جنت میں کب

ان پہ رحمت بھیجتا ہے کبریا
حشر تک باقی ہیں انکے فاتحہ

پردہ ہے دنیا سے سب زندہ ہیں یہ
اور رسول اللہ کے ہمراہ ہیں یہ

مومنو جتنے ہیں خاصان خدا
ہیں وہ سب حاضر حضور مصطفےٰ

روح حاضر ہے ہر اک کی شاد ہے
کربلا یاں ہے نجف بغداد ہے

جان لو جس نے مدینے کو گیا
وہ تمامی اولیا سے مل لیا

تھے جب اس عالم میں سردار انام
انس و جن کرتے تھے حضرت کو سلام

منع سجدے کو کیا ہے آپ نے
سجدہ آیا ہے خدا کے واسطے

وقت رحلت بولے معشوق ودود
ہو وے لعنت پر نصاریٰ و یہود

ہو گئے لے خوف بس اللہ سے
انبیا کے قبروں کو سجدے کئے

واہ رے تعلیم سردار انام ﷺ
واہ رے تعظیم سردار انام ﷺ

مسجد اقدس میں سب چھوٹے بڑے
روبرو جالی کے ہوتے ہیں کھڑے

یہ حضور کرتے ہیں تعلیم سب
ہاتھ باندھو عجز سے ہو با ادب

بھیجتے ہیں پہلے حضرت پر سلام
بعد صدیق اور عمر پر لا کلام

فاطمہ پر بھیجتے ہیں پھر سلام
السلام اے بنت سالار انام

واں فرشتے ہیں جو پوشیدہ تمام
ان ملایک پر بھی پڑھتے ہیں سلام

بعد پھر سید سے طرف منہ پھیر کر
پڑھتے ہیں اہل بقیع پاک پر

پھر احد کی سمت منہ کر کے تمام
حضرت حمزہ پہ پڑھتے ہیں سلام

مونہہ آتا ہے جب وقت دعا
پھرتے ہیں کعبے طرف شاہ و گدا

مصطفےٰ ہیں مالک دنیا و دیں
مصطفےٰ کے قبضے میں کیا کچھ نہیں

جا رسول اللہ کے دربار میں ؎ | مانگنا اللہ کے سرکار میں ؎
عظمت حق شرع سلطان زماں | کیا بھلے معلوم ہوتے ہیں وہاں
منھ طرف کعبے کے کرتے ہیں تمام | مانگتے اللہ سے ہیں خاص و عام
یاں تو مرشد کو بھی سجدے ہوتے ہیں | قبروں کو بھی سجدے کر کے روتے ہیں
کہتے ہیں ہے عقل ناقص عام کی | ہیں بہت بھید اس میں کیا سمجھے کوئی
ہم کو یہ بتلائے حق کا راستہ | ظاہر النساں ہیں یہ باطن میں خدا
کیا صحابہ کو رسول کبریا | حق کا بتلائے نہیں تھے راستہ
مصطفےٰ کو کیوں نہ وہ سجدہ کیے | اندلوں کے یہ نئے راستے
حال ظاہر شرع کا میں نے لکھا | جو موحد ہیں مقام ان کا جدا
عین حق ہر شئے کو ہیں وہ جانتے | قول واعظ کو نہیں وہ مانتے
یا الٰہی یا غفور و یا مجیب ؎ | مومنوں کو حج زیارت کر نصیب
آفتوں سے دین و دنیا کے بچا | حشر میں حامی بنیں خیر الورا
واں جو حاضر ہو غلام دستگیر | ہاتھ میں ہو دامن پیراں پیر
پرسش محشر نہ خوف نار ہو ؎ | پیر کے صدقے سے بیڑا پار ہو

مثنوی در حال عشق و محبت حقیقی

جستجوئے عشق رہبر چاہیئے ملتی ہے راہ الٰہی عشق سے

لکھ گئے ہیں صوفیہ عالی خصال عشق حق بے عشق احمد ہے محال

عشق احمد کے لئے مرشد ضرور ہو محبت پیر سے اے ذی شعور

گرچہ ہیں اشغال ہر ہر کے جدا ایک ہے سب کا اصول انتہا

شان بیت اللہ میں دیکھا کوئی اور مدینے میں اسے پایا کوئی

ایک ہے عشق اور محبت کا ثمر سن رکھیں تمثیل اک دو مختصر

جا رہے تھے حج کو ایک صاحب نظر ساتھ اپنے لے لئے تھے مال و زر

دیکھے گھوڑے پر ایک عورت خستہ حال نوچتی ہے مرغ کے پر اور بال

حال پوچھا تو وہ بی بی نے کہا تیسرا فاقہ ہے ہم پر اے گدا

میں علی حیدر کی ہوں اولاد تین دن سے بھوکے ہیں بچے مرے

آج یہ مردار گھوڑے پر ملا تین دن کے بعد ہے کھانا روا

رو دئے سن کر ولی اللہ کے سب روپے نذر آپ انکے کر دئے

بس وطن میں آپ گھر بیٹھے رہے دیکھا سب نے حج کے دن مکے میں تھے

دیکھو اک حجے میں فضل رب ہوا ہو گئے مقبول کیسا حج ملا

یہ روایت ہے شجو دوسری دیکھو کیا کرتا ہے عشق احمدی

ایک بی بی آئی گھر لوہار کے | بولیں راہ حق میں کچھ دلوائیے
دیکھ انکا حسن وہ بولا جواں ؎ | دوں گا کچھ تم رات کو آنا یہاں
کچھ نہ سمجھی بی بی اسکے دلکا حال | آئی شب کے وقت فاقوں سے نڈھال
پاس جب دم انکے آیا وہ جواں | کھڑکھڑائیں انکے تن کی ہڈیاں
لاغری کا حال دیکھ اس نے کہا | کس قبیلے کی تو ہے اے مہ لقا
بولیں میں زہرا کی ہوں اولاد سے | تھرتھرا اٹھا وہ مارے خوف کے
نذر انکے کی جو کچھ موجود تھا | عفو کروایا قصور اور رو دیا ؎
خواب میں دیکھا رسول پاک کو | اسطرح فرمائے اُٹھ اب شاد ہو
تو کیا احسان بیٹی پر میرے | بچ گیا آتش سے اب دارین کے
جو ریاضت کر کے پاویں اولیا | ایک لحظے میں اسے حق نے دیا
آگ سے ہوتا جو لوہا سرخ فام | اسکو لے کر ہاتھ میں کرتا تھا کام
اسکو چمٹے کی ضرورت کچھ نہ تھی | دوستو ہے نقل کا مطلب یہی
عشق گر خاوند کا بی بی کو ہو ؎ | اسمیں بھی پائے گی وہ اللہ کو
التماس حضرت سے صحابہ نے جو کی | آپ کو سجدہ کریں ہم یا نبی
سن کے فرمائے رسول نیک خو | لے خدا کے سجدہ ہوتا اور کو

حکم کرتا عورتوں پر میں ضرور   سجدہ خاوندوں کو کرلیں یا سرور

محو ہے ساری خدائی عشق کی   بل بے کا فرما جرائے عشق کی

عشق میں ثمرہ زلیخا کو ملا   اور لیلیٰ نے انا مجنوں کہا

عاشقی گزریں سر و گزراں سر است   عاقبت مارا بداں شہ رہبر است

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی   گز تو مجنوں شد پریشان وغوی

از دگر خوباں تو افزوں نیستی   گفت خاموش چوں تو مجنوں نیستی

دیدہ مجنوں اگر بودے ترا   ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

با خودی تو لیک مجنوں بیخود ست   در طریق عشق بیداری بد است

ہر کہ بیدار است او در خواب تر   ہست بیداریش از خوابش بتر

ہے مجازی میں حقیقت بے نظیر   گر ملے رہبر غلام دستگیر

مثنوی

گر خدا کا دوست ہونا ہے تجھے   آل احمد کی غلامی چاہیئے

چھوڑے ہیں دو چیزیاں حضرت رسول   ایک قرآں ایک اولاد بتول

کر گئے ارشاد حضرت تین بار   ان کو مت چھوڑو رہو گے رستگار

حکم کی تعمیل میں ہے تفرقا   آپ کیا فرمائے ہم کرتے ہیں کیا

ہیں تبرک پر فدا سب مومنیں — پوچھتے تک آل احمد کو نہیں

رکھتے ہیں جس جا پہ آثار شریف — آنکھیں واں ملتے توانا اور ضعیف

یا وہ ہیں آثار حضرت پنجتن — یا ہیں آثار ولی ذوالمنن

اولیا کے چھلے ہوتے ہیں جہاں — آنکھیں ملتے ہیں وہاں پیر و جواں

کعبے کی کرتے ہیں عظمت خاص و عام — مسجدوں پر صدقے ہوتے ہیں تمام

کہتی ہے فاقہ کشی سادات پر — لے خدا کے کون لے انکی خبر

سب عبادت ایک طرف رہجائیگی — انکی خدمت میں ہے اللہ کی خوشی

راویوں نے یہ لکھا ہے ماجرا — تھا پسر عبدالملک مروان کا

تھا خلیفہ اور بہت ہی شان سے — آگیا تھا طوف کعبے کے لئے

دیکھا کعبے کے حرم میں وہ جواں — یک بیک گر پڑی ہے لا بیاں

شور تھا سرکو ارے وسعت کرو — اسمیں دیکھا ایک صاحبزادہ کو

ایک میلا جسم پر احرام ہے — خلق قرباں ہو رہی ہے پے بہ پے

دیکھ کر ہیبت ہوئی اس پر عجیب — پوچھا تب یہ کون ہے مرد نجیب

بولے سب عابد ہیں یہ ابن حسین — فاطمہ کے اور علی کے نور عین

سن کے یہ عبدالملک حیران ہوا — بولا یہ ہے ہیبت بار خدا

غور سے دیکھیں ذرا قرآن میں | کیا ہوا ارشاد ان کی شان میں
یا محمد آپ نے احکام دیں | قوم پر پہونچائے اپنی بالیقیں
بدلہ اس کے اجر کا کیا ہو سکے | ہو محبت اقربا سے آپ کے
اس محبت کی یہ حالت ہو گئی | نام سید سنتے ہی تیوری چڑھی
کچھ غرض لاویں وہ ہو کر بیحجاب | سینکڑوں حیلوں سے ملتا ہے جواب
واسطہ آل نبی کا ہو شبیر | جب دعا مانگیں غلام دستگیر

مثنوی ستون حنّانہ کے حال میں

ہر عبادت کا خلاصہ ہے یہی | چاہئے مومن کو عشق احمدی
دوستو برزخ شہ لولاک کا | آئینہ سمجھو خدائے پاک کا
ان کے دیوانے دو عالم میں ضرور | آدمی جن و ملک غلمان و حور
ان کے عاشق بحر و بر کوہ و شجر | ان کا کلمہ پڑھتے ہیں شام و سحر
رتبے پاتے ہیں جو ایسیں یکدگر | اولیاء اللہ کو ہے ان کی خبر
تھا ستون خرمے کے سوکھے جھاڑ کا | بیٹھتے تھے مصطفےٰ ٹیکا لگا
جب بنا مسجد میں منبر دوسرا | رونق افزا واں ہوئے خیر الوریٰ
ہجر میں رونے لگا بس وہ ستون | ہو گیا فرقت میں حال اس کا زبوں

اس طرح روتا تھا جیسے آدمی / سن کے اک حیرت صحابہ کو ہوئی

پوچھے حضرت اے ستون کہتا ہے کیا / درد کا ہجراں کے معروضہ کیا

ہجر سے تیری چلی ہے میری جاں / کیوں نہ روؤں بے ترے جانِ جہاں

آپ پوچھے زندہ کردوں میں تجھے / تا ترا میوہ سبھی عالم چکھے

یا ترا جنت میں میں کردوں قیام / تا تر و تازہ رہے گا تو مدام

عرض کی یاں کے مرے ہیں سب فنا / چاہتا ہوں وہ کہ جس میں ہو بقا

پس زمیں میں دفن فرمائے حضور / تا اٹھے انساں طرح یوم النشور

غافلو ہر دم رہے عقبیٰ کا غم / آدمی ہو کر نہ ہو لکڑی سے کم

مثنوی شریف

اُستنِ حنانہ در ہجرِ رسول / نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول

درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں / کز وی آگہ گشت ہم پیر و جواں

در تحیر ماندہ اصحابِ رسول / کز چہ می نالد ستوں با عرض و طول

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں / گفت جانم از فراقت گشت خوں

از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں / چوں نہ نالم بے تو اے جانِ جہاں

مسندت بودم تو از من تاختی / بر سرِ منبر تو مسند ساختی

پس رسولش گفت اے نیکو درخت / اے شدہ با سر تو ہمراز بخت

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند ۔۔۔ شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
یا در آں عالم حقت سروے کند ۔۔۔ تا تر و تازہ بمانی تا ابد
گفت آں خواہم کہ شد دایم بقاش ۔۔۔ بشنو اے غافل کم از چوبی مباش
آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں ۔۔۔ تا چو مردم حشر گردد یوم دین
سن چکے اک خشک لکڑی کی مثال ۔۔۔ اب سنیں اک عاشق صادق کا حال
ہے عرب کے شہروں میں ملک یمن ۔۔۔ اسمیں اک قریہ ہے نام اسکا قرن
اک محب حق کا تھا اس جا مقام ۔۔۔ تھا اویس اس والہ و شیدا کا نام
عشق میں حضرت کے فانی تھے مگر ۔۔۔ آ نہیں سکتے تھے ماں کو چھوڑ کر
تھے چراتے بکریاں جنگل میں جا ۔۔۔ اسکی مزدوری میں ماں کا رزق تھا
رہتے تھے فاقے سے اکثر وہ ولی ۔۔۔ گٹھلیاں خرمے کی چن کھاتے کبھی
چیندیوں سے ستر پوشی کرتے تھے ۔۔۔ کوئی واقف تھا نہ ان کے حال سے
خستہ او آوارہ جو شیدا بنا ۔۔۔ بس اسی کے ہیں خدا اور مصطفےٰ
ہے مسلم کی حدیث آئے متیں ۔۔۔ ایسا فرمائے عمر کو شاہ دیں
ہے یمن میں اک محب کبریا ۔۔۔ تابعیں میں ان کا رتبہ ہے بڑا
حلیہ انکا سب بیاں فرما دئے ۔۔۔ اور ملنے کا پتہ بتلا دئے

اور فرمائے ملیں جب ان سے جا — مغفرت کی اپنی کروانا دعا

مومنو جنگِ احد میں جب پلید — کر دئے دنداں پیمبر کے شہید

سنتے ہی حضرت اویس پاک نے — دانت اپنے توڑ ڈالے پتھروں سے

دوستو اشغال ہیں سب بے حصول — ہے بکار آمد فقط عشق رسول

ہاں جوانی میں ہی جاں قرباں ہو — انتظاری مت بڑھاپے کی کرو

ہوئے کمسن بکرا یا بوڑھا رہے — کام پر آتا نہیں قربانی کے

روئے احمد کا تصور ہو اخیر — رُوح جب نکلے غلام دستگیر

در منقبت چہار اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

خانہ زاد چہار یار ہوں میں — تام اصحاب پر نثار ہوں میں

دوستو مرتبہ صحابہ کا — حق جو پوچھو تو جانتا ہے خدا

ان سے ہی دشمنوں کی خواری ہوئی — دین و ایماں کی استواری ہوئی

ان سے ہی زینت پیمبر ہے — مرتبہ ان کا سب سے برتر ہے

ایک دن مل کے مریدوں نے — عرض کی جا کے غوث اعظم سے

ہم سے فرماؤ اے خدا کے ولی — آپ بڑھکر ہیں یا کہ یار نبی

آپ نے ان کو تب دیا یہ جواب — میرا رتبہ کدھر کہاں اصحاب

ان کی دہلیز کی جو مٹی ہے | اولیا سے وہ خاک اچھی ہے
انکے گھوڑوں کے سم گریں جس جا | وہ زمیں اولیا سے ہے اعلیٰ
انکے ڈیرو نکے رسیوں کی خاک | اولیائے کبار سے ہے پاک
وہ محمد کو آنکھوں سے دیکھے | ہم تصور میں سوچتے ہیں جسے
ایسے محبوب جب یہ فرماویں | انکے رتبہ کو کب ولی پاویں
یہ زباں ہیں کسی کے تاب کہاں | جو کرے انکے مرتبوں کا بیاں
دوستو داستاں سنو یہ تمام | کچھ سناتا ہے حال ان کا غلام
چار اصحاب سب سے افضل ہیں | ان میں صدیق اکبر اول ہیں
جن کے قرآں میں لکھے ہیں صفات | ہوئے نازل نو دپہ چار آیات
مصطفیٰ نے جو کی ہے انکی ثنا | ہیں احادیث ایک سو گیارہ
یار غار رسول ہیں صدیق ؓ | دوستدار رسول ہیں صدیق
خاص سسرے ہیں یہ پیمبر کے | باپ ہیں عائشہ مطہر کے ؓ
تام حق پر نثار تھے صدیق | غنی اور مالدار تھے صدیق
راویوں نے لکھا ہے یوں اخبار | ساری دولت لٹائی ہے یکبار
انکی ایسی نظر خدا پر تھی ؓ ؓ | تن کی پوشاک تک بھی جس نے دی

پہنی کمل کی آپ نے تن پہ عبا
بیٹھے مسجد میں تھے رسول خدا
لینے تکیے کی جا پہ کانٹا تھا
بھائی جبریل ایسے کیوں ہو اداس
کہا جبریل نے کہ اے محبوب
آج یہ حکم ہے فرشتوں کو
میرا ہی کیا لباس کالا ہے
سن کے یہ خوش ہوئے رسول خدا
تھے ابابکر ذاکر و شاغل ؤ
دل کو احمد پہ جاں نثاری تھی
فاقے صدیق پہ گزرنے لگے
ہم سے بوبکر کیوں چھپاتے ہیں
مسکرانے لگے رسول اللہ
میرے سینے میں ہے جو راز خدا
وہ مجاہد ہے سب سے افضل تر

اک لگا کر ببول کا کانٹا
آئے جبریل پہنے کالی عبا
دیکھ انھیں شاہ دیں نے یوں پوچھا
آج بھایا ہے کیوں سیاہ لباس
یہ لباس آج حق کو ہے مرغوب
تم بھی اپنا لباس دور کرو
سب فرشتوں نے آج پہنا ہے
دیا صدیق کو یہ مژدہ سنا
قرب خالق کا تھا انھیں حاصل
شب کو عشق خدا میں زاری تھی
عرض لوگوں نے کی یہ حضرت سے
رات کو گوشت بھون کھاتے ہیں
اور اس بھید سے کیا آگاہ
میرے بوبکر کے ہی دل میں بھرا
امتحاں کر لو رات کو جا کر

یہ جو لوگوں نے مصطفے سے سنا
کچھ وہاں گوشت کا تو ذکر نہ تھا
یاد حق میں جلاتے تھے دل کو
ہوش اڑے سب کے دیکھ کر یہ حال
شب معراج سرور عالم
حکم آیا کہ ٹھہر جاؤ ذرا تو
پوچھا احمد نے اے غریب نواز
آئی آواز اے شفیع امم
ہیں تہجد میں یار غار رسول
کیا ہی رتبہ ہے مرحبا صدیق
دوسرے ہیں خلیفہ نیک سیر
افضل الناس جاں نثار نبی
جو خلافت میں اپنے کر کے جنگ
کیا شجاعت کا انکے ہووے بیاں
جنگ کر اس شجیع نے کئی بار

شب کو روزن سے گھر کے جا دیکھا
تھے مصلے پہ عاشق مولا تو
حجرے سے آتی تھی کباب کی بو
عذر تو یہ سوا نہ تھا کچھ قال
قاب قوسین تک گئے جس دم
پڑھ رہا ہے نماز یار خدا
بے نیازی میں کسکی ہے یہ نماز
ہیں ابابکر کی نماز میں ہم
اب خدا بھی انہیں سے ہے مشغول
جان و دل آپ پر فدا صدیق
جنکا جگ میں ہے نام پاک عمر
عادل و پہلوان شجیع و سخی
لائے قبضے میں سارا ملک فرنگ
کیا عدالت کا انکے ہووے بیاں
کیئے قبضہ میں شہر چار ہزار

مسجد میں سیکڑوں بنائے ہیں
اور تراویح بھی ہوئی جاری

دیکھو قرآن میں کہ یا برکات
آئی ہیں تین کم پچاس آیات

اور کتابوں میں شان میں جنکی
ایک سو سات ہے حدیث لکھی

سسرے ہوتے ہیں انکے شیر خدا
ساس ہیں جنکی فاطمہ زہرا

ایسا فرماتے تھے رسول خدا
خاتمہ مجھ پہ ہے نبوت کا

گر نبی ہوتا کوئی بعد مرے
یہ یقیں ہے نبی عمر ہوتے

ہے یہ مشکوٰۃ میں حدیث لکھی
روشنی ہے عمر سے جنت کی ؎

نام جس جا عمر کا آتا ہے
واں سے شیطان بھاگ جاتا ہے

ذکر ہے ایک دن کا اک عورت
ناچتی تھی بصورت وحشت

لڑکے اطراف اسکے تھے بسیار
آئی حضرت کے روبرو یکبار

شور کرکے وہ ناچنے جو لگی
متوجہ ہوئے جناب نبی ؎

حضرت عائشہ کو بلوا کے
حال اس کا دکھایا حضرت نے

آئے اتنے میں واں جناب عمر
گیا شیطان سر سے اس کے اتر

ناچ سب بھولی با شعور ہوئی
اسکی وحشت تمام دور ہوئی ؎

لگے فرمانے تب رسول خدا
خوف شیطاں کو ہے عمر سے بڑا

جب نہیں لائے تھے عمر ایماں — طاقت اسلام میں نہیں تھی عیاں
یہ دعا کرتے تھے نبی حق سے — قوت اسلام کو عمر سے دے
لائے ایمان جب جناب عمر — زور اسلام کا ہوا بڑھ کر
حال مشکوٰۃ میں ہے یہ بھی لکھا — ایک شب لیٹے تھے رسول خدا
عائشہ نے فلک پہ کرکے نظر — عرض کی یا شفیع جن و بشر
تارے ہیں آسمان کے جتنے — اتنے اعمال نیک ہیں کس کے
بولے یوں عائشہ سے شاہ انام — اتنی ہیں نیکیاں عمر کی تمام
پوچھا پھر عائشہ نے ہو مضطر — میرے بابا کی نیکیاں ہیں کدھر
یوں کہا یہ دو عالم کے — ہیں عمل نیک تیرے بابا کے
عمر بھر کی عمر کی سب نیکی — ایک نیکی تمہارے بابا کی
ایک ہے وہ تو لو جان لو اسکو — چپ ہوئیں سن کے عائشہ خوشخو
ایسا فرمائے تھے جناب عمر — رتبہ صدیق کا ہے بس برتر
میں جو بال اسکے سینے کا ہوتا — مرتبہ میرا بڑھ گیا ہوتا
شب ہجرت کی جو ایک نیکی — نیکیاں عمر بھر کی دوں اپنی
ہے یہ مشکوٰۃ میں حدیث لکھی — آئے مسجد میں ایک روز نبی

ہاتھ ابوبکر اور عمر کے تھام — لگے فرماتے یوں شفیع انام

حشر میں حق اٹھائے گا سب کو — سب کے پہلے جگائے گا مجھکو

میں جو اٹھوں گا امتی کہتا — انھیں دونوں کا ہاتھ پکڑا ہوا

لگے یاروں سے کہنے پھر یہ ضمیر — ہر پیمبر کو ہوتے ہیں دو وزیر

یہی دونوں وزیر ہیں میرے — دشمنی گر کوئی رکھے ان سے

گویا اس نے حد نبی سے رکھا — پھر تو وہ دشمن خدا ٹھہرا

جس کسی نے خدا سے بغض رکھا — ہوا دونوں جہاں میں منہ کالا

سب کتابوں میں یہ عیاں ہے بیاں — دوستی ہے صحابہ کی ایماں

مرحبا مرحبا جناب عمر — کیا ہی رتبہ ہے آپ کا برتر

جو خلیفہ ہیں تیسرے عثماں — ہے لقب ان کا جامع القرآں

وہی قرآن کو کئے یک جا — ختم جن پر ہوئی ہے شرم وحیا

بڑی دولت تھی تام بھی تھا غنی — نام حق پر لٹائے مال سبھی

پڑھتے قرآن تھے جو حلق کٹا — سب شہیدوں میں یہ بھی ہیں یکتا

یہی داماد ہیں محمد کے — دیں ہیں دو لڑکیاں شہ دیں نے

جنکی خاطر کتاب میں ہر جا — آئیں آیات ایک سو گیارا

جو کتابوں میں وصف ہے مذکور
چار کم سو حدیث ہیں مشہور

دیکھو مشکوٰۃ میں ہے یہ اخبار
عائشہ کے مکان میں اک بار

لیٹے بستر پہ تھے شہ والا ؐ
پاؤں سے تھا قمیص سرکا ہوا

عرض صدیق نے یہ کی در پر
حکم گر ہو تو آؤں میں اندر

ان کو دولت سرا میں بلوا کے
آپ جیسے تھے ویسے لیٹے رہے

اتنے میں آئے واں جناب عمر
آپ انھیں بھی طلب کئے اندر

آئے اتنے میں حضرت عثماں
حکم چاہا کہ آؤں یا سلطاں

سن کے عثماں کی صدا اس دم
جلد اٹھ بیٹھے سرور عالم ؐ

جبکہ عثمان گھر میں آنے لگے
پاؤں پر ڈھانکا اپنے حضرت نے

تینوں اصحاب جب سدہار چکے
عائشہ نے یہ پوچھا حضرت سے

آئے جب میرے باپ اور عمر
بے تکلف بلا لئے اندر ؐ

جب کہ عثمان گھر میں آنے لگے
کیا سبب آپ زانو ڈھانک لئے

عائشہ سے نبی نے فرمایا
مجھے عثمان سے نہ کیوں ہو حیا

کیوں نہ شرمائے اس بشر سے نبی
جس سے شرماتے ہیں فرشتے سبھی

پھر شہ دیں نے عائشہ سے کہا
حشر جس وقت ہوئے گا برپا

میری امت کے عاصیوں میں سے ۔ پُر گنہ اور بے حساب سے لئے
خاص عثمان کی شفاعت سے ۔ بخشے ستر ہزار جائیں گے
خلد میں جائیں گے جو روز جزا ۔ دوست ہر ایک نبی کو ہوئے گا
جاؤں گا میں جو سوئے باغ جناں ۔ واں پہ میرا رفیق ہے عثمان
پوچھا حضرت سے یوں صحابہ نے ۔ پرسش حشر پہلے ہے کس سے
بولے پھر ان سے حضرت ذیجاہ ۔ پہلے مجھ کو بلائے گا اللہ
اپنے آگے مجھے وہ کر کے کھڑا ۔ حشر بھر کا حساب سب لے گا
بعد پھر میرے جائیں گے صدیق ۔ ہو گا ان کا حساب بالتحقیق
مجھ سے دو حصہ ہو گا انکا حساب ۔ جائیں گے پھر عمر بن خطاب
پھر حضور میں رب کے ہو کے کھڑے ۔ سب سے دونا حساب دیویں گے
جبکہ عثمان کو بلائے گا [illegible] ۔ میں خدا سے کروں گا معروضہ
یا رحیم آگے اب کھڑا کر کے ۔ میرے عثمان سے حساب نہ لے
جمع اس ذات میں ہے شرم و داد ۔ اپنے آگے کھڑا نہ کر یارب
ہو گا ارشاد واسطے خدا کے یوں ۔ ہم نے کی عرض آپ کی مقبول
آپکی اور ان کی خاطر سے ۔ ہم نہ عثمان کو بلائیں گے

جب شہادت ہوئی ہے عثماں کی
قبر کی جا بقیع میں ٹھیری

دفن جب کر چکے جناب علی
مصطفیٰ کی حدیث یاد آئی

ایسا فرماتے تھے رسول خدا
دفن عثمان کا جہاں ہوگا

ان کی قبر اور میرے لحد کی میاں
جو زمیں ہے وہ بالیقیں ہے جناں

کس تاسف سے کہتے تھے یہ علی
یہ حدیث آگے مجھ کو یاد آتی

یہاں عثمان کو نہ دفناتا
شام کے ملک تک لئے جاتا

تا سبھی امتی محمد کے
دفن اس جائے پاک میں ہوتے

کیا ہی رتبہ ہے مرحبا عثماں
جان و دل آپ پر فدا عثماں

حشر میں آپ کے ثنا خواں کو
بے حساب و کتاب بخشا لو ہو

ہیں چہارم خلیفہ شیر خدا
شان میں جن کے لافتیٰ آیا

جن کے قرآں میں بہت ہیں صفات
آئے ہیں یکصد و چہل آیات

کچھ احادیث کا نہیں ہے شمار
سب سے مشہور ہیں سو دو سو چار

سبھی شیر خدا کو مانتے ہیں
مرتضیٰ کون ہیں سو جانتے ہیں

باپ حسنین کے خدا کے ولی
شوہر فاطمہ وصی نبی ہو

کہتے تھے شان میں علی کے نبی
لحمک لحمی جسمک جسمی

شاہد اس پہلواں کا ہے قرآں — نہیں پیدا ہوا علی سا جواں

اپنے حضرت کا یہ بھی ہے ارشاد — صلب حیدر میں ہے میری اولاد

یوں تو پیارے ہیں مصطفےٰ کے سبھی — ایسی عظمت کسے نصیب ہوئی

توڑا کعبے میں بت جو مولا نے — پاؤں تھے دوش پر محمد کے

سورۂ دہر جو کتاب میں ہے — آیا مولا کے وہ خطاب میں ہے

تھی علی سے نبی کو یہ الفت — ہر سحر پڑھتے تھے یہی صورت

مرتبہ ہے علی کا سب اعلیٰ — قول مولانا روم کا ہے سچا

اولیا خاک آستانہ اوست — پرورش یافتہ ز خانہ اوست

سب مذاہب میں جھوٹ دعویٰ ہے — کون رتبہ علی کا سمجھا ہے

یاں ہر اک مدعی ہے دیوانہ — صوفیوں نے علی کو پہچانا

گر محبت کا ان کے دعویٰ ہے — یہ سمجھنے کا ایک نکتہ ہے

آتے مسجد میں جب رسول کریم — سبھی کرتے تھے باادب تعظیم

رعب سے مصطفےٰ کے سب اصحاب — سرنگوں بیٹھتے تھے باآداب

پر ابا بکر اور جناب عمر — چہرۂ مصطفےٰ پہ کر کے نظر

ہنستے اور مسکراتے الفت سے — عشق تھا خاتم رسالت سے

مصطفیٰ ابھی ملاحظہ کر کے — خود بھی تھے مسکراتے شفقت سے

شمع کی طرح تھے شفیع انام — مثل پروانہ تھے صحابہ تمام

سنو مولا کی اب فضیلت کو — اس میں اک رمز ہے ذرا سوچو

کیا حضرت نے ایک دن اظہار — ہے عبادت علی کا بھی دیدار

جب سے فرمایا یہ کلام صواب — دیکھا کرتے علی کو سب اصحاب

کیا رسول خدا کو الفت تھی — آپ بھی دیکھتے تھے روئے علی

دوستو سن چکے حدیث نبی — بھید اللہ کا ہے روئے علی

اس تصور سے جو ہوا آگاہ — وہ ہوا بالیقیں فنا فی اللہ

آگے بھید اور لکھنا بیجا ہے — عاقلوں کو بس اک اشارہ ہے

ہم گناہ گار ہیں خداوندا — ہم کو پنجے سے معصیت کے چھڑا

یا خدا واقف جلی و خفی — پیروی دے نبی کے یاروں کی

یا صحابہ نبی کے پیارے ہو — مصطفیٰ سے ہماری عرض کرو

نام لیوا جو ہیں محمد کے — آرزو سب کے دل کی بر آوے

اپنے عصیاں کا دیکھکر تو وا — دستگیر اس طرح نہ گھبرا جا

تجھ پر اصحاب کی مدد ہے مدام — کیونکہ تو دستگیر کا ہے غلام

داستان در فضائل اصحاب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

گوش دل سے سب سنیں یہ داستاں
ہے صحابہ کی فضیلت کا بیاں

جن کی تعریف آپ کرتا ہے خدا
وصف انکا کب ہو بندوں سے ادا

یہ مصاحب ہیں رسول اللہ کے
وصف قرآں میں کیا اللہ نے

منصفوں سے پاؤں گا داد کلام
ہیں جو نامنصف نہیں سمجھے ان کا کام

جتنے پیغمبر ہوئے ہیں پیشوا
ان میں افضل ہیں محمد مصطفٰے

انبیا کی آل سے آل نبی
ہے فضیلت اور بزرگی میں بڑی

مرسلوں کی بیبیوں سے باصفات
مصطفٰے کی بیبیاں ہیں نیک ذات

مرسلوں کی امتوں سے مرتبہ
ہے رسول اللہ کی امت کا بڑا

فضل سب باتوں میں خالق کا رہا
فوق ہر مرسل پہ رکھا آپ کا

جیسی خالق نے فضیلت سب کو دی
ویسے ہی افضل ہیں اصحاب نبی

پھر کہیں کس منہ سے کہ یہ اچھے نہ تھے
مول لینا بغض ہے اللہ سے

یہ رسول اللہ کا فرمان ہے
دوستی اصحاب کی ایمان ہے

دوست جو دل سے صحابہ کو رکھا
دوست وہ میرا ہے اور اللہ کا

دشمنی انکی عداوت ہے مری
میرے دشمن پہ ہے قہر ایزدی

بر محل یاد آئی ہے یاں ایک مثال　　سن کے قدر اسکی کریں گے ذی کمال

کوئی کامل یا ولی یا شیخ کا　　ذکر آتا ہے کسی جا برملا

مرد عاقل سن کے ایسی قیل و قال　　پوچھتے ہیں اسکے سب یاروں کا حال

اسکے پاسخ میں سنیں جب یہ کلام　　ذات سے تو وہ ولی ہیں نیکنام

لیکن انکی ہمنشیں مجلس کے سب　　لوگ کچھ اچھے نہیں ہیں با ادب

بس سمجھ لیتے ہیں دانا یہ سخن　　حاشیہ ایسا تو واں بھی ہوگا فن

اپنے پیغمبر کے بھی اصحاب پر　　پھیر لینا بدگمانی سے نظر

اس کا حضرت کے طرف الزام ہے　　اس کا پھر اسلام میں کیا کام ہے

ہے کلام اللہ میں یہ ماجرا　　ایک دن لشکر سلیماں کا چلا

چونٹیوں کے شاہ نے اسدم کہا　　چونٹیو چھپ جاؤ سوراخوں میں جا

دھوکے سے گر پاؤں لشکر کا گرے　　اس زمیں پر سب کے سب پس جاؤگے

یعنے اس چیونٹی کو بھی تھی یہ خبر　　جن پہ پڑتی ہے پیمبر کی نظر

وہ نہ ماریں جانکر چیونٹی کو بھی　　حق نہ چھینیں گے کسی کا وہ کبھی

روبرو اُس سید داریں کے　　جو صحابہ عمر بھر حاضر رہے

وہ کسی کا حق نہ چھینیں گے کبھو　　ان کو دنیا کی نہ تھی کچھ آرزو

سنئے اب انکی فضیلت کا بیاں ‏— ہے مفید و مختصر یہ داستاں

جو کہ تھے ہجرت میں ہمراہ رکاب — ہے مہاجر ہر صحابی کا خطاب

عشق میں حضرت کے چھوڑے ہیں وطن — گھر اقارب مال اور فرزند و زن

سینکڑوں اقسام کی آفت سہی — سینکڑوں نے اپنی نقد جان دی

جو مدینے والے ہیں اصحاب و یار — ہے لقب انصار ان کا باوقار

کرکے ہجرت مکے سے یاروں کو لے — جب مدینہ سرور عالم گئے

جان فدا انصار نے سب اپنی کی — ہو گئے راضی بہت ان سے نبی

آئے سب باتوں میں وہ حضرت کے کام — ان سے راضی تھے بہت خیر الانام

جو مہاجر مکے والے آ گئے — کی اطاعت انکی سب انصار نے

گھر دئے اور زر دئے آب و طعام — اور بھی ملکیں پہنچائیں مدام

بیٹیاں اپنی برادر زادیاں — عقد میں انکے دئے کر شادیاں

دو دو جنکو بیبیاں تھیں بے اتفاق — اک کو رکھکر دئے اک کو طلاق

بعد پھر ایام عدت گزرے کے — عقد میں سب مکے والوں کے دئے

انتہا خدمت گزاری انکی تھی — ان سے راضی تھے بہت حضرت نبی

بیٹیاں اصحاب کی اور بیبیاں — کرتی تھیں حضرت پہ قرباں اپنی جان لیے

راوی لکھتا ہے احد کے جنگ میں — جب مدینے کی طرف حضرت پھرے

ملکے بی بی اک صحابی کی وہاں ۔۔۔ دیکھ حضرت کو بہت تھی شادماں

آپ بولے اس لڑائی میں جو تھے ۔۔۔ اقربا سارے تیرے مارے گئے

باپ اور بھائی بھی اور بیٹا ترا ۔۔۔ جام ہر اک نے شہادت کا پیا

وہ شہادت پائے غم انکا نہ کر ۔۔۔ عرش پر ہیں حق کے وہ نزدیک تر

رو کے اس بی بی نے اُسدم عرض کی ۔۔۔ آپ کو دیکھا تسلّی ہو گئی

سارے والی مر گئے کچھ غم نہیں ۔۔۔ پر رہیں زندہ شفیع المذنبیں

بی بیوں کا بھی تھا ایسا اعتقاد ۔۔۔ رکھتی تھیں حضرت کے دلکو شاد شاد

خاطر ان یاروں کی خالق کو بھی تھی ۔۔۔ جا بجا قرآں میں تعریف کی

حکم حق ہوتا تھا اے میرے حبیب ۔۔۔ یہ صحابہ ہیں جو مسجد کے غریب

یہ میرے مقبول ہیں درگاہ کے ۔۔۔ ان میں جاکر آپ اکثر بیٹھیے

کیجئے کم گھر کا اپنے بیٹھنا ۔۔۔ دیکھ لو قرآں میں ہے اسکا پتا

انمیں افضل اور اکمل چار یار ۔۔۔ ہیں وہ چاروں میں بھی اول یار غار

دوستدار مصطفےٰ صدیق ہیں ۔۔۔ یار غار مصطفےٰ صدیق ہیں ۔

بعد سب پیغمبروں کے نیکنام ۔۔۔ فوق ہے صدیق اکبر کا مقام

پوچھا حضرت سے کسی نے یا نبی ۔۔۔ ہے محبت کس پہ بڑھ کر آپکی

آپ بولے عائشہ محبوب ہے — عورتوں میں وہ مجھے مرغوب ہے

اور مردوں میں اگر ہے پوچھنا — ہوں میں عاشق عائشہ کے باپ کا

خصلتوں میں حضرت صدیق کے — یہ روایت خوب شعبی نے ہے لکھی

چار ہیں صدیق کے رتبے یقین — اسمیں اور اصحاب کو حصہ نہیں

حق انھیں صدیق بخشا ہے خطاب — تھے رفیق غار وہ عالی جناب

تیسری انکی صفت لکھتے ہیں سب — ساتھ تھے حضرت کے وہ ہجرت کی شب

چوتھا یہ رتبہ ہے یار غار کا — حکم حضرت نے امامت کا دیا

جب ہوئے بیمار تھے حضرت رسول — عرض کی اصحاب نے ہو کر ملول

یا محمد جمع ہیں سب خاص و عام — حکم ہووے کون ہو ان کا امام

یوں ہوا ارشاد ختم الانبیاء — اب کریں صدیق امامت میری جا

ایسا فرماتے تھے اکثر مصطفےٰ — سب کیے میں احساں کا بدلا کر چکا

پر مرے صدیق کے احسان کا — بدلا دنیا میں نہ مجھ سے ہو سکا

حشر میں میری طرف سے کبریا — اجر دے گا آپ کے احسان کا

یہ نہ سمجھیں کوئی سنکر یہ بیاں — سب پہ ہے احسان حضرت کا عیاں

آپ رستہ دین کا سب کو بتائے — کر مسلماں کفر سے توبہ کرائے

کون اس احسان کو کرکے ادا　　اپنا احسان آپ پر جتلائیگا

دوستو سنئے جواب اسکا بھی اب　　اسطرح فرمائے ہیں فخر عرب

میں جو کچھ پہونچا یا ہوں احکام دیں　　اسکا بدلہ چاہتا تم سے نہیں

اس طرح پر ہو جو فرماں آپ کا　　منت صدیق کیسی ہو ادا

مدفن صدیق و فاروق علاّ　　روضۂ اقدس میں حضرت کیے ہوا

صاف ظاہر ہے کہ ایک ہی خاک سے　　حق بنایا جسم ان حضرات کے

اتنی خاطر حبیب خدا کو انکی تھی　　کس طرح ہوں دشمن آل نبی

ہے یہ ارشاد شہنشاہ انام　　دیکھا شب معراجکے ہر ہر مقام

جس جگہ پر نام میرا تھا لکھا　　ساتھ ہی تھا نام واں صدیق کا

ہیں عمر کے بھی فضائل بیشمار　　ہے لقب فاروق جن کا باوقار

یہ بھی سسرے ہیں رسول اللہ کے　　اور بیشک ہیں خلیفہ دوسرے

مرتضیٰ ان سے ہمیشہ شاد ہیں　　فاطمہ زہرا کے یہ داماد ہیں

بی بی کلثوم آپ کو منسوب تھی　　جو حقیقی تھی بہن سبطین کی

مسجد کوفی میں حضرت مرتضیٰ　　وعظ منبر پر کیے یوں بر ملا

حضرت بوبکر اور فاروق پر　　گر فضیلت مجھکو دے کوئی بشر

یہ سمجھ لو دوست وہ میرا نہیں
اقربا کی حد کروں اس پر وہیں

ہے یہ ارشاد رسول کبریا
خاتمہ مجھ پر نبوت کا ہوا

بعد میرے ہاں نبی ہوتے اگر
یہ یقیں سمجھو نبی ہوتے عمر

جو جہاد ان کی خلافت میں ہوا
عیسوی تاریخوں میں بھی ہے لکھا

لائے ہیں قبضہ میں کرکے دھوم دھام
مصر اور بیت المقدس روم و شام

تھے موید دین کے وہ دین دار
لائے قبضہ میں ممالک بے شمار

بولے اک دن سرور پیغمبراں
خواب میں جنت کا دیکھا اک مکاں

بیٹھی اک گوشے میں تھی اک رشک ماہ
اسکے چہرے پر پڑی میری نگاہ

کہنے والے نے مجھے ایسا کہا
دیکھئے ہے یہ مکاں فاروق کا

یاد کر غیرت تمہاری اے عمر
میں نہ رکھا پاؤں اس دہلیز پر

خوب رو کر تب عمر نے عرض کی
ایسی بھی غیرت ہے اے حق کے نبی

وہ جو عثماں ہیں خلیفہ تیسرے
یہ بھی داماد شہ کونین ہے۔
جامع القرآں حیا میں ہیں بھرے
اس سبب سے نام ذی النورین ہے

مہربانی کر رسول اللہ نے
لڑکیاں دو عقد میں دیں آپکے

لکھتے ہیں جب حضرت عثماں کی
کرگئی رحلت جو بی بی دوسری

حضرت عثماں بہت غمگیں تھے
ایسا فرمائے رسول اللہ نے

لڑکیاں دو عقد میں تیری جو دیں
تھی یہی فرمان رب العالمیں

رہتی گر لڑکی کوئی تا تیسرا
عقد میں دیتا تجھے اے باحیا

ہے فضیلت مرتضیٰ کی لا بیاں
جن کے اوصف ہیں زمین و آسماں

ان کے رتبے کا بیاں اے دوستو
میں تو کیا میرے فرشتے سے نہو

مصطفیٰ فرما چکے ہیں پے بہ پے
ہیں علی سے ہوں علی میرے سے ہی

یہ بھی ہے فرمان ختم مرسلاں
جسکا ہیں مولا علی اس کا میاں

شہر ہوں میں علم کا اللہ کے
اس کا دروازہ علی کو جانئے

مرتبے حق نے دئے کیا کیا انہیں
کوئی کچھ اور کوئی کچھ سمجھا نہیں

زور وہ بخشا انہیں اللہ نے
توڑا در خیبر کا پس اس شاہ نے

فتح تک پٹ ہاتھ میں آپ ہی کے تھا
بعد جب خندق پہ حضرت نے رکھا

چاہا اسی شخص نے اسکو اٹھائے
اتنا سنگیں تھا ہلانے بھی نہ پائے

قول ہے حضرت عمر فاروق کا
تین باتیں جو علی کو ہیں عطا

ایک بھی ویسی مجھے ملتی اگر
جانتا اپنے کو بھی میں نیک تر

ایک وقت فتح خیبر کے علم
ہاتھ حیدر کے دئے شاہ امم

دوسرا یہ ہے کہ عقد فاطمہ
حکم حق سے ساتھ مولا کے ہوا

تیسرا حاجت بھی ہو گر غسل کی ... حکم حق ہے جائیں مسجد میں علی

یہ طہارت یہ بزرگی کس کو تھی ... بھید ہے اللہ کا ذات علی

باقی اصحاب اور جو حضرت کے تھے ... ان کا بھی کچھ حال سنیئے غور سے

فیض صحبت کا رسول اللہ کی ... ایک دن میں ایسا کرتا تھا غنی

اولیا طاعت کریں گر لاکھ سال ... انکا ادنیٰ رتبہ ہو ملنا محال

دس کو ان میں سے خدائے کبریا ... مژدہ دنیا ہی میں جنت کا دیا

چار تو چاروں خلیفے با صفا ... جن کا اب مذکور اول ہو چکا

باقی جو چھے ہیں مبشر بالجناں ... ان کے اسم پاک ہیں یہ مہرباں

طلحۃ الفیاض اور سعد الہدیٰ ... اور حواری الزبیر با وفا

ہیں سعید الخیر چوتھے جنتی ... پانچویں ہیں عبد رحمٰن الزکی

بوعبیدہ ہیں چھٹے عالی مقام ... دس بشر بالجنا کے ہیں یہ نام

جو صحابہ جنگ میں تھے بدر کے ... ان کے خالق نے کیئے رتبے بڑے

سنئے انکی اک فضیلت کا بیاں ... جس سے ان کا مرتبہ ہووے عیاں

جب شہادت ہوگئی عثمان کی ... چند یاروں نے علی سے عرض کی

یا علی اب مصطفےٰ کے جائے پر ... چاہیئے کوئی خلیفہ راہبر

آپ سے بڑھ کر نہیں کوئی امام ۔۔۔ ہاتھ دیجے ہم کریں بیعت تمام
ان سے تب بولے امیر المومنیں ۔۔۔ اختیار اس امر میں میرا نہیں
متفق ہو بدر کے اصحاب سب ۔۔۔ جس کو چاہیں وہ خلیفہ ہو گا اب
بدر کے اصحاب جب راضی ہوئے ۔۔۔ تب خلافت کو قبولا آپ نے
سن چکے اے دوستو قول علی ۔۔۔ ہے یہ عظمت بدر کے اصحاب کی
ایسا فرماتے تھے سلطان زمن ۔۔۔ تین ہیں میرے محبوں کے قرن
پہلے سب کے افضل و اعلیٰ مقام ۔۔۔ جان لیں اصحاب کا سب خاص عام
تابعین ہے بعد تبع تابعین ۔۔۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین
یا صحابہ دن جو ہوگا حشر کا ۔۔۔ ہوگا تخت عدل پر رب العلا
نفسی نفسی انبیا فرمائیں گے ۔۔۔ ہیبت حق سے ولی گھبرائیں گے
عاصیوں پر ہوئے گا جس دم الم ۔۔۔ مصطفیٰ کو ڈھونڈتے آوینگے ہم
ہو سکے کیونکر گزر دربار میں ۔۔۔ کون جانے دے گا اس سرکار میں
یا صحابہ رحم اس دم کیجیے ۔۔۔ اس قدم تک ہم کو پہنچا دیجیے
یہ جو عاصی ہے غلام دستگیر ۔۔۔ سر سے پا تک ہے گناہوں میں اسیر
رحم کی اس پر نظر ہوئے مدام ۔۔۔ دین و دنیا میں رہے یہ شادکام

عارفوں کی ریاضت کے حالات

سن رکھو اے دوستو یہ داستاں
عارفوں کی ہے ریاضت کا بیاں

ایک دن دیکھی جناب عائشہ
پشت سے ہے پیٹ حضرت کا لگا

رکھ شکم پر ہاتھ اسدم بی بی نے
عرض کی یوں سید کونین سے

تا بجے فاقہ کشی اے شاہ دیں
کچھ تناول کیجئے ناں جویں

آپ بولے اب زمانہ ہے قریں
یاں کی نعمت اپنے حصہ میں نہیں

طالب حق کو نہیں دنیا کا غم
جس سے وہ خوش ہو وہی کرتے ہیں ہم

یوں ہی تھی صدیق کی فاقہ کشی
کیا ریاضت لکھ سکے اس شاہ کی

حضرت صدیق جب پائے وفات
انکی بی بی سے عمر پوچھے یہ بات

کسطرح سے ذکر ہو کرتے تھے آپ
کیا عبادت رات کو کرتے تھے آپ

یوں کہا بی بی نے اسدم اے عمر
کیجئے چھت کی طرف گھر کی نظر

چھت کو دیکھا جو عمر فاروق نے
سیکڑوں شکلے جلے موجود تھے

تب کہا بی بی نے اسدم اے عمر
ذکر حق کرتے تھے وہ صاحب نظر

ہے انھیں کے نالوں کا یہ سب دھواں
ساتھ اف کے ہوتے تھے شعلے عیاں

عشق حق میں زاری کرتے تھے جناب
اور جگر سے آتی تھی بوئے کباب

ماجرا اک اور سنئیے اے عمر — رات جاتے تھے کہیں پہلی پہر

کھانا کچھ ہمراہ لے جاتے تھے آپ — میں نہ جانوں کس کو دے آتے تھے آپ

راوی کہتے ہیں حقیقت کھانیکی — کچھ عمر کو پہلے سے معلوم تھی

رات کو ہمراہ لے اپنے طعام — چل دئے ایک سمت تنہا وہ امام

ایک ویرانے میں ایک نابینا تھا — سر سے لیکر پاؤں تک بوسیدہ تھا

تھی تعفن جسم سے اس کے عیاں — بھاگتے غلاظت سے تھے پیر و جواں

اسکے منہ میں کھانا پہنچائے عمر — چیخ مارا آہ بھر کر وہ بشر

آپ پوچھے کیا خطا مجھ سے ہوئی — وہ کہا وہ کیا ہوئے حق کے ولی

پہلے کرتے تھے نجاست میری دور — ہاتھ سے دھوتے تھے اپنے وہ حضور

چاب کر دانتوں سے پھر اپنے طعام — منہ سے منہ میں ڈالتے تھے وہ امام

تب کہا فاروق نے اک آہ بھر — ہاں وہ تھے صدیق اور میں ہوں عمر

مجھ سے جو کچھ ہو سکا میں نے کیا — وہ انھیں کا کام تھا اے بینوا

بس یہ سن کر آہ مارا وہ ضعیف — جسم سے پرواز کی روح لطیف

اب سنو حضرت عمر کا حال بھی — تھی خلافت میں حالت آچکی

ہو گیا تھا جسم فاقوں سے نڈھال — اس خلیفہ کے عبا کا تھا یہ حال

تھی عبا کمبل کی پیوندوں بھری
میل ایسا دور سے بو آتی تھی

خوف سے کہتے نہ تھے یار نبی
مرتضیٰ سے سب نے آخر عرض کی

رات دن آتے ہیں شاہوں کے وکیل
یا علی کچھ کیجئے اس کی سبیل

دوسری پہنیں کوئی اچھی عبا
تا خلیفہ کا ہو ان پر دبدبا

بولے تب اصحاب سے وہ شاہ دیں
میں خلیفہ سے یہ کہہ سکتا نہیں

تب علی نے معروضہ اصحاب کا
عائشہ صدیقہ تک پہونچا دیا

کیونکہ تھیں معشوقہ حضرت نبی
بات سنتے تھے عمر بھی آپ کی

پھر تو ام المومنیں صدیقہ نے
یوں کہا حضرت عمر فاروق سے

اے خلیفہ سید کونین کے
اس گھڑی کہنا ہے کچھ تمسے مجھے

سرنگوں خاموش حضرت بیٹھے تھے
ہیبت حق تھی نمایاں چہرے سے

بولے بی بی عرض ہے اصحاب کی
میلی کچلی یہ عبا بدلو ابھی۔

عائشہ سے جب سنا یہ ماجرا
سرخ غصے سے عمر کا منہ ہوا

بی بی حفصہ بھی وہیں موجود تھیں
زوجۂ حضرت ہے ام المنین

بیٹی ہے حضرت عمر فاروق کی
انکو امی بولتے تھے وہ ولی

دیکھ بیٹی کے طرف حضرت عمر
اسطرح فرمائے اشک آنکھوں میں بھر

کیا میں تجھ سے بارہا پوچھا تھا — حال حضرت سید کونین کا پو

تو کہی کمبل ہے اک حضرت کے پاس — سوتے ہیں آدھی بچھا وہ حق شناس

باقی آدھی اوڑھتے ہیں بارہا — یہ بچھونا اوڑھنا ہے آپ کا

حال پوشیدہ نہ تھا کچھ فاقوں کا — ذکر پیراہن کا تھا تو نے کیا

دعوت اور عیدین میں دھوکرائے — ہیں پہنتے وہ محب اللہ کے

میں ہوں ساتھی حضرت اور بوبکر کا — گر طریقے پر وہ دونوں کے چلا

ساتھ اس کے متصل مولا گر رہے — شاد و خرم جا ملا ان دونوں سے

جو خلاف ان کے چلے گمراہ ہوئے — بس یہ کہکر روتے باہر چل دیئے

تھا یہ حال عثمان ذوالنورین کا — روز روزہ رکھتے تھے وہ باخدا

عمر ساری آپ ہر شب ہو کھڑے — ختم دو رکعت میں قرآں کرتے تھے

ایک قرآں دن کو پڑھتے تھے تمام — تھے کبھی پر فاقے رہتے صبح و شام

حال مولا کا کہے کیوں کر غلام — کھولتے ستر سے تھے روزہ مدام

اور حسن بصری خلیفہ آپ کے — تیسرے چوتھے تھے روزہ کھولتے

اور کبھی یہ حال تھا اس شاہ کا — پانچ یا چھ دن کا فاقہ ہوتا تھا

وعظ اور پند و نصیحت جاری تھی — کیا مجاہد تھے وہ اللہ کے ولی

دیکھکر یہ حال سب نے عرض کی ॥ ہے بسر فاقوں میں کیوں یہ زندگی
آپ بولے خرقہ کمل کا جو تھا ॥ مصطفےٰ سے پہنے حضرت مرتضیٰ
پھر علی نے وہ مجھے پہنایا ہے ॥ وہ اثر دونوں کا مجھ میں آیا ہے
گر وہ دونوں کی چلا میں راہ پر ॥ نایب انکا میں رہونگا بے خطر
مر بھی جاوے یوں ہی فاقوں میں حسین ॥ پر نہ چھوڑے گا پیمبر کا چلن
ہے خلیفہ حق کا ان کا جانشیں ॥ جو خلاف انکا کیا ہے وہ لعین
شایقوں نے حال اچھوں کا سنا ॥ سوچیے کیا حال تھا حضرت کا
جو شکم پرور ہیں حق کو ڈھونڈتے ॥ ہے خدا بیزار ان درویشوں سے
قول فیصل ہے غلام دستگیر ॥ لیلۃ الفاقہ ہے معراج فقیر

داستان در فوائد عجز و گریہ و نقصانات غرور

متکبر ہے خالق غیور ؕ ॥ اس کو زیبا ہے کبر اور غرور
جو وہ چاہا کیا جو چاہے کرے ॥ چاہیے عجز آدمی کے لئے
دیکھو شیطاں نے جب غرور کیا ॥ لعنتی ہو کے دوزخی ٹھہرا ؕ
ہے حدیث محمدی ذیجاہ ॥ رونا اور عجز ہے پسند الہ
اسکی ہے چند بے نظیر نظیر ؕ ॥ عمل اس پر کریں امیر و فقیر

جب خدائے علیم نے چاہا | ہو جہاں میں ظہور احمد کا
آسماں عرش و کرسی لوح و قلم | فخر کرتے تھے ہیں مزین ہم
ہم میں سے جسم پاک احمد کا | خالق کبریا بنائے گا
دور ہی تھی زمین شرما کر | میں ہوں عاجز کثیف اور کمتر
اس شہنشاہ دیں کا جسم پاک | مجھسے کیونکر بنے گا میں ہوں خاک
عاجزی اسکی حق کو خوش آئی | خاک ہی سے بنایا جسم نبی
حال معراج کا جو اس شب کے | عرشیوں کو سنایا خالق نے
سب براقوں کو تھی خبر پہونچی | ایک شب آئیں گے جناب نبی
شاد تھے سن کئی ہزار براق | ایک اک حسن میں تھا اپنے طاق
سر میں ہر اک کے تھا یہی سودا | مجھ پہ ہوگا سوار وہ مولا
کسی گوشے میں اک براق کھڑا | سرنگوں کرکے اپنا روتا تھا
کہتا تھا وہ حبیب سبحاں ہے | سارے پیغمبروں کا سلطاں ہے
عاجز اور کمتریں ہوں میں سب سے | میں نہیں لایق اس سواری کے
حکم حق جبرئیل کو پہونچا | عجز سے جو براق ہے روتا
وہ خوش آیا جناب باری میں | لے جا محبوب کی سواری میں

راوی لکھتا ہے شافع امت
نکلے مکے سے کر کے جب ہجرت

معتبر سب مدینے کے ذیجاہ
سمجھے گھر اپنے آئے گا وہ شاہ

ابو ایوب تھے اک انصاری
رات دن کرتے تھے یہی زاری

بنے والا غریب ہوں ہیں کثیف
میرے گھر کیوں وہ لائینگے تشریف

بولے حضرت سے آکے روح الامیں
ابو ایوب ہے بہت غمگیں

عجز ان کا خدا کو خوش آیا
آپ ٹھہریں انھیں کے گھر پر جا

قصہ مشہور ہے سلیماں کا
ہوئی انگشتری جو ان کو عطا

بڑی چار انگلیوں کا تھا یہ گماں
ہم میں پہنیں گے اسکو وہ سلطاں

چھوٹی انگلی تھی آپکی دلگیر
کہتی تھی میں ہوں کمتر اور حقیر

عجز پر اس کے فضل حق جو ہوا
اسی انگلی میں پہنتے تھے سدا

ہے حدیث محمد عربی
آنکھ دوزخ میں وہ جلے نہ کبھی

عشق خالق میں جو رہے بیدار
معصیت سے جو روئے ہی ہر بار

آنکھ جسکی حرام پر نہ پڑی
وہ بھی نار جحیم سے ہے بری

راوی کہتا ہے ایک عاصی نے
پوچھا آکر رسول اکرم سے

یا محمد شفیع روز جزا
خوف ہے مجھکو نار دوزخ کا

آپ بولے تو خوب رویا کرو ہُو ؛ اشک سے ہو گی سرد نار سقر

لکھتے ہیں جب خلیفہ تھے صدیق ؛ کوفے میں ایک مرگیا زندیق

دفن جس وقت ہو چکا اس کا ؛ اسکی ماں دوڑی آئی کرتی بُکا

عرض کی یا خلیفۂ حضرت ؛ اپنے بیٹے کی دیکھوں گی صورت

اس کے رونے پہ رحم کر اُسدم ؛ قبر کھلوا دئے براہ کرم

دیکھا سب نے کہ اک اُجالا ہے ؛ چہرے سے اسکے نور پیدا ہے

کیا صدیق نے جو استفسار ؛ عرض کی سب نے تھا بڑا بدکار

خواب حضرت نے راتکو دیکھا ؛ ایسا فرماتے ہیں رسول خدا

یعنی یہ مرگیا ہے جو بدکار ؛ روتا تھا اپنے جرم پر ہر بار

اس کا رونا خدا کو خوش آیا ؛ آج جنت میں وہ مقیم ہوا

لکھتے ہیں حشر کا جو ہوگا روز ؛ کھینچ لائینگے دوزخ پر سوز

وہ تپیدہ بہت ہے پرسو لنسے ؛ پر اثر اسکے شعلے نکلیں گے

خلق گرمی سے اسکے ہو ناشاد ؛ مصطفےٰ سے کرے گی جا فریاد

ایسے میں جبرئیل آئیں گے ؛ ایک ابریق آب لائیں گے

تھوڑا پانی لے اس سے شاہ امم ؛ سمت دوزخ کے پھینکینگے اُسدم

آبرو لے گا پانی دوزخ کی — پانسو سالہ راہ بھاگے گی

آپ پوچھیں گے اے اخی جبریل — ہے یہ پانی کہاں کا کر تفصیل

بولیں گے جبرئیل حضرت سے — اشک ہیں یہ گنہگاروں کے

ایسی تاثیر آنسوؤں کی ہے — آگ دوزخ کی سرد ہوتی ہے

صاف ظاہر ہوا حدیثوں سے — جو کہ روتا ہے عاقبت کے لئے

واں رہے گا نہ وہ کبھی گریاں — حشر کے دن رہے گا بس شاداں

جس نے دنیا کے واسطے رویا — یاں تو ڈوبا وہاں کا حظ کھویا

اپنی غفلت پر آہ بھر بھر کے — خوب روئے گا روز محشر کے

انبیاؑ کو تھا یہ خوف خدا — عفو کروائے رو کے اپنی خطا

یعنی آدم سے کچھ خطا جو ہوئی — تین سو سال خوب زاری کی

خیگل آنسو سے جس کے سبز ہوا — کھیت جوز اور لونگ کا ادگا

غم سے داؤد کا یہ حال ہوا — کئے چالیس سال تک ہیں بُکا

انکی توبہ جو ہوگئی مقبول — رکھتے تھے منہ چھپائے جھکے رسول

ہوا الہام حق یہ عز و شرف — منہ نہیں کرتے کیوں ہمارے طرف

آپ بولے کہ مجھکو منہ ہے کہاں — کروں تیری طرف جو اے سبحاں

یار کی زید کی جو خواہش تھی — روتے تھے راتوں کو حسن بصری
جنکے اوصاف ہیں ہزاروں لکھے — تھے خلیفہ جناب مولا کے

آپ اک شب تھے بام پر گریاں — کوئی رستے سے جارہا تھا جواں
آنسو پرنالے سے جو بہتے تھے — کپڑے اس راہ والے کے بھیگے

تب یہ آواز اس جواں نے دی — پاک ہے یا نجس ہے یہ پانی
سنکر اس کی صدا بحال فغاں — یوں دیا آپ نے جواب اس آں

کہ یہ ناپاک پانی اے بابا — اس گنہگار کے ہے آنکھوں کا
اس نے سنتے ہی نعرہ اک مارا — بولا بچیا نا تم کو اے مولا ہو

ہے یہ جامے پہ رحمت غفار — میں کفن کیلئے رکھوں گا اتار
شوق تھا جو لقائے خالق کا — عمر بھر روئے حضرت یحییٰ

شکل گل تھا کھلا رخ پر نور — دونوں عارض پہ پڑ گئے ناسور
اس طرح روئے ہیں شعیب نبی — گئی ہے چند بار بینائی

فضل سے حق کے ہوتے تھے بینا — عمر بھر آپ نے کیا ہے بکا
رب ارنی جو کہتے تھے موسیٰ — لن ترانی جواب صاف ملا

ہوکے مایوس آپ روتے تھے — ایک دن بھی ہنسا نہ حضرت نے

ہوا ارشاد حق کا اے موسیٰ ۔۔۔ کرتے ہو بھوکے پیاسے کیوں تم بکا

عرض کی رو کے تب یہ موسیٰ نے ۔۔۔ تیرے دیدار کا تھا شوق مجھے

صاف اسکا بس اب جواب ملا ۔۔۔ ہو کے مایوس بندہ ہے روتا

پہونچا موسیٰ پہ تب یہ حکم آلہ ۔۔۔ دیکھنے کی اگر ہے میری چاہ

بھوکے پیاسے رہا کرو موسیٰ ۔۔۔ اشک جاری رکھا کرو موسیٰ

حشر کے روز دیکھو گے دیدار ۔۔۔ دیکھنا اس جہاں میں ہے دشوار

مومنو دیکھنا لقائے خدا ۔۔۔ تھا یہ حصہ رسول اکرم کا

کہتے ہیں بی بی حفصہ بنت عمر ۔۔۔ سر تھا اک شب نبی کے زانو پر

بھائی قرآن میرے پڑھتے تھے ۔۔۔ اشک ٹپکے رسول اکرم کے

تر ہوا چہرہ میں ہوئی بیدار ۔۔۔ دیکھا حضرت کو مثل ابر بہار

اشک جاری تھے سر زمیں پہ جھکا ۔۔۔ عرض کی میں نے یا رسول خدا

آپ روتے ہیں کسکی ہیبت سے ۔۔۔ خوف دوزخ کہ شوق جنت سے

شاہ والا نے تب یہ فرمایا ۔۔۔ شوق جنت نہ ڈر ہے دوزخ کا

محو عشق لقائے مولا ہوں ۔۔۔ شوق میں ہیں اسی کے روتا ہوں

سوچو کیسی ہے شان اس حق کی ۔۔۔ جس کے شیدا ہیں احمد عربی

عجز بندوں کا ہے پسند آلہ — نہ چلے آدمی غرور کی راہ

قصہ موسیٰ نبی کا ہے مشہور — ہے سیئر کی کتابوں میں مذکور

ہوا ارشاد حق یہ موسیٰ کو — میری مخلوق جو کہ بدتر ہو

جستجو کرکے اس کو یا موسیٰ — جلد اس بارگاہ میں پہونچا

چو طرف آپ نے تجسس کی — کوئی بیکار شئے نظر نہ پڑی

ایک کتا تھا جاں کنی میں پڑا — جسم بوسیدہ پر تعفن تھا

سوچا موسیٰ نے یہ بری شئے ہے — اس سے بدتر نہیں ہے کوئی شئے

ڈال رسی گلے میں کھینچا اُسے — التجا حق سے کی وہ کتے نے

دے زباں مجھکو قادر علام — کروں موسیٰ نبی سے چند کلام

وہیں گویا ہوئی زباں اس کی — عرض موسیٰ نبی سے اُسنے یہ کی

نیم جاں ہوں مصیبتوں میں پڑا — کیوں ستاتے ہو مجھکو یا موسیٰ

آپ بولے مجھے ہے حکم خدا — جو بری شئے ہے اسکو ڈھونڈ کے لا

جسم تیرا سڑا ہے اور بیکار — موت سر پہ ہے اور سو آزار

کھینچ لے جاؤں گا میں تجھکو وہیں — تجھ سے بدتر کوئی جہاں میں نہیں

سن کے کتے نے یوں جوابدیا — رحم آتا ہے تم پہ اے موسیٰ

زعم ہے تم کو ہوں میں پیغمبر | باتیں کرتا ہے مجھ سے وہ داور
سب سے اچھا تم آپ کو سمجھے | اور بدتر غلیظ جانے مجھے
یا نبی یہ خیال بے جا ہے | جو بھروسہ مصاحبت کا ہے
مہربانی پر اس کے بھول نہ جاؤ | ہاں خبر سنبھلو داؤ نہ کھاؤ
عذر خواہی کمال فرما کے | رو کے کتے سے پوچھا موسیٰ نے
نیک تدبیر کچھ بتا تو مجھے | تا بچوں میں عتاب سے اس کے
تب وہ کتے نے یوں نصیحت کی | میری گردن کی کھول دو رسی
اپنی گردن میں ڈالو یا موسیٰ | جاؤ سر کو جھکا کے پیش خدا
کیجیے عرض حق سے رہبر دیں | مجھ سا بدتر کوئی جہاں میں نہیں
کھول کتے کی رسی عبرت سے | اپنی گردن سے باندھی موسیٰ نے
پہونچا موسیٰ پہ حکم خالق کا | کس کو لے آیا تم نے یا موسیٰ
تھام گردن کی ہاتھ سے رسی | با ادب سر جھکا کے عرض یہ کی
یا الٰہی میں جا بجا ڈھونڈا | مجھ سا بدتر کوئی جہاں میں نہ تھا
ہوا ارشاد حق بہت سنبھلے | بچ گئے تم عتاب سے میرے
یہ نہ سمجھو سبب تھا کتے کا | ہم بچائے ہیں تم کو یا موسیٰ

یا الٰہی بچا ہر آفت سے — کبر سے اور غرور و نخوت سے
عاجزی وے کہ تجھکو ہے مرغوب — خیر دنیا میں ہووے عقبیٰ خوب
سب سے عاجز ہے دستگیر غلام — رہے اس پر نظر کرم کی مدام

بیان وفات جناب ابراہیم علیہ السلام فرزند جگر پیوند رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ ہیں سرور پیغمبراں — مصطفیٰ ہیں پیشوائے انس و جاں
مصطفیٰ ہیں مالک ہر دو سرا — مصطفیٰ ہیں شافع روز جزا
مصطفیٰ کونین کے سردار ہیں — مصطفیٰ بیچاروں کے غمخوار ہیں
میرے دل پر چھائی ہے غم کی گھٹا — ماجرا لکھتا ہوں اک ماتم فزا
سینۂ سوزاں میں آتش غم کی ہے — ہر گل مضموں میں بو ماتم کی ہے
دیدۂ گریاں ہیں دو بحر پر آب — دل فراق مصطفےٰ میں ہے کباب
تیرہ و تاریک سب آفاق ہے — کیا جدائی مصطفےٰ کی شاق ہے
ہائے ہم پیدا ہوئے واحسرتا — بارا سو کا جب زمانہ ہو گیا
واہ وہ اصحاب تھے کیا خوش نصیب — دیکھتے تھے رات دن روئے حبیب
ہجر میں مرتے ہیں ہم شام و سحر — ہائے وہ آتی نہیں صورت نظر

یا محمد یا رسول کبریا | نور حق فخر امم شاہ ہدیٰ
ہو قبول بارگاہ میں سلام | منتظر دیدار کے ہیں سب غلام
خواب میں دیکھیں جو صورت ایکبار | مطمئن ہو جائیں سارے دلفگار
تھا جو حق میں آپ میں راز نہاں | راویوں نے اک لکھی ہے داستاں
ایک دن زانوں پہ شاہ دین کے | بیٹھے ابراہیم صاحبزادے تھے
دوسرے زانوں پہ بیٹھے تھے حسین | دیکھکر دونوں کو شاہ مشرقین
چھاتی سے لپٹاتے بیٹے کو کبھو | پیار کرتے تھے نواسے کو کبھو
یاں تھے دونوں آپکی آغوش میں | عشق کا دریا ادھر تھا جوش میں
یوں ہوا جبرئیل کو حکم غفور | جا مدینے میں محمد کے حضور
بول میرے دوست سے روح الامیں | دو کی الفت ایک جا ہوتی نہیں
کیوں فدا ہو آج بچوں پر نبی | میری الفت آج دل سے کیا گئی
میری الفت گر تمہیں منظور ہو | ایک بچہ مجکو ان دو میں سے دو
جب سنی روح الامیں سے یہ خبر | رو دئے بچوں کی صورت دیکھکر
اے محبو ہے یہ ہنگام ملال | آیا تب حضرت کے دل میں یہ خیال
گر کروں شبیر کو نذر خدا | غم مجھے ہوگا حزیں ہو فاطمہ

مرتضیٰ کو ہوگا غم اس لعل کا　اور حسن ابن علی بھی روئے گا

یہ جو ابراہیم ہے میرا پسر　نذر حق اس کو کروں گا میں اگر

واسطے اس کے نہ کوئی روئیگا　اسکا غم بس ایک مجھکو ہوئیگا

بولے پھر جبریل سے با چشم نم　جوش پر ہے آج کیوں بحر کرم

عرض تم اے بھائی اسدم جاکرو　نذر میں کرتا ہوں ابراہیم کو

پہونچے جیدم عرش پہ روح الامیں　اور عزرائیل بھی آئے وہیں

قبض جب ہونے لگی روح پسر　رو دیا تکلیف سے تحت جگر

فکر کچھ فرزند کی اصلا نہ تھی　طاعت حق میں تھے غرق ایسے نبی

کھولکر دیکھے جو اپنی چشم تر　راہی فردوس تھی روح پسر

عشق کی یارو حقیقت ہے یہی　یہ مزا الفت میں ہے اللہ کی

قبض زانوں پہ ہوئی روح پسر　شاہ والا کو نہ تھی مطلق خبر

گرچہ تھے محو خدا حضرت نبی　تسپہ فکر عاصیاں دن رات تھی

عاصیوں کے واسطے خیر الانام　گریہ وزاری میں رہتے تھے مدام

عمر ساری آپ نے آفت سہی　جنگ تھی ہر روز اور فاقہ کشی

کیسے احساں ہیں رسول اللہ کے　کیسے احساں ہیں شہ ذیجاہ کے

عمر ساری فکر امت میں کٹی　　تھا لحد میں بھی لبوں پر امتی
دوستو اس شاہ پر قرباں کرد　　باپ کو ماں کو زن و فرزند کو
خاتمہ ہو خیر سے اس کا اخیر　　یہ جو عاصی ہے غلام دستگیر

داستان در بیان شہادت امیر حمزہ رضؓ

خون دل چشم سے بہاؤ سبھی　　ہے شہادت امیر حمزہ کی
یہ بڑی معتبر شہادت ہے　　واسطے ان کے رونا سنت ہے
ظلم یہ جنگ میں احد کے ہوا　　مصطفےٰ کو ہوا غم ان کا بڑا
لاش پر ان کے وہ ہوا ہے ستم　　نہ سنا ہوگا کوئی ایسا الم
ہے یہ مشہور خود نبی اپنے　　عمر بھر روئے اس چچا کے لئے
پنجشنبہ کو قبر پر جا کے　　خود زیارت چچا کی کرتے تھے
آج تک بھی وہ رسم ہے جاری　　جاتے ہیں واں مدینے والے سبھی
پنجشنبہ کی شب کو جاتے ہیں　　صبح واپس گھروں کو آتے ہیں
دفن صحرا میں آپ احد کے تھے　　معہ ہمراہی سب شہیدوں کے
سو برس بعد سیل پانی کے　　لاش کو آپ کے بہا لائے
معہ پوشاک خون میں تر تھے　　چہرہ نورانی مثل زندہ کے

دوسری جا بنا مزار لطیف — ہے قریب مدینہ قبر شریف

یا الٰہی زیارتِ حمزہ — بے نصیبوں کو بھی کرائے گا

ہم ہیں کمبخت ایسی قسمت کے — نہ یہاں کے ہوئے نہ وانکے ہوئے

نہ مدینہ گئے نہ بیت اللہ — راستوں میں بدی کے ہیں گمراہ

معتبر ہے حدیث احمد کی — مال رکھکر جو حج کرے نہ کوئی

حشر کے دن نہ جانوں میں اسکو — یا یہودی ہو یا نصاریٰ ہو

اس شہادت کا ماجرا ہے عجیب — دل لگا کر سنیں امیر و غریب

آل و اصحاب کو جو قتل کرے — ایسے قاتل نہیں ہیں حمزہ کے

حالت کفر میں شہید کئے — بعد اسلام لائے ہیں دل سے

لعن ان پر نہ کرنا تا مقدور — ہے مسلمان کا لحاظ ضرور

کی ہے ان ظالموں نے ایسی جفا — کوئی ان کو پناہ کب دیتا

یہ رسول کریم کا ہے جگر — رحم فرمائے ہیں پھر ایسوں پر

معرکے تو سنو شہادت کے — آئے گا قاتلوں کا حال آگے

یعنی وہ عم احمد مختار — ہیں احد کے شہید ونکے سردار

جنگ کا ہے احد کے قصہ طول — مجھکو لکھنا ہے حال عم رسول

یہ لڑائی ہوئی بڑی پرسم — اشقیا تھے بہت مسلماں کم

پہلے اصحاب کافروں سے لڑے — پہلواں نامور بہت مارے

کر کے بلوا سب اشقیاؤں نے — کئی اصحاب مارے حضرت کے

تفرقہ لشکر نبی میں ہوا — ہوئے زخموں میں چور شیر خدا

برسے روئے نبی پہ وہ پتھر — گڑھی کڑیاں زرہ کی چہرے پر

اک صحابی جو کھینچے دانتوں سے — دانت ان کے تمام ٹوٹ گرے

اور اس جنگ میں بسنگ شدید — ہوئے دنداں رسول حق کے شہید

خوں جو زخم جبیں سے جاری ہوا — پونچھتے تھے روا سے شاہ ہدا

بولے جبریل خون حضرت کا — ایک قطرہ اگر زمیں پہ گرا

ہو سماوی بلا ابھی نازل — سبھی ہو جائیں قہر میں شامل

ہوگی سرسبز حشر تک نہ زمیں — ابھی آجائیں قہر حق میں لعین

خوف سے قہر کے رسول امیں — ایک قطرہ دیئے نہ گرنے کہیں

پھر خدا سے یہ مانگتے تھے دعا — رحم کر کافروں پہ بار خدا

نہیں واقف یہ میرے رتبے سے — یا الٰہی انھیں ہدایت دے

سنو تکلیف رو کے حمزا کی — ان کے قاتل کا نام ہے وحشی

تنر لشکر نبی جو ہوا ؛
اک کی اک کو خبر تھی اصلا

ی جا کر کہیں شہید ہوئے
کوئی زخمی کہیں تڑپتے تھے

ے علی روبرو ہی حضرت کے
چور زخموں میں خوں میں ڈوبے ہوئے

شجاعت دکھائی حیدر نے
آفریں کرتے تھے ملک سارے

دن لافتیٰ ملا تمغا ؛
وہیں نادِ علی ہوئی ہے عطا

یہ لکھا ہے ہر ایک راوی نے
یہ سبب قتل کا ہے حمزا کے

میں وحشی کے میاں کا چچا
قتل حمزا کے ہاتھ سے تھا ہوا

اس کے آقا نے وحشی سے یہ کہا
اب چچا کا میرے تو کر بدلا ؛

ے حمزا کا تو اگر جلاد ؛
میں خوشی سے کروں تجھے آزاد

پی آزادی کی جو پائی نوید
چلا کم بخت پس براہ شدید

راہ میں مل جو پوچھا ہندہ نے
کہا وحشی نے سارا حال اس سے

ہندہ دشمن تھی جان حمزا کی
تھی وہ بیٹی لعین عتبہ کی

ابو سفیان کی وہ زوجہ تھی ؛
اور ملعون یزید کی دادی ؛

جگر اس نے چبایا حمزا کا ؛
لقب اکالۃ الکبد پایا ؛

بدر کے جنگ میں پدر اس کا
دست حمزا سے ہو گیا کشتہ

کہا وحشی سے رو کے ہندہ نے — گر تو عتبہ پدر کا بدلا لے

ابھی زیور میں دونگی تجھکو اتار — اور گھر چل کے درہم و دینار

سن کے یہ وحشی کو طمع گھیری — سونچا اولی ہے گر ہو قتل نبی

اس ارادہ سے جو بڑھا آگے — آگے دیکھا علی کو حضرت کے

دل میں سونچا علی کے جیتے جی — غیر ممکن ہے ہو تا قتل نبی ؛

کیا علی اس کے داؤں میں آتے — تھے خبردار ذوالفقار لئے

ان سے مایوس ہو کے منہ پھیرا — ایک پتھر کی آڑ میں تھا چھپا

لڑ کے حمزا بہت لعینوں سے — شیر کی طرح دوڑے آتے تھے

دونوں ہاتھوں میں سیف کھینچے ہوئے — سمت حضرت کے پیاسے آتے تھے

ناف پہ مارا وحشی نے نیزہ ؛ — دونوں زانوں سے بس وہ پار ہوا

چاہا حمزا نے اس کو قتل کرے — بھاگا وحشی بہت ہی سرعت سے

نیزہ کیا پیک تھا شہادت کا — کام حمزہ کا بس تمام ہوا ؛

چیر وحشی شکم کلیجہ لیا — دیا ہندہ کو شاد ہو لے چلا

اس نے چوسا کلیجہ اس شہ کا — دیا زیور لباس اتار اپنا

یہ حقیقت ہے دوسرے غم کی — ہندہ حمزا کے لاش پہ آ گئی

کر کے لاشہ برہنہ حمزا کا
کاٹے سو ظلم سے ہر اک اعضا

عضوِ مخصوص لے کے کان اور ناک
سبھی زیور کی طرح وہ بیباک

بولے اس دم علی سے خیبر شکن
جلد حمزا چچا کی لاؤ خبر

لاش حمزا کی دیکھکر بدحال
غم ہوا مرتضیٰ علی کو کمال

دل نہ سنبھلا تو شافع محشر
خود گئے آپ لاش حمزا پر

جو پکارے ہیں کہکے یا عمّی
لاش کانپی امیر حمزا کی

اتنا واں روئے ہیں شفیع امم
آئے جنبش میں عرش لوح وقلم

بولے یاں مجھکو پہونچا غم ایسا
نہ ہوا کوئی جا الم ایسا

کھا کے اس دم نبی نے حقکی قسم
کئے ارشاد اب کی جنگ میں ہم

بدلے میں قتل عم کے میں اکبار
قتل ستر کروں بڑے کفار

آکے روح الامیں نے عرض یہ کی
حکم خالق ہے یا جنابِ نبی

گر کریں آپ بدلا حمزا کا تو
اختیار آپ کو خدا نے دیا

رحم پر آپ کے جو ہووے نظر
اجر لے حد ہے اس کا یا سرور

عرض کی آپ نے خداوندا
رحم ہی میں نے اختیار کیا

بدلے میں اس قسم کے ستر بار
پڑھی حمزا کی خاطر استغفار

جب لڑائی ہوئی ہے مکے کی　　اس قسم کی ادائی حق نے کی

بعد دینے امان کے پیمبر　　ہوئے ہیں قتل اشقیا سنتر

بڑے غمگیں تھے سید ابرار　　کرتے تھے لاش پر نظر ہر بار

رو کے اصحاب سے یہ کہتے تھے　　گر نہ خاطر پھوپھی کی ہوتی مجھے

دفن کرتا نہ لاش حمزا کی　　چھوڑ دیتا زمین پر یوں ہی

جانور آکے نوش کرتے تمام　　حشر کے روز قادر علّام

جمع کروا کے سارے اجزا کو　　انھیں سے پھر اٹھاتا حمزا کو

شور ہر سو کیا یہ شیطاں نے　　کہ رسول خدا شہید ہوئے

سن کے یہ بی بیوں کو لے زہرا　　باپ کے پاس پہونچیں کرتی بکا

اک جلا کر حصیر کا ٹکڑا تو　　خون زخم نبی کا بند کیا

جو صفیہ بہن تھی حمزا کی　　یعنے حضرت نبی کی خاص پھوپھی

دیکھا حضرت نے کرتے اسکو بکا　　ان کے لڑکے زبیر سے یہ کہا

اپنی ماں کو یہاں سے لے جاؤ　　لاش اسے بھائی کی نہ دکھلاؤ

اپنے لڑکے سے تب بہن نے کہا　　دیکھ لینے دے بھائی کا لاشا

لاش حمزا پہ میں تو جاؤں گی تو　　شور محشر وہاں مچاؤں گی تو

لکھتے ہیں کہ صفیہ نے اصرار — آئی حمزہ کی لاش پر اک بار

جونہی اس لاش پر صفیہ آئی — خستگی دیکھکر بہت گھبرائی

اک طرف سے بہن تھی کرتی بکا — اشکبار اک طرف کو تھی زہرا

کہا حضرت نے دونوں کو سمجھا کر — بڑھ گیا آج رتبہ حمزا کا تو

کہتے حمزا کو ہیں ملک یکسر — اسد اللہ و شیر پیغمبر

وہی کپڑوں سے خوں بھرا لاشہ — دفن کروا دئے رسول خدا

جب مدینے طرف جناب رسول — پھرے لشکر کو لے بحال ملول

بیٹی حمزا کی فاطمہ تھا نام — ڈھونڈتی نکلی باپ کو ناکام

یاد کر بھوک پیاس حمزا کی — شیر اور خرمے ساتھ لائی تھی

پوچھی بوبکر سے کہ یا صدیق — گئے حمزہ کہاں تمہارے رفیق

رو کے صدیق نے اشارا کیا — دیکھ وہ آتے ہیں رسول خدا

باگ پکڑے نبی کے گھوڑے کی — کیفیت رو کے باپ کی پوچھی

اشک آنکھوں میں بھر رسول خدا — بولے اس سے میں باپ ہوں تیرا

بولی اس کہنے سے تو اے والی — بو مجھے آتی ہے شہادت کی

پھر تو وہ زار زار رونے لگی — آپ بھی رو دئے جناب نبی

عرض کی اس نے اے رسول زماں　　کچھ شہادت کا حال کیجے بیاں

شاہ والا نے اس سے فرمایا　　حال کچھ پوچھ مت شہادت کا

ظالموں نے کیا ہے خستہ خراب　　اس کے سننے کی تو نہ لائیگی تاب

آئی حمزا کی روح تب اس جا　　ہو معلق ہوا پہ دی یہ صدا

کی تسلی جو میرے دختر کی　　خوش رکھے حق تمہیں جناب نبی

وحی آئی کہ اے جناب نبی　　کی یتیموں کی تم نے غم خواری

ہے جو امت گنہگار یتیم　　ان پہ ہو گا ہمارا فیض عمیم

کرکے اس دم تسلی دختر　　گھر میں تشریف لائے پیغمبر

اقربا جن کے تھے شہید ہوئے　　ان کے گھر سب عزیز روتے تھے

بولے اصحاب سے یہ شاہ دیں　　کوئی حمزا کا رونے والا نہیں

سن صحابہ نے حکم شاہ زماں　　بی بیونکو بھیجائے اپنے وہاں

بولے حمزا کے گھر ہو پہلے بکا　　بعد پھر آکے اپنے گھر رونا

سن کے یہ شاہ دیں ہوئے شاداں　　دی صحابہ کو بس دعا اس آن

ایسی خاطر چچا کی تھی جس کو　　ان کے قاتل کا حال روکے سنو

مارا حمزا کو جب کہ وحشی نے　　سبھی اصحاب اس کے دشمن تھے

تھا تجسس کہ اس کو پائیں اگر — پرزے اس کا کرینگے جسم و جگر

لکھتے ہیں وقت فتح مکے کے — کیا ارشاد شاہ والا نے

مرد گیارہ ہیں چھے شقی ہیں زناں — جا کے کعبے میں بھی جو مانگیں اماں

ان کو ہرگز اماں نہیں دینا — قتل کرنا انھیں ملیں جس جا

وحشی اور ہندہ کا تھا اُن میں نام — بھاگے مکے سے ڈر کے وہ ناکام

کتنے دن بعد کا ہے یہ مذکور — تحفے طائف کے آئے پیش حضور

چھپ کے وحشی وہاں نمود ہوا — روبرو آتے ہی پڑھا کلمہ

یہ جگہ سوچنے کی ہے یارو — ہاتھ رکھکر کلیجے پر دیکھو

شعر قابل ہیں یہ سماعت کے — یہ جواہر ہے جوہری کے لئے

قتل کوئی کرے کسی کو یہاں — خلق ہوتی ہے اس کی دشمن جاں

ایسے پیارے چچا کو حضرت کے — قتل کر ڈالے لاش کو چیرے

ولیوں پر رحم کرنا مشکل ہے — یہ رسول کریم کا دل ہے

حق کی وحدانیت کا بس اقرار — کیا وحشی نے جب زباں سے پکار

آپ کو جب رسول حق سمجھا — کر گئے بس سکوت شاہ ہدا

جان پہچان کر خدا کے لئے — دی اماں اس کو بس شہ دیں نے

عمل معصیت پہ کرکے نظر	حال وحشی کا تھا بہت مضطر
جب گنہگار روبرو آیا	آیا رحمت کا جوش پر دریا
دیکھ مضطر اسے شہ ذیجاہ	پڑھ کے سمجھائے یعنی ان اللہ
ہے یہ والمحصنات میں آیت	پڑھ کے دیکھیں نثار کی گر صورت

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَاءُ اپنے تحقیق اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک لایا جاوے ساتھ اس کے اور بخشتا ہے جو سوائے اس کے ہے واسطے جس کے کہ چاہتا ہے تفسیر میں آیا ہے کہ ایک پیر مرد تھا اس نے آکر حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ گناہوں میں غرق ہوں مگر جب سے اللہ کو پہچانا ہے شریک اس کا نہیں لایا ہوں اور گناہوں سے شرمندہ ہو کر توبہ کرتا ہوا آپ کے پاس آیا ہوں میرا کیا حال ہوگا اس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ سوائے مشرک کے سب گناہوں کی بخشش کی امید ہے۔

سن کے وحشی نے عرض کی اس دم	اے رسول کریم شاہ امم
اس کے مضمون سے تو یا سرور	ٹھہری بخشش مشیت حق پر
کیا خبر ہے کہ وہ غنی غفار	مجھکو بخشے نہ بخشے ہے مختار

کوئی بہتر اگر ہو قول اس سے | یارسول خدا بیاں کیجئے
مجھ گنہگار کی تشفی ہو | میں کروں گا سند اس آیت کو
شہ نے فرمایا سن کے یہ مضمون | آیۂ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ

ہے وقال الذین ہیں یہ بیتہ بعد سجدے کے سورۂ فرقان کا
وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ
حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ اور بندے اللہ کے وہ لوگ ہیں
کہ نہیں پکارتے اور نہیں عبادت کرتے ساتھ اللہ کے معبود اور کو
اور نہیں مار ڈالتے اس جان کو کہ حرام کیا اللہ نے مار ڈالنا اس کا
مگر ساتھ حق کے اور نہیں زنا کرتے یہ تین کبیرہ صحیحین میں بروایات
ابن مسعود آئے ہیں کہ حضرت سے پوچھا میں نے کہ کونسا گناہ بڑا
ہے فرمایا شرک ٹھہرانا ساتھ اللہ کے۔ پھر قتل۔ پھر زنا حق تعالے
نے تصدیق قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ آیت نازل کی
کہ بندے میرے خاص شرک نہیں لاتے اور خون ناحق اور زنا نہیں کرتے

عرض کی سن کے تب یہ وحشی نے | شرک دائم کیا ہے فدوی نے
خون ناحق کیا زنا بھی کیا | کونسا جرم مجھ سے باقی رہا

یا نبی ان گناہوں پر وہ خدا
کر کے مقبول تو نہ بخشے گا

پیش اندیشی دیکھ وحشی کی
فکر میں تجھے محمد عربی

بحر رحمت کو حق کے جوش ہوا
کہا جبرئیل کو زمین پر جا

ہیں گنہگار میرے نا امید
مغفرت کی سنا دے ان کو نوید

غرض اس جا پہ ہے مصنف کی
داستاں میں نے سینکڑوں لکھی

میں اسی داستاں کا خواہاں ہوں
اپنے مضموں پہ آپ نازاں ہوں

غرق ہوں میں گناہ میں ایسا
کوئی ہوگا جہاں میں کب ویسا

ہوگا دنیا میں کوئی وہ بھی گناہ
نہ کیا ہوگا جس کو یہ گمراہ

کیا بتاؤں یہ نفس کی شومی
زعم ہے پھر گناہ کا اب بھی

رات دن قصد معصیت کا ہے
باز اب بھی نہیں یہ آتا ہے

گر وہ انساں سے چھپائے تو کیا
وہ خدائے علیم ہے بینا

حشر میں اس سے کیوں چھپائیں گے
عضو دیں گے گواہی سب اپنے

اے محبو یہ شرم کی جا ہے
کیسا احسان ہم پہ حق کا ہے

حکم مالک کا ہم عدول کریں
عمر ساری گناہ کر کے مریں

رحم پھر ہم پہ وہ کرے رحماں
بخشدیوے ہزاروں ہی عصیاں

رحم پر حق کے جاں نثار کرو
شکر اس کا کروڑ بار کرو

اور پیارے حبیب پر اس کے
بھیجو لاکھوں درود کے ہدیے

اے گنہگار رو شاد و خرم ہو
کیا ہی مژدہ ہے مغفرت کا سنو

الغرض التماس وحشی سے
مصطفیٰ فکر اور سکوت میں تھے

وحی یہ روح الامیں نے نیک خبر
الا من تاب و امن پڑھ کر

ہے وقال الذین میں یہ پتا
بعد سجدے کے سورہ فرقان کا

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ مگر جس نے کہ توبہ کیئے شرک سے اور ایمان لایا ساتھ خدا اور رسول کے اور کام کیئے اچھے پس یہ لوگ ہیں کہ بدل ڈالتا ہے برائیاں ان کی بھلائیوں سے کہ گناہاں گزشتہ توبہ سے محو کرتا ہے اور آیندہ طاعت اس کی جگہ رکھتا ہے بدل ڈالتا ہے کفر انکے ایمان سے اور آخرت میں گناہوں کو ان کے نیکیوں سے۔

سن اس آیت کو اس نے عرض یہ کی
نہیں ہوتی طمانیت میری

کیونکہ فرمایا اس میں خالق نے
شرک سے پہلے توبہ کرلیوے

پھر خدا اور نبی پہ ایماں لائے
عمل نیک ہو تو بخشا جائے

شرط کرتا ہے قاضی حاجات   نیک اعمال ہو تو پائے نجات

لاتا ایماں ہوں کر کے اب توبہ   اس پہ تو اختیار ہے میرا

عمل نیک بعد توبہ کے پر   کس کو معلوم ہو سکے نہ سکے

اختیار اس کا میں نہیں کرتا   ہو تسلی کچھ اور شاہ ہدا

سن کے وحشی سے اسطرح کے کلام   فکر میں ہو گئے شفیع انام

وہیں جبریل حکم حق سے آئے   مژدہ قُلْ یٰعِبَادِیْ کا پہنچائے

فَمَنْ اَظْلَمُ کا دیکھو سیپارہ   سورۂ زمر میں ہے اس کا پتہ

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ

کہو اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اے بندو میرے جو زیادتی کرتے ہو اوپر جانوں اپنے کے یعنے بہت گناہوں میں ڈوبے ہو مت ناامید ہو رحمت سے اللہ کے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ تحقیق اللہ بخشتا ہے گناہ سارے کتنے ہی بہت ہوں سوا شرک کے کہ مطلقاً نہیں بخشا جاتا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ تحقیق وہ بخشنے والا گناہوں کا مہربان بندوں پر۔ یہ آیت غریق بحر عصیاں کو ساحل نجات پر لگاتی ہے اور مریض جرائم کو معجون شفا کھلاتی ہے۔

سن کے وحشی نے آیۂ رحمت
کیا اصحاب نے یہ معروضہ
خاص ہے واسطے ہی وحشی کے
ہوا معجز زباں سے یہ ارشاد
جتنے عاصی ہیں میری امت کے
جب سنو مغفرت کے مژدہ کو
یہ روایت ہے راویوں نے لکھی
بولے اس سے رسول انس و جاں
حال سب اس نے تب بیاں کیا
دیکھ لینے سے تیری صورت کے
غم سے ہوتا ہے دل مرا مضطر
وحشی کہتا ہے میں اسی دن سے
ایک سردار کافروں میں کا تھا
جب ابوبکر کی خلافت تھی
یہ بھی اک رحم ذو الجلال ہوا

کہا تسکین میری ہوئی حضرت
یا نبی یہ جو حکم ہے حق کا
یا کہ ہے اور بھی کسی کے لئے
ہے یہ نعمت غفور کی امداد
ہے یہ خوشخبری ان سبھوں کیلئے
اے مسلمانو سب درود پڑھو
جب مسلمان ہو گیا وحشی
قتل کا حال کر چچا کے بیاں
خوب حضرت نے رو کے فرمایا
تازہ غم ہوتا ہے چچا کا مجھے
آگے میرے نہ آ کے بیٹھا کر
نہیں جاتا تھا آگے حضرت کے
نام کذاب مسیلم تھا نہ
تھے شریک اسکے قتل میں وحشی
دور حضرت کا کچھ ملال ہوا

یہ حقیقت تھی مختصر سنئے
حال ایمان کا ہے ہندہ کے

پارہ ہائے جگر کو حمزہ کے
اس نے چابا سب اسکے دشمن تھے

ایک دن عورتوں میں وہ چھپکر
ہوئی حاضر حضور پیغمبر

منہ پہ اپنے نقاب ڈالی ہوئی
آکے کلمہ پڑھی حضور نبی

شہ نے پہچان کرکے یوں پوچھا
منہ چھپائی ہوئی ہے تو ہندہ

وہ اٹھاکر نقاب منہ سے کہی
سچ میں ہندہ ہوں یا جناب نبی

بعضے جا یوں لکھا ہے راوی نے
پوچھا حضرت سے تب یہ ہندہ نے

یعنے اب یہ بیاں تو مجھ سے کر
چابی حمزہ چچا کا کیسا جگر

وہ کہی تم تو ہو خدا کے نبی
دشمنی دل میں آپ کے کیسی

رو کے چپ ہو گئے جناب رسول
اس سے فرمایا یوں بحال ملول

آگے میرے نہ آیا کر ہندہ
غم مجھے تازہ ہوگا حمزا کا

عرض کی آپ سے یہ ہندہ نے
کچھ دعا میرے واسطے کیجئے۔

رات دن تھا نبی کے پیش نظر
عمل السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

یعنے سائل کو مت جھڑک

اسکی خاطر جو مانگی شہ نے دعا
حق تعالیٰ نے اسکو رد نہ کیا

اور کچھ تو ہوئی نہ بہبودی | برکت اک اسکے بکریوں میں ہوئی

یاالٰہی تو مصطفےٰ کے لئے ؎ | واسطے حمزا کی شہادت کے

ہم غریبوں پہ رحم کر اپنا | دین اچھا ہو نیک ہو عقبیٰ

یہاں حاضر ہیں انکی آل اولاد | رہیں دونوں جہاں میں خرم و شاد

دستگیر آثم اس کا بندہ ہے | رحم سے بخش دے عجب کیا ہے

حال وفات حضرت نبی کریم صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم

مرحبا اے خاتم پیغمبراں | مرحبا اے رہنمائے انس و جاں

مرحبا اے پیشوائے مرسلاں | مرحبا اے دستگیر ناتواں ؎

کس کے ماتم میں قلم کو جوش ہے | آسماں کیوں رخت ماتم پوش ہے

کس کے غم سے رو رہا ہے زار زار | کہہ زباں سے کچھ تو اے سینہ فگار

وا محمد کی صدا ہے کو بہ کو ؎ | کس کے غم کا ماجرا لکھتا ہے تو

بول اٹھا خامہ بصد آہ و فغاں | ہے وفات سرور پیغمبراں

ہے حقیقت غم فزا یہ داستاں | با ادب سنئے محبو یہ بیاں ؎

جب ہوئے بیمار محبوب خدا | سارے اصحابوں کو مسجد میں بلا

وعظ فرما کر کہے اے امتی | یہ نصیحت آخری سن لو مری ؎

یہ تمہارا دین اور ایمان ہے
میرے اہل بیت اور قرآن ہے

دل سے اہل بیت کے تابع رہو
اور احکام کلا اللہ سنو ہاں

مجھ سے پہونچا ہو کسی کو کچھ ضرر
لیوے وہ اپنا قصاص اسوقت پر

سن کے حضرت سے عکاشہ ہو کھڑا
دست بستہ عرض یوں کرنے لگا

آپ تھے اک روز ناقے پر سوار
ساتھ تھا حضرت کے یہ بھی خاکسار

راستے میں اونٹ جو ٹھہرا کہیں
آپ نے کوڑا کیا اس کو وہیں

وہ پلٹ کر پشت پر میرے لگا
اس کا بدلا چاہئے اے مصطفٰے

سن عکاشہ سے یہ حضرت نے کہا
مرحبا اے شخص تجھ کو مرحبا

پھر لگے کہنے رسول خوش خصال
فاطمہ کے گھر سے لا کوڑا بلال

جا کے دروازے پہ زہرا کے بلال
تازیانے لگا کرنے سوال ہاں

بولی زہرا ناتواں ہے بابا جان
اب سواری انکی جاتی ہے کہاں

حال پھر بولا عکاشہ کا بلال ہاں
ہوگیا زہرا کا سن کر غیر حال

رو کے بولے باپ ہے بس ناتواں
انکو ہے برداشت کوڑے کی کہاں

فاطمہ حاضر ہے بدلے باپ کے
جتنے کوڑے چاہے اتنے مار لے

ہیں مرض میں مبتلا خیر البشر
رحم کر اب تو رسول اللہ پر

پھر کہے حسنین سے بیٹھے ہو کیا | جاؤ جلدی پاس نانا کے ذرا
دونوں صاحبزادے کوڑا لے گئے | اور عکاشہ سے یہ رو رو کر کہے
نانا جان اس وقت پر بیمار ہیں | ان کے بدلے مار ہم تیار ہیں
دونوں معصوموں سے وہ کہنے لگا | میں نہ ماروں گا محمدؐ کے سوا
تازیانہ لے کے جب آگے بڑھا | سارے اصحابوں میں ایک غوغا مچا
عرش پر حور و ملک ہو زار زار | عرض کرتے تھے خدا سے بار بار
ہے نبی تیرا مرض سے ناتواں | کوڑے کی برداشت انہیں ہے کہاں
یوں فرشتوں میں ہوئی حق کی ندا | بھید میرا آپ ہوں میں جانتا
پھر عکاشہ نے یہ حضرت سے کہا | پیرہن کو جسم سے کیجئے جدا
کیونکہ جس دن مجھکو تھا کوڑا لگا | تھا برہنہ میں بھی اے خیرالوریٰ
وہیں حضرت نے نکالا پیرہن | چاک کر ڈالے گریباں مرد و زن
پاس جب پونچا تو کوڑا رکھدیا | بوسہ پھر مہر نبوت کا لیا
پاؤں پر سر رکھ کے بولا یا نبی | عفو اب تقصیر ہو جاوے مری
اے خدا کے دوست رفرف کے سوار | راویوں سے یوں سنا ہے بار بار
بوسہ جس نے مہر اقدس کا لیا | اسکو بیشک بخش ہی دے گا خدا

اس کو یوں بولے امام المرسلین — حق تجھے بخشے گا فردوس بریں

ہوش سے بیہوش تھے اصحاب سب — سب سے رخصت کی بہانے کی طلب

رونے پر اصحاب کے ہو لے قرار — آپ بھی روتے تھے حضرت زار زار

عائشہ کے گھر میں جب تشریف لائے — بی بی زہرا کو وہیں جلدی بلائے

پھر تو حضرت پر غشی طاری ہوئی — عائشہ کے گھر میں اک زاری ہوئی

فاطمہ دیکھیں جو آکر ایک بار — غش میں لیٹے ہیں رسول کردگار

عرض کی رو رو کے آیا یا رسول — ہے بموجب حکم کے حاضر بتول

ہوش میں آؤ ذرا اے بابا جان — فاطمہ کو چھوڑ جاتے ہو کہاں

آنکھیں کھولو اپنی بیٹی سے ملو — داغ تم اس کو یتیمی کا نہ دو

اٹھو بابا تا کہ چلاؤں میں — چاند سی صورت کے قربان جاؤں میں

فاطمہ سے بیبیوں نے یوں کہا — روتی ہے چلا کے کیوں خیر النسا

نزع کی حالت میں ہیں سلطان دیں — رونا ایسے وقت میں اچھا نہیں

بولے حضرت فاطمہ کو رونے دو — بی بیو تم اب کوئی مانع نہ ہو

شور کر کے کیوں نہ روئے فاطمہ — باپ سے آج اپنے ہوتی ہے جدا

کان میں زہرا کے تب بولے یہ بات — چھ مہینے بعد ہے تیری وفات

پوچھا پھر زہرا نے میرے بابا جان ۔ حشر کے دن آپ کو ڈھونڈوں کہاں

بولی جب میزاں پر امت آئیگی ۔ اپنے عصیاں سے بہت گھبرائیگی

واں مدد انکی کرونگا میں بڑی ۔ میرے ملنے کا ٹھکانا ہے وہی

ڈھونڈیو کوثر پہ اے جان پدر ۔ یا ملوں گا میں صراط حشر پر

فاطمہ پوچھے اگر واں بھی نپاؤں ۔ ڈھونڈتی پھر آپکو کس جا پہ جاؤں

شاہ نے فرمایا اس مغموم سے ۔ سب نبی جنت کے در پر جائیں گے

حشر کے دن باپ تیرا فاطمہ ۔ بیٹھے گا دوزخ کے دروازے پہ جا

جبکہ کوئی فرشتہ ناگہاں ۔ امتی کو میرے گر لاوے وہاں

بھر عصیاں میں وہ گر دو بار ہے ۔ میں چھڑالوں گا فرشتوں سے اسے

پھر لگے فرمانے مولا کو بلا ۔ میرے غم میں فاطمہ ہے مبتلا

فاطمہ کو بعد میرے مت ستاؤ ۔ یاد میری اس کے دل پر سے بھلاؤ

اتنے میں حسنین بھی باہر سے آئے ۔ دیکھ کر نانا کا منہ اک غل مچائے

ماں سے پوچھے آج تم یوں روئے کیوں ۔ لوگ کیوں روتے ہیں نانا سوئے کیوں

یوں دیا زہرا نے دونوں کو جواب ۔ لو گلے نانا کے اب مل لو شتاب

اب کوئی دم میں یتیمی آئے گی ۔ آج نانا کی سواری جائے گی

سن کے معصومین ہو کر بے قرار / جا گرے نانا کے اوپر زار زار

شور جب رونے کا حضرت نے سنا / دونوں کو چھاتی سے پھر لپٹا لیا

ہے روایت سہل ابن سعد سے / کچھ کہیں سے نذر دینار آئے تھے

لیکے وہ دینار تب محبوب رب / دیدئے مسکین و محتاجوں کو سب

سات یا چھے اسنے تھے باقی رہے / بولے حضرت عائشہ کے پاس دے

میں مرض میں ہو رہا ہوں مبتلا / بانٹ دو تم اب گداؤں کو بلا

ہوش میں آکرتہ دیں چار یار / عائشہ سے پوچھتے تھے بار بار

وہ جو کچھ دینار تھے میں نے دئے / بخشئے مسکینوں کو یا باقی رہے

سن کے بولیں رو کے اسدم عائشہ / یا نبی اب ہوش ہے کس کے بجا

آپ خود دینار منگوا اس گھڑی / راہ میں دلوا دئے اللہ کی

یوں لگے کہنے رسول خوشخصال / اب کوئی دم میں ہمارا ہے وصال

یہ نہ ہو گا حق سے شرمندہ رسول / گھر میں رکھ دینار خالق سے ملوں

پھر توکل انبیا کا کیا رہا / ہم میں دنیا دار میں پھر فرق کیا

مال دنیا کچھ نہ مجھ کو چاہئے / پیرہن ہے بس کفن کے واسطے

یہ صدا باہر سے آئی ناگہاں / السلام اے خاتم پیغمبراں

فاطمہ بولے یہ دروازے پہ جا | غش میں ہیں حضرت محمد مصطفےٰ

باپ ہیں بے ہوش اب لیٹے ہوئے | بولنا کچھ ہو تو مجھکو بولدے

آکے پھر غصے میں وہ نعرہ کیا | فاطمہ کو سنکے یک لرزہ ہوا

عرض کی بابا سے اے محبوبِ رب | گھر میں آیا چاہتا ہے اک عرب

بولے زہرا سے یہ سن حضرت نبی | وہ ہے عزرائیل اے بیٹی مری

قبض جاں کرنا اسی کا کام ہے | ہادم اللذات اسی کا نام ہے

زندگی سے بے مزہ کرتا ہے یہ | باپ بیٹی کو جدا کرتا ہے یہہ

عرض کی تب فاطمہ نے یا نبی | بند کر دیتی ہوں دروازہ ابھی

سن کے یوں بولے امام المرسلیں | ایسے دروازہ سے یہ رکتا نہیں

حکم سے اللہ کے آتا ہے یہ | کب کسی کے روکے رکجاتا ہے یہ

فکر تھی حضرت کو امت کی بڑی | گھر میں عزرائیل آئے جس گھڑی

اتنے میں حاضر ہوئے روح الامیں | عرض کی آداب سے یا شاہ دیں

آپ پر خالق نے بھیجا ہے سلام | وصل کی فرحت کا لایا ہوں پیام

منتظر ہے اب جناب کبریا | انبیا سارے کھڑے ہیں پیشوا

اہلِ دوزخ پہ ہے آج آتش حرام | ہیں کھلے جنت کے دروازے تمام

حور غلماں ہیں تمام آراستہ ہے فرشتوں کی زباں پر مرحبا
وصل کا پیغام سن جان جہاں بولے یوں جبرئیل سے آکے بھائیجاں
یہ تو سب احسان ہے اللہ کا پر مری امت کا کچھ مژدہ سنا
کیوں کہ اب میں آپ سے ہوتا ہوں جدا کون ہے اب انکا خالق کے سوا
عرض یوں کرنے لگے جبرئیل تب واسطے امت کے ہے یہ حکم رب
جو کوئی توبہ کرے گا مرتے دم اس کو بخشوں گا میں اے شاہ امم
سنتے ہی روح امیں سے یہ کلام آب دیدہ ہوگئے شاہ انام
بولے پھر جبرئیل سے خیر البشر جا مرے معبود سے یہ عرض کر
میری امت جرم سے ہے ناتواں ہوش مرتے وقت توبہ کا کہاں
ان کو ہے فکر معیشت دن تمام رات بھر غفلت میں سوتے ہیں مدام
رحم کر ان بیکسوں پر یا مجیب ہیں گنہ میں مبتلا بس یہ غریب
حکم یہ جبرئیل کو حق کا ہوا کہو کہدے میرے دوست سے غصہ نہ کھا
حین کالے توبہ تحمل جاتا ہے بخشدیں گے آپکی خاطر سے ہم
اب نہ رکھو اپنی خاطر کو ملول جس کو چاہو بخشوالو یا رسول
بولے پھر خوش ہوکے یوں خیر البشر آؤ عزرائیل اب بالین پر تو

جس قدر سختی تمہیں منظور ہو ہاں	ہاں یہ سختی تم میری جاں پر کرو
یہ وصیت تم کو میں کرتا ہوں آب	قبض امت کی کرو گے روح جب
جتنی آسانی سے ہووے خوب ہے	انکی خوشنودی مجھے مرغوب ہے
اے مجبور روح پاک مصطفےٰ	جسم اطہر سے ہوئی جسدم جُدا
جسم طاعت میں رہا معبود کی	تھا لبوں پہ رب ارحم امتی
ہو گئے تاریک اس دم دو جہاں	اور صحابہ میں اٹھا شور و فغاں
فاطمہ زہرا کے اس دم رونے سے	عرش سے لے فرش تک تھے کانپتے
رات جب آئی تو روئے عائشہ	ہو کے مضطر اک پڑوسن سے کہا
کچھ بچا ہو تیل تو لادے مجھے	وہ کہی کس واسطے فرمائیے
تب یہ بی بی نے کہا اے بیخبر	آج دنیا سے اٹھے خیر البشر
ان کا لاشہ ہے اندھیرے میں دھرا	تیل کی محتاج ہوں لادے ذرا
کیا لکھوں آگے یہ غم کا ماجرا	چاک اب سینہ قلم کا ہو گیا
غرق عصیاں ہے غلام دستگیر	اس کو بخشا لو میرے روشن ضمیر

وفات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مرحبا اے نور وحدت مرحبا	مرحبا ختم نبوت مرحبا

السلام اے مظہر حق السلام ۔۔۔ السلام اے سارے نبیوں کے امام

السلام اے سرور جن و بشر ۔۔۔ السلام اے مرسلوں کے تاج سر

لیجئے مجرا شہ ہر دو سرا ۔۔۔ لیجئے مجرا حبیب کبریا

جو جمال پاک کو دیکھے ہیں ۔۔۔ ان کا مجرا لیجئے اے شاہ دیں

راویوں سے ہے کتابوں میں لکھا ۔۔۔ اس طرح حال وفات مصطفےٰ

حج رخصت کر ادا سلطان دیں ۔۔۔ یوں صحابہ سے کہے اندوہگیں

اب زمانہ وصل کا ہے عنقریب ۔۔۔ اب نہ ہو شاید مجھے پھر حج نصیب

جو خبر دے گا گیا ماہ صفر ۔۔۔ دوں گا میں جنت کی اسکو خوشخبر

رکھتے تھے اکثر عتاب مصطفےٰ ۔۔۔ ورد توبہ اور استغفار کا

دیکھ یہ حالت صحابہ رو دئے ۔۔۔ عرض کی یوں سید کونین سے

آپ ہیں معصوم اے شاہ ہدا ۔۔۔ پاک حق نے سب گناہوں سے کیا

موت کا حضرت کو کیوں ہے دغدغہ ۔۔۔ ورد ہے جو توبہ استغفار کا

آپ بولے ایک دن ہے سخت تر ۔۔۔ آنے والا ہے وہ دن ہر شخص پر

اس لئے مجھ پر کیا ہے کبریا ۔۔۔ حکم توبہ اور استغفار کا

اک مہینہ پہلے اپنی موت سے ۔۔۔ رو کے یاروں سے کہا یوں آپنے

ہاں غضب سے حق تعالی کے ڈرو　　آگے اس کے مت گھمنڈ اپنا کرو

اور تمہیں پرہیزگاری ہے ضرور　　ہے برا اس شاہ کے آگے غرور

ڈالنا مت مفسدہ مخلوق میں　　میں خدائے پاک کو سونپا تمہیں

روئے یہ سن کر صحابہ زار زار　　عرض کی اے خاصۂ پروردگار

حکم فرماتے ہیں کس کو غسل کا　　آپ نے فرمایا میرے اقربا

پوچھے پھر اصحاب اے شاہ زمن　　ہوئے کن کپڑوں سے حضرت کا کفن

بولے حضرت ہیں جو کپڑے جسم کے　　بس کفن دھو کر انھیں کا کیجئے

یا ملے کپڑا یمن اور مصر کا　　وہ بھی کفنانے کے کام آجائیگا

عرض کی اصحاب نے پھر با نیاز　　کون میت کی پڑھے پہلی نماز

کہتے ہیں اصحاب جب ہم یہ کہے　　دل ہمارے قابو سے جاتے رہے

اتنا روئے سب کو بیہوشی ہوئی　　آبدیدہ ہو گئے حضرت نبی

بولتے تھے صبر کیجو اختیار　　بخشے رحمت سے تمہیں وہ کردگار

یوں کہا حضرت نے تب اصحاب کو　　قبر بھی میری اسی حجرے میں ہو

رکھ کے لب پر قبر کے میت تمام　　ہوویں باہر حجرے سے سب خاص و عام

پہلے رحمت بھیجے گا پروردگار　　بعد پھر جبریل میرے دوستدار

پھر فرشتے اور ملایک بانیاز — سب پڑھیں گے میری میت کی نماز

بعد میرے اہل بیت اور اقربا — پھر پڑھیں اصحاب باصدق وصفا

جو صحابہ ہیں مرے اب یاں سے دور — بولنا میرا سلام ان کو ضرور

جو مرے کہلائیں تا روز قیام — بولتے جانا انہیں میرا سلام

عرض کی اصحاب نے پھر یا نبی — کون اتارے قبر میں لاش آپکی

آپ بولے میری اہل بیت سے — اور فرشتے ساتھ انکے ہوئیں گے

راوی دیتے ہیں کتابوں میں خبر — پہلے حضرت کو ہوا ہے درد سر

بی بی میمونہ کے گھر میں تھے حضور — مضطرب تھے درد سے سر کے حضور

ہوگئیں واں جمع ساری بیبیاں — عرض کی اے بادشاہ دوجہاں

چل کر اس دم شاہ دیں اس جا سے — گھر میں ٹھیریں عائشہ صدیقہ کے

بی بیوں کی عرض سن خیر البشر — ٹھیرے جاکر عائشہ بی بی کے گھر

درد سر میں کر گیا شدت بخار — کروٹیں لیتے تھے حضرت بیقرار

تھی عیاں ایسی حرارت جسم سے — بیٹھنے والوں کے جی گھبراتے تھے

بیقراری دیکھ بولیں عائشہ — یا محمد یا رسول کبریا

لوٹتے تھے ہم میں کوئی مضطرب — غصے میں آتے تھے اے محبوب رب

آج کیوں ہیں آپ ایسے بیقرار ۔ بولے یہ سن کر حبیب کردگار
سختی ہے پیغمبروں پر نزع کی ۔ شان ان کی اس سے ہوتی ہے بڑی
میرا رتبہ انبیا میں ہے بڑا ۔ نزع میری سخت ہے اے عائشہ
حال رونے کا صحابہ نے سنا ۔ ہو گئے مضطر حبیب کبریا
سات مشکیں سرد پانی کے منگا ۔ بیٹھ کر سر سے نہائے مصطفےٰ
مرتضیٰ کے ہاتھ پر ٹیکا دئے ۔ دوسری جانب تن عباس تھے
سر پہ پیغمبر کے تھی پٹی بندھی ۔ گر پڑے رو رو کے اصحاب نبی
بیٹھے جا مسجد میں ممبر پر جناب ۔ بولے یاروں کی طرف کر کے خطاب
تم کو اندیشہ ہے میرے بعد کا ۔ مت ڈرو حافظ تمہارا ہے خدا
کوئی پیغمبر نہ امت میں رہا ۔ ہے سوا اللہ کے سب کو فنا
اتفاق آپس میں تم کو چاہئے ۔ ایک پر ایک جان نثار اپنی کرے
صبر میں شادی ہے جلدی میں خلق ۔ کچھ نہ ہوگا بے رضامندی حق
میں کسی کا قرض دیتا ہوں اگر ۔ لیوے وہ مجھ سے اسی دم زود تر
آج آسانی سے کردوں گا ادا ۔ ورنہ مشکل سخت ہے روز جزا
اک دو شخصوں سے درم لے آپ نے ۔ دیدئے تھے نام پر اللہ کے

مانگا ان اصحاب نے حضرت سے تب
اترے پھر منبر سے حجرہ میں گئے
فرض حق کی جان و دل سے ہوا ادا
صبر کرنا اور گھر میں بیٹھنا
سیر ہی بیت پر کہیں رو پیٹ کر
ہوتی تھی جس وقت مسجد میں اذاں
اک عشا کا وقت تھا سالار دین
ای بلال اب بولدے صدیق سے
دیکھا جب صدیق کو اصحاب نے
شور محشر کر دئے رو کر تمام
دھوم تھی نالوں کی انکے عرش تک
شور اٹھا جس دم در و دیوار سے
شور جب رونے کا حضرت نے سنا
عرض کی زہرا نے اے سالار دیں
دیکھ خالی جا صحابہ آپ کی

ہو کے خوش دلوا دئے محبوب رب
بی بیوں کو کی نصیحت آپ نے
وہ کرو جو کچھ نبی نے ہے کہا
کر دیا ہے پاک تم کو کبریا
مجھکو مت تکلیف دینا سر بسر
آپ اسی حالت سے جاتے تھے وہاں
سن اذاں بولے میں آسکتا نہیں
میری جا پر اب امامت وہ کرے
ہیں مصلے پر رسول اللہ کے
اسطرح چلا اٹھے ہیں خاص و عام
رو دئے لوح و قلم جن و ملک
کھا کے غش صدیق اکبر رو دئے
پوچھے زہرا سے یہ کیا ہے فاطمہ
میں بیاں اس غم کا کر سکتی نہیں
شور محشر کر رہے ہیں یا نبی

پھر علی اور حضرت عباس کے ‏ ہاتھ شانوں پر رکھا اس شاہ نے

کہتے ہیں تب پاؤں اس سردار کے ‏ ناتوانی سے گھسٹے جاتے تھے

کی ادا مسجد میں جا بندہ نواز ‏ بیٹھ کر صدیق کے پیچھے نماز

پھر کہے یاروں سے سب کو ہے فنا ‏ ہے اسی اک ذات باری کو بقا

وصل کا میرے زمانہ ہے قریں ‏ کوئی پیغمبر یہاں ٹھیرا نہیں

سونپتا ہوں میں خدائے پاک کو ‏ دل سے طاعت بندگی اسکی کرو

آئے پھر حجرے میں حضرت مصطفا ‏ بی بیوں میں شور محشر ہو گیا

باپ کے قدموں پہ سر رکھ فاطمہ ‏ اتنا روئے عرش اعظم ہل گیا

دی یہ عزرائیل نے در سے صدا ‏ السلام اے اہل بیت مصطفےٰ

جھانکے دروازے سے بی بی فاطمہ ‏ شکل میں جنگلی عرب کے ہے کھڑا

پھر دوبارہ دی فرشتے نے صدا ‏ السلام اے اہل بیت مصطفیٰ

تب کہا زہرا نے رو کر اے عرب ‏ غش میں ہیں لیٹے ہوئے محبوب رب

کچھ اگر کہنا ہے کہکر جا مجھے ‏ پھر کسی دن آکے ملنا باپ سے

تیسرے بار اس نے اک نعرہ کیا ‏ ڈر گئے سب اہل بیت مصطفےٰ

ہوش میں آکر شہ ہر دوسرا ‏ پوچھے کیا حالت ہے تیری فاطمہ

بولیں دروازے پہ ہے جنگلی عرب
گھر میں آنے مانگتا ہے حکم اب

آپ بولے وہ فرشتہ ہے یقین
نام عزرائیل ہے اے نازنین

باپ کا یہ ہے تمہارے مرتبہ
دی ادب سے اس نے باہر سے صدا

نام عزرائیل کا جس دم سنا
روئیں چلا کر جناب فاطمہ

تھی بہت حضرت کو الفت بیٹی سے
چومی پیشانی کو لپٹائے گلے

چوم کر دونوں نواسوں کی جبیں
رو دئے محبوب رب العالمیں

دونوں کے سینوں پہ رکھکر روئے پاک
ملتے تھے اور لوٹتے تھے دردناک

یاد دونوں کی شہادت آگئی ۔
بیقرار از بس ہوئے حضرت نبی

کی وصیت سب کو رو کر آپ نے
دونوں کی شفقت محبت کے لئے

کر کے رخصت سب کو شاہ بحر و بر
بولے سر رکھ مرتضیٰ کی زانوں پر

قرض دینا ہے یہودی کا مجھے
اتنے دینار آپ دلوا دو اسے

اہل دنیا جب کریں تم کو ملول
یا علی تم کیجیو عقبیٰ قبول

گھر میں آئے پھر وہ شاہ نیک خو
دی اجازت قابض ارواح کو

رو برو جا اس فرشتے نے کہا
السلام اے بادشاہ انبیا

حکم ہو تو قبض جاں کرتا ہوں اب
ورنہ واپس آنے کا ہے حکم رب

بولے تب ان سے رسول کردگار
ہے مجھے روح الامیں کا انتظار

ایسے میں روح الامیں حاضر ہوئے
لائے خوشخبری خدائے پاک سے

کھل گئے ہیں آسماں کے در تمام
اہل دوزخ پر ہے آج آتش حرام

حور و غلماں سب صفیں باندھے ہوئے
آپ کی ہیں انتظاری میں کھڑے

باغ جنت کے کھلے ہیں پر بہار
آپ کا مشتاق ہے پروردگار

آپ نے فرمایا اے روح الامین
میرے دل پر اس سے کچھ فرحت نہیں

ذات کا اپنے نہیں ہے غم مجھے
ہوں پریشاں عاصیوں کے واسطے

دیتے ہیں جاں میری الفت میں سبھی
ہے شفاعت کے بھروسے زندگی

کل کے دن کا حال اے بھائی سنا
کیا کرے گا ساتھ ان کے کبریا

عرض کی جبریل نے تب اے حلیم
ہے یہ ارشاد خداوند کریم

ساتھ جب تک اپنی امت کو لئے
آپ جنت میں نہ داخل ہوئیں گے

تب تلک جنت شہ عالی مقام
سارے نبیوں کی ہے امت کو حرام

آپ نے فرمایا اس دم شاد ہو
آؤ عزرائیل کام اپنا کرو

مانگی رخصت پھر وہیں روح الامین
عرض کی رو رو کے اے سالار دیں

آپکی خاطر میں آتا تھا یہاں
اب نہ آؤں گا شہ کون و مکاں

عائشہ کہتے ہیں آخر وقت پر ۔۔۔ گود میں تھا میرے شاہ دیں کا سر
ہاتھ سینے پر تھا عزرائیل کا ۔ ۔۔۔ تھرتھراتے تھے رسول کبریا ؛
ٹیکے آپ سر و منہ پر ملتے تھے ۔۔۔ کہتے تھے اللہ اماں دے نزع سے
ہو گئے بے چین سردار عرب ۔۔۔ ہادم اللذات سے فرمائے تب
جتنی سختی چاہئے تم کو ابھی ۔۔۔ اتنی سختی تم کرو جاں پر مری
پر رہو امت پہ میرے مہرباں ۔۔۔ قبض آسانی سے ہووے انکی جاں
اب لکھیں کیونکر یہ غم کا ماجرا ۔۔۔ بولیں کس منہ سے سدھارے مصطفےٰ
یاالٰہی مصطفےٰ کے واسطے ؛ ۔۔۔ ہم گنہگاروں کے عصیاں بخشدے
یہ غلام دستگیر آثم پہ بھی ۔۔۔ یا محمد اک نظر ہو رحم کی

داستان در حال وفات حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا

افتخار دو جہاں آل نبی ؛ ۔۔۔ مالک کون و مکاں آل نبی ؛
رہنمائے انس و جاں آل نبی ۔۔۔ داروئے درماندگاں آل نبی
دافع رنج و بلا آل نبی ؛ ۔۔۔ حامی روز جزا آل نبی
سر کو سجدے میں جھکا کر اے قلم ۔۔۔ حال بنت مصطفےٰ کا کر رقم

ہے یہ اس بی بی کی رحلت کا بیاں
روئے جس غم سے زمین و آسماں

اے دل محزوں تو چپ بیٹھا ہے کیا
چشم غم سے خون کا دریا بہا

ہاں وفات فاطمہ کا حال ہے
رحلتِ خیر النسا کا حال ہے

یانچی ایذائیں جو سہتے تھے نبی
تھی وہی حالت بس اہل بیت کی

مالک ہر دوسرا تھے مصطفےٰ
آپ کے آرام کا یہ حال تھا

توشک اک چمڑے کی تھی مٹی بھری
تھا سرہانا آپ کا پتھر کبھی

گہ بچھونا آپ کا تھا بوریا
گہ زمیں پر سوتے تھے خیرالوریٰ

یہ روایت عائشہ سے ہے لکھی
ایک دن بی بی کسی انصار کی

روئی حضرت کا بچھونا دیکھکر
نرم توشک گھر سے لادی جلد تر

دیکھ اس توشک کو حضرت نے کہا
پھیر دو یہ نرم توشک عائشہ

ہے قسم اس کبریائے پاک کی
یہ ریاضت شوق دل سے ہے مری

میں اگر چاہوں ابھی اے نیکنام
سونے روپے کے بنیں پتھر تمام

حکم میں میرے ہے سب دنیا و دیں
فقر ہے میرا یہ محتاجی نہیں

ایک دن حضرت عمر فاروق نے
عرض کی کچھ نرم بستر کے لیے

آپ نے فرمایا اس دم اے عمر
ہے مراد دنیا میں حال اسطرح پر

دھوپ میں جیسا کوئی گھوڑے سوار
دوڑتا ہوئے سفر میں بے قرار

ایک دم سائے میں کوئی جھاڑ کے
پھیر جا کر راہ پھر منزل کی لے

ویسا اس دنیا میں ہے میرا قرار
یاں کا ہے آرام مجھ کو ناگوار

مالداروں کو ہو آسائش نصیب
میں مسافر ہوں سفر ہے عنقریب

یہ روایت حال میں آرام کے
ہے بن مسعود عبد اللہ سے

ایک دن حضرت کے جسم پاک پر
بورئے کی بس نشاں تھی سربسر

رو کے عبد اللہ نے اس دم کہا
کیا ریاضت ہے یہ اے شاہ ہدا

قیصر و کسریٰ کا بستر مخملی
آپ سوویں بورئے پر یا نبی

آپ نے فرمایا عبد اللہ سے
رو نہیں دنیا ہے ان کے واسطے

عاقبت پیغمبروں نے کی قبول
اس سے وہ بہتر ہے تو مت ہو ملول

جتنے فاقے ہوتے تھے خیر البشر
اتنے پتھر باندھتے تھے پیٹ پر

فقر کا حضرت یہ ہے بس خاتمہ
پیسے میں چکی فرشتے گھر میں آ [illegible]

فقر کا حضرت کے جب یہ حال تھا
حال اہل بیت کا کیا پوچھنا

یہ بیاں ایک معتبر راوی سے ہے
شیخ نجم الدین عمر نفسی سے ہے

ایک دن زہرا کے گھر آئے نبی
دیکھے صاحبزادی کچھ مغموم تھی

خیریت پوچھا تو بی بی نے کہا ‏ ‏ شکر اور احسان ہے اللہ کا

عرض کی زہرا نے اے بابا نبی ‏ ‏ اس کی فہمائش مجھے کیجئے ابھی

بر سبیل تذکرہ ہے یہ سوال ‏ ‏ کچھ شکایت کا نہیں ہے احتمال

تین دن گزرے کہ فاقہ ہم پہ ہے ‏ ‏ بولتے حسنین ہیں یوں لپے بہ لپے

آچکے دن اس جہاں میں فاطمہ ‏ ‏ کوئی لڑکا ہمسا بھوکا ہوئے گا

سن کے ہے تاریک مجھ پر یہ جہاں ‏ ‏ پوچھتی ہوں آپ سے اے بابا جاں

گر مناجات اور دعائیں لاڑے ‏ ‏ کوئی بندہ حق سے گستاخی کرے

بولے حضرت حسن کے ہیں رتبے بلند ‏ ‏ ہے دعائیں ان کے گستاخی پسند

بس یہ سن کر فاطمہ گوشے میں جا ‏ ‏ عاجزی سے کی نماز اس دم ادا

روتے تھے اور عرض کرتے تھے یہی ‏ ‏ یا الٰہی باپ میرے ہیں نبی

بھید تجھ میں اور ان میں ہے ضرور ‏ ‏ میں ہوں عورت دل ہے میرا ناصبور

یا تو مجھ کو اس طرح کا صبر دے ‏ ‏ یا ہو آزادی مجھے اس رنج سے

ہو گئے بیہوش بنت شاہ دیں ‏ ‏ وحی پہونچایا یہ جبریل امیں

لے چلو تشریف محبوب خدا ‏ ‏ سب فرشتوں کو رلائے فاطمہ

عرش و کرسی میں مچی ہے دھوم دھام ‏ ‏ رو رہا ہے عالم بالاتمام

گھر میں پیغمبر جو بیٹی کے گئے ۔۔۔ دیکھا اک گوشے میں اشک انڈے ہوئے

بھوک سے تھا ضعف بیہوشی کمال ۔۔۔ آپ بھی روئے حبیب ذوالجلال

ہوش میں آکر جو دیکھا باپ کو ۔۔۔ سر کو نیچے کی وہ بس شرمندہ ہو

غور کیجو اے محبان نبی ؐ ۔۔۔ واہ کیا تدبیر فاقوں کی ہوئی

ہاتھ رکھ سینے پہ زہرا کے رسول ۔۔۔ کر دعا فرمائے اب مت ہو ملول

کہتے ہیں اس روز سے بنت نبی ۔۔۔ صبر کرتے تھے جو ہو فاقہ کشی

ہو رہا ہے خامہ اس دم سرنگوں ۔۔۔ کیا ریاضت بنت احمد کی لکھوں

کیا حساب عاقبت سے تھے ملول ۔۔۔ کرتے تھے فاقہ کشی مثل رسول

ہاتھ سے کرتے تھے سارے گھر کے کام ۔۔۔ نہ کوئی نوکر نہ لونڈی نہ غلام

پیسنا چکی پکانا ہاتھ سے ؐ ۔۔۔ پرورش بچوں کی کرنا ذات سے

منہ سے قرآں دل سے یاد کبریا ۔۔۔ پاؤں سے جھولا جھلانا بیٹوں کا

بیٹھتے تھے جس گھڑی چکی کے پاس ۔۔۔ بھیگ جاتا تھا پسینے سے لباس

دیکھ یہ حالت جناب مرتضٰے ۔۔۔ رو کے یوں فرمائے اے خیر النسا

یہ حقیقت عرض کیجو باپ سے ۔۔۔ تاکہ خدمت میں کوئی لونڈی ملے

الغرض قصہ سب اس تکلیف کا ؐ ۔۔۔ فاطمہ نے باپ سے اپنے کہا

عرض کی محنت سے عاجز ہے بتول — پست ہو جاتی ہے تھک کر یا رسول

ایک لونڈی کی اجازت ہو اگر — مجھ کو بھی آرام ہو خیر البشر

راحت و آرام یاں کے ذائقے — کب رسول اللہ کو خوش آتے تھے

خود مصیبت سہتے تھے حضرت رسول — کرتے تھے دنیا کی ایذائیں قبول

اپنی اہل بیت کی آرام کی پڑ — اک سر مو بھی نہ حضرت کو خوشی

اس طرح فرمائے تب خاتون سے — اے میری جاں تجھکو خالق صبر دے

ہر شب اس سبحان کی تسبیح کا — گر رکھو گے ورد اے خیر النساء

وہ غلام اور لونڈیوں سے خوب ہے — ایسا کام اللہ کو مرغوب ہے

بس اسی دن سے علی اور فاطمہ — ورد ہر شب رکھتے تھے تسبیح کا

باپ اور بیٹی میں جو کچھ راز تھا — کوئی واقف تھا نہ خالق کے سوا

فاطمہ آتے تھے جس دم روبرو — اٹھ کھڑے ہوتے تھے خود تعظیم کو

جب سفر جاتے رسول کبریا — پہلے ملتے تھے ہر اک کے گھر پہ جا

آخری پہ جاتے تھے زہرا کے گھر — شاہزادی سے تھی الفت اس قدر

پھر جو آتے تھے سفر سے مصطفےٰ — ملتے تھے زہرا سے سب کے پہلے جا

جب سدھارے خاتم پیغمبراں — فاطمہ پر غم کا ٹوٹا آسماں

ایسے مشفق باپ کی جب ہو قضا — زندگی کیوں کر نہو پھر بے مزا
جب وفات سرور عالی ہوئی — فرط غم سے فاطمہ بے ہوش تھی
جب ہوئے فارغ صحابہ دفن سے — فاطمہ زہرا کے گھر حاضر ہوئے
عذر خواہی کرکے سب نے رو دیا — دی صدا گھر سے یہ بنت مصطفےٰ
کیسے تم اصحاب تھے کیا کرکے آئے — اپنے پیغمبر کو مٹی میں چھپائے
وہ منور منہ تھا بابا کا مرے — چاند شرماتا تھا جسکی تاب سے
شفق ہو سب نے معروضہ کیا — حکم سے اللہ کے چارہ نہ تھا
عرش سے لے فرش تک تھا زلزلہ — روز محشر سے وہ دن کچھ کم نہ تھا
خضر دیتے تھے صدائے السلام — حوریں رو کر دیتے تھے پرسا تمام
رات جب رونے میں آدھی جاتی تھی — لے گئے مرقد پہ بی بی کو علی
قبر پر زہرا گرے بیہوش ہو — تھا خلق روح رسول اللہ کو
عرض کی رو رو کے اے بابا جی — لیے تمہارے ہجر ہے زندگی
روز روشن پر گرے گر غم مرا — رات اندھیاری وہیں بن جائیگا

رباعی

یا من ناصبور را پیش خود از وفا طلب — یا کہ تو پا کدامنی صبر من از خدا طلب

درد تو می کشد مرا یار کرم دوا بکش	یا قدرے فزوں ازیں تا نکم دوا طلب

تضمین

کہتے تھے زہرا قبر نبی پر بابا پیمبر بابا پیمبر	آرام کیجئے مرقد کے اندر بابا پیمبر بابا پیمبر
امت کے خاطر اکدن نہ سوئے انکے گنہ پر ہر رات روئے	سو جاؤ بس اب مرقد میں دلبر بابا پیمبر بابا پیمبر
ہم نوحہ گر ہیں خستہ جگر ہیں رونا تو یہ ہے اب بے پدر ہیں	ہو کچھ تسلی اے دیں کے سرور بابا پیمبر بابا پیمبر
پوچھیگا کون اب اے بی بی زہرہ فاقہ ہے یا کچھ کھایا ہے کھانا	کیسے ہیں تیرے شبیر و شبر بابا پیمبر بابا پیمبر
غافل ہو سوئے کیوں فاطمہ سے اب کیسے بچھڑے دونوں نواسے	نالاں ہیں غم سے ساقی کوثر بابا پیمبر بابا پیمبر
اے غمزدونکے غم کھانیوالے اے عاصیوں کے بخشانے والے	اب مطمئن ہے روح مطہر بابا پیمبر بابا پیمبر
ترسٹھ برس تک کھینچے مصیبت اچھی اٹھائی فاقوں کی لذت	وہ حق کے پیارے مشتاق داور بابا پیمبر بابا پیمبر
ماتم زدونکو سمجھائے کون اب امت کی خاطر غم کھائے کون اب	اصحاب غم سے سارے ہیں مضطر بابا پیمبر بابا پیمبر
مکہ مدینہ ویراں ہوا سب لوٹے امن جہانکا بس اٹھ گیا اب	سوتی ہے مسجد نالاں ہیں ممبر بابا پیمبر بابا پیمبر
ہے جہاں سے بنت احمد کا سفر	ہے خدا کے شیر کا ویران گھر
راوی لکھتے ہیں بجز ہجر نبی	فاطمہ کو کوئی بیماری نہ تھی
عاشقی پیداست از زاری دل	نیست بیماری چو بیماری دل
راتدن آنکھوں سے تھا آنسو کا تار	درد فرقت لے گیا صبر و قرار

آہ اور زاری میں بس بعد رسول
چھ مہینے تک رہے زندہ بتولؑ

روتے روتے پھر تو یہ حالت بنی
بیٹھنے اٹھنے کی بھی طاقت نہ تھی

ایک دن مولا ولی اللہ کے
حجرے میں خاتون جنت کے گئے

دیکھتے کیا ہیں کہ بی بی فاطمہ
گوندھ کر آٹا رکھے ہیں ایک جا

اک طرف مٹی بھی ہے بھیگی ہوئی
دھو رہے کپڑے ہیں کچھ بنت نبی

باپ کے غم میں ہیں بس زار و ملول
پوچھا مولا نے کہ اے بنت رسول

کر گئے جس روز سے رحلت نبی
کچھ غرض تم کو نہ دنیا سے رہی

خوب بابا کی عزاداری رہی
چھ مہینے گریہ و زاری رہی ؛؛

آج کے دن کیا سبب ہے فاطمہ
کام میں دنیا کے ہو جو مبتلا

رو کے زہرا نے کہا یا مرتضےٰ
جاتی ہے دنیا سے اب خیر النسا

آج آنسو کا بہانا ہو چکا ؛؛
رونے دھونے کا زمانہ ہو چکا

پھر کہے رو کر شہ ذیجاہ کو
خواب میں دیکھی رسول اللہؐ کو

ہیں کھڑے میرے سرہانے بایقیں
دیکھتے ہیں چو طرف سالار دیں

منتظر جیسا کسی کا ہو کوئی ؛؛
گر پڑی قدموں پہ میں روتی ہوئی

پاؤں پر مل مل کے آنکھیں عرض کی
مار ڈالی ہم کو فرقت آپ کی

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ

کجائی اے پدر آخر کجائی — زحال من چنیں غافل چرائی

بہر دم از تپ درد جدائی — بکن رحمے خدا را بر یکائی

زمہجوری برآمد جان عالم — ترحم یا نبی اللہ ترحم

تو آخر رحمۃ للعالمینی — زمہجوراں چرا غافل نشینی

یوں ہوا ارشاد ختم المرسلیں — رو رہیں خاتون جنت رو رہیں

چھ مہینے ہجر کے پورے ہوئے — کل ملو گے مجھ سے تم آرام سے

یا علی گوندھا ہے آٹا اس لئے — تا پکا لوں روٹی اپنے ہاتھ سے

کل رہیں گے میرے غم میں سب حزیں — کھائیں گے روٹی یہ میرے نازنیں

اور جو مٹی ہے یہ بھیگی ہوئی — دھوؤنگی کاکل میرے حسنین کی

یہ جو کرتے دھوتی ہوں پہناؤنگی — آخری خدمت ہے یہ کر جاؤنگی

کچھ وصیت کرتی ہوں مشکل کشا — یاد رکھئے اس کو بہر مصطفےٰ

رحم کرنا میرے بچوں پر ضرور — عفو کیجو ہو اگر ان سے قصور

قبر پر آنا برائے فاتحہ — بھولنا مت مجھ کو اے شیر خدا

اور اگر مجھ سے ہوئی ہو کچھ خطا — بخش دیجئے یا علی بہر خدا

اور میرا دفن شب کے وقت ہو — تا نہ دیکھے کوئی میری لاش کو

رو کے فرمایا علی نے اے بتول — ہے وصیت جان و دل سے سب قبول

عرض ہے میری بھی اے بنت نبی — بخشنا گر کچھ خطا مجھ سے ہوئی

مصطفےٰ کو پہلے پہونچانا سلام — کچھ گلا میرا نہ کیجو نیک نام

رو کے تب مولا سے بی بی نے کہا — آپ کا کس منھ سے ہو مجھ سے گلا

دیکھکر بچوں کا رونا اس گھڑی — سوز دل سے آہ اک مولا نے کی

تھا جگر میں داغ ہجر مصطفےٰ — داغ تازہ دے چلی خیر النساء

کی تسلی رو کے جب بنت نبی — صبر کیجو صبر کیجو یا علی

جو ہوا پیدا سو وہ ہوگا فنا — ہے مگر اس ذات خالق کو بقا

آہ و زاری کر رہا ہے اب قلم — تازہ مضمون غم کا کرتا ہوں رقم

ماں کا جانا چھوٹے بچے چھوڑکر — اے محبو یہ ستم ہے سخت تر

ہو چکے مولا سے رخصت فاطمہ — مشکل اب بچوں سے ہے ہونا جدا

تھے حسن کے ان دنوں طفلی کے دن — سات سال اور چھ مہینے کا تھا سن

چھ برس اور چھ مہینے کے حسین — کر رہے تھے ماں کے غم میں شور و شین

کی تسلی ان کی زہرا نے کہا — روضۂ احمد پہ تم جاؤ ذرا

لاڈلو روکر حضور مصطفےٰ ؐ | کیجو خالق سے مری خاطر دعا

وہ تو روتے قبر احمد پر گئے | یاں کہا اسما سے اسدم بی بی نے

قبر احمد سے جب آویں دلربا | کھانا کھلوادیں بٹھا کر کوئی جا

پاس لائیں گے اگر ان کو مرے | دیکھ یہ حالت بہت گھبرائیں گے

ناگہاں آنے لگے سبط نبیؐ | دوسرے گھر ان کو اسما لے گئی

خاصہ جب آیا تو دونوں نے کہا | بھید کیا اسمیں ہے اے اسما بتا

ہمکو تو کھانا کھلاتی کیوں ہے آج | خیریت سے تو ہے اماں کا مزاج

روبرو اب فاطمہ کے جائیں گے | ہم تو بے ماں کے نہ کھانا کھائینگے

عرض کی اسما نے تب اے نازنیں | منہ سے کچھ اب بی بی کہہ سکتے نہیں

ہیں مرض سے ناتواں خیر النسا | اب نہ جانا پاس ان کے دلربا

دونوں شہزادے یہ سنکر اٹھ کھڑے | روبرو ماں کے گئے روتے ہوئے

کر کے بس شور و فغاں یوں عرض کی | لیجئے اماں سلام رخصتی

کیوں اجی اماں یہ کیا سو گئے | کیا ابھی بے فکر ہم سے ہو گئے

کیوں اجی اماں ہراساں کرتے ہو | ایسے کیوں ہم کو پریشاں کرتے ہو

کیوں اجی اماں ہمارے مہرباں | آج کیوں غش میں ہو ایسے ناتواں

کیوں اجی اماں ہمیں سمجھاؤ تو
سینہ اٹھا ہے گلے لپٹاؤ تو

غش سے آنکھیں کھولدیں تب فاطمہ
دیکھ معصوموں کا رونا کی بکا

پیار سے دونوں کو لپٹا کر گلے
روضۂ انور پہ پھر بھجوا دئے

پھر پلٹ کر آئے دونوں زار زار
کر دئے رو رو کے ماں کو بیقرار

قصیدہ

کہتے تھے رو رو شبیر و شبر غمخوار مادر غمخوار مادر
بیہوش کیوں ہو بستر کے اوپر غمخوار مادر غمخوار مادر

کس سے کہیں ہم اب پیار کیجئے کس سے کہیں ہم گود میں لیجیے
ہم رو رہے ہیں سمجھاؤ اٹھکر غمخوار مادر غمخوار مادر

بیتاب ہیں ہم اماں غم سے اے اماں جانی روٹھو نہ ہم سے
مر جائیں گے ہم دونوں برادر غمخوار مادر غمخوار مادر

مٹی اچھی ہے گیسو دھلا دو بھوکے ہیں ہم کچھ کھانا کھلا دو
او بنت احمد خاتون محشر غمخوار مادر غمخوار مادر

اماں اگر تم ہم سے خفا ہو بہنوں کو تو اب چھاتی لگا لو
کلثوم و زینب غم سے ہیں مضطر غمخوار مادر غمخوار مادر

رہتے جدا تھے اک دم نہ ہم سے لیٹے ہیں آج آپ بیہوش کیسے
کھینچو خدا را منہ پر کی چادر غمخوار مادر غمخوار مادر

پھر گلے زہرا نے دونوں کو لگا
چوم پیشانی کو پوچھے دلربا

اب ہماری موت کی اے لاڈلو
کس نے دی تم کو خبر بتلاؤ تو

شہزادوں نے کہا اے فاطمہ
جا رہے تھے ہم حضور مصطفےٰ

رو کے فرمایا خلیل اللہ نے
یہ یتیم اب جاتے ہیں خاتون کے

اور ذبیح اللہ دیتے ہیں صدا
وہ چلے ہیں شافع روز جزا
دی صدا نانا کی روح پاک نے
آ رہے ہیں دو جگر گوشے مرے
جب کیا روضہ پہ جا ہمنے سلام
قبر سے فرمائے یوں خیر الانام
جلد الٹے پاؤں واپس جاؤ اب
ماں تمہاری ہو رہے ہیں جاں بلب
دیکھ لو دیدار ماں کا آخری
ہم بھی استقبال آتے ہیں ابھی
بس یہ کہکر دونوں ماں پر گر پڑے
پاؤں پر رو رو کے منھ ملنے لگے
غمزدوں کو پھر گلے لپٹا لیا
رو کے مولا سے یہ بی بی نے کہا
یا علی اب جلد آپ ان کو منا ؤ
روضۂ احمد پہ ہمراہ لے کے جاؤ
واں دعائے خیر میرے واسطے
ساتھ ان دونوں کے لیکر کیجیئے
مجھکو بھی درگاہ میں اللہ کی
کچھ دعا کرتا ہے اس دم یا علی
دونوں شہزادوں کو لے مشکلکشا
قبر احمد پر گئے کرتے بکا
دائی سلما سے یہ بی بی نے کہا
جلد کر سامان ہمارے غسل کا
بس وہیں حمام کر بنت نبی
پہنے اک اطہر لباس آخری
مل کے خوشبو پھر یہ اسما سے کہا
حجرلیسے کا فور جنت جلد لا
نصف کا فور اس سے بی بی نے لیا
واسطے مولا کے آدھا رکھدیا

رو بہ قبلہ سر سے چادر تان کر
رکھ لئے رخسار سیدھے ہاتھ پر

کی وصیت پھر یہ اسما کو بلا
روح جس دم میرے تن سے ہو جدا

بس انھیں کپڑوں سے میرا غسل ہو
برہنہ کرنا نہ ہرگز لاش کو

پھر کہا اسما سے دروازہ لگا
حجرے کے باہر ذرا اب تو بھی جا

کہتی ہے اسما کہ میں بھی اس گھڑی
کان حجرے سے لگا کر تھی کھڑی

آہ و زاری کر کے بی بی فاطمہ
کر رہے تھے عرض اے بار خدا

واسطے بابا رسول اللہ کے
اور جناب مرتضیٰ کے واسطے

واسطے غمگیں مرے حسنین کے
باپ کی امت کو میرے بخشدے

یہ روایت کرتے ہیں حضرت حسن
تھا گنہگاروں کا بی بی کو محن

اک دو دن رحلت کے آگے بانیا
میں نے دیکھا رات بھر پڑھتے نماز

روتے تھے وہ صبح تک سوتے نہ تھے
اور دعا کرتے تھے امت کے لئے

میں یہ محنت دیکھ معروضہ کیا
کیوں نہ مانگیں اپنے خاطر کچھ دعا

تب کیا ارشاد مجھ سے آپ نے
فکر ہے نانا کی امت کی مجھے

مرحبا واللہ ذات پنجتن
ہم پہ بس بھیجا ہے رحمت ذوالمنن

الغرض امت کی خاطر کر دعا
راہ لی جنت کی بی بی فاطمہ

بعد مغرب رات وہ منگل کی تھی
تیسری تاریخ ماہ صوم کی
روتے روتے چھ مہینے جب گئے
جا ملے جنت میں اپنے باپ سے
آئے جب حسنین کو لے کر علی
بیقراری کیا کہیں اس وقت کی
کہتے تھے بے فکر ہو مجھ سے اگر
ان جگر گوشوں کی ہے کچھ بھی خبر
ماں پہ دونوں شہزادے گر پڑے
ہائے اماں کہہ کے بس رونے لگے

قصیدہ

یہ رو کے شور حسین و حسن مچائے ہیں
اٹھو اٹھو اجی اماں یتیم آئے ہیں
ذرا تو دیکھیے منھ پر سے کھینچ کر چادر
تمہارے غم میں یہ کیا حال ہم بنائے ہیں
جگر کباب ہے سینے میں سوز تن میں بخار
ہزاروں داغ یتیمی کے دل پہ کھائے ہیں
کہو خدا کے لئے ہم سے کچھ خفا تو نہیں
یہ رخ کو چاند سے چادر میں کیوں چھپائے ہیں
تمہاری ماں کا بس اب ہو چکا ہے وقت اخیر
مزار پاک سے نانا ہمیں سنائے ہیں
بنا ہے اور ہی رنگ آپ ہمکو دیکھو تو
جو آج آنسو کے پانی سے ہم نہائے ہیں
دغا نہ دیجیے اس کمسنی میں اے اماں
خطا معاف جو ہم آپ کو ستائے ہیں
حسب فرمان غسل اسما نے دیا
رات ہی کو دفن بی بی کا ہوا
یا الٰہی مصطفےٰ کے واسطے
اور جناب مرتضیٰ کے واسطے

بہر حسنین اور طفیل فاطمہ — مومنوں کا دو جہاں میں ہو بھلا
اے جناب فاطمہ بنت رسول — ہے غلام دستگیر از حد ملول
مشکلیں سب اس کے آساں کیجئے — دین اور دنیا میں شاداں کیجئے

حال وفات سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

آنکھوں سے کر خون جگر کا رواں — عاشق شیدا کی سنو داستاں
ہو گئی جس وقت وفات رسول — فاطمہ زہرا ہوئیں زار و ملول
شعلہ جدائی کا جلانے لگا — درد جگر روز ستانے لگا
جان دو عالم سے جدا ہو گئی — ہجر میں مشتاق قضا ہو گئی
آٹھ پہر نعرہ تھا بس آہ کا — حال دگرگوں ہوا اس ماہ کا
شاہ ولایت نے کہا بی بی سے — ایسا نہ بے ساختہ چلائیے
جمع ہیں مسجد میں صحابہ سب آ — رونے کی بی بی نہ سناؤ صدا
راتکو سب جائیں گے جب اپنے گھر — زاری کرو قبر پر دل کھول کر
کرتے تھے اصحاب نمازیں ادا — تیسری شب دفن ہوئے مصطفٰے
غمزدے سب فاطمہ کے گھر یہ جا — پرسا دئے سید کونین کا۔
پوچھا یہ اصحاب سے زہرا نے تب — دفن کئے اپنے پیمبر کو سب

کیسے تم عشاق تھے کیا کر کے آئے ماہ رسالت کو زمیں میں چھپائے

ایک فقط میرے ہی افسردہ تھے ہائے وہ کیا سب کے پیمبر نہ تھے

دل میں کھٹکتا میرے نشتر ہے آج چین صحابہ تمہیں کیونکر ہے آج

عرض یہ کی سب نے کہ یا فاطمہ حکم کیا ہم نے انھیں کا ادا

روتے ہوئے واں سے صحابہ اٹھے غش ہوا بس بی بی کو بیتابی سے

تین پہر رات گئی جب گھڑی ہوش میں لا بولے یہ حضرت علی

رو لو بس اب چلئے اے عالی نسب قبر نبی خالی ہے لوگوں سے اب

شاہ ولایت سے یہ سن فاطمہ قبر نبی پر گئیں کرتے بکا

مرقد اقدس پہ جو کی ہے فغاں لکھنے میں آسکتا نہیں وہ بیاں

باپ کا غم بی بی کو اس طرح تھا لکھتے ہیں آپ اک عربی مرثیہ

صبح سے تا شام تھا رونیکا کام رات گزر جاتی تھی غم میں مدام

آتے تھے جب در سے جناب رسول دیکھ ادھر روتی تھیں ہر دم بتول

تب وہ نہیں آتی تھی صورت نظر رو رو کے یوں کہتی تھی وہ نوحہ گر

آپ تو دنیا سے گئے منہ کو موڑ فاطمہ زہرا کو گئے کس پہ چھوڑ

مجھ میں جدائی کی ہے طاقت کہاں بابا بلا لو مجھے تم ہو جہاں

فرقت احمد میں جو گھبراتے تھے | رو رو کے ہر بار یہ فرماتے تھے

زلف معنبر نظر آتی نہیں ہو ہو | چشم منور نظر آتی نہیں

سید اکمل نظر آتے نہیں | احمد مرسل نظر آتے نہیں

شافع محشر نظر آتے نہیں | لوگو پیمبر نظر آتے نہیں

ہجر کی تاب اب تو نہیں لاؤنگی | رو کے اسی حال میں مر جاؤنگی

کر کے بیاں روتے تھے اس شاہ کا | عرش پہ بس شور تھا اک آہ کا

دیکھا جو آدم نے یہ زہرا کا غم | بھول گئے نالۂ انا ظلمنا

حضرت یعقوب بھی تھے اشکبار | روتے تھے ادریس نبی زار زار

حال حزیں مریم و حوا کا تھا | سینہ پھٹا جاتا تھا بلقیس کا

گریۂ زہرا پہ کلیجہ کو تھام | روتے تھے داؤد علیہ السلام

شام و سحر فاطمہ کے رونے سے | اہل محلہ سبھی عاجز ہوئے

عرض یہ کی سب نے کہ یا مرتضیٰ | گریۂ زہرا سے ہے محشر بپا

اب تو نہیں ضبط کا یارا ہمیں | فاطمہ کے رونے نے مارا ہمیں

سن کے یہ غمگین ہو مشکل کشا | زہرا سے کہنے لگے یا فاطمہ

آپ تو دن رات ہیں بس اشکبار | اہل محلہ ہیں بہت بے قرار

کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں
آپکے رونے سے وہ سب روتے ہیں

زہرا یہ سن کر گر پڑے غش آگیا
عرش بھی اس صدمہ سے تھرا گیا

ہوش میں آئیں جب لگے رونے بتول
قبر میں تھرا گئی روح رسول ﷺ

کہنے لگے یا علی اب جائیے
اہل محلہ سے یہ فرمائیے

باپ سے ملنے کا یہ سامان ہے
فاطمہ کچھ روزوں کی مہمان ہے

لوگوں کے زچ ہونے کا سن ماجرا
بقعہ میں کرنے لگے جا کر بکا

کہتے تھے یا بابا مری فریاد ہے
جینے سے بس دل مرا ناشاد ہے

جاؤں کدھر کیا کروں فرمائیے
جلد اس آشفتہ کو بلوائیے

آپ تو آرام کئے شاد کام
شہر مدینہ ہوا ویراں تمام

جان میری جینے سے باز آگئی
خلق مرے رونے سے گھبرا گئی

واں بھی وہ روئے تو آفت ہو گئی
اہل فنا پر بھی قیامت ہوئی

لرزہ میں ہر مردہ تہ گور تھا
سارے مزاروں میں بس اک شور تھا

یوں ہی گئی رونے میں مدت گزر
آئی نہ وہ صورت انور نظر

بڑھ ہی گیا درد دل زار کا
حال بنا اور ہی بیمار کا

خون ہوا آنسو کے بدلے رواں
سینے سے اٹھنے لگا غم کا دھواں

شکل قمر گھٹنے لگے صبح و شام
تیسری شب خواب میں آئے رسول
بابا نبی خوب ستائے سبھی
بیٹی کی الفت بھی کچھ اب یاد ہے
زہرا کا سر سینۂ الوز پہ دھر
خاک بسر چاک گریباں ہے کیوں
صبر کر اب روتی ہے کیوں زار زار
آج سے سر رو رو نہ ٹکراؤ گے
صبح قیامت جو ہوئی آشکار
پھر تو یہ ہاتف سے بھی آئی ندا
بولے یہ اسما سے وہیں فاطمہ
فاطمہ فردوس کو جاتی ہے آج
شیر خدا نے جو سنا یہ پیام
گھر میں جو داخل ہوئے شیر خدا
پوچھے یہ زہرا سے وصی رسول

آ گیا بس اتنے میں ماہ صیام
گر پڑے قدموں پہ یہ کہکر بتول
رخ تلک اپنا نہ بتائے مجھے
فاطمہ کی آپ سے فریاد ہے
کہنے لگے ایسا تو ماتم نہ کر
بال کھلے حال پریشاں ہے کیوں
جان پدر ایسی نہ ہو بے قرار
کل مرے نزدیک چلے آؤ گے
جاگ اٹھی فاطمہ ذی وقار
آج وفات آچکی ہے سیدا
جا کے یہ مسجد میں علی کو سنا
واسطے رخصت کے بلاتی ہے آج
گھر چلے ہاتھوں سے کلیجہ کو تھام
رونے لگے دیکھ کے خیر النسا
موت سے واقف ہوئے کیونکر بتول

اے مرے مخدومۂ ہر دو جہاں ۔ چھوڑ کے معصوموں کو جاتے کہاں

شوق ہے کیوں مرنے کا جانِ جہاں ۔ پورا ہوا سال نہ اٹھیسواں

فاطمہ بولیں کہ سنو یا علی ۔ روتی تھی میں وقتِ وفاتِ نبی

بولے تھے یوں مجھ سے شہِ کائنات ۔ چھ مہینے بعد ہے تیری وفات

آج بھی ہاتف سے سنی یہ خبر ۔ فاطمہ کا سوئے جناں ہے سفر

دیجئے رخصت مجھے یا مرتضیٰ ۔ آپ کا اور بچوں کا حافظ خدا

کی ہے اگر فاطمہ نے کچھ خطا ۔ عفو کرو یا علی بہرِ خدا

جانتی تھی اپنے کو میں یا علی ۔ بیٹی میں ہوں احمدِ مختار کی

آپ کی خدمت میں ہوا ہو قصور ۔ تھا ابھی عالی نسبی کا سرور

شاہِ ولایت نے یہ رو کر کہا ۔ مجھ سے یہ اقرار کرو فاطمہ

حشر کے صدمے ہیں بہت ہی مہیب ۔ بندہ گنہگار ہوں مسکیں غریب

شافعِ محشر ہیں تمہارے پدر ۔ مجھ پہ وہاں ہووے کرم کی نظر

پل پہ حمایت کرو میزاں پہ آؤ ۔ حشر کے ہر صدمے سے مجھکو بچاؤ

ہاتھ پکڑ ناری فرشتے اگر ۔ کھینچیں جہنم کے جو دروازے پر

دوڑ کے تم مجھکو چھڑانا وہاں ۔ ورنہ محمد ہی کو لانا وہاں

رو کے کہا زہرا نے یا مرتضیٰ
دل میرا اس دم ہے بہت بیقرار
بچوں کو میرے نہ رولایا کرو
بہر خدا بہر رسالت مآب
غم مری فرقت میں نہ کھایا کرو
رو رو کے پھر آنسو بہانے لگے
ہاتھ پکڑ زینب و کلثوم کا
لطف و کرم دونوں پہ رکھا کرو
ہاتھ پکڑ سید مظلوم کا
سید عالم کا یہ دلدار ہے
بولے یہ زہرا سے شہ ذوالمنن
فاطمہ تو بس یہ کلیجے کو تھام
کہنے لگے رو رو کے بیتاب ہو
پوچھے کوئی انکی ہو اماں تمہیں
دیکھتے تھے انکی جو خاطر ملول

آپ کو مقبول خدا نے کیا
سورہ یٰسین پڑھو بار بار
یاد میری دل سے بھلایا کرو
تم نہ کہیں بھولیو یا بو تراب
فاتحہ کو قبر پہ آیا کرو۔
چھاتی سے بچوں کو لگانے لگے
ہاتھ میں حسنین کے دیکر کہا
بہنیں نہیں بیٹیاں سمجھا کرو
ہاتھ میں زینب کے دیا اور کہا
اس کی رفاقت تجھے درکار ہے
کس لئے زینب سے کہا یہ سخن
کر نہیں سکتی میں بیاں یا امام
پالا ہے تکلیف سے ان دونوں کو
کہتی تھی میں دائی ہوں مادر نہیں
کاندھے پہ لے پھرتے تھے اکثر رسول

اب مرے رونیکا یہی ہے سبب
دشت میں جب ہوئیگا یہ تشنہ لب

جور و جفا کرکے سب اہل یزید
بچے کو بس میرے کریں گے شہید

سجدے میں سر جس گھڑی خم ہوئیگا
پیاسے پہ اک اور ستم ہوئیگا

سر سے جدا ہوئیگا تن تن سے سر
الحذر و الحذر و الحذر

ریت پہ رکھ چلتے گل اندام کو
نیزے پہ لیجائیں کے سر شام کو

ہوگا وہیں خاتمۂ پنجتن ؑ
ساتھ بھی ہوئیں گی زینب بہن

امت عاصی کے لیے یا علی
کیسی مصیبت سہے بابا نبی

ان کے گناہوں سے جو گھبراتے تھے
ہر گھڑی یا امتی فرماتے تھے

چھوڑ کے فردوس کو بابا رسول
کرچکے مدفن بھی زمیں کا قبول

فاقے رہی بابا کے میں ساتھ میں
مہر دیا اپنا اسی بات میں

لعل مرا کچھ نہیں تقصیر وار
رحم کر اس پر مرے پروردگار

سنتے ہی ان باتوں کو دونوں پسر
ماں کے قدم پر گرے اک آہ بھر

دونوں کو زہرا نے گلے سے لگا
کہنے لگے لوگو انھیں دو سلا

ہے مجھے بیماری سے اس وقت چین
روتے ہو کیوں آ مرے پیارے حسین

روضہ میں جا سید کونین کے
دونوں وہ گل روتے ہوئے سو گئے

خواب پڑا دونوں کو سوتے ہوئے　چونک اٹھے پھر تو وہ روتے ہوئے

آکے کیا زہرا سے گریہ کناں　دیکھیے ہم کو نہ و نخا اماں جاں

فاقوں کی سہلیں گے جفا و ستم　آپ کو آزردہ کریں گے نہ ہم

نانا نبی تھے جو بس اک مہرباں　وہ بھی ہمیں چھوڑ گئے بس یہاں

ایسے ہو کیوں ہم سے خفا اماں جاں　چھوڑو نہ اب بہر خدا اماں جاں

فاقہ کشی کرتے ہیں دونوں قبول　جاؤ نہ تم نانا کے پاس اے بتول

دھوم لگے کرنے جو دونوں پسر　زینب و کلثوم ہوئیں نوحہ گر

کہنے لگے فاطمہ حسنین سے　مرنے سے کیوں کر مرے واقف ہوئے

ماں کو دیا دونوں نے رو کر جواب　اماں ابھی ہم نے یہ دیکھا ہے خواب

نانا نبی کہتے ہیں اے لاڈلو　ماں کا ہے وقت آخری جا کر ملو

عورتیں جنگل میں ہیں چند اشکبار　کھود رہی تھیں وہ کسی کا مزار

اتنے میں جس وقت گئے ہم وہاں　روتے ہوئے اٹھ کھڑے سب بیبیاں

دیکھ ہمیں رو رو کے کہتے تھے یوں　فاطمہ زہرا کے یتیم آئے کیوں

بی بی تھی اک انھیں بہت خوش لقا　ہم کو لگی رونے گلے سے لگا

ہم نے یہ اس بی بی سے پوچھا بیاں　کون ہیں فرمائیے یہ بیبیاں

بولے یہ آئے ہیں بحکم خدا — مریم و حوا بھی ہیں اور آسیا

رو رو کے حوراں جناں زار زار — کھودتی ہیں ماں کا تمہاری مزار

پھر کیا ہم دونوں نے ایسے کلام — بی بی تمہارا ہمیں بتلاؤ نام

رو رو کے کہنے لگے اے خوش خرام — زوجہ احمد ہوں خدیجہ ہے نام

نانی ہوں تم دونوں کی زہرا کی ماں — بیٹی کے دفنانے کو آئی ہوں یاں

سوتے ہو کیا اس گھڑی ہو بے خبر — ماں سے ملو جا کے ذرا جلد تر

نانی سے اسرار جو یہ پائے ہم — چونک کے اب نیند سے یاں آئے ہم

مادری الفت کو نہ یوں توڑئے — اماں اکیلے نہ ہمیں چھوڑئیے

دونوں یتیموں کو گلے سے لگا — رو رو کے بیتاب ہوئی فاطمہ

پھر لگے فرمانے کہ اے دلربا — جاؤ تم اس وقت پہ باہر ذرا

ہو کے بہت دونوں یتیم اشکبار — چل دئے باہر کی طرف زار زار

جا چکے جب بیٹے تو رو کر کہا — جائیے اب آپ بھی یا مرتضیٰ

دونوں یتیموں کو منا لیجئے — چھاتی سے یا شاہ لگا لیجئے

بولے پھر اسما سے یہ خیر النسا — حجرے کا دروازہ لگا تو بھی جا

در سے جو اسما نے سنا سر لگا — حجرے میں تھی روح نبی کی صدا

کہتے تھے اے فاطمہ غمخوار چل — ساتھ مرے اے مرے دلدار چل
جنت فردوس میں رشک قمر — تیرے لئے بن گیا موتی کا گھر
روئے منور جو نظر آگیا — اور خمار آنکھوں میں بس چھا گیا
اوڑھ ردا کلمہ پڑھی نیک خو — سو گئے آرام سے ہو قبلہ رو
روح نکل خلد کے جانب گئی — دھوم مدینے میں مچی آہ کی
غم کا یتیموں کے بیاں ہے کثیر — ختم کر اب یاں سے تو اے دستگیر
فاطمہ پر بھیج درود اور سلام — تاکہ ہو خوش روح رسول انام

حالات وفات حضرت امیر المومنین سیدنا جناب ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دل لگا کر سنئے خاصان خدا — حال ہے یہ رحلت صدیق کا
جب ہوئے بیمار امیر المومنین — کر دئے حضرت عمر کو جانشین
اور مرض میں حضرت صدیق کے — مرتضیٰ آئے عیادت کے لئے
تھے بہت واں جمع اصحاب نبی — بیٹھے بالین پر خلیفہ کے علی
یوں لگے فرمانے اس دم وہ امیر — یا علی اب ہے مرا وقت اخیر
چھوڑنا اس جسم خاکی کا ہے آج — وصل محبوب حقیقی کا ہے آج

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم — جسم بگزارم سراسر جاں شوم

اے خدا کے دوست اے زوج بتول — اک گزارش کیجئے میری قبول

ان مبارک ہاتھوں سے اپنے جو — آپ نہلائے رسول اللہ کو

اتنا احساں یا علی مجھ پر کرو — غسل میرا بھی انہیں ہاتھوں سے ہو

اے وصی مصطفیٰ اے بوالحسن — مجھکو ان ہاتھوں سے پہنانا کفن

رکھنا لاشہ کو مرے بعد نماز — روضۂ اقدس کے آگے با نیاز

عرض کر دیجو کہ اے خیر الانام — ہے ابوبکر آپ کا حاضر غلام

خود بخود دروازہ حجرے کا کھلے — روضہ میں دفنانا لاشے کو مرے

گر نہ جنبش ہو در سلطان کو — دفن دیندار و نیکے قبرستان میں ہو

روئے یہ سن کر جناب مرتضےٰ — اور کہے اے یار غار مصطفےٰ

اے خلیفہ تم پہ رحمت حق کی ہو — تم سے الفت تھی رسول اللہ کو

آپ سے فرماتے تھے راز و نیاز — مشورہ لیتے تھے خود بندہ نواز

خوش تھے حضرت آپکی دیدار سے — اور اپنا معتمد تھے جانتے

وائے افسوس اے امیر المومنین — ہم کو تنہا کر چلے اندوہ گیں

راوی فرماتے ہیں یوں اس غم کا حال — غسل مولا نے دیا بعد وصال

اور پڑھے فاروق میت کی نماز
آگے رونے کے تھا لاشہ پاناز

خود بخود دروازہ حجرہ کا کھلا
اور یہ اندر سے آتی تھی صدا

لاؤ پہلو میں مرے صدیق کو
دفن عزت اور کرامت سے کرو

سب صحابہ دفن اس شہ کو کیے
دوست کو لے جا ملائے دوست سے

عمر تریسٹھ تھی سدھارے شاہ دیں
تھی جمادی اولی کی بائیسویں

ہاں غلام دستگیر بے نوا
عرض کر اے یار غار مصطفےٰ

دور آخر ہے زمانہ ہے تمام
ہے عدو کا وقت اس دم اے امام

دمبدم ہو ہم پہ حضرت کا کرم
ایک کیا لاکھوں ہی مشکل میں ہیں ہم

قصیدہ

کسطرح بشر سے ہو بیاں شان ابی بکر
خود خالق اکرم ہے ثنا خوان ابی بکر

اک پلہ میں کل جن و بشر کا ہو جو ایماں
جھک جائیگا اس پلہ ایمان ابی بکر

توصیف ہو کیا انکی ادا جن و بشر سے
قرآن کی آیات ہیں شایان ابی بکر

بخشا ہے پیمبر نے انہیں علم لدنی
ہے معرفت اللہ کی عرفان ابی بکر

حضرت کہے بدلہ کیا احساں کا میں کیسے
مجھسے نہ ادا ہو سکا احسان ابی بکر

کندھے پہ شہنشاہ دو عالم کو اٹھایا
سب خلق پہ کیونکر نہ ہو فیضان ابی بکر

عاشق میں رسول خدا اے دستگیر اُنکے	کونین میں تھامے رہو داماں ابی بکر

مثنوی شہادت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اے محبو سنئے غم کی داستاں
ہے شہادت کا عمر کے یہ بیاں

لکھتے ہیں یوں راویان باادب
یہ عمر کی ہے شہادت کا سبب

دوستو یہ ہے عرب میں انتظام
کرتے ہیں مزدوری جو انکے غلام

اسمیں سے مالک کو کچھ پہنچاتے ہیں
اس سے جو کچھ بچ رہا وہ کھاتے ہیں

اک مغیرہ کا مجوسی تھا غلام
تھا ابی لولو اسی ملعون کا نام

بیٹھے تھے بازار میں حضرت عمر
عرض یوں کرنے لگا وہ بد گہر

اے خلیفہ میرا مالک کر ستم
لیتا ہے ہر روز مجھ سے دو درم

اک درم پر اس کو سمجھا دیجئے
میں اسے ہر روز دونگا راضی سے

آپ نے فرمایا اس سے اے جواں
کیا ترا پیشہ ہے اس دم کر بیاں

وہ کہا میں ہوں بڑھائی اور لوہار
یا دنقاشی بھی ہے اے دیندار

آپ بولے تیرا پیشہ ہے بڑا
دو درم سے کم نہ دینا ہوئیگا

ہوگئی حق بات اس کو ناگوار
دل سے دشمن ہوگیا وہ بدشعار

زہر میں بجھوایا خنجر تیز کر
قتل کے قابو میں تھا وہ بدگہر

آئی جب ذالحج کی ستائیسویں
تھے نماز صبح میں وہ شاہ دیں

تھی تلاوت سورۂ احزاب کی
پے بہ پے خنجر لگایا وہ شقی

کان امر اللہ قدرا جاری تھا
یعنی جو اللہ نے چاہا وہ ہوا

وکان امر اللہ قدرا مقدورا
یعنی اللہ نے جو چاہا وہ ہوا۔

اور اٹھارہ شخصوں کو زخمی کیا
خودکشی کی واصل دوزخ ہوا

آپ نے فرمایا ہاں مارا مجھے
دین کا دشمن خبیث اور کلب نے

شکر ہے اللہ کا اے مومنین
کوئی کلمہ گو مجھے مارا نہیں

خون کا سیلان کثرت سے ہوا
غلبہ حضرت پہ ہوا بے ہوشی کا

عبد الرحمٰن عوف کے فرزند نے
کی امامت حکم سے اس شاہ کے

پوچھے آکر ہوش میں وہ باخدا
کی نماز صبح تم سب نے ادا

عرض کی اصحاب نے تب با نیاز
اے خلیفہ پڑھ چکی سب نے نماز

پس وضو فاروق نے تازہ کیا
اور نماز صبح کی تنہا ادا

زخمی تھے حضرت بہا تھا خون بھی
پر نہیں چھوڑی نماز ظاہری

اندنوں کے ہٹے کٹے مرشدین
اک نماز فرض تک پڑھتے نہیں

رہتے ہیں حقے اڑاتے روز و شب
کہتے ہیں دل سے ہے اپنے یاد رب

شرم آتی ہے جو قول انکا لکھوں
عاشقاں ہیں فی صلواۃ دائموں

کیا صحابہ کو خبر اس کی نہ تھی
پھر پڑھے ہے کیوں یہ نماز ظاہری

تب صحابہ سے یہ فرمائے عمر
اب ہمارا وقت ہے نزدیک تر

سب بڑے اصحاب کرکے مشورہ
ایک کر لیجو خلیفہ دین کا

جاکے در پر عائشہ صدیق کے
میرے معروضے کو پہونچا دیجئے

حجرے میں اک قبر کی جا ہو عطا
دفن روضے میں ہو حضرت کے سرا

سن کے بی بی نے کہا اندوہگیں
میں رکھی تھی اپنے خاطر وہ زمیں

ہے وہ ہوتا رب کو جو منظور ہو
دی خوشی سے میں عمر فاروق کو

سن کے حضرت نے کہا اصحاب سے
پوچھنا پھر بعد مرنے کے مرے

پھر اگر پروانگی بی بی کی ہو
دفن کرنا واں ہماری لاش کو

گر نہ واں منظور ہو اللہ کو تو
دفن دیداروں کی قبرستاں میں ہو

پھر صحابہ نے یہ رو کر عرض کی
آپ لیٹے ہیں زمیں پر اٹھ گھڑی

نزع کا ہے وقت چبھتی ہے زمیں
تخت پر آرام کیجئے شاہ دیں

آپ بولے نیک تر ہیں گر عمل
تخت دیگا حق تعالیٰ لبے بدل

گر عمر کے بدعمل ہیں مومنیں | سخت دشمن ہوئیگی یہ بھی زمین
گر یہ وازاری صحابہ میں رہی | روح جنت کو سدھاری آپکی
غسل دے کر پڑھ جنازے نماز | روضۂ اقدس میں لائے بانیاز
غمزدہ اصحاب سب روتے ہوئے | پہلو میں صدیقؓ کے دفنا دئے
اے غلام دستگیر اب عرض کر | اے عمرؓ اے عاشقِ خیر البشر
دین و دنیا میں ہماری مشکلات | ہو ویں حل بہر رسول کائنات

مثنوی شہادت امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

دمبدم دل سے کہو صل علیٰ | ہے بیان عثمان ذی النورین کا
وصف میں جن کے نبی فرماتے تھے | مجرمین دوزخ میں قابل جلنے کے
خاطر عثمان سے وہ کردگار | بخش دے گا حشر میں ستر ہزار
مہربانی کر رسول اللہ نے | لڑکیاں دو عقد میں دیں آپکے
جب قضا کیں دونوں صاحبزادیاں | ایسا فرماتے رسول انس وجاں
ہوتیں گر چالیس مجھکو لڑکیاں | عقد میں عثماں کے دیتا بے گماں
خون آنکھوں سے بہا کر ہو سنو | قصہ عثماں کی شہادت کا سنو

مصر کے حاکم تھے عبداللہ تھا نام ‏ ظلم سے گھبرائے انکے خاص و عام

پھر کئی سو جمع مصری ہو گئے ‏ آئے فریاد آگے ذی النورین کے

کی شکایت ظلم عبداللہ کی ۞ ‏ آپ نے انکی تشفی کی بڑی

بیٹے تھے صدیق کے عالیمقام ‏ تھا محمدؐ بن ابی بکر ان کا نام

آپ ہی کو مصر کا حاکم کیا ‏ کردئے معزول حاکم پہلے کا

مہری خط دے کر روانہ کردئے ‏ یاں دغا کی بس شقی مردود نے

آپ کا منشی تھا مرواں پر دغا ‏ یہ فریب اس بیحیا ملعوں کا تھا

مُہر حضرت کی لفافے پر رہی ‏ خط لفافے میں کا بدلا وہ شقی

مصر کے حاکم کو یہ نامہ لکھا ‏ یہ جو آتے ہیں تم ان پر کر جفا

مار ڈالا چاہئے بس بے گماں ‏ قتل کر کے ان کے سر بھجوا دیاں

جا رہا تھا لے کے خط وہ نامہ بر ‏ راستے میں ہو گئی ان کو خبر

اونٹ سے اس کو اتارے خاک پر ‏ اور وہ خط اس سے لئے تلاش کر

پڑھ کے خط دشمن خلیفہ کے بنے ‏ اور مدینے کے طرف واپس پھرے

پوچھے عثمان غنی سے وہ تمام ‏ یہ دغا کیسی کئے ہو کر امام ۞

آپ نے حق کی قسم کھا کر کہا ‏ مُہر میری ہے نہیں مضموں مرا

بس اسی پر پڑ گیا فتنہ فساد
گھیرے دولت خانہ کو وہ بدنہاد

آگ بھی دارالامارہ کو دے
بند پانی کردیا بدذاتوں نے

سات سو حبشی تھے حضرت کے غلام
ہوگئے آمادہ لڑنے پر تمام

منع حضرت نے لڑائی سے کیا
اور کہے فرما چکے ہیں مصطفےٰ

وقت پہونچا ہے شہادت کا قریب
پھر یہ خونریزی سے کچھ حاصل نہیں

چڑھ کے کوٹھے پر پکارا آپ نے
کہدو جا کر حیدر کرار سے

بند پانی ہوگیا پیاسے ہیں ہم
پانی بھجوا دیجے ازراہ کرم ؎

ماجرا حضرت کے سن کر پیاس کا
مشکیں بھروا کر بھجائے مرتضیٰ

جو گئے تھے پانی لے زخمی ہوئے
تھوڑا پانی پہونچا گھر میں آپ کے

اس گھڑی مولا ولی اللہ کے
دونوں شہزادوں کو بلوا کر کہے

ہاتھ میں تلواریں لے کر جلد تر
جاؤ عثمان غنی کی ڈیوڑھی پر ؎

اور جو قنبر مرتضیٰ کے تھے غلام
ان کو بھی ہمراہ بھیجے وہ امام

آپ نے فرمایا صاحبزادوں کو
تم خلیفہ کی خبرداری کرو ؎ ؎

اس سے لڑنا جو کوئی فتنہ مچائے
اور کوئی دارالخلافت میں نجائے

اور محمد بیٹے طلحہ کے جو تھے
ان کو بھی طلحہ نے واں بھجوا دئے

ہوگئی نوبت جو کشت وخون کی — ہوگئے زخمی حسین ابن علیؑ

اور قریشی بھی کئی زخمی ہوئے — خوں بہا حضرت حسن کے جسم سے

تین شخص آمادہ ہوکر مصر کے — کودے گھر کی پشت کی دیوار سے

ماہِ ذیحجہ کی تھی اٹھارھویں — جمعہ کا دن تھا امیر المومنین

بیٹھے تھے قرآن پڑھتے باوضو — اور تھیں حضرت کی بی بی روبرو

تب محمد بن ابی بکر آگے جا — داڑھی پکڑی اور گلا سیدھا کیا

ان سے تب فرمائے عثمان غنی — باپ ہوتے گر تمہارے اس گھڑی

ایسی حالت میں تمہیں گر دیکھتے — بد سمجھتے روکتے اس فعل سے

سنکے یہ پس ان پہ دہشت ہوگئی — ہاتھ کانپے چھوڑی داڑھی آپکی

مصر کا باشندہ اک مردود تھا — اس نے کاٹا ہے خلیفہ کا گلا۔

آپ قرآں کی تلاوت کرتے تھے — چند قطرے خوں کے قرآں پر گرے

باحیا ایسے تھے میر المومنین — شرم سے قاتل طرف دیکھا نہیں

لوٹنے گھر مصر کے بیدینوں نے — جلد بھاگے کود کر دیوار سے

بی بی نے کوٹھے پہ چڑھکر دی صدا — کٹ چکا عثمان کا پیاسا گلا

یہ خبر سن کر علی دوڑے گئے — منھ پہ مارے حضرت شبیر کے

ہو بہت غصہ میں شیر کردگار | مارے چھاتی میں حسن کے ایک مار
دونوں نے رو کر کہا اے بابا جان | لڑکے ہم زخمی ہوئے دونوں یہاں
اسطرف سے ہم نہیں جانے دئے | کو وا بدذاتوں نے گھر کے پیچھے سے
ہے ہمارا اس میں کہئے کیا قصور | پھر غضب کرتے ہیں ہم پر کیوں حضور
جب زنانے میں گئے حضرت علی | دیکھے خونیں تر ہیں عثمان غنی
حال بی بی نے شہادت کا کہا | رو دئے سنکر جناب مرتضیٰ
اسکے غم سے کانپ اٹھا عرش قدیر | ختم کر اس کو غلام دستگیر
التجا کر حضرت عثمان سے ہو | اے خلیفہ سید کونین کے
اک کرم کی کیجئے ہم پر نگاہ | کافی ہے اے نائب خیر الورا

مثنوی شہادت امیر المومنین حضرت جناب مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہ

آنکھوں سے ہوتا ہے سنکر خوں رواں | شاہِ مرداں کی شہادت کا بیاں
مرتضیٰ کے قتل کی ہے داستاں | یوں لکھا ہے راویوں نے یہ بیاں
شہ مرداں مولا نے جس دم فتح کی | ایسا فرمائے کہ اس جا ہے کوئی
کوفے میں پہونچائے مژدہ فتح کا | عبد الرحمٰن ابن ملجم اٹھ کھڑا

عرض کی گر حکم ہو جائے امام — کوفیوں کو مژدہ پہنچا دے غلام
اس سے تب فرمائے یوں مولا علی — ہاں کرے گا پھر تو اپنا کام بھی
سمجھا اس ارشاد سے وہ بے حیا — ہے اشارہ اس میں اپنے قتل کا
عرض کی دل سے ہوں حضرت کا غلام — یہ گماں دلمیں نہ رکھیے اے امام
مانگتا ہوں میں پناہ اللہ سے — ایسی باتوں سے بچا یارب تجھے
چھوڑ کر احباب اپنے اور وطن — ہوں غلامی میں اے شیر ذوالمنن
آپ فرمائے مقدر ہے یوں ہی — دے چکے اسکی خبر حضرت نبی
رو کے بولا قتل کروا دیجئے — تا بچوں میں ایسے بھاری جرم سے
اس سے فرمائے وہ شاہ دیں پناہ — جبتک انساں سے نہو صادر گناہ
کیوں قصاص شرع اسپر آئے گا — جا سنا کوفے میں مژدہ فتح کا
ابن ملجم بس وہاں کوفی گیا — پھر رہا تھا مژدہ دیتا فتح کا
ایک کوچے کے یہ دیکھا قصر میں — گا رہی تھیں جمع ہو کر عورتیں
بس ٹھہرایا اس نے ان عورات کو — چھوڑ دو یہ حرکات اللہ سے ڈرو
باہر آئی ان میں سے اک مہ جبیں — تھی عرب کی عورتوں میں وہ حسین
نام تھا حسام وہ تھی خارجی — دشمن جانی علی حیدر کی تھی
باپ بھائی اور قرابت والوں سے — بارہ شخص اس کے علی نے مارے تھے

حسن اسکا دیکھ یہ عاشق بنا — اور کیا پیغام اس سے عقد کا
وہ کہی میں تجھ سے راضی ہوں ابھی — مہر میرا ہے فقط قتل علی
چھا گیا تھا آنکھوں میں کیف حرام — تیغ لیکر نکلا واں سے شاد کام
زہر میں بھجوالیا شمشیر کو — تا کہ زخم اس کا کبھی اچھا نہ ہو
کوفے میں داخل ہوئے جب مرتضےٰ — آئے سب حضرت کو لینے پیشوا
کوفے کی مسجد میں جاکر آپ نے — وعظ منبر پہ یہ فرمانے لگے
حمد خالق کا کئے نعت رسول — دیکھے شہزادوں طرف ہوکر ملول
یوں حسن سے پہلے پوچھا آپ نے — کتنے دن گزرے ہیں ماہ صوم کے
عرض کی حضرت حسن نے یا ابی — تیرھویں ہے آج ماہ صوم کی
پوچھا پھر حضرت حسین پاک سے — کتنے دن رمضاں کے اب باقی رہے
تب حسین نازنیں نے یوں کہا۔ — سترہ دن باقی ہیں اے شاہ ہدا
ہاتھ رکھ داڑھی پہ فرمائے علی — اس مہینے میں اس امت کا شقی
خون میں داڑھی کرے گا سرخ فام — بس یہ کہکر رودئے حضرت امام
اتنے آنسوں دونو آنکھوں سے بہے — بھیگی داڑھی آپ کی سب اشک سے
بولے خوف موت سے روتا نہیں — غم ہے ہوتے ہیں یتیم اب نازنیں

ہاں گئیں نانا گئے ہم بھی چلے — کون ہے ان کا سوا اللہ کے

اترے منبر سے جناب مرتضیٰ — تھا اسی دن سے یہ معمول آپکا

گھر حسن کے ایک دن افطار تھا — ایک دن لیجاتے تھے شاہ کربلا

آئی شب انیسویں جب جمعہ کی — بیقرار اس شب کو تھے حضرت علی

صحن میں آتے تھے گھر کے بار بار — آسماں کو دیکھتے تھے بار بار

کہتے تھے سچے ہیں حضرت مصطفیٰ — سچ ہوا جو کچھ کہ حضرت نے کہا

آج قاتل کو ہمارے کیا ہوا — وقت آیا ہے نماز صبح کا

دی اذاں حضرت نے مسجد میں گئے — اور نماز صبح میں مشغول تھے

جب اٹھایا آپ نے سجدے سے سر — وار سر پر مارا ملعون دوڑ کر

سر پھٹا حضرت کا مانند انار — بھاگا واں سے ابن ملجم نابکار

تب قسم کھا کر کہے حضرت علی — آرزو دل کی مرے حاصل ہوئی

بولتے تھے مل کے داڑھی پر لہو — جاؤں گا حضرت کے آگے سرخرو

سرخ رو ملنا ہے زہرا سے مجھے — سرخرو ملنا ہے حمزہ سے مجھے

سرخرو ملنا ہے اب جا کر مجھے — بھائی حضرت جعفر طیار سے

کی امامت تب حسن نے آگے جا — کی نماز صبح ہر ایک نے ادا

دونوں شہزادے غرض روتے ہوئے　　باپ کو واں سے اٹھا کر لے گئے

جمع صاحبزادے حضرت کے ہوئے　　نعرے کر کے غمزدے رونے لگے

شور سن کر فاطمہ کی بیٹیاں　　زینب و کلثوم آئیں ناگہاں

باپ کے قدموں پہ سر رکھکر کہا　　لے چلے تشریف اے شیر خدا

غم میں نانا کے سدھارے امان جان　　ہمکو کس پر چھوڑ جاتے ہو یہاں

یا علی مشکل کشائی کیجئے ؛　　ہم کو بھی ہمراہ اپنے لیجئے

دی تسلی ان کو مولا نے کہا　　باپ اب بھائی کو سمجھو دلربا

شاہزادوں نے بہت غمگین ہو　　زخم دکھلائے بلا جرّاح کو

دیکھ اس نے سر ٹپک کر یوں کہا　　زہر سب اس میں سرایت کر گیا

مار ہے یہ زہر لی تلوار کا ؛ ؛　　ہوئے گا اس سے علی کا خاتمہ

سن کے رونا ہو گیا سب کا الم　　اور نہ تھا وہ روز کچھ محشر سے کم

بس اسی دم دوستوں نے سر بسر　　ابن ملجم کو لے آئے باندھ کر

تب یہ فرمایا خدا کے شیر نے　　قید میں رہنے دو قاتل کو مرے

میں جو کھاؤں اور پیوں وہ اسکو دو　　بعد میری موت کے قتل اسکا ہو

ایک ہی مارا ہے اس نے مجھ پہ وار　　ایک سے زائد نہ ماریں اسکو مار

جب ہوئی حضرت پہ ظاہر تشنگی ۔ لائے ہیں شربت حسن ابن علی
آپ بولے پیاسا ہے قاتل مرا ۔ اک پیالہ اس کو دو اے دل ربا
وہ کہا اس کو میں پینے کا نہیں ۔ تب یہ فرمائے امیر المومنیں
یہ پیالہ پیتا گر آگے مرے ۔ حشر میں کوثر پلاتا میں اسے
پھر یہ شہزادوں سے فرمانے لگے ۔ لے چلو حجرے کے اندر اب مجھے
حجرے میں پہونچائے دونوں نازنیں ۔ بند دروازہ کئے اندوہ گیں
واں جو کچھ راز و نیاز اندر ہوا ۔ اس کو جانے یا خدا یا مصطفےٰ
اک بیک آئی جو کلمے کی صدا ۔ بس سدہارے خلد کو شیر خدا
روح جب نکلی شہ ابرار کی ۔ تھی وہ شب اکیسویں اتوار کی
کھول کر دروازہ جب دیکھے حسن ۔ ہو چکا ہے غسل پہنے ہیں کفن
اور پھر حسب وصیت آپ کا ۔ رات ہی کو دفن صحرا میں ہوا
کر یہ معروضہ غلام دستگیر ۔ اے ولی حق کے علی روشن ضمیر
اے ہمارے دین و دنیا کے امام ۔ مشکلیں حل ہو ویں ہم سبکی تمام

بیان شہادت جناب مرتضیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مظہر ذات خدا ہے شیر خدا | جانشین مصطفیٰ ہے شیر خدا
واقف سرِّ نہاں ہے شیر خدا | راہ نمائے انس و جاں شیر خدا
بادشاہ اولیا ہے شیر خدا | ہادیٔ شاہ و گدا ہے شیر خدا
کون ہمسر ہے علی کا دو بتا | لافتیٰ الا علی حق نے کہا
فرق پر وحدت کا جن کے تاج ہے | دوش احمد پر ہوا معراج ہے
اولیا جتنے ہوئے چھوٹے بڑے | خاک ہیں مولا کی سب دہلیز کے
غیر مولا راستہ حق کا کہاں | واسطہ ہے مرتضیٰ کا درمیاں
ایسا فرماتے تھے حضرت مصطفیٰ | ہے عبادت مرتضیٰ کا دیکھنا
رات دن اہل نظر کی دید تھی | بھید تھا اللہ کا روئے علی
دل کے کانوں سے سنو یہ داستاں | ہے یہ مولا کی شہادت کا بیاں
جب سدھارے دار فانی سے نبی | گھر و بر میں دھوم ماتم کی مچی
غم جدائی کا علی کو تھا کمال | ہو گیا زہرا کا بس پھر انتقال
جنگ کی حضرت علی نے وادی | ایک دم فرصت لڑائی سے نہ تھی
بادشاہ دین و دنیا تھے علی | پر نہ چھوڑی آپ نے فاقہ کشی
دن کو روزہ رکھتے تھے حضرت مدام | اور سوکھی روٹی کھاتے وقت شام

شاہزادوں کی طرف جب دیکھتے
اشک جاری ہوتے اکثر آپ کے

پوچھا یاروں نے جو رونے کا سبب
رو کے بولے ان سے یوں مقبول رب

میرے رونیکے سبب دو ہیں بہم
پہلے دونوں کی یتیمی کا ہے غم

غم تھا ان دونوں کو نانا کا کمال
ہو گیا کمسن میں ماں کا انتقال

ہے دوم یہ میرے رونیکا سبب
بولتے تھے ہر گھڑی محبوب رب

جو کرے گا غم حسینا کے لئے
مغفرت بیشک ہے اسکے واسطے

اس لئے روتا ہوں یارو اس گھڑی
رونیوالوں میں شراکت ہو میری

مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
رونے والوں کا ہے کیا رتبہ بڑا

حتی الامکاں ہر گھڑی ایدوستو
ماتم شبیر میں رویا کرو

اشک اس غم کے ہیں موتیکی لڑی
سلسلہ ہے مغفرت کا بس یہی

لکھتے ہیں یوں راویان ذی حسب
ہے یہ مولا کی شہادت کا سبب

کی ہے بیعت جب بن ملجم نے آ
سب سے حضرت نے کہا اسکو دکھا

دیکھ لو اس کو محبان علی
بالیقین قاتل ہمارا ہے یہی

سب محبوں نے یہ سن کر یوں کہا
قتل اسے کروا دو یا شاہ ہدا

بولے مارا جائیگا جب یہ پلید
کون مولا کو کرے گا پھر شہید

جب سنا حضرت نے اسنے یہ کلام ۔ پاؤں پر سر رکھ کے بولا یا امام
ذرّہ ادنا ہوں اور ناکام ہوں ۔ آپ کا میں بندۂ بے دام ہوں
ہوں میں روباہ آپ ہیں شیر زیاں ۔ مور کی طاقت سلیماں پر کہاں
ہوئے گا مجھ سے نہ یہ ہرگز قصور ۔ یہ خیال اب دل سے دھو ڈالیں حضور
لکھتے ہیں قوم خوارج کو کھپا ۔ کوفے میں تشریف لائے مرتضیٰ
واں اک عورت رہتی تھی اس قوم کی ۔ نام تھا قطامہ تھی رشک پری
باپ بھائی اسکے تھے مارے گئے ۔ جنگ میں حضرت علی کے ہاتھ سے
ابن ملجم حسن اس کا دیکھ کر ۔ بن گیا عاشق لگا ٹکرانے سر
اس کو شیدا دیکھکر بولی وہ زن ۔ کر ادا اک شرط میری جان من
سر جناب مرتضیٰ کا کاٹ لا ۔ پھر تری لونڈی ہوں تو شوہر مرا
چھایا اس کے آنکھ میں کیف حرام ۔ قول لے کر اس سے نکلا لے حسام
دی بہت دینار ملعوں شاد ہو ۔ زہر میں بجھوا لیا تلوار کو
جمعہ کی شب ہفدہم ماہ صیام ۔ خواب دیکھے ہیں شہادت کا امام
تھے بہت اس شب کو حضرت بیقرار ۔ دیکھتے تھے آسماں کو بار بار
چھاتی سے لپٹا حسن کو اکگھڑی ۔ سب کئے ارشاد سر باطنی

پھر حسین نازنین سے یوں کہا — باپ اب بھائی کو سمجھو دلربا

زینب اور کلثوم سے ملکر وہیں — داخل مسجد ہوئے سالار دیں

ابن ملجم سو رہا تھا بے خبر — اس کو حضرت نے کہا ہوشیار کر

عابد اور زاہد کی بیداری ہوئی — صبح صادق کی نمو داری ہوئی

وقت نورانی مہینا خوب ہے — عاشقوں کو وقت یہ مرغوب ہے

میں عبادت حق کی کرتا ہوں ادا — تو بھی اٹھ کام اپنا کر سوتا ہے کیا

آپ تو مصروف طاعت ہو گئے — وہ اٹھا لیں ہاتھ میں شمشیر لے

قابو پاکر وہ لعین بدگہر — وار اک مارا ہے سر پہ دوڑ کر

کان تک پہونچی وہ تیغ بدشعار — یوں پھٹا سر جیسا پھٹتا ہے انار

عرش سے لے فرش تک یہ غل مچا — آج زخمی ہو گئے شیر خدا

اس کو کہتے ہیں عبادت دوستو — اس کو کہتے ہیں شجاعت دوستو

سر دو پارہ ہونے کا کچھ غم نہ تھا — ڈر نہ تھا اصلا کہ ہے قاتل کھڑا

عجز سے اللہ اکبر بول کر وہ تو — رکھدیا بس آپ نے سجدہ میں سر

خوں افشاں ساری مسجد ہو گئی — دل میں ڈر کے بھاگا واں سے وہ شقی

دیکھ کر یاروں کو غم میں مبتلا ہو — دیکھے حضرت نے تسلی یوں کہا

جو ہوا پیدا سو وہ ہوگا فنا　　ہے مگر اس ذات خالق کو بقا

دوستو جانا ہے مجھکو سرخرو　　اب محمد مصطفےٰ کے روبرو

منھ بتانا یہ چچا حمزہ کو ہے　　منھ بتانا فاطمہ زہرا کو ہے

دوڑے صاحبزادے سنکر یہ خبر　　باپ کو مسجد میں دیکھے خوں میں تر

پھر کے آہیں روئے یوں دونو خلف　　شور محشر ہو گیا چاروں طرف

اتنے میں مسجد کے باہر غل ہوا　　پکڑ آیا قاتل شیر خدا

پوچھا اس قاتل سے یوں حسنین نے　　ساقی کوثر کو مارا کس لئے

ہم نے کیا تیرا بگاڑا اے لئیم　　کس لئے ہم کو بنایا اب یتیم

قتل مولا سے تجھے انکار تھا　　کی دغا پھر تو نے آخر بے وفا

شاہزادے العرض روتے ہوئے　　باپ کو دولت سرا میں لے گئے

دیکھکر شیر خدا کو خوں میں تر　　سر پٹک دیں بیبیوں نے آہ بھر

یہ دعا کرتے تھے خالق سے سبھی　　خیر ہووے حیدر کرار کی

ابن ملجم نے یہ سنکر یوں کہا　　زخم ہے یہ تیغ زہر آلود کا

دفن کا ساماں کرو جلدی کہیں　　اسکا مارا کوئی بچتا ہی نہیں

سن کے یہ سب ہو گئے سینہ فگار　　فرقت مولا تھی سب کو ناگوار

سب کو فرما کر نصیحت آخری
واصل حق ہو گئے حضرت علی

روح جب نکلی شہ ابرار کی
تھی وہ شب اکیسویں اتوار کی

جب سدھارے دوستو شیر خدا
بحر و بر میں آپ کا ماتم ہوا

یہ روایت ہے کتابوں میں لکھی
اس کے راوی ہیں حسین ابن علی

غسل حضرت کو فرشتوں نے دیا
اور کفن جنت کے حلوں کا ملا۔

دفن جب حضرت علی کو کر چلے
قتل کروائے عدو کو باپ کے

قبر کا ظاہر نہیں اب تک نشاں
ہے نجف پر اتفاق دوستاں

یا علی مقبول رب روشن ضمیر
عرض کرتا ہے غلام دستگیر

آفت عصیاں میں ہم ہیں مبتلا
حل ہو مشکل سب کی اے مشکلکشا

خاتمہ ہو مومنوں کا خیر سے
اور بچیں سب حادثوں سے حشر کے

واقعہ شہادت جناب امام حسین علیہ السلام ۵

بزم جہاں میں دھوم ہے ماتم کے شین کی
کیسی الم فزا ہے شہادت حسین کی

کیا سمجھے کوئی مومنو رتبہ حسین کا
فرماتے تھے یہ ہر گھڑی محبوب کبریا

لخت جگر حسین حسن نور عین ہے
ہے نصف تن حسن مرا باقی حسین ہے

سنتے تھے شور جب کسی بچے کے رونیکا
بیچین ہو کے کہتے تھے سالار انبیا

چلا کے رو رہا ہے کوئی طفل نازنیں
لو صاحبو خبر کہ حسینا نہ ہو کہیں

راتوں کو اٹھ کے جو شمیں محبوب کردگار
پھرتے تھے گرد خانۂ زہرا کے بار بار

آواز سنتے تھے جو نواسوں کے رونیکی
فرماتے تھے پکار کے زہرا سے یوں نبی

بیدار ہو کے نیند سے روتا ہے زار زار
سمجھاؤ جلد تا کہ ہو دل کو مرے قرار

زندہ تھے جب جہاں میں شہنشاہ ذی حسب
کرتے تھے عید دسویں محرم کو سب عرب

سننے کا ماجرا ہے دن آیا جو عید کا
حضرت سے رو کے دونوں نواسوں نے یوں کہا

چھوٹے بڑے مدینے کے پہنے ہیں خوش لباس
نانا پھٹے پرانے ہیں کپڑے ہمارے پاس

اچھے لباس پہنے قریشی سب آئیں گے
مارے حیا کے ہم تو نہ مسجد کو جائینگے

آزردہ دیکھ دونوں کو دل پر قلق ہوا
درگاہ ایزدی میں نبی نے یہ کی دعا

یارب بہت صغیر ہیں یہ دونوں نازنیں
پیغمبروں کے صبر سے واقف ذرا نہیں

اتنے میں آئے حضرت جبریل تیز پر
خلد بریں سے لائے دو ملبوس خوبتر

کرنے لگے یہ عرض رسالت مآب سے
یہ دونوں جوڑے آپ مصفا میں ڈالئے

حضرت نے دو میں حلونکو پانیمیں ڈالکر
پوچھا کہ رنگ کونسا مرغوب ہے پسر

بولے حسن کہ رنگ مجھے سبز چاہیئے
نانا ہمارے جوڑے کو دھانی بنائیے

محبوب کبریا نے جو پوچھا حسین کو
ہنسکر کہا کہ جوڑا ہمارا تو سرخ ہو

نکلے جو آب صاف سے ملبوس پر صفیا
پھر دونوں شاہزادے جو کپڑے پہن چکے
حضرت نے پوچھا روتے ہو کیوں بھائی اسقدر
جوڑا پسند جسنے کیا سبز رنگ کا
چاہا جو سرخ جوڑے کو حضرت حسین نے
سلطان دوجہاں ہوئے یہ سنکے بیقرار
دونوں نے پھر نبی سے کہا یوں بچشم تر
ہمکو بھی کوئی ناقہ ملے آج ناناجان
فرمایا اتنی کس لئے خاطر ملول ہے
دونوں کو شہ نے دوش پر اپنے بٹھالیا
پھر راہ میں یہ پوچھا تو اسوں نے ناناجان
فرمایا پھر نبی نے کہ افسردہ دل نہ ہو
پھر چلتے چلتے دونوں نے حضرت سے یوں کہا
جب دونوں شاہزادے بھی مرضی کو پاگئے
جبریل عرض کرتے لگے یا امام دیں
حیرت ہوئی صحابہ کو یہ حال دیکھکر

اک جوڑا سرخ رنگ تھا اور سبز دوسرا
آنکھوں سے جبرئیل کے آنسو رواں ہوئے
جبریل عرض کرنے لگے ہاتھ جوڑ کر
پینے سے زہر رنگ زمرد سا ہوئیگا
یہ قتل ہوکے خوں میں اپنے نہائیں گے
امت جو یاد آئی کیا صبر اختیار
اہل مدینہ نکلیں گے اونٹوں پہ بیٹھ کر
یہ سنکے اٹھ کھڑے ہوئے سلطان دوجہاں
ناقہ تمہارے واسطے اس دم رسول ہے
ہنستے ہوئے مکاں سے چلے فخر انبیا
ہاتھوں میں ہیں سوار و نکیلے اونٹنی کی رسیاں
اے نور عین زلفیں پیمبر کی تھام لو
لوگوں کے کر اشتر تو لئے چلتے رہیں یہ املا
عف عف پکار نکلے ارادہ میں اپ بھی
یہ لفظ منھ سے آپ نہ فرمائیے کہیں
فرمایا مصطفی نے پھر آنکھوں اشک بھر

یہ دونو ماہرو ہیں مرے جان سے سوا
ان پر سے میں نے بیٹوں قرباں کر دیا

کی پرورش یہ دونوں کی ناز اور پیار سے
راہ خدا میں دیدیا امت کے واسطے

جو ان کا دوست ہے وہ ہمارا حبیب ہے
دشمن جو انکا ہے وہ جہنم نصیب ہے

اب سامعین یہ کھل گیا رتبہ حسین کا
دل سے سنو ہے آگے شہادت کا ماجرا

جب مصطفیٰ کا ہو گیا اللہ سے وصال
فرقت میں باپ کے کیا زہرا نے انتقال

مسجد میں مارا حیدر کرار کو پلید
سم کے اثر سے ہو گئے حضرت حسن شہید

چاروں کو جب زمین کے اندر سلا چکے
تنہائی اپنی دیکھ کے شبیر رو دئے

نانا کو یاد کر کے کبھو زار زار تھے
بابا کو یاد کر کے کبھو اشک بار تھے

کہتے تھے گاہ رو رو کے اماں کدھر گئے
گہ سر پٹک کے کہتے تھے بھائی بھی مر گئے

تنہائی میں حسین کے چاروں کا سوگ تھا
تقدیر نے دلاسا دیا پھر تو یہ دیا

آئی ندا ارادہ سوئے کربلا کرو
بچپن میں جو ہوا تھا سو وعدہ وفا کرو

یہ سنتے ہی حسین نے ہمشیر سے کہا
بھینا سفر کو جائیں بلاتی ہے اب قضا

زینب یہ سن کے رونے لگے کر کے شور و شین
نانا کی قبر پر پئے رخصت گئے حسین

نزدیک پہونچے جب گھڑی قبر شریف کے
عمامے کو اتار کے لپٹے مزار سے

پھر رو کے عرض کرنے لگے ابن مرتضیٰ
نانا حسین جاتا ہے اب سوئے کربلا

مجرا ہمارا آخری اب لیجیے یا رسول / وقت دعا یہی ہے دعا کیجیے یا رسول

پانی نہ پاؤں واں تو نہ گھبراؤں پیاس سے / خنجر کے نیچے صبر کروں وقت ذبح کے

نالہ بلند جب ہوا زہرا کے ماہ کا / اک شور تھا لحد میں محمد کی آہ کا

آخر پکارے قبر سے سلطان مشرقین / ہم نے خدا کو سونپا سدھارو میرے حسین

نانا سے جب حسین کو رخصت ہوئی عطا / زہرا کے قبر پر گئے پھر شاہ کربلا

رخصت طلب جو ماں سے ہوئے بیقرار ہو / لرزہ ہوا لحد کو غش آیا حسین کو

زہرا کی یوں صدا ہوئی لخت جگر مرے / تم کیا چلے کہ ہم بھی ہیں ہمراہ آپ کے

روضہ پہ پھر حسن کے گئے شاہ دو جہاں / چلا کے قبر پر گرے بھائی کے ناگہاں

رو کر کہا کہ چھوڑتے ہیں ہم مدینہ کو / اے بھائی جان بھائی کو رخصت عطا کرو

اک غش چھوٹے بھائی سے حضرت حسن کو تھا / رخصت کا نام سنکے قلق روح پر ہوا

آواز دی کہ ساتھ تمہارے نبی ہی ہیں / ہم بھی ہیں ساتھ اماں بھی بابا ہیں اور علی بھی ہیں

آنے لگے قریش و مہاجر سوئے حسین / اک اک مدینے والے سے رخصت ہوئے حسین

فرمایا پھر حسن سے کہ سب گھر کو ساتھ لو / صغرا بخار میں ہے یہیں اسکو رہنے دو

بیٹی کو لے نہ چلنے کی جس دم خبر ہوئی / روتے ہوئے حسین کے قدموں پہ گر پڑی

کی عرض میری بہنیں ہیں سب ساتھ آپ کے / اس لونڈی کو مدینے میں تنہا نہ چھوڑیے

بابا سدھارے پر یہاں کیونکر رہونگی میں
محمل میں جائے گر تو پیدل چلوں گی میں

کبرا کو اور سکینہ کو ہمراہ لے چلے
بیکار مجھکو سمجھے کہ چھوڑے ہوئے چلے

تب بھی چڑھے یہ چیکے نہ سویا کرونگی میں
اصغر علی کا جھولا جھولایا کروں گی میں

بابا میں صدقے لونڈی کو بھی ساتھ لیجئے
مرجاؤں راستے میں تو بس دفن کیجئے

صغرا کو پھر تو شہ نے گلے سے لگا لیا
فرمایا رو کے ہوش میں آ میرے دلربا

کسطرح ساتھ لے چلوں اے میرے نازنین
بیمار کو سفر میں بھی لیجاتے ہیں کہیں

صغرا جو دیکھی مرضی نہیں آتی باپ کی
چلا کے بی بی بانو کے قدموں پہ گر پڑی

ماں کا بھی سینہ بیٹی کے رونیسے پھٹ گیا
بہنوں کو پھر بلا کے گلے سے لگا لیا

صغرا پچھاڑ کھا کے گری پھر زمین پر
ماں باپ کے بچھڑنے کا صدمہ ہے سخت تر

صغرا تھی فرط غم سے بس عالم میں نزع کے
مکے کی سمت سرور عالم رواں ہوئے

آنکھوں میں مثل خار کھٹکتا تھا ہر دیار
شہ مڑ کے دیکھتے تھے مدینہ کو بار بار

مکے کا طوف جب شہ ابرار کر چکے
کوفے کا راستہ لیا اس وقت آپنے

منزل میں ایک شامی مسافر ملا جواں
مسلم کا حال پوچھا شہ دیں نے ناگہاں

کی رو کے عرض اس نے کہ اے سرور سعید
مسلم کو کوفیوں نے کیا تشنہ لب شہید

مسلم کا حال سن کے شہ دیں نے رو دیا
فرمایا رو کے یہ تو قضا کا ہے سامنا

مرنے کا جس کو ڈر ہو چلا جائے اپنے گھر — سن کر کئی چلے گئے منہ اپنا موڑ کر

استاد کربلا ہوئے ڈیرے جو شاہ کے — ستر دو تن حسین کے ہمراہ رہ گئے

انبوہ تھی سپاہ یزید پلید کی — حلقے میں اسکے گھر گیا سب لشکر نبی

گرمی تھی اہل بیت کی صدمہ تھا پیاس کا — پانی نہ لینے دیتے تھے ندی سے اشقیا

پانی طلب جو کرتے تھے سلطان دوجہاں — شاعر نے یوں لکھا ہے کہ کہتے تھے شامیاں

حاکم کا حکم ہے کہ یہ پانی بشر پئیں — گھوڑے پئیں سوار پئیں اور شتر پئیں

جو تشنہ لب جہاں ہیں ہو وہ آ کر پئیں — حیواں پئیں پرندیں جانور پئیں

کافر ملک پئیں تو نہ تم منع کیجیو تم — پر فاطمہ کے لعل کو پانی نہ دیجیو

جب ظالموں نے کر لیا بالکل محاصرہ — حر شہید شاہ پہ پہلے ہوئے فدا

سارے رفیق تنگ ہوئے مارے پیاس کے — ندی پہ جا کے جام شہادت کی پی لئے

جب خاتمہ تمام رفیقوں کا ہو چکا — پھر اقربائے شہ نے کیا قصد جنگ کا

قاسم حسن کا لعل بھتیجا حسین کا تھا — آغاز نوجوانی تھی پندرھواں سال تھا

یک جوش جنگ کا ہوا اس نور عین کو — نرغے میں کافروں کے جو دیکھا حسین کو

گھوڑے سے اترا سر رکھا قدموں پہ شاہ کے — رو کر کہا غلام کو رن کی رضا ملے

کہنے لگے بھتیجے سے سلطان نیک خو — اچھی نہیں جوانی میں مرنے کی آرزو

قاسم کی عرض یہ تھی مجھے سر کٹانے دو — محشر کے روز باپ سے شرمندگی نہ ہو

حضرت سے جب رضا ملی اس رشک ماہ کو — اک تفرقے میں لایا عدو کے سپاہ کو

فوج شقی کو آن میں مسمار کر دیا — ارزق سے پہلوان کو فی النار کر دیا

جس دم لب فرات پہ پہنچا وہ تشنہ کام — تیروں سے مارنے لگے پیاسے کو اہل شام

زخموں میں چور کر دیا اس نور عین کو — گھوڑے سے جب گرا تو پکارا حسین کو

نزدیک پہنچے شاہ تو حالت تھی نزع کی — تسلیم کر اشارے سے جنت کی راہ لی

پہچان پائے قاسم مضطر کو شاہ دیں — کپڑے لہو میں سرخ تھے اور لال تھی زمیں

فرمائے رو کے لعل تو جنگل میں مر گیا — داغ جگر ہمیں دیا بھائی کا گھر گیا

زینب کے دو تھے لخت جگر جان مرتضیٰ — جعفر تھا نام ایک کا اور عون ایک کا

پھر آئے پاس شاہ کے وہ دونوں نازنیں — رخصت لے رن کی عرض یہ کی یا امام دیں

تم فاطمہ کے لعل ہو سبط رسول ہو۔ — اسدم دعا کرو کہ شہادت قبول ہو

رخصت لے دونوں دلبر زینب حسین سے — گھوڑے اٹھا یزید کے لشکر پہ جا گرے

جب لڑ چکے لعینوں سے وہ دونوں تشنہ کام — باراں تیر کرنے لگے اشقیائے شام

دونوں شہید ہو کے ہوئے خلد کو رواں — زہرا نے مرحبا کہا زینب تھی شادماں

عباس بھی حسین کی تنہائی دیکھ کر — شبیر کو پکارے کہ یا شاہ بحر و بر

جنگل میں آپ اکیلے ہیں تیروں کی مار ہے
مجھکو بھی حکم دیجئے سر تن پہ بار ہے

فرمایا رو کے شہ نے کمر کو نہ توڑیئے
عباس بھائی مجھکو اکیلا نہ چھوڑیئے

عباس بولے مجھکو بھی اے بھائی لڑنے دو
بابا علی سے حشر میں شرمندگی نہ ہو

خیمے میں آئے ہاتھ میں اکبر کے دے علم
عباس کے گلے ملے روتے ہوئے حرم

سب بیبیوں سے ملکے جو رنکو ہوئے رواں
بی بی سکینہ روتی ہوئی آئی ناگہاں

سوکھی زباں دکھا کے کہا اے مرے چچا
میں تشنگی سے مرتی ہوں پانی تو کچھ پلا

عباس بولے رو رو کے اے دختر امام
جیتا پھرا تو پانی لے آتا ہے یہ غلام

لٹکائی مشک کندھے سے رن میں ہوئے رواں
فرمایا جا کے نہر پہ با چشم خوں فشاں

تم جس کا کلمہ پڑھتے ہو اے قوم نابکار
سب آل انکی پیاس کے مارے ہے بیقرار

ایک مشک پانی دو مجھے ندی سے اشقیا
سقہ میں ہوں حسین کی بیٹی سکینہ کا

ندی کے آڑ ہو گیا جب لشکر شقی
بس کھینچ لی نیام سے شمشیر حیدری

لشکر پہ جا گرا اسد اللہ کی طرح
کوفی تمام چھپتے تھے روباہ کی طرح

مارے گیے بہت سے بھاگے نابکار
کرتا تھا نعرہ غیظ سے یاں شیر کردگار

ندی سے بھر کے مشک جو نکلے سوئے حرم
چھپ چھپ کے سب شقی کئے ہاتھ آپکے قلم

دانتوں سے مشک تھام لی بازو جو گر پڑے
افسوس وہ بھی چھد گئے باران تیر سے

عباس زخمی ہو گرے جسدم زمین پر شہ
روتے تھے پیاس بی بی سکینہ کی یاد کر

عباس سے یہ بی بی سکینہ کو عشق تھا
پیاسا شہید ہو گیا پانی نہیں پیا

آئی حرم میں جب گھڑی عباس کی خبر
شبیر رو رو کہتے تھے ٹوٹی میری کمر

بی بی سکینہ کہتی تھی رو کر ہر ایک سے
کھوئی چچا کو آج میں پانی کے واسطے

اے دوستان شاہ یہ رونیکا ہے مقام
ارض و سما میں پڑ گئی غملی ہے دھوم دھام

یک لخت دل جو شاہ کا باقی تھا رہ گیا
جس شکل مہ کو کہتے تھے ہمشکل مصطفےٰ

عزم اس جوان کا سوئے دار السلام ہے
لوح جہاں پہ جسکا جوانمرگ نام ہے

اکبر کو پیاسا جب شہ ابرار پاتے تھے
انگشتری رسول خدا کی چوساتے تھے

اکبر نے رو کے عرض یہ کی شہ سے یا امام
قربان سب تو ہو چکے باقی ہے یہ غلام

سر میرا بار جسم ہے اے شاہ ذی حسب
بچوں کی پیاس آپکی تنہائی ہے غضب

شہ نے کہا مدینے میں اے لعل جاؤ تم
اٹھارہ سال کی نہ کمائی کھپاؤ تم

ہے منتظر بہن تری شادی کے واسطے
ندی پہ جا کے سر نہ پیارے کٹائیے

اکبر کو شاہ دیں سے جو رخصت ملی نہیں
خیمہ کے در پہ ماں کو پکارا وہ دل حزیں

ہمشکل مصطفیٰ کو بس اب خوب دیکھ لو
اماں میں مرنے جاتا ہوں تم دودھ بخشدو

یہ سنکے بی بی بانو کو درد جگر ہوا
سوئے نجف پکارے دہائی ہے مرتضیٰ

بھوکی رہونگی پیاس کا صدمہ سہونگی میں
سر رکھ کے ماں کے قدموں پہ اکبر نے یوں کہا
سر کو کٹانا کام ہمارا ہے اماں جاں
تلواریں کھانا کام ہمارا ہے اماں جان
پیاسے کھڑے ہیں دشت میں اسوقت بابا جان
یہ سنکے بس تڑپ گئے بانوئے دلفگار
خون جگر رواں ہوا بانو کے چشم سے
بوسہ دیا رکاب کو قدموں پہ سر رکھا
میداں میں پہونچا خسرو عالم کا لعل جب
افواج اشقیا ہوئے برہم جو تا کہاں
چھلنی تھا تیروں سے علی اکبر کا تن سبھی
دل پارہ پارہ ہو گیا ٹکڑے ہوا جگر
جب نور دیدہ شاہ دوعالم کا گم ہوا
کہتے تھے میرے یوسف ثانی کدھر ہو تم
صورت نظر نہ آئی مجھے آج صبح سے

اس لعل کو تو راہ خدا میں نہ دونگی میں
ہم عاشق آلہ ہیں مرنیکا خوف کیا
گھر کو لٹانا کام ہمارا ہے اماں جان
امت چھڑانا کام ہمارا ہے اماں جان
چاروں طرف سے تیروں کی بوچھار ہے وہاں
سب بیبیاں جدائی سے روتی تھیں زار زار
اکبر پھر آیا روبرو سبط رسول کے
ناچار شاہ والا نے بس رنجی دی رضا
مارا تمام فوج کو تھا گو کہ تشنہ لب
چاروں طرف سے کہتے تھے کفار الاماں
برچھی ستم کی سینہ میں اک اور بھی لگی
غش کھا کے لعل بانو کا آیا زمین پر
شبیر ڈھونڈھنے لگے جنگل میں جا بجا
آواز دو حسین کے جانی کدھر ہو تم
غمخوار ہائے کیا ہوئے بیکس حسین کے

اتنے میں ایک سمت جو اکبر نظر پڑا
زخمی تھا اور پیاس تھی عالم تھا نزع کا

چھاتی لگا کے پسر کو یہ شہ نے کہا پکار
سونا یہ جلتی ریت کا ہم کو ہے ناگوار

اکبر نے عرض کی کہ بس غم نہ کیجیے
اماں کو جاکے خیمے میں تسکین دیجیے

یہ کہکے روح پاک ہوئی خلد کو رواں
لے آئے لاش خیمہ میں سردار انس و جاں

اکبر کا غم حسین کے خیمے میں جب ہوا
لرزہ تھا آسماں کو زمیں کو تھا زلزلہ

بے دودھ گزرے جب علی اصغر پہ تین دن
فاقے سے رو نہ سکتے تھے سسکی تھی دودھ بن

فرمایا شہ نے گود میں اس ماہرو کو تھام
شاید کہ رحم کھائیں گے بچے پہ اہل شام

ماں نے کہا چھپائیے دامن میں شاہ دیں
اکبر کی طرح اس کو نہ کھو آئیے کہیں

بولی سکینہ بھائی کو پھر جلد لائیے
اصغر کا چھوٹا پانی مجھے لا پلائیے

دریا پہ پہنچا فاطمہ زہرا کا لعل جب
گود میں بیٹھا اصغر ناداں تھا تشنہ لب

مارا کسی نے تیر تو حلقوم پر لگا
اصغر کا حلق چھید گیا بازو حسین کا

کیا دل تھا تین روز کے پیاسے کا دوستو
کیا صبر تھا نبی کے نواسے کا دوستو

ہم عاصیوں کے واسطے کیا ستم سہا
قبضے میں دو جہاں تھے پہ شہ نے نہ کچھ کہا

ماں باپ صدقے کیجیے ایسے شفیق پر
غم میں رہو حسین کے دن رات چشم تر

دُرِّ یتیم زہرا کا تنہا جو رہ گیا
حسرت سے آسماں کی طرف دیکھ رو دیا

فرمایا خویش اقربا جنگل میں سو گئے
تنہا ہم آج بے سر و سامان ہو گئے

ظالم ہزاروں اور یہ مظلوم ایک ہے
تلواریں سینکڑوں مرا حلقوم ایک ہے

سجاد شاہزادے کو حضرت کے تھا بخار
بولے قریب جا کے یہ معشوق کردگار

ہم آج سر کٹائیں گے لب پر فرات کے
آفت میں چھوڑ جاتے ہیں لخت جگر تجھے

پھر رو کے شہ سے حضرت سجاد نے کہا
حضرت مریں غلام جیئے واہ واہ وا

شہ نے کہا بخار میں تم ناتوان ہو
سب بیبیوں کو لیکے مدینے کی راہ لو

تکلیف تم کو دیں گے یہ کوفی ستم رساں
بہتر ہے صبر کرنا مصیبت میں میری جاں

کی عرض شاہزادے نے بیٹا ہوں آپ کا
خنجر شکر کچھ نہ لوں گا اے صابر جفا

رخصت حرم سے بھی ہوئے مظلوم کربلا
سب بیبیوں میں حشر نمودار ہو گیا

زینب کو شاہ نے کیا جب آخری سلام
ہمشیر نے گلے سے لپٹ کر کیا کلام

سب جانتے ہیں بیٹی میں بنت نبی کی ہوں
قہر خدا زمیں پہ ابھی دم بپا کروں

سیفی میری زبان یہ نادِ علی کی ہے
کیا بد دعا کروں مجھے خاطر نبی کی ہے

اے لخت دل رسول کی زہرا کے نور عین
سونپا تمہیں خدا کو سدھارو مرے حسین

بانو کی بیقراری تھی اس وقت اسقدر
لے آب جیسے ماہی تڑپتی ہے خاک پر

اک غمزدہ کی سننے کی قابل ہے داستاں
پتھر کے بھی جگر سے لہو سن کے ہو رواں

رخصت ہو سب سے جلد ہوئے شبیر جس گھڑی
دامن پکڑ کے بی بی سکینہ بگڑ گئی

باتیں تھیں بھولی بھولی برس چار کا تھا سن
گودیوں کھیلتے تھے شہ دیں کے رات دن

بولی یہ رو کے آپ جانے نہ دونگی میں
ایسے پیارے سر کو کٹانے نہ دوں گی میں

مرنے میں کیا مزا ہے جو جاتے ہو بابا جان
مجھکو یتیم بولیں گے طیبہ کی لڑکیاں

جو جو عزیز ان کو گئے پھر نہیں پھرے
تمکو خوشی ہے مرنکی بولو تو کس لئے

گود میں لے سکینہ کو بولے بچشم زار
امت گنہگار نبی کی ہے بے شمار

جب تم یتیم ہوگی ہمارا کٹے گا سر
یہ سارے بخشے جائیں گے بیخوف و بیخطر

امت کا تم سن کے سکینہ نے یوں کہا
مجھکو بھی تمسے پیاری ہے امت شہ ہدا

اسمیں رضا نبی کی ہے ہمت نہ ہاریئے
بابا خوشی سے کہتی ہوں انکو سدھاریئے

القصہ قتل گاہ میں آیا وہ شہ ہدا
فرمایا یوں لعینوں سے اے قوم نابکار

تم مجھکو جانتے ہو نواسہ نبی کا ہوں
زہرا کا نور عین ہوں بیٹا علی کا ہوں

سید کا قتل ظالمو جائز بھی ہے کہیں
اچھا نہیں تمھارے لئے کچھ بھلا نہیں

عقبیٰ خراب ہوگی دنیا نہ پاؤ گے
مجھسے اگر لڑو گے جہنم میں جاؤ گے

کہنا نہ مانے سبط پیمبر کا وہ شقی
برسائی چار سمت سے بوچھار تیر کی

تب ذوالفقار حیدری کی شاہ نے لئے علم
سر سینکڑوں لعینوں کے اسدم ہوئے قلم

آئی ندا حسین بس اب ہاتھ تھام لو ‏ ‏ ‏ بچپن میں جو ہوا تھا سو وعدہ وفا کرو
یہ سنتے ہی حسین نے سر کو جھکا دیا ‏ ‏ ‏ تیغ و سناں چلانے لگے سارے اشقیا
ستر ہزار زخم لگے ایک جسم پر ‏ ‏ ‏ گھوڑے سے شاہ گر پڑے ہو کر لہو میں تر
قاتل ہوا نمود جو خنجر لئے جوش سے ‏ ‏ ‏ کی نیت نماز شہ تشنہ کام نے
ایک روز وہ تھا کاندھے پہ احمد کے تھے سوار ‏ ‏ ‏ اک روز یہ ہے سینہ پہ بیٹھا ہے نابکار
نانا کو شہ نے دیکھا اسی غش میں چشم تر ‏ ‏ ‏ فرماتے تھے نواسے کا حلقوم چومکر
امت رہائی پاتی ہے قید گناہ سے ‏ ‏ ‏ اے لعل سر کٹا دے میں قربان حلق کے
گریاں حسن کھڑے تھے پریشاں تھے مرتضیٰ ‏ ‏ ‏ بیچین و بیقرار تھی بس روح فاطمہ
ظلم و جفا سے سجدہ میں کاٹا لعیں نے سر ‏ ‏ ‏ سبحان رب اعلیٰ تھا شہ کی زبان پر
اندھیر تھا زمیں پہ قیامت ہوئی بپا ‏ ‏ ‏ حور و ملک پکارتے تھے وا محمدا
اہل حرم پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسماں ‏ ‏ ‏ اے دستگیر ختم کر اب شہ کی داستاں
محشر کے روز اس کو بس آرام و چین ہے ‏ ‏ ‏ اے دستگیر جس کا وسیلہ حسین ہے
حبیب صدیق دل سے دوستو یہ داستاں سنو ‏ ‏ ‏ آل نبی کے نام پہ پس فاتحہ پڑھو

داستان شہادت حضرت جناب مسلم ابن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما

خون آنکھوں سے بہا کر دوستو ‏ ‏ ‏ حال مسلم کی شہادت کا سنو

مرتضیٰ کے بھائی تھے حضرت عقیل — انکے صاحبزادے مسلم تھے جمیل
یہ چچیرے بھائی تھے شبیر کے — ہاشمی تھے اور بہادر تھے بڑے
ان سے فرمائے حسین نیکنام — خط کئی سو بھیجے ہیں کوفی تمام
ان کا معروضہ ہے میں جاؤں وہاں — کرتے ہیں بیعت سبھی پیر و جواں
عرض کی مسلم نے اے شاہ زماں — کوفیوں میں ہے وفاداری کہاں
آپ بولے میں بھی ہوں یہ جانتا — بالیقیں ہم سے کریں گے وہ دغا
راست ہے یہ قول رب العالمیں — جو مقدر میں ہے وہ ٹلتا نہیں
کوفی لکھتے ہیں خطوں میں یہ پیام — ہم نہیں رکھتے یہاں کوئی امام
ہوگیا ہے سارا کفرستاں کا طور — کر رہے ہیں یاں یزیدی ظلم و جور
لائیے تشریف آپ اب جلد تر — تا ہمیں احکام دیں سے ہو خبر
گر نہ آؤ گے یہاں اے شاہ دیں — ہم کہیں گے پیش رب العالمیں
مصطفیٰ بھی ہوئیں گے حاضر وہیں — کیا جواب اسکا کہو گے شاہ دیں
حکم حق مجبور کرتا ہے مجھے — تابع ہوں شرع رسول اللہ کے
بھائی ان کے دلمیں جو کچھ ہو بدی — شرع ظاہر پر ہے شاہ دین کی
خواب میں جو کچھ کہے ہیں ناناجاں — وہ میں کہہ سکتا نہیں راز نہاں

سمجھے مسلم اب شہادت ہے قریں — لے وہاں جانے کے کچھ چارہ نہیں

چوم قدموں کو حسین پاک کے — کوفے کو مسلم چلے روتے ہوئے

سینکڑوں آفت اٹھا کر راہ کی — کوفے میں پہونچے ہیں جا کر وہ ولی

ہر محل اس دم مجھے یاد آگیا — کوئی شاعر نے یہ مطلع ہے لکھا

مطلع

یارب کوئی دنیا میں نہ آوارہ وطن ہو — دشمن بھی نہ پردیس میں پابند محن ہو

تلوار دلسے ٹکڑے نہ مسافر کا بدن ہو — غربت میں کوئی مر کے نہ محتاج کفن ہو

کانٹو نکالم سید سجاد سے پوچھو — ایذائے سفر مسلم ناشاد سے پوچھو

جمع تھے کوفی ہزاروں ہی پلید — ہاتھ پر مسلم کے ہوتے تھے مرید

کوفے کے حاکم تھے نعمان بشیر — دوست اہل بیت کے تھے وہ امیر

کوفیوں کے حال بیعت کا سنا — منھ سے کچھ کہتے نہ تھے وہ باخدا

کیفیت نعماں کی اور بیعت کا حال — شام کو لکھ بھیجا مخبر بد خصال

آکے غصے میں یزید بے حیا — بصرے کے حاکم کو یہ نامہ لکھا

میں نے تجھ کو کوفے کا حاکم کیا — قتل کر مسلم کو کوفہ جلد جا

دیکھ عبد اللہ زیادی نامہ کو — کوفے میں پہونچا نہایت شاد ہو

شکل عربوں کی بنا یا لے حیا | طیلسانہ منھ پہ تھا ڈالا ہوا
رات کا وقت آیا ناقے پر سوار | سمجھے سب آئے حسین نامدار
عرض کرتے تھے یہ سارے خاص و عام | لیجیے ابن رسول اللہ سلام
وہ لعین غدار کھا کر پیچ و تاب | دیتا تھا آہستہ آہستہ جواب
الغرض دار الامارہ میں گیا | قتل پر مسلم کے بس آمادہ تھا
دھمکیوں سے اسکے کوفی ڈر گئے | حضرت مسلم کو تنہا کر گئے
ہانی اصحاب نبی سے تھے نجیب | تھے امیر اور عمر تھی سو کے قریب
ان کے گھر مسلم نے جا کر یوں کہا | اے صحابی رسول کبریا
بیوفائی مجھ سے کوفے کر گئے | رکھیئے اب اپنی حمایت میں مجھے
سن کے یہ ہانی نے بس محجوب ہو | گھر میں لیجا کر چھپایا آپ کو
کوفی بیعت کرتے تھے خفیہ تمام | ہوگئے شیعہ ہزاروں خاص و عام
کوفے کا حاکم عبید اللہ جو تھا | آپکی تلاش میں تنگ آ گیا
تھا غلام اک اسکا معقل نام تھا | دیکے درہم کئی ہزار اس سے کہا
جا محبان علی کی کر تلاش | یہ درہم دکھلا کے کر یہ پردہ فاش
لے کے درہم وہ غلام لے حیا | دوستوں سے جا کے مسلم کے ملا

قسمیں کھا کھا کر خدا کی وہ پلید — مکر سے ہو آیا مسلم کا مرید
حال عبید اللہ زیادی سے کہا — ہانی نے مسلم کو رکھا ہے چھپا
مکر و حیلہ کر لعین بدخصال — پوچھا ہانی کو بلا مسلم کا حال
آپ بولے تب عبید اللہ سے — ہوتے گر مسلم مرے پیروں تلے
میں نہ بتلاتا تجھے اے بے حیا — کیونکہ تو دشمن ہے اہل بیت کا
مارا استہ پر ہانی کے مردود نے — استخواں چہرے کے ٹوٹے مار سے
ساتھ تھے مسلم کے شیعہ بیست ہزار — ہو گئے آمادہ بہر کارزار
دھمکیوں سے پس عبید اللہ کی — کر گئے مسلم کو تنہا سب شقی
ہو کے تنہا ایک طرف مسلم چلے — اپنی تنہائی پہ بس مغموم تھے
ایک بڑھیا تھی کھڑی دروازہ پر — نام طوعہ دل تھا اس کا نرم تر
پاس جا کر اس سے مسلم نے کہا — پیاسا ہوں تھوڑا مجھے پانی پلا
لا پلائی پانی بڑھیا ایک جام — بیٹھے دروازے پہ اس کے وہ امام
وہ کہی اب جاؤ پانی پی چکے — اے مسافر یاں نہ اس دم ٹھیریئے
آپ بولے ہوں غریب و خستہ جاں — کچھ مجھے آرام لینے دے یہاں
ایک شب رہنے دے اپنے گھر مجھے — ہم بھی مشکل میں ترے کام آئینگے

پوچھی بڑھیا آپ کا کیا نام ہے
آپ بولے نام سے کیا کام ہے

ہوں رسول اللہ کی اہل بیت سے
بیوفائی مجھ سے کوفی کر گئے

ہے مدینہ شہر اے بڑھیا مرا
ہوں فرستادہ حسین پاک کا

جب ضعیفہ سمجھی مسلم ہیں یہی
بولی قرباں آپ پر ہے جا مری

گھر میں لے جا حجرے میں پوشیدہ کی
خوش ہوئی مہمانی میں مشغول تھی

بیٹا آیا شب کو اسکا ناگہاں
پوچھا خیر عادت تو جاتی ہے کہاں

حجرے میں کیوں جا رہی ہے بار بار
آج اے مادر تو ہے کیوں بیقرار

جب بہت پوچھا کیا اس کا شقی
قسمیں دے کر کیفیت انکی کہی

رات بیچینی میں کاٹا بے حیا
صبح جا ابن زیادی سے کہا

بھیجا لشکر سن لعین بد گہر
اک طرف سے گھر گیا بڑھیا کا گھر

شیر کے مانند مسلم باہر آئے
سینکڑوں کو نار دوزخ میں بھجائے

یہ بھتیجے تھے علی کے ذی وقار
ہے شجاعت انکی جگ میں آشکار

ڈر کے ناری سارے کوٹھے پر چڑھے
ہر طرف سے سنگ برسانے لگے

جسم سب پتھروں سے زخمی ہو گیا
خون ہر ہر عضو سے جاری ہوا

پھر اشک اڈے تھے چشم زار میں
ناتواں کو لے گئے دربار میں

بولا اک بدذات مسلم سے وہیں — یوں دلاور موت سے روتے نہیں

آپ بولے اس شقی مردود سے — روتا ہوں سبط نبی کے واسطے

ہے حسین ابن علی کا اب خیال — آرہے ہیں وہ معہ اہل و عیال

ناتواں مسلم جو از حد ہو گئے — بیٹھے ٹیکہ کر کے ایک دیوار سے

جمع تھے دربار میں سب خاص و عام — جاں بلب تھے تشنگی سے وہ امام

ظالموں سے پانی مانگا آپ نے — یوں کہا اس وقت اک مردود نے

ہو یہ آب سرد کب تم کو نصیب — لو حمیم دوزخ اب پی لو قریب

آپ بولے اے عدو اللہ کے — ہے یقیں دوزخ تمہارے واسطے

ایسے میں اٹھا وہاں سے اک غلام — سرد پانی لا دیا بھر ایک جام

منہ لگائے ہیں جب اسکو وہ امام — خون سے پر ہو گیا پانی کا جام

تین بار اسنے بھی پانی لا دیا جو — وہ پیالہ ویسا ہی پر خون تھا

پھینک کر اس کو کہا مسلم نے تب — پانی دنیا کا نہیں حصہ میں اب

الغرض مسلم کو سب کھینچے ہوئے — آگے عبداللہ زیادی کے گئے

دیکھ مسلم کو زیادی بے حیا — شان اہل بیت میں کچھ بد کہا

آپ بولے اس کے لائق ہے تو ہی — برگزیدہ ہیں حسین ابن علی

وہ کہا سختی سے تجھ کو ماروں گا — یہ کہے حاضر ہوں میں آ لے گیا

اک ذرا تا دے تو فرصت اے شقی — تا وصیت کرلوں کچھ میں آخری

بولے تب مسلم عمر بن سعد سے — ہے قرابت آل احمد سے تجھے

قتل کرتا ہے زیادی زود تر — تین باتیں تو مری منظور کر

سات سو درہم کا قرضہ ہے مرا — بیچ کر ہتھیار گھوڑا کر ادا

دوسرا یہ ہے کہ میری لاش کو — دفن کرنا جو مناسب جانے ہو

تیسرا یہ ہے حسین خوش خصال — آرہے ہیں یاں مع اہل و عیال

حال لکھ بھیج انکو میرے قتل کا — اور لکھدے کوفی ہیں سب پر دغا

یاں نہ ہرگز لائیں تشریف اب حضور — کھل گیا سب کوفیوں کا مکر و زور

تب عمر بن سعد سن کر یہ کلام — بولا عبید اللہ زیادی سے تمام

یوں کہا مسلم سے تب وہ پر ستم — بیچ ساماں قرض ادا کر دینگے ہم

لاش پر تیری ہے ہم کو اختیار — ہم جو چاہیں گے کرینگے خستہ وار

تیسرا آویں حسین اس سمت گر — کاٹیں گے تیری طرح انکا بھی سر

پھر عبید اللہ زیادی لے گیا — قتل کا مسلم کے حکم اک کو دیا

نام تھا اسکا بکیر اور شامی تھا — لیکے مسلم کو وہ بنگلے پر چڑھا

آپ تسبیح اور تحلیل اور دعا ــ کر رہے تھے در جناب کبریا

اور صلواۃ احمد مختار پر ــ پڑھ رہے تھے صدق سے وہ خوش سیر

کہتے جاتے حق سے تھے وہ نیک خو ــ ہم میں اور اس قوم میں منصف ہے تو

قتل کے وقت اس لعین نے کی نظر ــ واں رسول اللہ کھڑے ہیں چشم تر

رکھ کے انگلی دانت میں فرماتے تھے ــ قتل مت کر اے لعین بے دین اسے

کاٹ کر بدذات نے مسلم کا سر ــ لاش نیچے پر سے پھینکا خاک پر

پھر تو ہانی کو بھی کروایا شہید ــ دونوں کی لاشوں کو منگوایا پلید

بس کناسے میں بھیجا وہ تند خو ــ لٹکوایا الٹا دونوں لاشوں کو

شام کو دونوں کے سر بھجوا دیا ــ خوش ہوا دیکھا یزید بے حیا

عرض کر رو کر غلام دستگیر ــ اے جناب مسلم اے روشن ضمیر

ہم غریب ناتواں ہیں خستہ جاں ــ دو جہاں کی آفتوں سے ہو اماں

واقعہ شہادت جناب امام حسن علیہ السلام

ہر لحظہ خاص جسپہ عنایت خدا کی ہے ــ وہ ذات مرحبا حسن مجتبیٰ کی ہے

سوچو تو بعد شاہ ولایت کے بالیقین ــ حضرت حسن کے رتبے سے کوئی سوا نہیں

جان نبی ہیں نور ہیں زہرا کے عین کے ــ بیٹے علی کے بھائی ہیں شہ حسین کے

پہلے حسن ہی جرم سے ہمکو چھڑائے ہیں
پہلے وہ زہر عاصیونکو بخشوائے ہیں

لکھی ہے راویوں نے روایت یہ شرح وا
تھے ایکدن نماز میں محبوب کردگار

اصحاب مقتدی شہ والا امام تھے
حسنین تھے مصلے کے اوپر کھڑے ہوئے

سجدہ میں سر جو رکھدیا حضرت نے ایکبار
گردن پہ مصطفیٰ کے حسن ہو گئے سوار

کیا فخر انبیا کو بھی خاطر حسن کی تھی
سر اپنے اٹھایا نہ سجدہ سے اس گھڑی

گردن سے نیچے آیا ہے جبدم وہ نازنین
سجدہ سے سر اٹھالیا حضرت نے بھی وہیں

بعد سلام پوچھا صحابہ نے یا نبی
سجدہ میں کیوں حضور نے آج اتنی دیر کی

اصحاب سے یہ بولے شہنشاہ ذی وقار
گردن پہ تھا ہمارے حسن دلربا سوار

سجدہ سے اسلئے نہ اٹھائے جبین کو
پہنچے کہیں نہ رنج میرے نازنین کو

یہ ماجرا نبی سے صحابہ نے جب سنا
کرتے تھے جان اپنی حسن پر سبھی فدا

لکھی ہے راویوں نے کتابوں میں یہ خبر
یک روز مصطفیٰ گئے خیر النسا کے گھر

حسنین کو بٹھالیا زانوں پر آپ نے
پیشانی چومنے لگے دونوں کی پیار سے

زہرا نے پوچھا باپ سے اے نائب خدا
کیوں اسگھڑی حسن پہ ہے دل آپکا فدا

بولے یہ فاطمہ سے شہنشاہ ذی حسب
پہنچایا جبرئیل نے مجھکو یہ حکم رب

اولاد میں حسین کے ہوونگے نو امام
جنکے سبب سے دین کو ہے حشر تک قیام

اولاد میں حسن کے ولی ایک ہوئیگا
حسن لو محی دیں ہے نام اس جناب کا

زندہ رہے گا دین اسکے ہی نام سے
ظاہر کرامتیں ہوئیں فزوں ہر امام سے

کیا مرتبہ ہے دوستو پیران پیر کا
بس نام ہی وسیلہ ہے اس دستگیر کا

ہے ذات غوث پاک کی ہادی ہر ولی
ہے عرش سے صدا رضی اللہ عنہ کی

ہے ماجرا حسن کی سخاوت کا مشتہر
اکثر لٹایا آپ نے نام خدا پہ گھر

دل آپکا عبادت خالق میں تھا گداز
حج کے لئے بھی جاتے تھے ہر سال با نیاز

اک شبکا یہ بیان ہے کہ اک یار مصطفےٰ
کعبے کی طوف میں تھے کہ اک مرد نظر پڑا

صحن حرم میں ریت پہ پل بل کے بس جبیں
روتا تھا سر کو سجدے میں رکھکر وہ نازنیں

بیہوش سا تھا شوق الٰہی میں وہ جواں
کمسن تھا اور چہرے پہ اک نور تھا عیاں

دیکھا جو غور کر کے صحابی با وفا
حضرت حسن تھے لڑکا کوئی دوسرا نہ تھا

بولے قدم کو چوم کے وہ یار دل فگار
اے شاہزادے کس لئے روتے ہو زار زار

نانا تمہارے شافع یوم القیام ہیں
باپ آپکے علی شہ عالی مقام ہیں

ماں فاطمہ ہیں آپکی اے سبط مصطفیٰ
کیا ڈر ہے شاہزادے تمہیں روز حشر کا

فرمایا اس صحابی سے یہ آپنے کلام
طالب ہوں مغفرت کا یہ توبہ کا ہے مقام

ماں باپ کی بزرگی پہ نازاں نہیں ہوں میں
امیدوار فضل کا ہوں کمتریں ہوں میں

سنکر یہ گفتگو وہ صحابی ہوئے نثار — قدموں پہ سر کو رکھکے بہت روئے زار زار

اب روکے آگے سنئے شہادت کی داستاں — سر الشہادتین میں لکھتے ہیں یہ بیاں

سایہ علی کا سر سے حسن کے جو اٹھ گیا — کوفی تمام جان کے کرنے لگے جفا

ناچار ہوکے کوفیوں سے سبط مصطفٰے — نکلے ارادہ کرکے مدینے میں رہنے کا

رہنے لگے مدینہ میں وہ دونوں نازنیں — افسوس واں بھی قتل کے درپے ہوئے لعین

ہر وقت مستعد تھے لڑائی کے واسطے — آرام شاہزادوں کو لینے نہ دیتے تھے

مروان تھا مشیر یزید پلید کا — اک زہر تیز لایا مدینے میں بھیجا

جعدہ تھا نام ایک حرم تھی حسن کی — اس سے کہا شقی نے یہ پیغام باطنی

یہ زہر تیز جب تو امام حسن کو دے — کروادوں عقد تیرا اسی دم یزید سے

دولت یزید کی سبھی آئیگی تیرے ہاتھ — اور حشر بھی ہو تیرا اسی بد عمل کے ساتھ

زر کی طمع پہ ہوگئی راضی وہ بیوفا — بس زہر شہد میں شہ دیں کو پلا دیا

حالت عجیب تھی ابن علی کی تمام رات — درد شکم تھا قے تھے تڑپ تھی تمام رات

روضے پہ مصطفیٰ کے گئے صبحدم حسن — لپٹے مزار پاک سے روکر وہ سبز تن

مانگی دعا لپٹ کے نبی کی مزار سے — نانا جگر میں درد ہے اب رحم کیجئے

بیچین تھے سجدہ میں شہنشاہ بحر و بر — اللہ نے دور کردیا سب زہر کا اثر

بیمار ہو گئے اُسدن سے وہ نیک خو — خرمے میں زہر بھر دیا جعدہ نے آپکو

پھر آپ جا کے لپٹے مزار رسول سے — پھر زہر دور ہوگیا ابن بتول سے

اللہ رے تیرا حلم یہ آفات سہتے تھے — لیکن یہ حال ظلم کسی سے نہ کہتے تھے

ان ظالموں کے ظلم و ستم اور جفاؤں سے — ناچار ہو کے بلدہ موصل میں جا رہے

اندھا تھا اک دمشق میں شیطان بد لعین — وہ سن لیا کہ ٹھہرے ہیں موصل میں شاہ دین

بھجوا سنان کو زہر میں لاٹھی میں نصب کر — موصل میں جا کے پہونچا وہ بدکار بدگہر

مسجد میں جب نماز کو آئے وہ شہریار — ظاہر محبت اپنی وہ کرتا تھا بد شعار

اکثر حدیثیں آپسے سن سنکے روتا تھا — دلمیں بدی تھی ظاہر اقربان ہوتا تھا

اک روز قابو پاکے شہ دیں کے پاؤں پر — رکھکر عصا سنان کا دبایا وہ بدگہر

زخمی شقی نے پاؤں کو اسطرح کر دیا — جریان خون کا کئی دن تک نہیں رکا

قتل اسکو کرنا چاہا رفیقوں نے آپکے — اللہ رے خلق منع کیا اس جناب نے

فرمایا اسکے قتل سے مطلب ہمیں نہیں — اندھا ہے یا نکا و انکا بھی اندھا ہے یہ لعین

چاہا تھا ہمنے بچ رہیں اعدا کے ظلم سے — یاں بھی نہ چین لینے دیا ان لعینوں نے

آئے ہیں پھر مدینے میں زہرا کے دلربا — روضے میں جد کے جا کے یہ کرنے لگے بکا

مسجد میں کوفیوں نے پدر کو کیا شہید — ہے فکر میں ہمارے بھی اب قتل کے یزید

آئی ندا لحد سے کہ صابر رہا کرو — انکی جفا سے مت ڈرو اللہ سے ڈرو

اے لاڈلو شہید و نبی سلطان ہو تمہیں — کشتی عاصیاں کے نگہبان ہو تمہیں

اے میری جان یا انکی مصیبت کا خوف کیا — ہے جائے شکر تمسے ہے راضی بہت خدا

در پئے بہت تھے گھاتیں نائب یزید کے — پھر زہر آپکو دیا جعدہ نے مکر سے

رنجور اور زخمی تھے پہلے سے وہ امام — اس زہر نے تو کر دیا کام آپکا تمام

خون جگر نکلنے لگا منہ کی راہ سے — فرمایا اس حرم سے وہ آگاہ رمز نے

کیوں جان زار میری لیا چاہتی ہے تو — بھولی ہے جسپہ اسکو نہ پائیگی تند خو

زہرا کے دلربا کو وہ جعدہ ستم شعار — کر کے فریب زہر پلائی ہے پانچ بار

تاثیر سم کی ہوتی تھی حضرت حسن کو جب — نانا کی قبر سے وہ لپٹتے تھے باادب

جعدہ نے دیکھا حال جو حضرت پہ کھلگیا — انکار اس خطا سے کیا اور رد دیا

جعدہ کے گھر کو چھوڑ کے وہ سید البشر — ٹھہرے حسین ابن علی کے گھر آن کر

اکدن جو منہ سے آپکے خون جگر گرا — محفل میں سر ٹیک کے صحابہ نے رو دیا

سب کو دلاسا دیکے یہ فرمایا آپنے — ہم مستعد ہیں بخشش امت کے واسطے

واللہ اپنے مرنیکا بالکل نہیں الم — لیکن فقط حسین کی تنہائی کا ہے غم

بچپن میں انکو چھوڑ کے نانا گزر گئے — اور بعد چھ مہینے کے اماں بھی مر گئے

بابا ہوئے شہید انھیں مجھکو سونپ کر
ہر وقت بیکسی پہ ہے اپنے مری نظر

سب مستعد ہیں قتل پر اس نور عین کے
دشمن ہیں سینکڑوں مرے بھائی حسین کے

پہلے سے درد حد سے زیادہ تھا زخم کا
اس زہر نے تو بس مجھے بیکار کر دیا

سوز جگر ہے اور طبیعت نڈھال ہے
قبر نبی پہ جاؤں تو جانا محال ہے

مروان نے جو دیکھا کہ سب زہر بچ گئے
الماس کا سفوف منگایا ہے شام سے

جعدہ کے پاس جلد شقی نے بھجا دیا
بولا اگر یہ زہر جو تو نے پلا دیا

یہ جان لے یزید سے تیرا وصال ہے
پھر فاطمہ کے لعل کا بچنا محال ہے

بس زہر لیکے رات کو نکلی وہ بدگہر
چھپتی ہوئی حسین کے آہستہ آئی گھر

پانی کی جو صراحی حسن کے نظر پڑی
صافی میں زہر چھان کے کافور ہو گئی

بیدار نیند سے ہوا زہرا کا لاڈلا
تھی تشنگی بس اٹھتے ہی پانی وہ پی لیا

کیونکر میں اس بیان کو کروں مومنو رقم
ہوتا ہے اس الم سے قلم کا جگر قلم

الماس کے وہ ریزے تھے اللہ کی پناہ
سالم جگر کے ٹکڑے نکل آئے منہ کی راہ

راوی کا اختلاف ہے اسکے حساب میں
اکثر لکھے ہیں ایک سو ستر کتاب میں

دوڑے حسین ابن علی سنکے یہ خبر
قدمونپہ بھائی کے گرے عمامہ پھینک کر

کی عرض ہمکو چھوڑ کے تنہا چلے کہاں
تنکے کا بھی سہارا نہیں مجھکو بھائیجاں

چھاتی سے تب حسین کو لپٹا لیا آپ نے
ارشاد سب سنایا جو پہونچے تھے باپ سے

پوچھے حسین حال تو فرمایا آپ نے
بھائی جگر جلا ہے یہ کوزے پانی سے

کی عرض شہ نے کون وہ دشمن ہے آخری
جسنے کیا ارادہ ہلاکت کا آپ کی

فرمایا اسکا میں نہ بتا دوں گا زینہار
بدلا کرو گے اس سے تم اے بھائی دلفگار

جسپر مرا گمان ہے اگر ہو اسی کا کام
اللہ بس ہے بھائی مرا بہر انتقام

اور ہو گمان میں جو ہماری اگر خطا
ڈرتا ہوں خون ہوئے نہ کسی بیگناہ کا

لکھتا ہے راوی یہ بھی وصیت حسن نے کی
تقویٰ کو جانے دینا نہ تم ہاتھ سے کبھی

دن رات دلمیں جل و علا کا ہراس ہو
اور اہل بیت احمد مرسل کا پاس ہو

بھائی خدا نے کی ہے نبوت ہمیں عطا
ممکن نہیں جو پاویں خلافت کا بھی قرار

ہر وقت صبر کیجیو اعدا کے ظلم پر
جاؤ کہیں نہ روضۂ انور کو چھوڑ کر

ہر چند اہل کوفہ ابھاریں گے آپ کو
قولوں پہ انکے آپ توجہ نہ کیجیو

نازک مزاج ہیں اجی بھائی مرے یتیم
ایذا نہ انکو دیوے کوئی ظلم سے لئیم

جب دم جدا ہو روح مری جسم زار سے
رکھ دیجیو لاش روضۂ انور کے سامنے

اور عرض جا کے عائشہ ثانی سے کیجیو
تھوڑی سی جا رسول کے پائین دیجیو

مانع بنی امیہ اگر ہوویں دفن کے
عباس جد کے روضے میں مدفن بنائیے

حضرت پہ بیقراری ہوئی نزع کی عیاں
بسمل کی طرح تڑپے وہ سلطان دو جہاں

اتنے میں سبز ہوگیا جسم آپ کا تمام
رخصت ہر ایک سے لگے ہونیکو پھر امام

عابد سے اور اکبر معصوم سے ملے
زینب بہن سے مل لئے کلثوم سے ملے

لپٹائے گا سینے سے بھائی کو کھینچ کر
روتے تھے گاہ قاسم مضطر پہ کر نظر

کرتے تھے زباں سے ذکر خدا ادا
گہ مانگتے تھے عاصیوں کے واسطے دعا

اتنے میں روح پاک ہوئی خلد کو رواں
غش کھا حسین گر پڑے بھائی پہ ناگہاں

پاؤں پہ سر کو رکھ کے یہ ہر بار کہتے تھے
بھائی اکیلا کر گئے آج آپ مجھے

اتنا حسین روئے ہیں بھائی کی لاش پر
افلاک پر فرشتے ہوئے سارے نوحہ گر

اسدم حضور عائشہ جا کر حسین نے
پائیں زمیں مانگی مزار رسول کے

فرمایا رو کے بی بی نے اے وا مصیبتا
اپنے مزار کیلئے رکھی تھی میں وہ جا

ہم ہائے زندہ رہ گئے دلبر نے جان دی
صدقے زمین ناقی بھی قربان ہوگئی

القصہ جب جنازہ وہ مظلوم کا چلا
آمادہ ظالموں نے کیا ہے لڑائی کا

روضے میں بھی رسول کے جانے نہیں دئے
تھی دشمنی لعینوں کو حضرت کی لاش سے

پھر قصد کر اٹھے بنی ہاشم لڑائی کا
فرماں حسن کا یاروں نے اسدم سنا دیا

رحلت کے وقت بولے ہیں محبوب کردگار
کرنا نہ جنگ میرے جنازے پہ زینہار

قبر رسول تک بھی نہ لاشہ پہونچ سکا
عباس ہی کے روضے میں مدفن ہے آپکا

شق ہو گئی الم سے قلم کی زبان ہے
پتھر بھی پانی پانی ہو یہ وہ بیان ہے

دنیا سے جو سدھارے ہیں سردار اولیا
اونتیسویں کی شب تھی صفر کا مہینا تھا

اے دستگیر غم کی نہ لکھ داستاں دراز
کر عرض یہ جناب حسن میں تو بانیاز

دنیا کے رنج اور الم دل سے دور ہو
یا شاہ روز حشر شفاعت ضرور ہو

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر

پنجتن کی ذات ہے نور خدا
پنجتن میں جلوہ گر ہے کبریا

ہے ضرورت تربیت اولاد کی
حتی الامکاں اپنے کرتے ہیں سبھی

تربیت حسنین کی کس حسن سے
شیر حق اور بی بی زہرا کرتے تھے

راوی دیتے ہیں کتابوں سے پتا
تھے شریک ان کے جناب مصطفےٰ

دونوں کو دیکر پھرے گد گے جناب
ٹھیک مسجد میں کراتے تھے جناب

علم قرآن اور حدیث مصطفےٰ
ان سے بہتر کون جانے گا بھلا

قرائیں ساری کلام اللہ کی
کر لئے تھے حافظہ ابن علی

عبدالرحمن قاری قرآں جو تھے
ان کو بھی قرات سنائی آپ نے

وہ علی اور مرتضےٰ کے نازنین | ہر طرح سے سیکھے ہیں احکام دیں

ایک دن حضرت حسن بندہ نواز | پڑھ رہے تھے غسل فرما کر نماز

مثل جوڑے کے بندھی تھی گیلے بال | پیچھے سے دیکھے صحابی خوشخصال

کب ٹھہرتے تھے پڑھے تک وہ نماز | کھولے جوڑے کو کئے گیسو دراز

آپ دیکھے غصے سے بعد سلام | وہ سنائے حکم سردار انامؐ

سیکھے ان سے وہ حدیث مصطفےٰ | اس طرح کا حال شہزادوں کا تھا

انکے خوش لکھنے پہ گر ہووے نظر | معجزہ ہوتی کا ہے مشہور تر

ہو چکے جب طے علوم ظاہری | راہ باطن کی بتائے ہیں علی

صبر اور تسلیم کے تھے جو مقام | کر دیا دونوں پہ حق نے اختتام

کمسنی میں سید کونین نے | کان میں فرما دیا ان دونوں کے

جب حسن پر ہو گیا سم کا اثر | ٹکڑے ہو کر منھ سے گرتا تھا جگر

عرض کی حیدم حسین پاک نے | نام قاتل کا ذرا بتلائیے

واں تو تسلیم و رضا کا تھا مقام | جانتے تھے پر نہیں بتلائے نام

کہتے تھے بخشے مجھے گر کبریا | ساتھ جنت میں اسے لیجاؤں گا

ہم ہیں اہل بیت ختم المرسلیں | ہم کریں غمازیاں شایاں نہیں

شان کیا سمجھے حسین پاک کی — شان تھی ان میں شہ لولاک کی
نور کی تصویر تھی سر تا بہ پا — جس نے دیکھا بول اٹھا صل علیٰ
تھے رسول اللہ میں فانی حسین — بن گئے تھے ثانی لا ثانی حسین
ہے تصوف کی کتابوں میں لکھا — ہے یہ دستور اولیاء اللہ کا
سینے سے لپٹا کے خادم کو کبھی — اپنے ویسا کر ہی دیتے ہیں ولی
راوی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب — کھٹکھٹایا جا در محبوب رب
مسئلہ تھا کوئی شرعی پوچھنا — سن صدا تشریف لائے مصطفےٰ
واپسی کے وقت میں نے عرض کی — پیٹھ پر کیا شئے ہے اونچی یا نبی
آپ فرمائے حسین دل ربا — سو گیا تھا میرے سینے سے لگا
میں یونہی لایا ہوں کمل باندھ کر — تا نہ ہو بیدار یہ نور نظر
اے محبو سینۂ سلطان دین — گنج اسرار خدا ہے بالیقیں
ویسے سینے سے جو لپٹے بارہا — انکا رتبہ کیا بتاوے یہ گدا
دیکھتے تھے ان کو جو اہل نظر — کہتے تھے خیر البشر خیر البشر
ابن عباس اپنے گھوڑے کو تھام — چلتے تھے اکثر پیادہ چند گام
لوگ کہتے تھے بن عباس کو — تم چچیرے بھائی پیغمبر کے ہو

زین پر بچوں کے رکھ گھوڑے کے ہاتھ — آپ پیدل چلتے ہیں کیوں ساتھ ساتھ

مصطفیٰ ہمراہ جب لیجاتے تھے — ساتھ اپنے اونٹ پر بٹھلاتے تھے

سن کے یہ فرماتے تھے وہ باخبر — میں جو سمجھا ہوں وہ تم کو کیا خبر

جب سمجھ کا ویسوں کے یہ حال ہو — خاک سمجھے ہم اگر سمجھے بھی تو

امتحاں کا وقت جب آیا قریب — کربلا جانے لگے حق کے حبیب

ابن عباس آئے اور ابن عمر — کہتے تھے اے نائب خیر البشر

آپ کوفے کو نہ جائیں زینہار — سارے کوفی ہوتے ہیں بد شعار

آپ فرمائے ہوں میں بھی جانتا — میرے بابا سے کئے ہیں وہ دغا

کام ہم بھاری کئے ہیں اختیار — کم سنی سے ہم پہ ہے دار و مدار

جو مجھے فرما گئے ہیں شاہ دیں — راز مخفی ہے وہ کہہ سکتا نہیں

گر نہ سر دیتے حسین رشک ماہ — عاصیوں کی کشتی ہو جاتی تباہ

زانی اور میخوار تھا ظالم یزید — طالب بیعت تھا حضرت سے پلید

جان کے ڈر سے وہ شاہ بحر و بر — بیعت اس ظالم کی کر لیتے اگر

یہ نہ رہتی استواری دین کی — تفرقے میں آتا یہ دین نبی ؛

جان دنیا کر لئے حضرت قبول — تا نہ بگڑے آگے یہ دین رسول

کربلا میں آئے شاہ مشرقین | تھے اکہتر شخص ہمراہ حسین
ڈیرے استادہ آپ کے جبکہ ہوئے | ہے حقیقت واں کی سنئے غور سے
کربلا کا نام ہے کرب و بلا | لعل کا زہرا کے وہ مسکن بنا
ریگ کا جنگل تھا اور ہو کا مقام | جھاڑ کیا کوسوں نہ تھا سایہ کا نام
دھوپ کا موسم تھا لو کا شور و زور | رہ نہیں سکتے تھے جس جا مار و مور
ایسی گرمی تھی وہاں کی دھوپ کی | مشک پانی پیوے دن بھر آدمی
ویسی جا پر آپ فرمائے مقام | مرضی معبود پر تھے شاد کام
نہر پر قبضہ تھا ابن سعد کا | بند پانی کر دیے تھے اشقیا
ویسی جا پر جو کوئی پیاسا رہے | دل جگر سے اسکی حالت پوچھیے
سخت اس جانب سے آتے تھے پیام | کچھ جواب اسکا نہ دیتے تھے امام
ایک نکتہ اولیا کے حال کا | بولتا ہے سن رکھو یہ بے نوا
کشف ہے ان پر سبھی باطن کا حال | اس طرف ہے رات دن انکا خیال
عرش سے تا فرش ہے انپر عیاں | ہے نظر میں انکی پیدا اور نہاں
اسطرح فرماتے ہیں پیران پیر | شاہ دیں محبوب سبحاں دستگیر
بالیقیں میری نظر میں ہے جہاں | رائی کے دانے برابر ہے عیاں

انکے جد پاک ہیں حضرت حسین — یعنی آگے مصطفےٰ کے نور عین

ان کو تھا علم لدنی کا مزا — اپنے ولیا کردئے تھے مرتضیٰ

عرش حق سے لے کے تا تحت الثریٰ — آئینہ تھا۔ آئینہ تھا۔ آئینہ

اولیا جتنے ہوئے عالی مقام — سب حسین ابن علی کے ہیں غلام

قصہ ذکریا ہی کا سن چکے — جھاڑ میں جا کر چھپا تھا آپ لے

آرہ ان کے سر پہ جب چلنے لگا — ایک بار اُف کہتے ہی آئی ندا

دوسرے بار اُف کہو گے لا کلام — عاشقوں کا نکلے گا دفتر سے نام

سب یہ کہتے تھے حسین ذی حشم — ٹھہریں گے اس جنگ میں ثابت قدم

رات دسویں آگئی اندوہ گیں — سب رفیقوں کو بلائے شاہ دیں

اک توجہ ایسی فرمائے امام — ہو گئے وہ سب کے سب عالیمقام

شوق ہر اک کو شہادت کا ہوا — چاہتے تھے پہلے ہم ہوویں فدا

طبل اتنے میں لڑائی کا بجا — لڑ گئے سارے رفیق و اقربا

ہے ہزاروں کو نشان زشت خو — دوستان حق تھے پاں سر پہ

انکی ہیبت انکے دلمیں ایسی تھی — بدپائی کرتے تھے وہ شقی

ظالموں کو خوب یہ معلوم تھا — لشکر حق کا ہے اس دم سامنا

وہ لڑے ہیں اقربائے شاہ دیں / کوفیوں کے خوں سے تھی رنگیں زمیں

چھید ڈالا ایک تیر پر جفا / حلق اصغر کا جگر شبیر کا

ہو گئے پیاسے فدا شہ پر تمام / سب کے شاہد ہیں شہادت کے امام

ہاتھ اٹھاؤ اے محبان حسین / عرض ہو درگاہ حق میں بھر کے نین

قعر دوزخ ایسا ہوئے یا الہ / مانگتے ہوں دوزخی جس سے پناہ

اس میں بھیجنا قاتلان شاہ کو / کچھ ہماری دل کی آتش سرد ہو

عشرہ کی شب شہر بانو خستہ جاں / خواب میں زہرا کو دیکھی ناگہاں

ہیں کمر باندھے ہوئے اندوہگیں / کربلا کی صاف کرتے ہیں زمیں

بانو سے فرمائے میرا دل ربا / ظلم سے کل قتل اس جا ہوئیگا

جھاڑتی ہوں اس لئے اے ماہ رو / تا چبھے کنکر نہ اس کے جسم کو

دو پہر ڈھلتی ہی یوں آئی ندا / آپ کی باری ہے اے شاہ ہدا

دیکھی تنہائی کو اپنے شاہ نے / شکر خالق کا ادا کرنے لگے

غور سے لاشوں طرف دیکھے امام / چاند کے ٹکڑے نظر آئے تمام

پیٹ پیٹوں سے لگے تھے فاقوں سے / دھوپ سے چہرے تھے سنولائے ہوئے

پیاس سے باہر تھی ہر منہ میں زباں / نور کا عالم تھا چہروں سے عیاں

ان کو دکھلا کر کہے شاہ ھدا
یہ ترے بندے تھے اے بار خدا

سب تصدق تیرے رستے پر ہوئے
فضل سے یارب تو ان کو بخشدے

ایک بندہ ہے ترا باقی رہا
جان خوشی سے وہ بھی کرتا ہے فدا

گر کرے پیدا تو مجھکو لاکھ بار
تیری راہ میں سر کروں یونہی نثار

ہم تو وعدہ اپنا پورا کر چلے
امت عاصی کو تو بھی بخش دے

آئے خیمے میں حسین ابن علے
کی تشفی سارے اہل بیت کی

جو ہوا پیدا سو وہ ہوگا فنا
ہے فقط اک ذات کو اسکی بقا

بعد میرے تم نہ کرنا شور و شین
اور رونا منع ہے کر کر کے بین

بال مت نوچو نہ سر ہو برہنہ
منع ہے منہ پر طمانچے مارنا

مت کرو اپنے گریبانوں کو چاک
ڈال لینا مت سر و تیر اپنے خاک

مت کرو سینہ زنی اے بی بیو
رونا آیا تو فقط رویا کرو ہؤ

دی خلافت عابد ذیجاہ کو
بولے سونپا میں تمہیں اللہ کو

پیاس سے تھیں بیبیاں مضطر تمام
تسپہ یہ غم تھا بچھڑتے ہیں امام

بی بیوں کو روتے پیاسے چھوڑ کر
رن میں آئے شاہ مرداں کے پسر

جمع تھے کوفی ہزاروں شادماں
لیکے تیر و خنجر و تیر و سناں

تشنگی سے خشک تھا شہ کا گلا
ظالموں سے ختم حجت کے لئے
پڑھتے ہو تم جن کا کلمہ بالیقین
میں نواسہ ہوں حیدر کرار کا
ماں مری خیر النسا بنت نبی
خون سادات کا جائز ہے کہیں
وال تو شیطاں انکے سر پر تھا سوا
شیر تھے شیر خدا کے دل ربا
ہیبت حق تھی وہ اللہ کی پناہ
قتل کا جس جس لعین کے حکم تھا
اشقیا گھبرا کے اس دم دور سے
جسم والا ناوکوں سے چھید گیا
کانپے اس صدمے سے سب ارکان عرش
حور و غلماں قدسیوں کو تھا نہ چین
عالم ارواح میں تھا بس قلق

برف پیتے تھے دکھا کر اشقیا
چند کلمے شاہ والا نے کہے
میں نواسا ہوں انھیں کا یا نہیں
ہوں بھتیجا جعفر طیار کا
میرے بھائی ہیں حسن ابن علی
سو نچکر دیکھو یہ کام اچھا نہیں
سن کے یہ کرنے لگے تیر و نجی مار
ہاتھ میں لی ذو الفقار مرتضیٰ
بزدلوں نے چھوڑ بھاگا رزم گاہ
آپ کی تلوار سے مارا گیا
تیروں کی برسات برسانے لگے
گر پڑے گھوڑے سے شاہ کربلا
رو رہے تھے ساکنان عرش و فرش
رو کے کہتے تھے حسینا واحسین
زلزلے میں آ گئے ساتوں طبق

کھینچنے کی جسم سے تیروں کی بھی — اشقیا نے شاہ کو مہلت نہ دی

تھیں مژہ کی گردشیں شمشیر کی — گر رہے تھے ہر کروٹ پہ ناوک تیر کی

غش ہوا حضرت کو جلتی ریت پر — دیکھی نانا کی سواری جلوہ گر

قصہ ہے مشہور اسمعیل کا — کہتے ہیں جب ذبح کا موقع ہوا

کی وصیت باپ کو تب آپ نے — میری پیشانی زمین پر رکھئے

منہ اگر دیکھو گے شفقت آئیگی — ہاتھ سے شاید رک جائے چھری

مہربانی کرکے اس دم کبریا — ان کے بدلے میں فدا دنبہ کیا

ہو گئے معصوم اسمعیل تب — کیوں نہ قربانی ہوئی منظور رب

یہ وہی قربانی تھی اے دوستو — حق نے بخشا حضرت شبیر کو

حلق شہ کا جب نہ خنجر سے کٹا — شمر سے فرمائے شاہ کربلا

بوسہ گاہ مصطفیٰ ہے اے لعین — اس طرف سے حلق کٹنے کا نہیں

میں رہوں سجدے میں سر نیچا کیا — کاٹ پیچھے سے گلا کٹ جائیگا

دادا اسمعیل جیسے لیٹے تھے — ویسا ہی لیٹے شہ دارین نے

پھر جفا جو جو کئے ہیں وہ لعین — اس کے لکھنے میں قلم بڑھتا نہیں

فخر ان کا کیا شہادت سے بڑا — بلکہ فخر ان سے شہادت کو ہوا

سنگ دل بن کر غلام دستگیر
لکھ دیا حال شہ روشن ضمیر

بس کر اب بس کر قلم کو روک لے
ٹکڑے ہوتے ہیں جگر عشاق کے

اے حسین ابن علی دین کے امام
ہم سبھی آپ ہی کے گھر کے ہیں غلام

یاں بھی ہو یا شاہ آپ ہی کا کرم
واں بھی آپ ہی کے رہیں سائے میں ہم

مرثیہ بروایات صحیح دربیان واقعہ شہادت سید الشہدا
حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

میداں میں یہ عمل ہے سپہدار آئے ہیں
قدرت کے کارخانے کے مختار آئے ہیں
فوج محمدی کے سپہدار آئے ہیں
جن و ملک و انس کے سردار آئے ہیں

زہرا کا لال آج جو اس مرحلے میں ہے
لرزہ ہے آسماں کو زمیں زلزلے میں ہے

بولیں اڑیوں نے لکھا ہے اس غم کا ماجرا
ستر و تین کا خاتمہ جس وقت ہو گیا
تیمن چوں سے رن میں آگیا سہرا ہے کربلا
فرزند اور بھتیجے ہوئے شہ پہ جب فدا

حور و ملک فلک پہ یہ کرتے تھے شور و شین		تنہا ہیں آج دھوپ میں تشنہ دہن حسین

کس بیکسی پہ اپنے شہ دین نے جب نظر
شکر خدا ادا کیا آنکھوں میں اشک بھر
لاشے پہ سب کے بیٹھتے تھے اور ادھر آ ادھر
کہہ کہہ کے رو کے بولے یہ سلطان بحر و بر

اے نوجوانو پی لئے کوثر کے جام کو		غم کھانے پیاسے چھوڑے ہو بیکس امام کو

رفتہ وہ شیر غنچہ تھا اصغر کسی طرف
ہیں زخمی سوتے تھے اکبر کسی طرف
زینب کے گل وہ دونوں پڑے تھے دلبر کسی طرف
عباس اور قاسم مضطر کسی طرف

دیکھا گیا یہ حال نہ شاہ انام سے		تشریف لائے خیمے میں رخصت کیواسطے

جب حال یہ آل نبی پہ بعد شہ بین کے
سر پیٹتی تھیں کبھی اڑاتی تھیں روتی تھیں بین کے
ہر بار سکینہ پکار کے چلاتی آہ جب
بے ساختہ غلط حسین پہ تہمت نہ تھی سب

بے صبری کا کلام بھی منہ پر نہ لاتے تھے		جز شکر کے حسین زباں کب ہلاتے تھے

ہائے اس بیاں سے لاکھوں میں ایک وقت کھوئے
شبیر لائے کس طرح سے رنج والم
یہ ماجرا بیان کریں روئے سے داد کے
اس بات میں ثمر ہیں بھلا کیا کیا جان

سر دینا گھر لٹانا نہ ذلت کا ہے مقام		پیغمبروں کا کام ہے عزت کا ہے مقام

تھے میں بیاں کئے بیبیوں سے شہ نے ایک کہا
اب فاتحہ تمام رفیقوں کا ہو چکا
بیٹے سے کہا بابا کے کٹے کہ نالش پہ سب خدا
بابا چچا اکبر باقی سو سے نہیں میں قتلا

اے بیبیو بس آپ سے تم سے جدائی ہے		باری حسین کے بھی شہادت کی آئی ہے

سمجھایا بیبیوں نے کہ اے سیدِ انام
اب آپ تو سدھارے ہیں یاں سے تشنہ کام
تنہا ہیں یاں بھوکی پیاسی ہیں ہم عترت تمام
ہے کون بیکسوں کی خبر لے جو صبح و شام

بدذات اشقیا ہمیں آکر ستائیں گے | اسباب لوٹ لیوینگے خیمے جلائینگے

شہ نے کہا تمہارا نگہبان ہے کردگار
قربان اسی پہ سر ہے میرا اور گھر بھی ہے نثار
لٹ جائے دو جو لوٹ لیں یہ خیمے وہ بد شعار
بیبیو لو فاطمہ کا کرو صبر اختیار

تکلیف بھوک پیاس کی ذلت و بیکسی | میراث ہے یہ نانا رسالت مآب کی

بیتاب ہونا کچھ جو شہادت جو پائیں ہم
چلا کے سر کو پیٹ کے کرنا نہ تم الم
شیون اور بین کرنا نہ سر کھولنا بہم
رونے کا اختیار ہے انساں کو وقت غم

صابر ہر اک رنج و الم میں رہا کرو | امت کو مصطفیٰ کی نہ کچھ بد دعا کرو

رو رو کے بیبیاں ہوئیں حضرت پہ سب نثار
بیٹھی تھیں زمیں پہ بانوئے دلفگار
لپٹی گلے سے دوڑ کے زینب بے قرار
سر رکھ قدم پہ رو رہے تھے سجاد زار زار

سیدانیوں کے شور سے عرش خدا ہلا | تھرائے کوہ کانپ گیا دشت کربلا

علم لدنی رحم مرسل سے تھا ملا
اسرار باطنی جو بتائے تھے مصطفیٰ
سینہ بسینہ عابد دلبر کو کر عطا
فرمایا صبر کیجیو اب رقت میں یا ولد

دریا کی طرح جوش تھا رقت سے شاہ کو | ہاتف نے دی صدا کہ حسین اب سوار ہو

عمامہ مصطفیٰ کا کیا شہ نے زیب سر
تلوار مرتضیٰ کی تھی حمزہ کی تھی سپر
دلدل خدا کے شیر کا حاضر تھا ڈیوڑھی پہ
پہنچائیں بیبیاں در خیمہ تک آن کر

تنہا فلک نے ایسا کیا اس جناب کو | باقی رہا نہ کوئی کہ تھامے رکاب کو

زینبؑ بڑھ کے تھامی رکاب اور یہ کہا
یا ابن سعد رکاب آپکی دی اے شہ ہدا
السلام کہتا خلد میں صاحب یہ ماجرا
زہرا پکاری بیٹی یہ تو بنتی ہے کربلا

خواہش ہے کسکو خلد کے آرام و چین کی	تھامی ہوئی رکاب ہوں میں بھی حسین کی

گھوڑا بڑھایا چاہتے تھے سرورِ امم
پر گرد وہ راہوار اٹھاتا نہ تھا قدم
دیکھا حسین نے کہ رک گیا کیوں اسپ خوش شیم
کی عرض اسپ نے رو کے اے معدن کرم

کیونکر بڑھائے آگے قدم اپنا یہ غلام	سُم پر یہ رکھدیا ہے سکینہ نے یا امام

تھامی تھی آقا شاہ کی بیٹی نے ایک طرف
زینب نے میں اٹھا لیا تجھکو نہیں اسکا طرف
منہ دیکھا ناک سے چہرہ انور سے جھاڑ کر
لے میری پیاری ترا دامان کے کر

چھوٹے سے منہ کو دیکھ یہ جلتی زمیں کو دیکھ	گھوڑے کے سُم کو دیکھ تو اپنی جبیں کو دیکھ

وہ بولی کیا کروں مرا قابو میں دل نہیں
تمہیں بھیجے بھائی مرے سر پہ نانا نہیں
بابا کے ساتھ سارے گئے [illegible] قریب
بابا ارادہ کرتے ہو [illegible]

مانیں گے ہم نہ لاکھ طرح سے منائیے		ہاں ٹھہریے قسم یہ گرتی ہوں ٹھکرا کے جائیے

ہے تشنگی فراق سے دل اور جگر کباب
زینب نے پیاسی بی بی سے [illegible] تراب
[illegible] سکینہ کا نہ دیا جواب
[illegible] پیچ و تاب

زینب کی گود میں دیا اس نور عین کو		لو لے لیں اب رضا دو سکینہ حسین کو

ہے تشنگی سے کانپ رہی [illegible] آسماں ہلا
رخ [illegible] ایک بیت کا [illegible] ہوا
[illegible] سکی [illegible]
[illegible] بیبیاں [illegible]

از حد تھا عشق بیٹی سے شاہ مدینہ کو		چوکھا تھا بس تھا ان دنوں بی بی سکینہ کو

تسکین سے نہ آیا کچھ اِس غمزدے کو چین
روتی رہی سکینہ طلبِ شاہِ مشرقین
آواز آئی غیب سے کھوئے حرم حسین
یہ سنتے ہی کھڑے ہوئے زہرا کے نورِ عین

پوچھا صدا یہ کسکی ہے جس سے ملول ہو	آواز آئی لعل میں نانا رسول ہوں

بولے حسین یہ شہنشاہِ حجاز ہیں آپ سے
منجھی سکینہ یہ ہیں ہمسر ہیں آپ کے
چھاتی پہ ہاتھ رکھ کے آئے ہیں ادر کا درد ہے
ان سب کی آب کراری سے رکھوا دیا ہے

شبیر نے یہ سنتے ہی شکر خدا کیا	بولے اے نانا جان اس آنیکے میں فدا

آئے ہیں آپ ایک بیٹی قتل حسین کا ارمان دل کا کیجئے یا امام
بیمار زینب ہیں سر پیٹتے ہیں وحشت سے سر اٹھا
ہمارے ساتھ آیا سر انہیں ہیں سرخی اور ایسا نام
سر کی ہے

ہمکو خدا نے بھیجا ہے اے سرور امم	باقی رہیں جہاں میں نہ ظالم کا نام ہم

شہ نے کہا کسی کی حمایت نہ چاہیے
ممکن ہے سر کوئی شیر و نیزے سے بچ سکے
قدرت کا زور رکھتے ہیں بازو حسین کے
تقدیر میں جو ہو لکھا تو تدبیر کیا کرے

امت پہ مصطفےٰ کے فدا ہے سر حسین		واللہ بچنے سے بکا ہے سر حسین

القصہ آئے سرور دیں قتل گاہ میں
پہلے ہوئی اودھر کو عدو کی سپاہ میں
باندھے تھے مورچے بھی بدی کی راہ میں
سرباز ان کو دیکھتے تھے دولت کی چاہ میں

آمادہ تھے نبی کے نواسے کے واسطے		لاکھوں تھے جمع ایک پیاسے کے واسطے

تنہا تھی شہ کی زندگی عالم میں بیکسی
حیات عرض کرتے تھے یا سید البشر
حکم حضور آج غلاموں پہ ہو اگر
سب پل میں ہم کاٹ ڈالیں سر ...

مٹی میں ظالموں کو ملاتے ہیں یا حسین		آتش کے گھوڑے اپنے چلاتے ہیں ہم حسین

فرمایا شہ نے رحمت عالم کا ہوں پسر
نانا نبی کے رحم پہ میری بھی ہے نظر
انصاف سے عوض ہے تو زمین اور وہ نشان
تم ان کو دو کہ جن کے عوض ہو وہ شمر پہ جان

میں چاہتا ہوں جلد شہادت قبول ہو ‏ ‏ تا نانا کے عاصیوں کی شفاعت حصول ہو

صدقے حسین کے کہ قربان جائیے
جرأت سے رو بہ رو بڑھے ظالم کی فوج کے
رکھوں تیغ اشقیا نے شمر و الا سے سے لیے
دو اور سے سے نہ پیچھے سے فرمایا آپ نے

تا حق شناسی چھوڑ کے سن لو مرا کلام ‏ ‏ کچھ ہم بھی ہیں تمام یہ قصہ بھی ہے تمام

کہا اس نے کہ میرے جواں بھائی اور پسر
جنت میں حق حبیب و برادر ہیں کا سر
سر زیر تیغ سب کے ہوں خالق کی راہ پہ نظر
گردن بھی آقا سے شتابی پہ ہے

فرمائیں روز حشر نہ یوں مصطفیٰ مجھے ‏ ‏ امت سے لڑ لیا مرے غم میں عزیز کے

تم پوچھتے ہو تو نواسا نبی کا ہوں
زہرا کا نور عین ہوں بیٹا علی کا ہوں
سردار ہوں قریش کا سردار سبھی کا ہوں
بیٹا ہوں جسکا کعبہ میں پیدا اسی کا ہوں

بھائی حسن ہے جعفر طیار ہیں چچا		یاں تم میں مجھ سا کون ہے ظالمو بتا

کیا جلد بھولی تم نے نصیحت رسول کی
وقت وفات بولے جو محبوب ایزدی
امت کو اہلبیت کی لازم ہے دوستی
اٹھا بچا کے آئے وہ قرآن اور یہی

ویراں تمام کر چکے باغ بتول کو		پانی پلانا منع ہے سبط رسول کو

سن کے یہ سنگدل ہوئے سب اشقیائے شام
نصرت سے یہ حسین کے سرکنے لگے تمام
شمر اور ابن سعد پکارے کہ یا امام
کہتا ہے یہ کہ بس ابن بس سن چکے پیام
سنکے ارادہ

یہ کہکے سب دلیروں کو للکارنے لگے		سبط نبی کو تیر ستم مارنے لگے

تیغیں چمک گری کہ سب صل تھا نشانہ کر
سینہ زرہ میں شق کہ تنہا تھا شیر الٰہ کر
نیزے کی طرح دو دیا اعدا کی سپاہ پر
بد بخت سپاہ بکھیا ستی دا بسیاہ

بھاگے ہزاروں سینکڑوں پل جا سے ٹل گئے		چیونٹی کی طرح مورچے دریا سے ہٹ گئے

ناچاہیں ہوئی تیغ جگری میں سے زور دی شتر سم
گاڑی سوار ایسی زور کی اسپ بس
سب تیغ ستم کا ساتھ کی سنکیں دی کالی ادا
سب ستم سپاہ کالی ادا سے ہوا شتر ایسی ز

تحسین و آفریں کی اٹھی عرش سے صدا		روح الامیں پکارے کہ شبیر مرحبا

جھپکا گیا تھا جیل ایسا کا وصل ٹکڑے ہو گئے
سایہ نہ تھا جو سر کی دم گھڑے ہے
جلیاں کیا کہ ٹھہرے کی ز نار و تیغ
دہشت سے شیر در ہا بچھی پیاس نے

خیمے کی سمت نہر سے پیاسے پھرے حسین		غل پڑ گیا کہ فوج پہ پھر آگئے حسین

یاں خیمہ جا پہ گھوڑے نے پانی نہیں پیا
حضرت جو بیٹھا چاہے تو اعدا نے یوں کہا
تنبیہ تیری بیبیوں کا خیمہ لٹ گیا
یہ سنتے ہی سوار ہوئے سبط مصطفیٰ

خیمے کی سمت نہر سے پیاسے پھرے حسین | غل پڑ گیا کہ فوج پہ پھر آ گرے حسین

پائی شکست فوجوں نے ڈر کے ایکبار
دوزخ جیب پہنچا جبکہ گری سر پہ ذوالفقار
روندا بہت پیادوں کو گھوڑے سے راہوار
تھرا گئی زمیں اترے جو شہسوار

کوئی بھی پہلوان نہ ٹھہرا ترائی میں | شیر خدا کا شیر پھر آیا ترائی میں

اس وقت تشنگی کا تقاضا تھا دمبدم
پانی اٹھایا ہاتھ سے شہ نے بصد الم
منہ میں حسین کے لگا اک تیر پر ستم
پانی میں خوں کا گرتا تھا قطرہ دمبدم

اس خوں کو روک سوئے فلک پھینکا شاہ نے | تھامے ادھر ہی اسکو رسالت پناہ نے

پھر آیا رزمگاہ میں وہ شیر ذوالجلال
کھینچا ہوا تھا سیف کو احمد کا نونہال
پھر بھاگتے تھے اشقیا روباہ سے شغال
نصرت صدا یہ دیتی تھی اے فاطمہ کے لال

انا فتحنا ہے ترے بابا کی شان میں	ہاں اب نچھوڑ ایک شقی کو جہان میں

جنگین کا شیر لڑا اس شکوہ سے
جوہر سے آبرو کیا سب ذوالفقار نے
اور جاں بچا کے سینکڑوں منھ پھیر کے بھاگے
بارہ ہزار ولے تھے تن نازنیں پیاسے کے

زخمی تھے تین روز کے پیاسے بھی تھے امام	تسپر یہ دبدبہ تھا لرزتے تھے اہل شام

شمر اور ابن سعد پکارے یلوں کو تب
اے پہلوانو تم کو ہے غیرت ضرور اب
حق نمک یزید کا بھولا ہے آج سب
نامردو ایک پیاسے سے ڈرتے ہو کیا غضب

لعنت کریگی خلق نہ مجروح سے ڈرو	مارو نہ تیر دور سے بڑھ کر دغا کرو

سپاہ دوڑی جانب سمت خیمۂ شہ مشتاق
حلقہ کیے حسین پہ سب مل کے ایک بار
خیمے کے لوٹنے کو بھی اٹھنے لگے سوار
آتی یہی صدا تھی کہ سبط نبی کو مار

تیروں سے مار کر پڑے جلدی یہیں حسین		خیمے کی سمت جانے نہ پاوے کہیں حسین

حضرت نے یہ پکارا کہ اے شمر ناصبور
چلا کے عدو پاس ہو سر قہر کا ضرور
سرمیں قصور وار نہیں ہوں ترے حضور
اہل بیت فاطمہ زہرا ہیں بے قصور

کہہ دے کہ تن سے سر مرا جبتک جدا نہو		خیموں پہ اہلبیت کے ظلم و جفا نہ ہو

سن کے شمر نے شہ والا سے یوں کہا
ہے التماس میری قبول ابن فاطمہ
خیموں طرف سے فوج کو اپنی بلا لیا
سب پھر کے پھر سر پہ کیا بار جنگ کا

ندی بہائی ظالموں کے خون کی شاہ نے		دکھلایا زور ہاشمی شیر الہ نے

سب جوڑ بند زخموں سے جسم آپ کا ہوا
گھوڑا بھی زخمی ہو گیا سبط رسول کا
کشتم میں پا کے لڑتے لڑتے رکا شیر کبریا
راضی ہے ما حسین ارادہ ہے کیا ترا

شکر اللہ کر کے یہ کی عرض شاہ نے	تیری رضا پہ شاد ہوں کچھ غم نہیں مجھے

بانو نے مجھ سے پوچھا تھا ایک وقت پہ
باقی رہی نہ تب وہ برادر نہ ہے پسر
لاوے گا کون آج میرے بیکس کی یاں خبر
بانو سے کہہ کے آیا تھا اے سوختہ جگر

تو مجھکو ڈھونڈتی ہوئی آنا نہ بے ردا	گھوڑا خبر ہماری شہادت کی لائیگا

عابد بیمار ہے مبتلا اس دم بخار میں
بیٹھے سرہانے بانو ہیں سب انتظار میں
طاقت اب اتنی باقی ہے اس راہوار میں
یہاں جا بتا دے حرم کے حصار میں

جب زین سے جدا شہ کون و مکان ہوا	دلدل ادھر کو روتا ہوا بس رواں ہوا

اب آ گئے وہ بیان ہے کہ جس سے پیچ و تاب
سینے پہ بیٹھنے کو جب جھکے وہ سگ خراب
وارد ہوا کہ چھپ گیا ہیں جہاں کا آفتاب
تکتے ہیں آب جب ہیں پیاسے ابن بو تراب

غش کھا کے کربلا میں رسول امیں گرے		نزدیک تھا زمیں پہ عرش بریں گرے

اللہ کی قسم ہمیں دنیا ہو یوں بہشت
یہ حال دل سے ہے مرے غنی ہیں طلب زر اس شق
سر تنگی ہے شتہ کے یہ بیٹے نبی کے جب ابن سعد
تھا کمر تھام لے یہ شاد و شاد بعد

لعنت خدا کی ہووے دلیران شام پر		تلواریں آزماتے تھے بیکس امام پر

اتنے چلے تھے تیغ و سناں تیر اور تبر ستمگر
حضرت کے جسم پاک پہ گنتی نہ تھی مگر
ایسا لگا تھا سینہ پہ خنجر سر پہ
تھی تیغ و زخم نقطے روئے پاک پر

یاد خدا میں ہو گئے غریب الوطن حسین		بیٹھے تھے گرم ریت پہ تشنہ دہن حسین

کوزے بلوری برف کے بھر بھر کے سرد تھے
پیتے تھے شاہِ دیں کو دکھا کر وہ بد سیر
تھا تشنہ لب رسول کا فرزند کس پہ
پانی دیا نہ اس کو کسی نے بھی جام بھر

دل میں نواسے کے تھی شہادت کی جستجو	نانا سے روزِ حشر شفاعت کی آرزو

بزمِ خدا میں بیٹھا تھا سلطان نامور
بچوں کا کچھ خیال نہ سر کٹنے کا ڈر
تلوار ماری ایک شقی نے جو دوڑ کر
اک ہاتھ کٹ کے گر پڑا شہ کا زمیں پہ

اللہ ری شجاعت فرزندِ فاطمہ	ایک ہاتھ سے شقی کو اسی دم دو تا کیا

معراج شاہِ دیں کو اسی حال میں ہوئی
حاصل ہوا وصال اسی دم حبیب کا
حاصل علی حسین کو وہ مرتبہ ملا
پیغمبروں کو جس کی تمنا تھی بارہا

خالق کے کارخانے کے مختار ہو گئے	واللہ سب شہیدوں کے سردار ہو گئے

سرکٹتے ہیں یہاں حسین نے کی حق سے التجا
یارب میں اپنا وعدہ تو اسدم وفا کیا
یہ عرض ہے کہ اپنا بھی وعدہ کرو وفا
سب بخش جائیں آج گنہگار مصطفیٰ

حکم آیا عاصی ہوویں حوالے ترے حسین		محشر کے روز سب کو چھڑا لے مرے حسین

سلطان دیں کے رحم پہ اب غور کیجیے
بیٹھا جو سر پہ آکے سینہ پہ شاہ انام کے
اس سخت دل کو نرمی سے فرمایا آپ نے
اے شخص ڈر خدا سے نہ دوزخ کی راہ لے

سر کاٹ لینا سہل ہے مشکل نہیں مرا		توبہ کر اس خطا سے تو قاتل نہیں مرا

ارادہ شخص سینہ شاہ انام سے
تقصیر بخشوا لی شہ تشنہ کام سے
سرکش تھا شمر بد نہ گیا گفتار شاہ سے
سب سے بد شمر گیا نزد شاہ کے جا بجا

اتنے میں ابن سعد پکارا کرکے یہ خیال		میں سر جدا کروں تو ملے مال اور منال

حضرت نے ابن سعد سے اس وقت یوں کہا
بابا ترا صحابیٔ ختم رسل ہوا
بیٹا ہے کیوں تو دوزخی گمراہ بد خطا
بیٹے سے ابن سعد کی اس وقت سب کہا

وہ روسیہ تو بھاگا او رہر کانپتا ہوا		شمر آکے بیٹھا سینے پہ خنجر لیا ہوا

زانو سے سر کا سینۂ عالی جناب کو
منہ پھیر کے نعش سے تب خلف بوتراب کو
بولے حسین اس شقی بے حجاب کو
ظالم اٹھا دے منہ سے زرہ کی نقاب کو

تھے داغ اس پلید کے سینے پہ کوڑھ کے		دانتیں جیسے تھے گویا سور کے توڑ کے

بولے حسین صدقے اے فخر زنیا
قاتل نے پوچھا کیا کہا اے ابن فاطمہ
بولے آج خواب میں کہتے تھے مصطفیٰ
ابلق ہے کتا کاٹے گا جو سر حسین کا

قاتل ہمارا ہے تو ہی مردود اور پلید		وہ تجھ میں ہیں نشانیاں سب جو دادے پلید

موجود ہے حدیث یہ مسلم میں مستند
فرمایا یوں رسول خدا نے صحابہ کو
جب وقت ذبح کرو تم ذبیحہ تو تیز کرو
احسان چند باتوں کا اس پر ضرور ہے
سچ ہے کہ جان لیتے ہیں حکم الٰہ سے | لیکن لحاظ چند شرائط کا چاہیے

رانی پلا کے پہلے کریں اسکا حلق تر
تیزی کے ساتھ پھیریں چھری اسکے حلق پر
جب جانور کہ ذبح ہوتے ہیں اس سے پیشتر
ہاں ان کے سامنے نہ ذبح کرنا کچھ اور
جبتک نہ نکلے دم نہ دو تکلیف جسم کو | کھینچو نہ اس کے پوست کو جبتک نہ سرد ہو

سنتے جگر کا شافع محشر کی ماجرا
سو جو ہوا اس حدیث کے سب برخلاف تھا
حضرت تمام راستوں کے پیاسے پہ سر جفا
کاٹا لعین نے سختی سے وہ نازنیں گلا
ٹھنڈا ابھی جسم پاک کو ہونے نہیں دیا | گھوڑے چلائے لاشہ پہ سبط رسول کے

ہم صور شاہ کا انساں کو چاہتے
جبتک ہے زندہ شبیر ہے آنسو بہا کرے
ستر ہزار آئے کرے ملک آسمان سے
ہیں روز گرد روضے کے ہیں پنجتن کے مزار

ستر ہزار روز قیامت تک آئیں گے		رو کر غم حسین میں آنسو بہائیں گے

جو جو مصیبتیں سہا فرزند فاطمہ
اس واسطے کہ نانا کی امت کا ہو بھلا
بھائی بھتیجے بیٹے دیا اور فدا کیا
فرزند کا بھی سر تھا جو کسی نذر کر دیا

قاتل ہے آج سینہ پہ اس شاہ کے سوار		عاشق ہے جسکے روئے منور کا کردگار

سر دیا ہے کہ بغل سے کیسا بلا حسین
ہاتھوں میں تھام تھام کے زلف دوتا حسین
کندھے پہ مصطفیٰ کے چڑھا بارہا حسین
کہتا تھا جو کہ جد نے ناقہ ترا حسین

کہتے نبی تھے ناقہ اگر باصواب ہے		لیکن سوار ناقہ کا بھی لاجواب ہے

چڑھتے تھے گر نماز میں شبیر پشت پر
سجدے سے مصطفیٰ نہ اٹھاتے تھے اپنا سر
اک دن کہا کسی نے میاں پشت سے اتر
آزردہ اس سے ہو گئے سلطانِ بحر و بر

بولے ہمارے بچوں سے الفت جسے نہیں		محشر کے روز میری شفاعت اسے نہیں

کس طرح پالی فاطمہ شہزادۂ جہاں
ہاتھوں سے چکی پیستیں شام و سحر گراں
قرآں کا ورد ہوتا تھا منہ سے اوپر رواں
معنی یہ اس کے دل تو خدا پہ نثار جاں

اور پانوں سے جھلاتے تھے جھولا حسین کا		واللہ کیا بلند ہے رتبہ حسین کا

اور نیند سے جھکتے تھے جب سرورِ ذی وقار
سر جھکتے میں نیند کا کبھی آ جاتا تھا خمار
حسین نیند سے ہوتے تھے ہوشیار
ہلتا تھا جب نہ پالنا روتے تھے سرکار

بگڑے کہیں نہ خواب محمد کے عین کا		دیدیجے لوری جھولا جھلاؤ حسین کا

بیٹھا تھا جو کہ دوش شہنشاہ دین پر
جھولے کا جس کے حکم تھا روح الامین پر
قربان اس ادا پہ تھیں سب نازنین پر
پالا مرے کلیجے کا ہے جلتی زمین پر

خنجر نکالا شمر نے جس دم نیام سے
کہتے ہیں آنکھیں کھول دیں اس دم امام نے

کیسا ہے ارادہ یہ کہ تیغ یہ کھینچ کے
رونے لگے حسین تو پوچھا یہ شمر نے
یہ بیکسی کا ڈر ہے کیا اس دم تو موت سے
شہ نے کہا میں ڈرتا ہوں امت کے واسطے

اندیشہ جان کا ہے نہ گھر کا خیال ہے
اے ظالمو تمہارے لئے یہ ملال ہے

روتے وفات تک رہے اس غم سے مصطفیٰ
اور مرتے دم ہدایت امت کی تھی دعا
بابا کا سر کٹا مرے بھائی کا سر گیا
بعد رسول تم کو نہ کچھ خوف کبریا

اس فکر سے ہے دل مرا وقت پر ملول
دوزخ میں جائیں میرے سبب امت رسول

لکھی ہے والوں نے کتابوں میں یہ خبر
تب نکلے یہ پیرا شہ دیں سے باہر
بیٹیوں کا اسکا نہ ہوا کچھ دور از نظر
سن و مر کہا یہ شاہ نے بیتاب حلق پر

کیونکر کٹے یہ بوسہ گہ شاہ مشرقین	لینے عقب سے کاٹ کٹے گا سر حسین

شمر نے کہا کہ کیا ہیں نے استجاب
پیشی ہوا نہیں شہنشاہ دو جہاں
تنہا نکیوں سے کیا ہیں اب آپ ہیں عیاں
چیونٹی ہیں یا سوچ ہے سو وہ کرتا ہوں ابیاں

سر کاٹ کر تمہارا صلہ اسکی پاؤں گا	میں بھی قریب ہے کہ جہنم میں جاؤں گا

تکلیف شاہ دیں کو پہنچائے نابکار
تین سال کے ہوئے عرصہ میں بیمار و خوار
تکتی طرح مر گئے نکالا سر ستی بکار
دوزخ نصیب ہو گئے کیا کیا جہل بزار

اکثر مرض سے مر گئے کوڑ اور حرام کے	مارے گئے بہت سے غضب سے امام کے

قاتل سے شہ نے پوچھا ہے دن آج کیا تھا
تاریخ کیا مہینہ ہے کیا وقت کون سا
وہ بولا دسویں عشرہ کی ہے اے شہ ہدا
اور وقت خاص جمعہ کی ہے اب نماز کا

شہ نے کہا کہ کرتے ہیں کیا لوگ اس گھڑی		وہ بولا ہیں نماز میں خطبہ میں متقی

شہ بولے لوگ اس گھڑی منبر پہ ہیں سوار
تعریف میرے نانا کی کرتے ہیں بار بار
اور ان کی آل پر ہیں پڑھتے درود بھی بیشمار
اس کے عوض تو بیٹھا ہے سینہ پہ نابکار

ظالم ذرا اتر کہ میں حمد خدا کروں		پروانگی جو دے تو دو رکعت ادا کروں

سنتے ہی اتر گیا اس دم وہ زشت خو
شہ نے اٹھ کے تیمم کیا بیٹھ قبلہ رو
پانی ملا نہ پینے کو کیونکر کریں وضو
داڑھی پہ منہ پہ شاہ نے اپنا لگا لہو

لاکھوں صفیں تھیں پیچھے ملائک کے مقتدی	نیت کیا تھا امام نے تکبیر جب کہی

رب اکبر کہے کیا تیمم سرور دیں زمینکا ہے بیاں
تنے علی نماز میں ہوئے سلطان دو جہاں
فانی تھے عشق ذات الٰہی میں جسم و جاں
سبحان رب اعلیٰ میں مصروف تھی زباں

خنجر گلے پہ پھیر دیا روسیاہ نے	سجدہ میں عجز سے جو رکھا سر کو شاہ نے

رکھا تھا تین روز لہو رو دیا آسماں
ہر بینی سے تراوش خوں ہوتی تھی رواں
اور تین روز تک رہی تاریک یہ جہاں
جب آفتاب بھی پا رو تے میں پایا جانے شباں

دیکھے میں خاک و خوں میں رسالتمآب کو	روشن کیا خدا نے تھا جنکی نگاہ کو

نیزے سے سر جو چھا اور سے جب یا علی ستم اور قلم
تھرایا عرش کانپ گئی لوح سب ستم
حوروں نے بال کھول کے ماتم کئے بہم
اسپ بیچ کر خبر اب داستان غم

کر عرض کربلا میں بلا لیجئے حسین	عاصی ہوں روز حشر بچا لیجئے حسین

کیفیت وفات بی بی سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت امام حسین علیہ السلام

چشم سے خون جگر کر کے رواں	سن لو اے دوستو یہ غم کا بیاں
جس جگہ ہوتا ہے مولود شریف	لاتے ہیں احمد مرسل تشریف
اور ہوتا ہے جہاں ذکر حسین	فاطمہ آتے ہیں ہو کر بے چین
یارو دنیا میں خوشی ہے دو روز	عمر بھر رنج و الم ہے دل سوز
رونے سے ٹلتی ہے ہر ایک بلا	رونا مرغوب ہے خالق کو بڑا
رونا بہتر ہے گنہ پر اپنے	رونا ہے خوب شہیدوں کے لئے
یوں تو روتے تھے سبھی اہل صفا	رونا ان پانچوں کا ہے سب سے سوا
پہلے آدم جو غم حوا میں	یاں تلک روئے ہیں بھر کر آہیں
اشک سے سبز ہوا اک صحرا	جوز اور لونگ کا تختہ اوگا

دوسرے حضرت یعقوب نبی
روئے یوسف کے لئے سال کئی

تیسرے روئے جناب یحییٰ ؑ
خوف اللہ سے کرکے نالا ؑ

چوتھے خاتون جہاں بنت نبی
باپ کے بعد یہ کی ہے زاری

عرش تک پہونچے ہیں جن کے نالے
زچ تھے رونے سے محلے والے

پانچویں روئے ہیں عابد ازبس
باپ کی یاد میں چالیس برس

حال جب باپ کا یاد آتا تھا
عالم اک ہوتا تھا بے ہوشی کا

عمر بھر روتے رہے وہ سالار
کھانے پینے سے ہوا تھا انکار

پانی جب روبروان کے لاتے
رو کے اس پانی سے یوں فرماتے

تو وہ پانی ہے پدر کو نہ ملا ۔
پیاسا مارا گیا سارا کنبہ ؑ

جب کئی روز نہ کھانا کھایا
کٹ گئے رونے میں ہر صبح و مسا

بھیجا جنت سے خداوند کریم
خوان نعمت کے اور آب تسنیم

لوگ کہتے تھے کہ اے ابن حسین
اس طرح کرتے ہو کیوں شور و شین

کس لئے آپ یہ غم کھاتے ہیں
سب کے ماں باپ گزر جاتے ہیں

آپ فرماتے تھے یوں لوگوں سے
سب کے ہیں باپ خدا کے بندے

باپ معشوق خدا تھا میرا
باپ حاجات روا تھا میرا

نذر حق کرکے پیارے سر کو ہا
جو کہ رویا میرے بابا کے لئے
جب یہ فرماتے تھے کرکے شیون
لوگ رونے میں جو سمجھاتے تھے
کیونکر ہر دم نہ بھرے وہ آہیں
ہیں صواعق میں روایات لکھیں
جو جو کرتے تھے ستم ساکن شام
یوں تو ہوتا تھا ستم روز نیا
شام کے ملک میں پہنچے جو حرم
ایک ٹوٹا سا ملا رہنے گھر
چھوڑ کر شہر مدینہ صد وائے
یوں تو گریاں تھے سبھی آل رسول
ہر گھڑی روتی تھی بابا کہکر
بھوکے مدت سے تھے اور تشنہ دہن
وہ جو ویران مکاں میں سوئی

تم کو دوزخ سے بچایا یارو
اس کو بخشے گا خدا رحمت سے
موم سا ہوتا تھا قلب آہن
آپ جنگل میں چلے جاتے تھے
رو برو جن کے یہ صدمے گزریں
آفتیں آپ پہ جو جو گزریں ہا
لکھ نہیں سکتا ادب کا ہے مقام
ایک لڑکی کا سنو حال ذرا
بھوکے اور پیاسے بصد رنج و الم
قفل باہر سے اندھیرا اندر
مالک خلد وہ ویرانہ بسائے
پر سوا سب سے سکینہ تھی ملول
چھوٹا سن داغ یتیمی دل پہ
باپ کا سوگ تھا اور غیر وطن
باپ کی یاد میں شب بھر روئی

خواب میں آئے حسین ابن علی ۔ پوچھا کیا حال ہے بیٹی پیاری

بولی بابا مجھے تم چھوڑ گئے ۔ لا کے پردیس میں دل توڑ گئے

ساتھ اب لے چلو مجھ کو بابا ۔ میرا اس گھر میں ہے جی گھبراتا

اپنی اماں سے ملے جا کے حسین ۔ یہ کہاں جائے سکینہ بے چین

شاہ نے چھاتی سے بیٹی کو لگا ۔ اور منھ چوم کے یہ فرمایا

تجھکو بلوائی ہے دادی تیری ۔ چل مرے ساتھ پیاری میری

خواب سے چونکی سکینہ اسدم ۔ ماں سے کہنے لگی با درد و الم

ہے سکینہ کوئی دم کی مہمان ۔ باپ کے پاس چلی ہے اماں

آج میں تشنہ جگر جاتی ہوں ۔ یہ وصیت تمہیں کر جاتی ہوں

جب مدینے کو یہاں سے جاؤ ۔ قبر پر سے مری ہوتے جاؤ

کربلا کا جو نظر آوے مقام ۔ سب شہیدوں کو مرا کہنا سلام

بندگی عرض کرو بابا کو ۔ اور اصغر کی بلائیں لے لو

یوں ہی اکبر و قاسم سے یہی ۔ کہ ہے تسلیم سکینہ نے کہی

کہنا عباس سے یوں بعد سلام ۔ کہ سکینہ ہوئی غربت میں تمام

شام میں ہو گئی پیاسی کی قضا ۔ پیاس بھر جس کو کہ پانی نہ ملا

اور یہ پہنچو جو وطن میں غمخوار
واں بہن صغرا ہے تپ سے بیمار

اس سے سب حال مرا کہہ دینا
اور رو رو کے بلائیں لینا

آخری اک ہے وصیت میری
اس کو مت بھولنا بانو بی بی

جب ملے آپ کو کھانا پانی
یاد کرنا مجھے اماں جانی

باتیں بیٹی کی فغاں کی سنکر
بی بی بانو کو ہوا درد جگر

قبر احمد کی طرف ہاتھ بڑھا
عرض کرنے لگے با آہ و بکا

ہم پہ ہے آج غریب الوطنی
سنئیے اے سید مکی مدنی ؛

آج ہوتی ہے سکینہ رخصت
صبر دو بانو کو آکر حضرت

غلغلہ رونے کا سن کر ناگاہ
نیند سے چونکا یزید گمراہ

کہا ماما سے خبر لا جلدی ؛
کس لئے روتے ہیں آج آل نبی

جاکے ماما نے خبر یہ لائی ؛
ایک ہے شاہ کی چھوٹی بیٹی

خواب میں دیکھ کے دیدار پدر
غمزدی آج ہے بالکل مضطر

نہیں تھمتی ہے جو سمجھاتے ہیں
سبھی اسکے لئے غم کھاتے ہیں

اب بجز باپ کے اسکو نہیں چین
دمبدم رو رو کے کہتی ہے حسین

ہوکے بیچین یزید اظلم
سر شہ دیں کا منگا یا اسدم

رکھدیا ایک طبق میں وہ سر
ڈھانکا رومال حریری اس پر

کہا ماما سے حرم میں پہونچا
یہ علاج اس کے ہے بس رونیکا

جب حرم میں ہوا داخل وہ طبق
بڑھ گیا عابد مضطر کا قلق

کھینچ کر دیکھی سکینہ رومال
باپ کا سر ہے لہو میں سب لال

چاند سا تاباں ہے روئے پرنور
یاد خالق میں ہیں آنکھیں مخمور

مشک و عنبر کی مہک گیسو سے
گھر معطر ہوا سب خوشبو سے

سر لے ہاتھوں میں سکینہ مضطر
منہ سے منہ ملنے لگی رو رو کر

کیف آنکھوں میں محبت کا چڑھا
دمبدم کہتی تھی ! بابا ! بابا

منہ سے منہ ملتی تھی سر ہاتھ میں تھا
اور چلاتی تھی کہہ کر بابا !

سنا عابد نے جو یہ شور و بکا
پوچھا چھاتی سے سکینہ کو لگا

اے مرے رشک قمر نور العین
آج جاتی ہو کدھر بنت حسین

تب سکینہ نے یہ عابد سے کہا
خواب میں آئے تھے شب کو بابا

بھائی اب چھٹتا ہے زنداں ہم سے
مگر افسردگی ہے اس غم سے

ہم مصیبت زدہ اور غیر وطن
دفن کی جا ہے میسر نہ کفن

عود خوشبو یہاں ملتی ہے کہاں
جب میسر نہ ہو شمع سوزاں

دفن جب شاہ کی دختر ہو گی　　چادر گل نہ میسر ہو گی

میرا اس نزع میں ہے حال دگر　　بھائی یٰسین پڑھو بالین پر

کرتے عابد رہے بس شور و فغاں　　بی سکینہ ہوئی جنت کو رواں

ہوئی زنداں میں قیامت برپا　　پڑ گیا شام میں اک اندھیارا

جب ہوئی دفن سکینہ ناداں　　خون کا برسا فلک سے باراں

طول ہے آگے بیاں اس غم کا　　اس پریشاں نے یہیں ختم کیا

فضل اس پر رہے یا شاہ امام　　دستگیر آپ کا عاجز ہے غلام

داستان در حالات بی بی صغرا رضی اللہ عنہا

لکھتا ہے یوں راوی شیریں مقال　　باپ سے صغرا کی جدائی کا حال

جب چلے کوفے کو شہ دلفگار　　یہ تھی گرفتار بلائے بخار

ضعف سے کاہیدہ تھی شکل ہلال　　رہ گئی نانی کے گھر وہ خستہ حال

باپ سے صغرا جو جدا ہو گئی　　ہجر میں مشتاق قضا ہو گئی

حال دگر ہو گیا اس زار کا　　دونا مرض ہو گیا بیمار کا

شعلہ سا بھڑکا دل پر اضطراب　　داغ جدائی سے جگر تھا کباب

اشک کا آنکھوں سے بس اک تار تھا — دود جگر آہوں سے اٹھنے لگا

کھانا نہ پینا تھا نہ آرام و چین — صبح و مسا لب پہ تھا نام حسین

رو رو کے بہلاتی تھیں ہمسائیاں — بی بی سلامت رہیں شہ دوجہاں

جاں کو نہ بیتابی میں کھوئیں حضور — رحم کچھ ہم لونڈیوں پر ہو ضرور

کہتی تھی کیا صبر کرے بی بیو — ہجر میں دل جس کا گرفتار ہو

زیست گویا میری قضا ہو گئی — کیسے مسیحا سے جدا ہو گئی

پہلے کھڑے ہو کے میں دروازے پر — باپ کی رہ تکتی تھی شام و سحر

درد جدائی سے بنا اب یہ حال — سر بھی ہے بالیں سے اٹھانا محال

ہوش سے گو اپنے میں بیہوش ہوں — پر نہ عزیزوں سے فراموش ہوں

بابا نے کی یاد نہ مادر نے کی — عمو نہ ہمشیر برادر نے کی

قاسم و اکبر نے نہ پوچھا مجھے — حیف کہ اصغر نے نہ پوچھا مجھے

سینکڑوں ہیں رنج مرا اک جگر — ساتھ یہ فرقت بنی یا ہے بخار

بابا کو تکلیف ہے کچھ پیاس کی — ہوتی ہے یاں تپ میں مجھے تشنگی

رو رو کے سو جاتی ہوں جب بے خبر — خواب برے آتے ہیں مجھکو نظر

ظلم پہ باندھے ہیں کمر اہل شام — پیاسا ہے لشکر شہ دیں کا تمام

دیکھتی ہوں نیزے پہ بابا کا سر — دھوپ میں لاشہ ہے پڑا خاک پر
روتے نظر آتے ہیں زینب پھوپھی — جلتے ہوئے دیکھا ہے خیمے کبھی
دیکھتی قاسم کو ہوں پیاسا کبھو — نہر پہ عباس کا لاشہ کبھو
خوں میں تر داماں ہے شبیر کا — حلق پہ اصغر کے نشاں تیر کا
دیکھتی ہے زنداں میں ماں کو کبھی — گردن عابد سے ہے رسی بندھی
دیکھتی ہوں شیر خدا کو کبھی — روتے ہوئے خیر نساء کو کبھی
کرتی تھی یوں ہاتھ اٹھا کے دعا — کنبہ سلامت رہے شبیر کا
تب ام سلمہ نے گلے سے لگا — شیشہ دیا خون بھری خاک کا
رو کے کہے نانا تمہارے رسول — آئے تھے اک روز مرے گھر ملول
پوچھی میں کیا حال ہے کیوں نالاں ہیں — کس کا ہے غم آپ جو خوں بار ہیں
دیکے شیشہ مجھے فرمائے تھے — رکھو حفاظت سے بہت ہی اسے
ہو گی شہادت جہاں شبیر کی — خاک ہے اس شیشے میں واں کی بھری
ہوئے گا جب ظلم سے قتل امام — خاک یہ خوں ہوئیگی اسدم تمام
جب سے گیا کوفے کو سخت جگر — ہر گھڑی شیشے پہ تھی میری نظر
دسویں محرم سے ہے رنگ اس کا لال — قتل ہوا ہے کہیں زہرا کا لعل

سنتے ہی صغرا پہ اک آفت ہوئی
اور قیامت پہ قیامت ہوئی

کہتی تھی ہمجولیاں پیار سے
بی بی سلامت ہیں پدر آپ کے

حق سے دعا ہے کہ شفا دے تمہیں
باپ سے اللہ ملا دے تمہیں

آپ غذا کھائیں نہ رویا کریں
چین سے ہر رات کو سویا کریں

کیجو نہ بے آس ہمیں اے حضور
دے گا شفا شافی مطلق ضرور

کہتی تھی کیا خاک وہ کھاوے غذا
جس سے نہ پی جاتی ہو مطلق دوا

آرزو کب ہے جو سدھر جاؤنگی
سب یہ دعا مانگو کہ مر جاؤنگی

قصہ ہوا فیصلہ اب زیست کا
مجھکو بھی بہنوں کی طرح دو بھلا

غم تو یہ ہے آیا نہ قاصد مرا ؛
لایا نہ خط سید کونین کا ؛ ؛

کہتے ہیں اس سال کوئی دیندار
آیا مدینے میں شتر پر سوار

لوگوں نے صغرا کو خوشی سے کہا
حق نے دیا بی بی ترا مدعا

سنتے ہیں ایک قاصد نیکو صفات
لایا ہے اخبار شہ کائنات

حال سے آگاہ وہ سرور کے ہے
ٹھہرا وہ روضے پہ پیمبر کے ہے

نانی سے صغرا نے کہا ہنس کے تب
لے چلو روضے میں پیمبر کے اب

ساتھ تھیں ہمجولیاں اسدم تمام
کرتی تھی صغرا یہ خوشی سے کلام

مانگو دعائیں یہ خدا سے بہم | بابا کو بھی لینے یونہی جائیں ہم
کہتے ہیں روضے میں جو داخل ہوئی | دور ہوئی دل سے وہ ساری خوشی
حشر کا ساماں نظر آیا اُسے | سوجھا نہ کچھ اپنا پرایا اسے
روتا ہوا قاصد ناشاد تھا | مرقد انور کو تھا اک زلزلہ بپا
بی بی نے قاصد سے یہ رو کر کہا | حال تو کہہ بھائی مرے باپ کا
کرتا ہے اس طرح تو کیوں شور و شین | زندہ تو ہے بھائی امام حسین
آہ کے ساتھ اسنے یہ کی عرض تب | مارا گیا بابا ترا تشنہ لب
بھائی برادر سبھی کنبہ ترا | کوفیوں کے ہاتھ سے مارا گیا
لاشے عزیزوں کے ترے سر بسر | دھوپ میں جلتے ہوئے آئے نظر
سنتے ہی بیچین ہو وہ نوحہ گر | مرقد احمد پہ گری آہ بھر
آگے بس اس غم کا ہو کیونکر بیاں | سارے مدینے میں تھا شور و فغاں
باپ نہ صغرا کے فقط آپ تھے | سارے مسلمانوں کے وہ باپ تھے
ان کے الم میں ہے جہاں سب اسیر | غمزدہ اک تو ہی ہے کیا دستگیر
کر یہ دعا اے مرے پیارے حسین | دور ہو سب رنج ہمارے حسین

کربلا میں اہلبیت کے خیمے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر گھوڑے کے پہنچانے کا حال

کچھ سناؤ دستگیر غم کی خبر ⁂ کیا ہوئے رن میں سبط پیغمبر

کہتے ہیں جب حسین ابن علی ⁂ پاؤں تک سر سے ہو گئے زخمی

غش نے چاہا زمیں پہ گر جائے ⁂ پر سنبھالا ہوا اٹھا گھوڑے لئے

تشنہ لب گرم ریت پر ناگاہ ⁂ زین سے گر پڑے شہ ذیجاہ

قتل کرنے وہ دوڑے سارے لعین ⁂ گرد پھرتا تھا دلدل غمگیں

تھا علی کی سواری کا گھوڑا ⁂ اشقیاؤں کو ٹاپوں سے مارا

پھر کھڑے ہو کے دور تیروں سے ⁂ اس کو زخمی کیا لعینوں نے

تب اشارہ کیئے جناب حسین ⁂ جا خبر کر ہیں بی بیاں بے چین

خون حضرت کا ل کے ماتھے سے ⁂ ہنہنایا وہ در پہ خیمے کے

کہا بانو نے حق کے میں قرباں ⁂ زندہ آئے شہ زمین و زماں

بولی زینب نبی کی میں واری ⁂ بھائی جانی کی آئی اسواری

دوڑی بی بی سکینہ چلا کے ⁂ گود میں بیٹھوں گی میں بابا کے

پردہ عابد اٹھا کے خیمے کا ⁂ کہے گھوڑا ہے خالی زین آیا

غل ہوا بیبیوں میں رو نیکا ⁂ اور سکینہ نے گھوڑے سے پوچھا

زین خالی جو رو رہا گھوڑے ⁂ میرے بابا کو کیا کیا گھوڑے

کس کے خوں سے رنگا یہ ماتھا ہے / شہ کو کس جا گرا کے آیا ہے

تیرے جانے کے وقت رو رو کر / ہیں نہ بولی تھی رکھ کے سر سُم پر

دیکھ غافل سواری سے مت ہو / نہ گرا دینا میرے بابا کو

کیسے تجھ سے جدا ہوئے بابا / ہائے پانی انھیں ملا نہ ملا

انکے جینے کی کوئی آس بھی ہے / کیا اکیلے ہیں کوئی پاس بھی ہے

اے علی کی سواری کے گھوڑے / مجھے لے چل جہاں ہیں بابا گرے

عرش غم سے سکینہ کے کانپا / منھ سے کیا بولے رو دیا گھوڑا

بس کر اے دستگیر اس غم سے / کٹ رہے ہیں جگر محبوں کے

آہ کا دل سے اٹھ رہا ہے دھواں / کوئی ذکر اور چھیڑا ہے آزاد

مثنوی دربیان مفارقت سر اقدس و جسم مبارک بعد شہادت حضرت جناب امام حسین علیہ السلام

سرور جنت حسین ابن علی / حامی امت حسین ابن علی

فانی دو روزہ ہے یہ دنیا یقین / اعتبار اس بیوفا کا کچھ نہیں

زحمتیں پیغمبروں کو اس نے دی / اولیا نے آفتیں کیا کیا سہی

بہر حق اس مثنوی کو دوستو / ہو مخاطب دل کے کانوں سے سنو

یوں تو اس دنیا میں ہیں لاکھوں ہی غم — سب سے بڑھکر ہے جدائی کا الم
باپ ماں خویش و برادر اور وطن — چھوڑنا اس کا ہے بس رنج و محن
سوچئے تو فاطمہ کے نور عین — کونسی شئے سے نہیں بچھڑے حسین
باپ سے نانا سے ماں سے بھائی سے — اقربا سے اور بچوں سے چھٹے
ہو گئے مکے مدینے سے جدا — چھٹ گیا روضہ رسول اللہ کا
خیر یہ سب کچھ ہوا تنہا ہوئے — سر کٹائے سجدہ میں اللہ کے
پارہ پارہ بن گئی لاش آپ کی — سر میں اور تن میں جدائی ہو گئی
اس جدائی میں جو گزرے حادثے — روح سے زہرا کے پوچھا چاہئے
سر پٹک دوں یا گریباں چیر لوں — حال اس سر کا عزیزو کیا لکھوں
کربلا میں دفن ہے اس شہ کی لاش — ہے ہر اک کو آجتک سر کی تلاش
بعض دیتے ہیں مدینے کی خبر — فاطمہ کے گود میں ہے شہ کا سر
مصر میں بھی ہے زیارت آپکی — کربلا میں بھی ہے تربت آپ کی
یہ بھی ہے اکثر کتابوں میں لکھا — سر یزید بے حیا کے گھر میں تھا
جب سلیماں شام کا حاکم ہوا — شہ کا سر اس کو خزانے میں ملا
از سر نو غسل دیکر با نیاز — کی ادا اس نے جنازے کی نماز

دفن گورستاں میں اسکو کر دیا
ہوتا ہے حضرت کا واں بھی فاتحہ

ہائے اس سر پر جو گزرے حادثے
ہیں سبھی غم کے کتابوں میں لکھے

سر جدا جب جسم اطہر سے ہوا
تھی یہی حلق بریدہ سے صدا

بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
وز نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

کوفیوں نے جسم اطہر آپ کا
گھوڑوں کو دوڑا کے خستہ کر دیا

خولی ملعون نے نیزہ پر چڑھا
کوفے میں سر شاہ دیں کا لے گیا

راوی کہتا ہے کسی انساں کا سر
نیزہ پر رکھا نہیں کبھی بشر

پہلے اس دنیا میں جو نیزہ چڑھا
سر حسین ابن علی مظلوم کا

کیوں نہ عقل انساں کی اب ہیں سلب ہو
اسکی قدرت وہ ہی جانے دوستو

سرخرو ہو دیں تمامی اشقیا
نیزہ پر سر فاطمہ کے لعل کا

ظالموں کے لاشوں پہ ہو دے نماز
اور رہیں حضرت کے لاشیں بے نماز

گھر میں ہو آرام سے اہل ستم
اونٹوں پہ لے پردہ ہو شہ کے حرم

جب چلے کوفے کو آل مصطفےٰ
پہلے آئے لاشوں پر کرنے بکا

رو گئے ہیں لاشوں پہ سیدم بی بیاں
عرش کانپا خون رویا آسماں

کوفے میں تو لی جو سر کو لے گیا — وقت شب اور بند در حاکم کا تھا
رات زائد ہو گئی تو وہ لعین — اپنے گھر لایا سر سلطان دیں
ظرف میں مٹی کے اس کو رکھدیا — شاد شاد اپنی یہ بی بی سے کہا
آج لایا ہوں سر شاہ امم — خلعتیں اس کے عوض پائینگے ہم
وہ کہی لاتے ہیں مردم مال و زر — تو نے لایا سبط پیغمبر کا سر
اٹھ گئی بستر سے اس کے خشمگیں — دوسری جا سو گئی وہ دل حزیں
ایک بی بی اس کے جو ہمراہ تھی — دیکھی قدرت صبح تک اللہ کی
سر سے لیکر آسماں تک رات بھر — نور حق تابندہ تھا مثل قمر
حاکم کوفہ جو تھا ابن زیاد — صبح منگوایا سروں کو شاد شاد
طشت میں رکھ کے سر ابن علی — رکھا دندان مبارک پر چھڑی
زید بن ارقم وہاں موجود تھے — یہ صحابی ہیں رسول اللہ کے
حاکم کوفہ سے رو کر یوں کہا — کر چھڑی لب سے شہ دیں کے جدا
میں نے دیکھا ہے رسول کبریا — چومتے تھے ان لبوں کو بارہا
ماجرا یہ سن کے کھایا پیچ و تاب — اور دیا ابن زیاد اس دم جواب
رحم کرتا ہوں ضعیفی پر تری — ورنہ تجھکو قتل کرواتا ابھی

ابن ارقم کانپ کر اسدم کہے — رحم ہے میری ضعیفی پر تجھے

پاس آل مصطفےٰ کا کچھ نہیں — ڈر خدا سے ڈر خدا سے وہ لعین

کیا کیا کرتا ہے کیا تو اے خبیث — اور میں تجھکو سناؤں یک حدیث

ایک دن دونوں نواسوں کو رسول — اپنے زانوں پر بٹھا کے تھے ملول

ہاتھ سر پر پھیر کر منھ چوم کے — عرض کرتے تھے خدائے پاک سے

ان کو میں سونپا تجھے اے کبریا — نیک بندوں کی حمایت کر خدایا

ڈر خدا اور مصطفےٰ سے اے لعین — یہ ہیں اولاد شفیع المسلمین

برگزیدہ مقبلِ داور ہیں یہ — یاد رکھ مقبول پیغمبر ہیں یہ

ابن ارقم روتے اپنے گھر گئے — کی جفا ایک اور اس مردود نے

سر شہیدوں کے کیا بس ایک جا — کوفے میں پھروایا نیزے پر چڑھا

خانہ خانہ کوچہ کوچہ در بدر — روتے تھے اس ظلم سے جن و بشر

تھی محبوا اس میں خالق کی خوشی — اس میں عزت ہے شہیدوں کی بڑی

مومنو سمجھو نہ کچھ ذلت اسے — بھید ہیں اسمیں بہت اللہ کے

صفحۂ دنیا پر اب دیکھو یقین — ظالموں کا نام لیوا بھی نہیں

نام روشن ہے شہ کونین کا — حشر تک قائم ہے آل مصطفےٰ

سر جھکا کر مومنو سنئے ذرا ۔ یہ فسانہ اور یہ قصہ ہے نیا

جمع نیزوں پر گئے تھے اہل شام ۔ اقربائے شاہ دیں کے سر تمام

تھے وہاں کوفے کے سب چھوٹے بڑے ۔ دیکھ کے سر روتے تھے سر پیٹ کے

قاسم و عباس اور اکبر کا سر ۔ عون جعفر اور علی اصغر کا سر

شہ کا سر جوں چودھویں کا چاند تھا ۔ مثل تاروں کے تھے سارے اقربا

تھا منور کوفہ رخ کے نور سے ۔ روشنی افزوں تھی شمع طور سے

مشک اذفر کی مہک کاکل سے تھی ۔ تھی معطر کوفہ کی ہر ہر گلی

سایہ کرتے تھے فرشتے سر پہ سب ۔ تھے تلاوت میں کلام اللہ کے لب

زید بن ارقم کے گھر پہونچے جو سر ۔ پڑھتے تھے قرآں یہ اپنے بام پر

سورہ اصحاب کہف آپ اسگھڑی ۔ پڑھتے تھے آمد سروں کی واں ہوئی

جبکہ آیات تعجب کو پڑھا ۔ دی سر سرور نے نیزے سے صدا

تم نے اس قصے کو سمجھا ہے غریب ۔ میرا قصہ اس سے بڑھکر ہے عجیب

زید بن ارقم یہ سن کر رو دئے ۔ ہو گئے سب رونگٹے تن کے کھڑے

بولے یا ابن رسول اللہ بجا ۔ ہے عجیب تر اس سے قصہ آپ کا

خون آنکھوں سے بہاؤ مومنو ۔ سر روانہ ہوتے ہیں اب شام کو

لو سفر آل رسول اللہ کا ہے — بے سر و ساماں ہی غربت میں ہوا
ہو سکے اہل حرم کا کیا بیاں — شرم سے اب بند ہوتی ہے زباں

مربع

حرم کو ساتھ لے سجاد شام جاتے ہیں — سروں کو نیزے پہ دیکھ اشک خوں بہاتے ہیں
فلک طرف کبھی حسرت سے سر اٹھاتے ہیں — زمیں پہ شرم سے گردن کبھی جھکاتے ہیں

پیادہ پا ہیں تو اونٹوں کی ہاتھ میں ہے مہار — سوار پانچ ہزار اور ایک یہ بیمار
یہ عاجزی کے تصدق یہ صابری کے نثار — جفائیں کھینچ کے امت کو بخشواتے ہیں

فرشتے رو رو کے کہتے تھے اے خدائے کریم — ترا ہے اسم مبارک غفور اور رحیم
علی کے پوتے ہیں سجاد صاحب تعظیم — تو دیکھتا ہے جو کوئی انہیں ستاتے ہیں

ملائکہ کو ہوا حکم خالق اکبر — ہمارے بھید و نکی اصلا نہیں ہے تمکو خبر
مصیبتوں میں گرفتار کر کے شام و سحر — ہم اپنے دوستوں کو یونہی آزماتے ہیں

پیادہ چلنے سے پاؤں میں ہو گیا ہے ورم — برہنہ پا ہیں تو کانٹوں کے ہیں ہزار ستم

ٹک کے غنچے کے مانند درد سے پیہم
ہر اک قدم پہ صدا آبلے سناتے ہیں

چلے جو شام کو حضرت تو اسطرح سے چلے
عزیز پیچھے تو سر سامنے عزیزوں کے
ستم رسیدہ ہیں مظلوم بھوکے اور پیاسے
ہزاروں ٹھوکریں ناطاقتی سے کھاتے ہیں

سر شہیدوں کے چلے جب شام کو
قدرت حق تھی نمایاں مومنو
کیا کرامات اس سر سرور میں تھی
تھا ہر اک منزل پہ اعجاز نبی
پہلی منزل میں ہوا اک جا مقام
کو بکو پھرتے تھے سر لے اہل شام
ہاتھ اک دیوار سے پیدا ہوا
اور اس میں ایک قلم لوہے کا تھا
حکم حق سے سنگ پر دیوار کے
سطر یہ لکھی قلم نے خون سے
جو ہوا قتل حسینا کا شریک
اس کو بخشے گا نہ ہرگز لاشریک
حشر میں نانا سے انکے وہ پلید
کچھ شفاعت کی نہ رکھیں گے امید
پھر سر اقدس وہاں سے لے چلے
اک مکاں پر ایک راہب سے ملے
خادموں کو لے کے وہ واں رہتا تھا
دیکھتے ہی سر کو عاشق بن گیا
دس ہزار ان کو روپے دے وہ جواں
رات بھر اس کو رکھا مہماں بنا

دھویا مشک و عطر اور عنبر لگا — صبح تک اس سر کو آنکھوں سے ملا

رات بھر تاباں تھا وہ اللہ کا نور — والہ و شیدا بنا یہ ذی شعور

وہ نصاریٰ خادموں کو ساتھ لے — بس مشرف ہوگیا اسلام سے

واسطے تقسیم کے جب بدگہر — وہ روپے دیکھے جو کیسے کھول کر

ہوگئی تھی راکھ چاندی جل کے سب — قدرتی سکہ اٹھا اس پر عجب

یک طرف جو آیت قرآن تھی — اے سمجھو اس کے معنی ہے [illegible]

آج یہ سمجھے نہ ظالم پر جفا — ظلم سے ان کے [illegible]

دوسری جانب جو آیت تھی لکھی — مو لکھو مضمون اس کا ہے یہی

جان لیویں گے وہ ظالم پر جفا — ان سے اب کرتا ہے جو جو کبریا

لے چلے پھر واں سے سر شبیر کا — راہ میں یحییٰ یہودی آ ملا تو

دیکھا لب ہلتے تلاوت میں ہے سر — بس مچایا شور [illegible]

پوچھا یہ کس کا ہے سر بولے سبھی — آل احمد سے حسین [illegible]

بولا سچ ہوتا نہ دین ان کا اگر — نیزہ پر چڑھتا کلام اللہ [illegible]

لایا اسلام اشقیاؤں سے لڑا — اور شہادت پا کے جنت کو گیا

سینکڑوں اعجاز اس سر سے ہوئے — سینکڑوں کافر مسلماں بن گئے

جس جگہ اس سر کا ہوتا تھا نزول
آتی تھی فردوس سے روح بتول

مرسلوں کی روحیں جنت چھوڑ کر
چومتے اس سر کو تھے شام و سحر

ظالموں کے سینکڑوں سہکر ستم
شام کو پہونچے غرض اہل حرم

خوش ہوا سنکر یزید بے حیا
اور کیا ساماں فراہم جشن کا

جمع تھے دربار میں سب خاص و عام
تھے خوشی میں فتح کے شاغل تمام

نشہ پیکر تخت پر بیٹھا یزید
نوبتیں بجوا رہے تھے سب پلید

سر شہیدوں کے جو آئے روبرو
پوچھا حال اک ایک کا وہ تند خو

طشت میں رکھوایا سر شبیر کا
اور چھڑی دانتوں پہ رکھا بیحیا

چند اصحاب نبی حاضر تھے واں
دیکھ یہ حالت کئے شور و فغاں

ہو گیا اصحاب پر برہم یزید
سات کو انمیں سے کروایا شہید

سمرہ بن جندب صحابی رسول
بولے اس مردود سے ہوکر ملول

ہات کاٹے تیرے خالق اے شقی
دور کر دندان اقدس سے چھڑی

ان لبوں کو بارہا اے تند خو
چومتے دیکھا رسول اللہ کو

یہ سخن سنتے ہی ہوکر خشمگیں
اس صحابی سے کہا تب وہ لعیں

تو بہت صحبت میں حضرت کے رہا
پاس ہے مجکو رسول پاک کا

آپ بولے پاس صحبت ہے تجھے
ایک سوداگر یہودی تھا وہاں
بولا اس سے تب یزید بد کلام
اس نے جب پوچھا نسب تو یہ کہا
پھر یہودی نے کہا یہ تو بتا
سرنگوں ہو کر یہ بولا تب شقی
سنتے ہی سر سے عمامہ پھینک کر
بولا کیا بدذات ہے تو اے پلید
ہیں نبی یحییٰ کے ہوں اولاد سے
سب یہودی عجز سے بے شبہہ و شک
کل کے دن کی بات ہے آئے یہاں
آج ان کی آل کو کر کے شہید
ظالم اور جابر شقی ہے تو لعین
تھا وکیل ایک روم کے قیصر کا واں
رو کے بولا شامیو کیا ہو گیا

ڈر نہیں آل رسول اللہ سے
پوچھا حالت سر کی با آہ و فغاں
جس کا یہ سر ہے حسین انکا ہے نام
باپ تھے انکے علی ماں فاطمہ
فاطمہ کے باپ کا کیا نام تھا
فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی
وہ یہودی بس لگا ٹکرانے سر
آل پیغمبر کو کروایا شہید
پشت ستر مجھ میں اور انمیں ہوئے
میری چوکھٹ چومتے ہیں آجتک
کر گئے تیرے پیمبر انتقال
در بدر پھر رہا ہے اے پلید
تجھ سے بدتر کوئی دنیا میں نہیں
عیسوی تھا قوم کا وہ نوجواں
آل پر اپنے نبی کے یہ جفا

بعض جا پر آج تک مثل گماں / سم کا عیسیٰ کے گدھے کا ہے نشاں
کرتے ہیں ہم مثل کعبے کے طواف / پوچھ لے اسمیں نہیں بالکل خلاف
آنکھ اس جا پر ملا کرتے ہیں ہم / جان و مال اپنا فدا کرتے ہیں ہم
اپنے پیغمبر کے مارے آل کو / بدتر از کفار ہوئے شامیو
راوی کہتا ہے یزید بد شعار / حضرت عابد سے پوچھا ایک بار
مجھ سے کچھ درخواست کر ابن حسینؑ / آپ بولے اس سے تب کرکے یہ شین
سر منگا دے میرے بابا کا ابھی / اور مدینے کی دے بس پروانگی
سر شہیدوں کے غرض ہمراہ لے / حضرت عابد مدینے کو پھرے
جب وطن کو پہونچے ہیں ابن حسینؑ / سب مدینے میں ہوا اک شور و شین
ہر طرف تھی واحسینا کی صدا / روز محشر سے وہ دن کچھ کم نہ تھا
بعض کہتے ہیں ملا کر جسم سے / دفن عابد لاش شہ کی کر دئے
بعض کہتے ہیں کہ سر شبیر کا / تا مدینہ ساتھ ہی عابد کے تھا
دفن ہیں جس جا حسن اور فاطمہ / اس زمیں کو کھود کر زین العبا
دونوں کی پہلو میں سر رکھ باپ کا / پھینک کر عمامہ عابد نے کہا
لیجئے دادی امانت آپ کی / سونپتا ہوں یہ سر ابن علی

اس الم سے کانپ اٹھا عرش قدیر ۔ بس کر اب بس کر غلام دستگیر

غم سے محشر فاطمہ اطہر کے ہے ۔ زلزلہ روضے میں پیغمبر کے ہے

سن لیے حال جدائی دوستو ۔ ہاتھ اٹھا کر عرض یہ شہ سے کرو

اے حسین ابن علی والاصفات ۔ دو جہاں کے غم سے ہو ہمکو نجات

سلام

حجرئی کہتے تھے شہ سبط پیمبر میں ہوں ۔ جگر فاطمہ اور دلبر حیدر میں ہوں

میرے بابا کو ملا شاہ ولایت ہے خطاب ۔ سب جنود ولی اللہ کا افسر میں ہوں

کہا شبیر نے کفار دلسے یوں وقت دغا ۔ تم خطا پر ہو ارے ظالمو حق پر میں ہوں

ایک حملہ میں کروں زیر و زبر فوج تمام ۔ سب ہیں واقف خلف حیدر صفدر میں ہوں

گر کروں نعرہ تو دکھلاؤں ابھی نار سقر ۔ ایک کو زندہ نہ چھوڑوں وہ دلاور میں ہوں

تیر دو روز سے پانی نہ دیا تم نے تو کیا ۔ تشنگی دیکھ کے معصوموں کی مضطر میں ہوں

حشر کے روز جو تم تڑپو گے پانی کے لئے ۔ یاد رکھنا کہ پسر ساقی کوثر میں ہوں

کل کے دن آرزو اتنی ہے یہ کہدیں شبیر ۔ دستگیر آج ترا حامی محشر میں ہوں

ملک شام سے مدینے کو واپس آنا اہل حرم کا بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کے اور ملاقات فاطمہ صغرا کی

قافلہ جب مدینے کو پہونچا ہے
کہا صغرا نے نانی سے رو کر ہے
سب عزیز آج آئیں گے نانی
سارے اہل مدینہ کو لے کر
دیکھا اونٹوں پہ بی بیاں ہیں کئی
دیکھ صغرا کو ہٹ گئے وہ سوار
پہلے صغرا نے سر رکھا رو کر ہے
عرض کی اے بتول کی دختر
ایسے پیارے حسین بھائی کا
اے پھوپی آہ تم جو کر جاتے
کوفیوں کو ذرا دکھانا تھا
دادی زہرا کا لے کے نام پاک
مار میت کے دیکھتے آثار ہے
کہا زینب نے تب یہ صغرا سے
اے بہن بد دعا نہ کیجیو ذری

کیا ہوا حال بی بی صغرا کا ہے
لے چلو مجھکو شہر سے باہر ہے
پیشوا ہم بھی جائیں گے نانی
گئیں شہزادی شہر کے باہر
گرد ان کے سوار ہیں کوئی ہے
ملی سب غمزدوں سے یہ غمخوار
بی بی زینب پھوپھی کے قدموں پر
اے جناب علی کی نور نظر
آپ کو قتل کیوں گوارا ہوا
سارے اہل زمین مر جاتے
زور تادِ علی کی سیفی کا ہے
پھینکتے کافروں پہ تھوڑی خاک
قتل ہو جاتے پل میں بدکردار
کہہ گیا مجھکو تیرے بابا نے
ہے یہ امت رسول نانا کی

ہے شہادت کا شوق بچپن سے
سرخرو جاؤں آگے نانا کے

بیوہ پن دیکھ شہر بانو کا
رو دئے قدمونپہ رکھکے سر صغرا

پوچھا بھائی تھا شیرخوار اصغر
مارڈالے اسے بھی بد اختر

بھلا یہ طفل کیا کیا ان کا ہو
کل ہے انصاف اپنا پیش خدا

پھر گلے مل کے روئے عابد کے
رو دئے سارے دیکھنے والے

پوچھا بھائی کہاں گئے اکبر
کیا بہن کو کہو کہے اکبر

پھر تو صغرا نے آہ بھر بھر کے
حال ایک اک کا پوچھا عابد سے

رو کے سجاد نے یہ فرمایا
پایا سب نے لکھا مقدر کا

اسکی قدرت میں اے بہن اصلا
چوں چرا کرنا ہو نہیں سکتا

یہ فسانہ بہت ہی ہے غمگین
ختم کر اس کو دستگیر یہیں

آسماں رویا حسین کے ماتم سے
کہیں ہوتا ہے یہ بیاں ہم سے

مثنوی درحال قطب عالم غوث اعظم پیر دستگیر رضی اللہ عنہ

واقف سر خدا پیران پیر
رہنمائے اولیاء پیران پیر

سید عالی ہمم پیران پیر
معدن فیض و کرم پیران پیر

دستگیرِ گمرہان پیران پیر — قاسم نار و جناں پیران پیر

پانی دریا کا سیاہی ہو اگر — اور قلم بن جائیں جنگل کے شجر

آدمی جن و ملک لکھیں مدام — وصف ان کا ہو نہیں سکتا تمام

سر بسر تھے ذات خالق میں فنا — تھے مجسم لیک یہ بشر نہ تھا

قرب تھا سبحان سے سمجھو نہ دور — تھے بشر ظاہر میں اور باطن میں نور

گرچہ سب ولیوں کے وہ سردار تھے — تھا [illegible] روز و شب غمخوار تھے

بات اتنی یاد رکھو دوستو — اس گھرانے کے غلاموں میں رہو

لاکھ عصیاں سخت سر پر ہیں اگر — حامی محشر ہیں حضرت کیا ہے ڈر

جو کہ مرقد میں نکیروں سے چھڑائیں — کیا عجب آفت سے محشر کی بچائیں

کیا سراپا ہوگا وہ نسل علی — حق تعالیٰ جس کا عاشق بن گیا

رعب سے خامہ سراسر چپ رہے — وصف لکھنے کا کہاں مقدور ہے

گر نسب پوچھو تو ہیں آل رسول — جد علی ہیں اور دادی ہیں بتول

بعد تبع تابعین کے بالیقین — حشر تک ایسا بشر پیدا نہیں

ظاہرا شرع نبی پر تھا قیام — جانتے تھے علم باطن کا تمام

جس کے قبضہ میں خدائی ہے سب — وہ کرامت گر دکھا دے کیا عجب

مردوں کو زندہ کیا ہے آپ نے — [illegible] دیا ہے آپ نے

تھے مراقب ایک شب محبوب رب ۔ چور ایک حجرے میں آیا وقت شب

وہ بنا اندھا ٹٹولا رات بھر تو ۔ آپ نے فرمایا یوں وقت سحر

پاس دینداروں کے کچھ دنیا نہیں ۔ تو نہ جا محروم ہم دیتے ہیں دین

اسکی آنکھوں کو ہیں بینا بنا ۔ کر دیئے ابدال اسے ایک ملک کا

کون ہے بڑھ کر محی الدین سے ۔ اولیا اس گھر سے لاکھوں بن گئے

پیکے قارورہ کو نصرانی طبیب ۔ ہو مسلمان بن گیا حق کا حبیب

اولیا کس فخر سے ان کے قدم ۔ اپنے کندھوں پر رکھے ہیں دمبدم

تھا مقام قرب حضرت کو عطا ۔ تھے وہ بحر معرفت کے آشنا

محبوبیت میں بارہا فرمائے ہیں ۔ سب مقام اب ہاتھ میرے آئے ہیں

قرب میرا ہے جو اس معبود سے ۔ حشر تک کوئی ولی کو کب ملے

ہیں یہاں جتنے کہ بادشاہ و وزرا ۔ ہیں طفیلی میرے سارے اولیا

بالیقیں میری نظر میں یہ جہاں ۔ رائی کے دانے برابر ہے عیاں

میں شراب عشق سے مخمور ہوں ۔ واصل حق ہوں سراسر نور ہوں

عبادت کا حال کچھ سن لو ذرا ۔ کہا سب تھا ان سے یوں راضی خدا

طاعت حق میں تھا کٹتا دن تمام ۔ ذکر میں خالق کے تھا شب کو قیام

وہ ریاضت آدمی کیا کر سکیں | گر فرشتے ہوں تو انکے پر جلیں
جاگتے چالیس سال ایسے رہے | صبح پڑھتے تھے وضو سے شام کے
وعظ جو کہتے تھے وہ گنج علوم | ہوتا تھا حاضر فرشتوں کا ہجوم
مرسلوں کی روحیں آتی تھیں سدا | اور روح پر فتوح مصطفےٰ
جب کسی حاجت کو جاتے وہ جناب | بس اسی دم غسل فرماتے شتاب
ہے ریاضت کے بیاں میں یہ بھی حال | ایک شب تھا کچھ طبیعت پر ملال
دست باون مرتبہ حضرت کو آئے | آپ باون مرتبہ اس شب نہائے
شرک اور عصیاں سے حضرت پاک تھے | پر استغفر اللہ لیتے تھے عجز سے
میرے عصیاں ہیں پہاڑوں سے گراں | یک جیسے موج دریا کی رواں
تو اگر چاہے مرے پروردگار | چوں پر پشہ یہ اڑجا دے گا یار
کس نے محبوب ایسا دیکھا اور سنا | فخر ویسا عجز ایسا مرحبا
کیا سمائی تھی مقدس ذات میں | شرع کے آداب ہر ہر بات میں
مصطفیٰ کو جیسا تھا خوف خدا | خوف ویسا ہی محی الدین کو تھا
اب بھی جو ہیں عاشق پروردگار | کر رکھے اپنے کو ہیں بس خاکسار
وہ جو فقروں کو فقیروں کے چرا | جانتے اپنے کو بھی ہیں رہنما

دل میں جو آتا سو فرما دیتے ہیں
سینکڑوں کا بوجھ سر پر لیتے ہیں

حرص دنیا میں گزاریں روز و شب
صاف ہیں ظاہر کی قیل و قال سب

ایسے یہ گستاخ ہیں در راہ دیں
دل میں کچھ اللہ کا ڈر ہی نہیں

کیا مریدی کو یہ اب ٹھہرائے ہیں
پیٹ بھرنے کا سبب ٹھہرائے ہیں

انسے بچ اے بھائی مت ہاتھ انکا چوم
مثنوی میں لکھتے ہیں مولانا روم

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

ہر کہ گستاخی کند در راہ دوست
رہزن مردان شد و نامرد اوست

مرشد ایسا ہو جو دنیا چھوڑ دے
رات دن بس عشق ہو اللہ سے

کر غلامی ایسوں کی اے بوالہوس
قول مولانا کا رکھ یہ یاد بس

خاک شو مردان حق را زیر پا
خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

اب سنو محبوب سبحانی کا حال
پہنچا جب حضرت کا وقت انتقال

سب مریدوں کو بلا کر آپ نے
ایک شفقت سے ملے ہر ایک سے

کی نصیحت شاہزادوں کو بلا
گاڑو میداں میں قدم توحید کا

مانگنا جو کچھ ہو تم کو دل ربا
حق تعالیٰ کے سوا مت مانگنا

عرض شہزادے نے کی آبا جاں
حال کچھ اس وقت کا کہیئے بیاں

بولے ہر ہر عضو ہے اب دردناک — پیر ہے راحت دل کو خوش ہے جان پاک

دور ہے دل سے ہجوم ماسوا — علم اک باقی ہے اب اللہ کا

جاؤ باہر حجرے سے اسدم تمام — عالم باطن کا ہے اب اژدہام

بن کے عزرائیل اک مرد عرب — لادے اک رقعہ شہزادے کو تب

دوست کے تھا وصل کا اس میں پیام — باپ کو دکھلادئے وہ نیک نام

روبرو جا اس فرشتے نے کہا — السلام اے آفتاب اولیا

قبض جاں کرتا ہوں ہو حکم آپکا — وقت مہلت کا نہیں شاہ ہدا

اک روایت میں یہ آیا ہے بیاں — ہے مآل کار کا یہ امتحاں

نزع کی حالت میں تھے محبوب رب — قطب غوث و اولیا حاضر تھے سب

دیکھا سب نے اس گھڑی حضرت کا حال — روئے انور پر ہوا ظاہر ملال

شہزادے نے یہ اس دم عرض کی — کیا سبب چہرے پہ ہے افسردگی

منھ تھا بابا آپ کا بدر الدجےٰ — بلکہ تھا پر نور جوں شمس الضحیٰ

کیا ہے حالت آپکی اے خوشخصال — دیکھتا ہوں منھ پہ حضرت کے ملال

اس گھڑی کیا فکر ہے فرمائیے — اضطرابی کا سبب بتلائیے

آپ ہیں محبوب سبحاں اے پدر — وقت آخر آپ کو کس کا ہے ڈر

موت کی سختی نہ غم ہے نزع کا　　پھر یہ کس کی فکر ہے شاہ ہدا

آپ نے تحت جگر سے یوں کہا　　لا ابالی ہے جناب کبریا

انبیا بیت المقدس میں جو تھے　　سینکڑوں اک دن میں پیاسے مر گئے

سر پہ پیغمبر کے آرہ چل گیا　　ہے وہ غیور اس کو کچھ پروا ہے کیا

بس کہ بے پروا ہے اس شہ کی جناب　　خوف اسکا ہر گھڑی عین صواب

بولے پھر فرزند سے شاہ زمن　　کچھ ہمارا حق ہے تم پر جان من

شاہزادے نے یہ اسدم عرض کی　　آپ مالک ہیں مرے حق کے ولی

آپ جو فرمائیں حاضر ہے غلام　　سر سے اور آنکھوں سے کر لاؤں وہ کام

تب ہوا ارشاد اے تحت جگر　　بیٹھے عزرائیل ہیں بالین پر

مانگتے ہیں امر قبض روح کا　　میں نے اتنا ان سے پوچھا دلربا

قابض ارواح تو اتنا بتا　　خیر سے تو ہے ہمارا خاتمہ

وہ یہ کہتا ہے سوال اسکا نہ کر　　بعد مردن خیر و شر کی ہے خبر

بس یہ سنکر میں پریشاں ہو گیا　　اس لئے افسردہ چہرہ ہے مرا

لے مریدوں کو تم اب مسجد میں جاؤ　　یک دوگانہ کر ادا سر کو جھکاؤ

دل میں کر اپنے مدینے کا خیال　　سب سنا دو مصطفیٰ کو میرا حال

یا نبی وقت مدد ہے آئیے — رحم میرے حال پر فرمائیے

شاہزادہ اور تمامی اولیا — جا کے مسجد میں کئے فرماں ادا

تھا مدینے کا تصور اس گھڑی — یک بیک قبر نبی شق ہو گئی

لے صحابہ کو محمدؐ اٹھ چلے — مرتضیٰ کا ہاتھ تھے پکڑے ہوئے

پہونچے جیدم غوث اعظم کے قریب — عرض کی حضرت نے حق سے یا مجیب

فکر تیرے دوست کی اب دور کر — خاتمہ کی اوس کے دے جلدی خبر

حکم آیا اے شفیع المذنبیں — یہ مرا محبوب ہے بیشک یقیں

دور ہو اب فکر میرے دوست کی — خاتمہ کی دو بشارت یا نبی

دوسرے کو کب یہ رتبہ ہے نصیب — بس اسی کو کہتے ہیں وصل حبیب

غوث اعظم خوش ہوئے سن یہ خبر — روئے انور ہو گیا رشک قمر

شاہزادے اٹھ گئے ہیں پر ملال — ہو گیا بس غوث اعظم کا وصال

تھے یہودی چار تب حضرت کے پاس — تن پہ تھا ان کے مسلمانی لباس

ظاہر اسلام باطن کفر تھا — امتحاں کرتے تھے حضرت کا سدا

وقت آخر کے وہ حالت دیکھکر — وہ مسلماں ہو گئے چاروں بشر

بولے یہ محبوب ہیں بیشک یقیں — کام لے حکم خدا کرتے نہیں

مصطفیٰ سے آپ نے یوں عرض کی ۔ کیجیئے ایک عرض حق سے یا نبی

مجھ سے جو وعدہ کیا تھا کبریا ۔ پھر کرے گا یا نہیں اس کو وفا

بس اسی دم آیا حکم کردگار ۔ ہے مریدوں کا تمھیں سب اختیار

پوچھا حضرت نے کہ جانِ مصطفےٰ ۔ عہد کیا خالق سے تھا تم نے لیا

جد سے غوث پاک نے تب عرض کی ۔ سنیئے اب اس کی حقیقت یا نبی

تھا کسی حالت میں میں محوِ لقا ۔ لیے یہ لیے چالیس دن روزے رکھا

یہ ہوا مجھ کو خطاب اللہ سے ۔ کھینچتا ہے تو جفائیں کس لئے

کیوں یہ فاقے رات دن اٹھائے ہیں ۔ رزق کیا میری خدائی میں نہیں

عرض کی تب میں نے اے مولا مرے ۔ التجا ایک میری اس دم مان لے

جب مریدوں کو مری مرقد میں چھوڑ ۔ اقربا گھر جاتے ہیں منہ اپنا موڑ

آتے ہیں اسدم فرشتے ہولناک ۔ اس بچارے کا کفن کرتے ہیں چاک

موت سے اس کو جگا دیتے ہیں وہ ۔ صورتیں اپنی دکھا دیتے ہیں وہ

اس کو دکھلاتے ہیں گرز آتشیں ۔ وہ چھپا چاہے کہیں جائے نہیں

کرتے ہیں مَن ربک اس سے سوال ۔ خوف سے ہوتا ہے اسکا غیر حال

دیکھتے ہی انکی وہ صورت مہیب ۔ اپنی تنہائی پہ روتا ہے غریب

بن نہیں آتا جب اس سے کچھ جواب — چیختا ہے اس گھڑی کر اضطراب

المدد یا شاہ جیلاں المدد — المدد محبوب سبحاں المدد

المدد اے پیر پیراں المدد — المدد دار وے عصیاں المدد

بیکسی ہے قبر ہے اندھیر ہے — آپ کے آنے میں پھر کیوں دیر ہے

جب میں سنتا ہوں یہ بیکس کی صدا — اسکو لیتا ہوں فرشتوں سے چھڑا

بعد مردن حشر تک بھی یا نبی — قبر میں مجکو پکارے گا کوئی

میں اسی دم قبر میں بیکس کے جاؤں — اور اسکو ان فرشتوں سے چھڑاوں

ہوگئی مقبول اب میری دعا — حق نے مجھکو اختیار اس کا دیا

خوش ہوئے سن کر رسول خوشخصال — ہوگیا بس غوث اعظم کا وصال

کیسا لیتے ہیں فرشتوں سے چھڑا — راویوں نے یوں لکھا ہے ماجرا

ایک خادم معصیت میں مرگیا — قبر میں اس سے فرشتوں نے کہا

کون رب تیرا تو بولا غوث پاک — امتی کس کا تو بولا غوث پاک

قبلہ و کعبہ تو بولا غوث پاک — دین و ایماں کیا تو بولا غوث پاک

جب فرشتوں نے سنا ایسا جواب — گرز آتش کے اٹھائے پر عتاب

ڈر گیا دیکھا جو اشکال مہیب — دونوں جانب دیکھتا تھا وہ غریب

دی صدا اتنے میں یوں محبوب نے | میں ہوں حاضر ڈھونڈتا ہے پھر کسے

ان فرشتوں نے کہا حضرت نے تب | پوچھنا جو کچھ ہو پوچھو مجھ سے اب

اس پہ سختی مت کرو تم اور عتاب | دیتا ہوں اسکی طرف سے میں جواب

تب فرشتوں نے خدا سے عرض کی | حکم کیا ہوتا ہے ہم کو اسگھڑی

حکم آیا تم کرو اس پر عذاب | جب تلک پاؤ نہ صاف اپنا جواب

ان فرشتوں نے اٹھایا گرز جب | چھین گرز انکے کہا حضرت نے تب

میرے جو باطن میں آتش ہے بھری | گر کروں میں جوش سے ظاہر ابھی

نیک و بد سب بے نوا ہو جائیں گے | جنت اور دوزخ فنا ہو جائیں گے

جنتی راحت نہ پاویں گے کبھی | آگ کی صورت نہ دیکھیں دوزخی

ہو کے عاجز ان فرشتوں نے کہا | یا الٰہی ہے کیسا ماجرا

کون ہے یہ شخص ایسا ذی کمال | تب ہوا ان پہ یہ حکم ذوالجلال

اے فرشتو لوح پر دیکھو ذرا ॥ نام ازل سے ہم نے دیوانہ لکھا

ہے مرے محبوب کا دیوانہ نام ॥ ہوتے ہیں ایسے ہی دیوانوں کے کام

عفو کرو اگر خطا آؤ چلے ॥ اس کو چھوڑو حال پر محبوب کے

مصر میں گھر ایک سوداگر کا تھا ॥ عشق اس کو غوث اعظم کا ہوا

کر کے بیعت کا ارادہ نیک خو ॥ مصر چھوڑا اور چلا بغداد کو

ہوگیا تھا غوث اعظم کا وصال ॥ یہ خبر سن وہ بنا آشفتہ حال

اس کو لوگوں نے کہا اے ذی شعور ॥ تیسرا دن ہے سدھارے ہیں حضور

لوٹتا تھا سر ٹپکتا تھا کبھو ॥ مرقد والا کو تکتا تھا کبھو

بولتا تھا وائے قسمت وا نصیب ॥ نہ ہوا دیدار حضرت کا نصیب

میرا کچھ کم بخت آنا ہوگیا ॥ ایسے شاہنشہ کا پیالا ہوگیا

دیکھ اس آشفتہ کا رنج و محن ॥ جمع سارے ہوگئے واں مرد و زن

ایک تاثیر اس کی تھی فریاد میں ॥ تازہ غم پھر ہوگیا بغداد میں

کہتا تھا سر خدا دکھلائیے ॥ روئے انور آپ کا دکھلائے

شق ہوا اتنے میں حضرت کا مزار ॥ ہاتھ اوپر آگئے بے اختیار

تین سو اشخاص اس کے ساتھ تھے | وہ بھی سب بیعت کئے محبوب سے
تھے برآمد تین دن تک وہ حبیب | سینکڑوں کو ہو گئے بیعت نصیب
ہو گئے پوشیدہ پھر دست شریف | پھر برابر ہو گئی قبر شریف
ہے مقدس ذات حضرت آپکی | آپ کا عاشق جناب ایزدی
آپ کے اوصاف ہوں کیونکر جناب | میں بُرا ہوں ہے زباں میری خراب
شاہ ہو تم اور میں عاجز حقیر | تم میاں ہو میں غلام دستگیر

بعض خرق عادات حضرت جناب غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ

نور یزداں غوث اعظم دستگیر | دین کے سلطاں فیض عالم دستگیر
تا ظہور حضرت مہدی دیں | غوث اعظم سا بشر پیدا نہیں
جو کرامت آپ سے پائے ظہور | شک نہیں کچھ اسمیں لاتے ذی شعور
فہم بعضے ناقصوں کا ہے خراب | حاسدی کا حق کے دل پر ہے حجاب
ایسے بد باطن ہیں دلمیں سوچتے | امر یہ دشوار کیونکر ہو سکے
ذکر سے ایسوں کے کچھ مطلب نہیں | سنئے اب احوال غوث العارفین
کیوں مطالب خلق کے برآتے تھے | کرتے تھے مردوں کو زندہ کس لئے

کیوں دئے بڑھیا کے بیٹے کو جلا
جو کئی برسوں کا تھا ڈوبا ہوا

مجرموں کو کیوں نکیروں سے بچائے
روحیں عزرائیل سے کیسے چھڑائے

مرسلوں کو ان سے کیوں اک عشق تھا
اور لیا کیوں سر جھکائے زیر پا

ڈوبے سوداگر کے دریا سے جہاز
کیوں کنارے پر کئے لا سرفراز

گیارہ بیٹے بانجھ کو کیسے دئے
جسکی قسمت میں خدائی میں نہ تھے

آئی اک عورت جو غمگین و حزین
بیٹیاں ہیں اسکے کیوں بیٹے بنیں

روز جا بغداد میں چالیس بار
کیوں تھا بیت اللہ انپر سے نثار

لے اجازت ان کے لیے پروانگی
کیا سبب بنتے نہیں غوث و ولی

قطب کیوں ہیں حشر تک ان کے غلام
حکم میں کیوں ان کے سب دنیا کے کام

خانوادے جتنے ہیں عالیجناب
کیوں اسی گھر سے ہیں سارے فیضیاب

عائشہ سے بولے کیوں حمیرا الا نام
تیرے بیٹے کا محی الدیں ہے نام

سمجھے کیوں ہر ایک کا پوشیدہ راز
پانی پر کس طرح پڑھتے تھے نماز

خادمہ کو زانی سے کیسے بچائے
مردے کو قوال کے کیونکر جلائے

کیوں لئے اقرار یہ اللہ سے
میرا لے توبہ نہ اک خادم مرے

اب سنیں اس کی حقیقت مرد و زن
کیا سبب تھا ان میں نور ذو المنن

عشق احمد میں فنا تھے غوث پاک
نور وحدت بن گیا تھا جسم خاک

جو رسول اللہ میں فانی ہوا
وہ فنا فی اللہ لا ثانی ہوا

جو ولایت تھی نبی کی ذات میں — جو کرامت تھی علی کی ذات میں
غوث اعظم میں تھے وہ موجود سب — وہ کرامت کر دکھائیں کیا عجیب
تھا اسی باعث سے ارشاد آپ کا — کچھ نہیں کرتا میں بے حکم خدا
حکم جب ہوتا تو کھاتا ہوں طعام — وہ جو فرماتا سو کرتا ہوں کلام
پانی کب پیتا ہوں بے اسکے کہے — پہنی ہے پوشاک اس کے حکم سے
صاف ظاہر اس حقیقت سے ہوا — حکم ان کا حکم ہے اللہ کا
جو کرے احمد میں فانی آپ کو — عادتیں سب مصطفیٰ کی اسمیں ہو
حال ان کا بھی سنیں عشاق سب — اک نشانی کا بیاں ہوتا ہے اب
مصطفےٰ کو شرع کا تھا جوں دھیاں — تھا محی الدین کا بھی وہ ہی حال
ہیں تمامی خرق عادت معتبر — کان رکھکر غور سے سنئے ادہر
لکھتے ہیں اک وقت پر جیلان کے — تین شخص آئے تھے ملنے آپ سے
اس گھڑی خادم جناب غوث کا — آفتابہ تھا وضو کا لا رکھا
بھولا رخ قبلے کا وہ خادم مگر — دوسری جانب دکھا منہ پھیر کر
تینوں شخصوں نے یہ سوچا اسگھڑی — کیسے ہیں محبوب سبحاں یہ ولی
منہ نہ جب لوٹے کا قبلے پر سے ہے — ہو وضو کیونکر مطابق شرع کے

انکا مطلب پاکے تب محبوب نے — دیکھے خادم کی طرف اک قہر سے

بس اسی دم مر گیا وہ نیک خو — آ فتا یہ ہو گیا خود قبلہ رو

سوچئے نازک ہے کیا شرع متیں — اولیا ہونا بھی کچھ آساں نہیں

شیخ ابو العباس احمد صرصری — سہروردی شہ شہاب الدین ولی

اولیا ایسے حضوری میں جو تھے — خرق عادت آپکے ہیں یوں لکھے

غور سے سنئے روایت ہی نئی — شہر میں بغداد کے تھے اک ولی

شیخ ابا بکر ابن حامی تھا نام — بولے ایکدن انسے غوث ذوالکرام

شرع میرے ہے رسول اللہ کی — کرتی ہے تیری شکایت اے ولی

ہیں جو باتیں شرع سے تم میں خلاف — اے ولی تم چھوڑ دو اب اسکو صاف

سن وہ حضرت کی نصیحت چپ رہے — پر نہ چھوڑے عیب جو اپنے میں تھے

ایک دن غصے میں تھے محبوب رب — چھین لی انکی ولایت سب کی سب

سلب جب انکی ولایت ہو چکی — سر ٹپک رونے لگے تب وہ ولی

رحم کر کے اس پہ سب بر ناؤ پیر — عرض حضرت سے کئے یا دستگیر

آپ کے گھر سے ہے فیض خاص و عام — رحم سے لوٹا دیجئے ان کا مقام

کیسے کیسے جرم اور کیسے قصور — عشق کر ڈالے ایسے ہم اے حضور

سب سے حضرت نے کہا تب ختم ہو
شرع میں ڈالے خلل جو تا گزیر
اس ولی کو یوں ہوا حکم حضور
ایک قریئے میں وہ جا رہنے لگا
قصد کرتے جس گھڑی بغداد کا
جو ارادہ اون کے لانے کا کیا
سب مصاحب ایکدن تجویز کر
عرض اس بی بی نے کی محبوب سے
آپ نے فرمایا اے آشفتہ حال
ہاں مگر ہر ہفتے میں وہ مستعار
پھر تو ہر ہفتے میں وہ با چشم تر
اک کنواں تھا ان کے گھر کے درمیاں
اپنی اماں سے وہ جب مل لیتے تھے
وہ کنواں لیتا تھا نیچے انکو کھینچ
غور کیجئے ہے یہ نادر ماجرا

واسطے اس کے سفارش مت کرو
حشر تک اسکا نہیں ہیں دستگیر
شہر سے بغداد کے اب جائے دور
کچھ نہ کرتا گریہ وزاری سوا
آنکھیں بنجاتی تھیں اندھوں سے سوا
خاک پر بیہوش ہو کر گر پڑا
ان کی ماں کو ڈالے لا کر پاؤں پر
میرے بیٹے سے ملا دیجے مجھے
اس زمیں پر سے ملاقات اب محال
آئے گا زیر و زمیں سے ایک بار
آتے تھے زیر زمیں سے ماں کے گھر
آٹھویں دن اس سے ہوتے تھے عیاں
پھر کشش ہوتی تھی پیدا چاہ سے
تھے پہنچتے پھر اسی قریئے کے بیچ
پاس کیسا آپ کو تھا شرع کا

گزرے اس حالت میں ان پہ چند سال | آہ وزاری میں بنا اک خستہ حال

ہے روایت تھے کہیں شیخ عدی | صاحب باطن تھے اور کامل ولی

اک ولی کو پاس غوث پاک کے | بھیجکر ان کی سفارش جو کرے

نیک وعدہ ان سے کر غوث الورا | بولے انجام ان کا بہتر ہوئے گا

کچھ عجب قدرت ہے اسکی دوستو | اب رہائی کی حقیقت بھی سنو

یہ بیاں سب عارفوں نے ہے لکھا | اک ولی رہتے تھے کامل ایکجا

تھا مظفر نام ان کا با وقار | رہتے تھے بغداد کے قرب وجوار

تھے شکر خوابی میں اک شب وہ ولی | خواب میں دیکھے تجلی ذات کی

یوں ہوا ارشاد انہیں اللہ کا | مانگ لے ہم سے جو کچھ ہو مانگنا

اس ولی نے عرض کی تب اے کریم | بس ہے تیرا مجھکو یہ فیض عمیم

اس ولی کی عفو کر تقصیر اب | ہے محی الدین کا جس پر غضب

یوں ہوا ارشاد حق سن اے ولی | کام یہ ہم سے نہ ہووے گا کبھی

غوث اعظم کا ہوا جس پر عتاب | ہم سے سدھریگا نہ وہ خانہ خراب

پھر مظفر نے خدا سے عرض کی | غوث اعظم کا بھی مالک ہے تو ہی

تو جو چاہے وہ ابھی بر آئے کار | کل خدائی کا ہے تجھکو اختیار

پھر ہوا ارشاد یہ سچ ہے مگر — دوست کی خاطر ہے ہم کو سر بسر
لیکن اک تدبیر بتلاتے ہیں ہم — اس ولی کا جائے جس سے درد و غم
اے مظفر کہہ یہ غوث پاک سے — تم کو فرمایا سلام اللہ نے
اس ولی کے جرم بخشا ہے غفور — تم بھی بخشو رحم سے اس کے قصور
یوں تپے دنیا ہمارے حکم کے — ہم نے معروضے تمہارے سب سنے
یاد ہوگا سب خلایق پر بہم — چاہتے تھے اک بلا بھجوائے ہم
یہ سفارش کا تمہارے تھا سبب — وہ بلائیں ہم نے کی موقوف سب
دوسری تم نے جو کی تھی یہ دعا — کوئی مومن رنج میں ہو مبتلا
میرے رحم و فضل سے پاوے نجات — ہمنے بخشتے آپ ہیں وہ بھی صفات
ہم کیے احسان تم پر بار ہا — اس کے بدلے بخش دو اسکی خطا
خواب میں آکر رسول اللہ بھی — اس مظفر سے کہے سن اے ولی
کہہ کے غوث پاک کو میرا سلام — ساتھ ادب کے پھر یہ پہونچانا پیام
اس ولی کے حق نے بخشا ہے گناہ — ہم بھی اسکو بخشتے ہیں اے رشک ماہ
تم بھی اسکے بخشدو جرم و خطا — یا محی الدین فخر اولیاء
حکم حق امر محمد سنتے ہی تو — نیند سے اٹھ کر چلے بس وہ ولی

جو ولایت کھو کے تھے خستہ بنے
خوش و خرم راہ میں ملکر کہے

حکم حق تم پر اُدھر صادر ہوا
غوث نے یاں عفو کی میری خطا

یعنی میرا حال مجھکو مل گیا
از طفیل حضرت غوث الورا

دونوں پھر بغداد کو راہی ہوئے
جا گرے قدموں پہ غوث پاک کے

تب مظفر سے یہ حضرت نے کہا
بولدو کیا ہے پیام اللہ کا

با ادب ہو کر سنائے سارا خواب
مرحبا کیا راز داں تھے وہ جناب

جب مظفر بھول جاتے کوئی بات
یاد دلواتے تھے وہ عالی صفات

پھر ہوا ارشاد غوث پاک کا
واقعی تم نے بڑی کی تھی خطا

یہ سفارش تم نہ لے آتے اگر
ایسے ہی مایوس رہتے عمر بھر

پھر ہمارے روبرو توبہ کرو
بار دیگر شرع میں رخنہ نہو

کرلئے توبہ اسی دم وہ ولی
پہلے سے دونی ولایت مل گئی

ہو گئے سب اولیا میں نیکنام
سینکڑوں حاصل ہوئے اعلیٰ مقام

بے خبر جاہل ہیں ہم عاصی خراب
ہم پہ حضرت کا نہیں ایسا عتاب

یہ نزاکت اولیا کے واسطے
ہو کے عارف جو قصور ایسا کرے

یا شہ جیلاں دیا پیران پیر
عرض کرتا ہے غلامِ دستگیر

سب غلاموں میں ہے یہ ادنیٰ غلام ۔۔۔ اس پہ شفقت کی نظر ہو صبح و شام
جو یہاں حاضر ہیں اب چھوٹے بڑے ۔۔۔ سب مقاصد انکے بھی بر لائیے

مناجات درجناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

المدد یا شاہ جیلاں المدد ۔۔۔ المدد اے دیں کے سلطاں المدد
المدد محبوب سبحاں المدد ۔۔۔ المدد معشوق یزداں المدد
ہیں مسخر آپ کے جن و پری ۔۔۔ المدد رشک سلیماں المدد
ہم میں کچھ طاقت عبادت کی نہیں ۔۔۔ المدد دارو کی درماں المدد
عارضے لے جرم کے بس دق کیا ۔۔۔ المدد داروئے عصیاں المدد
بیکسی ہم کو ستاتی ہے بہت ۔۔۔ المدد مہر غریباں المدد
رحم کے قابل ہمارا حال ہے ۔۔۔ المدد مقبول رحماں المدد
عرض کر ہر دم غلام دستگیر ۔۔۔ المدد شاہ غلاماں المدد

التجا مصنف

غوث اعظم بادشاہ بحر و بر ۔۔۔ رحم کیجے حال خانہ زاد پر

مبتلا اک فکر میں ہے یہ حزیں — اس کشاکش سے چھڑا دو شاہ دیں

واقعی ذاکر کا ہے یہ ماجرا — اسنے اک دیواں لکھا ہے مدح کا

شب کو دیکھا خواب میں وہ نیکنام — لائے تشریف اسکے گھر خیرالانام

لے کے وہ دیوان اس کے ہاتھ سے — اس کے سب اشعار فرحت سے پڑھے

ہو گیا دیوان مقبول جناب — خاتمے میں لکھدیا ہے اپنا خواب

تھی وہ نعمت بس اسی کے واسطے — مجھکو کیا نسبت ہے اس دربار سے

میں بُرا مسکیں ہوں ناچیز اور حقیر — عرض سنئے اب مری پیران پیر

بار ہا فرمائے ہو اے شاہ دیں — خوف عقبا میرے خادم کو نہیں

مدرسے اور خانقاہ میں جو گیا — یا کسی نے فاتحہ دل سے پڑھا

گیارھویں کی یا کسی نے ذوق سے — یا زیارت کی کسی نے شوق سے

دل سے کوئی صدق حضرت سے رکھا — صدق سے نام آپ کا کوئی لیا

ان سبھوں کے نزع میں آتے ہیں آپ — توبہ مرتے وقت کرواتے ہیں آپ

ان سبھوں کے قبر کے والی ہیں آپ — ان سبھوں کے حشر کے حامی ہیں آپ

سنئے اب معروضہ فدوی کا ذرا — عمر بھر داخل غلاموں میں رہا

اعتقاد دل تو پوشیدہ رہا — اس کا کچھ دعوی نہیں شاہ ہدا

یہ جو ظاہر ہے غلامی کا لقب
اس پہ نازاں ہوں ہیں آپ محبوب رب

پوچھ لیجے سب سے اے پیران پیر
نام ہے میرا غلام دستگیر

لاج اے آقا غلامی کی رہے
جانکنی میں ورد آپ ہی کی رہے

نزع میں سینے پہ ہو حضرت کا ہاتھ
دم بھی نکلے تو یہ اور کلمہ کے ساتھ

قبر میں منکر نکر آ جائیں گے
ہے یقیں تشریف حضرت لائیں گے

یا محی الدین میزاں پر بھی آؤ
اور صراط و نار دوزخ سے بچاؤ

دوستو سنئے یہ معروضہ احقر
ہے بڑا مجرم غلام دستگیر

ملتجی ہر اک سے ہے شام و سحر
رحم کیجیو اس کے حال زار پر

جب پڑھو اشعار اس ناچیز کے
التجا ہو مغفرت کے واسطے

یا الٰہی از برائے مصطفےٰ
بخش دے عاصی مصنف کی خطا

یا رب اسمیں حال ہے جن کا لکھا
روز حشر انکی قدمبوسی کرا

رباعی

اے دستگیر دلکا یہ مطلب حصول ہو
کہلاتا ہوں غلام غلامی قبول ہو

بر آئیں کیوں نہ مطلب دارین آپ سے
اولاد ہو بتول کی آل رسول ہو

داستان در منقبت جناب غوث اعظم پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غور سے سنئے اسے سر کو جھکا کر — حال ہے یہ غوث اعظم پیر کا

شاہ شاہاں غوث اعظم دستگیر — پیر پیراں غوث اعظم دستگیر

رتبے کیا کیا آپ کو حق نے دئے — غوث ہیں غوثوں کے قطب اقطاب کے

اولیا جتنے ہیں سب چھوٹے بڑے — انکے کندھوں پر قدم ہیں آپ کے

اہل بیت پاک ہیں ہے سلسلہ — جد علی ہیں اور نانا مصطفےٰ

والدہ کا فاطمہ ثانی ہے نام — ہیں ابو صالح پدر عالی مقام

جب حمل بی بی کو حضرت کا ہوا — خواب میں آتے تھے اکثر اولیا

جن ملایک انبیا بھی آتے تھے — سب بشارت آپکی فرماتے تھے

جب ہوئے دنیا میں پیدا وہ ولی — پہلی تھی تاریخ ماہ صوم کی

کیا ادب روزوں کا اس رہبر کو تھا — دودھ پیتے تھے نہ دن کو دائی کا

کون کر سکتا ہے تعریف آپ کی — آپ مادر زاد ہیں بے شک ولی

دیکھ چکے ہیں مصطفےٰ ان کی خبر — دیکھ چکے زین العبا ان کی خبر

کیا کرامت کوئی انکی لکھ سکے — جمع تھے نبیوں کے سارے معجزے

یہ تو کیا انکے جو ہیں ادنیٰ غلام
لے کرامت کے سنے جو ہو غلام

حضرت صدیق اور مولائے دیں
گر نہ دکھلاتے کرامت دستگیر

اک نبوت کا تو رتبہ نہ ملا
سن چکے سارے کرامت کے کمال

کم سنی میں خواب دیکھے وہ لیثہ
والدہ سے لی اجازت آپ نے

عاشقو یہ ہیں حبیب ذوالمنن
جان کی پروا نہ بچپن سے رہی

بھوکے پیاسے برسوں تک ہیں رہے
ہو گیا تنہائی کا جب اشتیاق

پا برہنہ بھوکے پیاسے خستہ حال
اتنے برسوں تک کسی انسان سے

[illegible]

یہ کرامت ہیں دکھاتے صبح و شام
ہم تو سچا کہتے ہیں اس کو غلام

مصطفیٰ سے معجزے چاہے نہیں
جب بھی کہتے ان کو ہم پیران پیر

باقی سب قدرت خدا نے کی عطا
کچھ ریاضت کا سنو حضرت کے حال

لوگ حج کرتے ہوئے آئے نظر
پا پیادہ قصد کعبے کا کیئے

پہلے چھوڑے والدہ کو اور وطن
نام اس کا ہے حبیب عاشقی

رات دن کرتے تھے طاعت شوق سے
بس سنبھالے آپ صحرائے عراق

آپ جنگل میں رہے پچیس سال
وہ شہنشاہ دو عالم نہ ملے

[illegible]

حبس کیا از حد تقاضا نفس نے — جھاڑوں کے برگ و ثمر کچھ کھالئے
جائے عبرت ہے کہ آل مصطفےٰ — سختیاں جھیلی ہیں کیا کیا برملا
جاگتے چالیس سال ایسے رہے — صبح پڑھتے تھے وضو سے شام کے
نام جس منزل کا ہے برج عجم — اسمیں بارہ سال تھے وہ ذی کرم
ایک یا دو پاؤں پر شب بھر کھڑے — پڑھتے تھے قرآں محب اللہ کے
وعدے کے سچے بھی ایسے آپ تھے — آزمائش کی جناب خضر نے
خضر اک دن آپکو اک جا بٹھا — اس طرح فرمائے اے غوث الوریٰ
میرے آنے تک یہاں کیجے قرار — تین سال اس جا کئے ہیں انتظار
سال جو تھے دودھ روٹی خضر لائے — دونوں حضرت ایک جا کے ملکے کھائے
حشر ایسا تھا کہ حرکت سے عیاں — دیتے تھے آواز تن کے استخواں
اس طرح فرمائے غوث ذی وقار — آدمی مرتا ہے یارو ایک بار
مرچکا ہوں میں ہزاروں مرتبا — میں فنا ہوں میں فنا ہوں میں فنا
لکھتے ہیں یوں راویان ذی وقار — آپ کو بے جان پاکر چند بار
غسل میت دیے ہے تھے تخت پر — آپ اٹھ بیٹھے ہیں اللہ بول کر
ہیں کرامتیں ہزاروں معتبر — گر کریں ان کو بیاں ہے خوب تر
بعضے جو بے اصل کرتے ہیں بیاں — یہ نہیں زیبا ہے ہرگز بھائیجاں
تک لگاتے ہیں کہیں سے لاکہیں — اس سے حضرت بھی تو خوش ہوتے نہیں

گیارھویں کرتے ہیں جو میر و فقیر — نذر ہے حق کی نیاز دستگیر
اک درم اس کام میں خرچے جو یاں — دس یہاں ملتے ہیں اور ستّر وہاں
فائدہ حضرت کا اسمیں کچھ نہیں — کھانا کھاتے ہیں ہزاروں مومنیں
ہے مسلمانوں کا اسمیں فائدہ — شاد ہوتے ہیں خدا اور مصطفےٰ
اجر ملتا ہے اسے کونین میں۔ — نیک ہو جاتا ہے وہ دارین میں
آلِ بیت اصحاب اور سارے ولی — اپنے پیغمبر کی کرتے ہیں خوشی
سن چکے ہیں سید عالم کا حال — آپ کو امت کا تھا از حد خیال
جتنے خاصانِ خدا ہیں مومنو! — کر لئے ہیں اختیار اس کام کو
حسب مقدور ان سے جتنا ہو سکے — کرتے ہیں احساں اس امت کیلئے
مصطفےٰ ہوتے ہیں اسنے شاد شاد — اسمیں بر آتی ہے انکی بھی مراد
جب اُویس قرنی کو خرقہ ملا — کرتے تھے امت کی بخشش کی دعا
تھے صحابہ بھی ہمارے خیر خواہ — پنجتن امت کے ہیں پشت پناہ
وقت رحلت کے جناب فاطمہ — بارگاہ پاک میں کی التجا
یاالٰہی از طفیلِ مصطفےٰ — امت عاصی کی بخشش ہو عطا
جب حسن کو زہر کا صدمہ ہوا — عاصیوں کے مغفرت کی تھی دعا

کربلا میں فاطمہ کے نور عین ہو — خاصیوں کے واسطے کرتے تھے بین

ایسا ہی ہے حال غوث پاک کا — امت عاصی ہے بس ال عشق تھا

کیسا ہی کرتا تھا جو آکر سوال — اس کو سن لیتے محب ذوالجلال

یہ کرامت آپ جو دکھلاتے تھے — یہ نہ سمجھو تھا یہ شہرت کے لئے

سو تو یہ تھا رحمی کا سبب — رحم دل ایسے تھے وہ محبوب رب

جو غرض بندہ خدا کا لے کے آئے — کوئی اس در سے نہ لے امید جائے

لاکھوں نصرانی مسلماں ہو گئے — اور یہودی لاکھوں اس دیں میں ملے

ہم تو یہ کہتے نہیں ہیں اے رشید — سلسلہ میں دو ہمیں بہت ہو مرید

دوست ہیں آپس میں سب پیر ایک ہیں — نیک ہیں سب نیک ہیں سب نیک ہیں

سلسلے سب ایک ہیں آ نیک خو — پہونچتے ہیں سب رسول اللہ کو

سو تو بیعت کسی بھی جائے ہو — دوست رکھتا دل سے غوث پاک کو

روز [illegible]

ربنا یا ربنا یا ربنا — غلامی کر عطا

یہ جوان کا ہے غلام دستگیر — دم بدم کہتا رہے پیراں پیر

مولود خواں یہاں تک پڑھکر بس کریں نیچے کے باقی اشعار انکے ملاحظہ کیلیے

ہیں جو حضرات قادریہ اور چشتیہ آپس میں مباحثہ کر رہے ہیں ۔

ایک جھگڑا ان دنوں پھیلا ہے یاں | غوثیوں اور چشتیوں کے درمیاں
انکا یہ لکھتے ہیں رد وہ ان کا رد | ان کو یہ کہتے ہیں بد وہ ان کو بد
سچ تو یہ ہیں دونوں دنیا دار ہیں | دونوں سے محبوب رب بیزار ہیں
اولیا کے حال میں کرتے ہیں قال | قال میں کسطرح آوے انکا حال
عالم تنزیہ میں ہیں وہ تمام | فانی فی اللہ کا ہے بس ان کا مقام
جلوہ گر واں بھی وہی واں بھی وہی | کون پہچانے ولی کو جز ولی
دونوں محبوب ایک ہیں حق کی قسم | ان کو دو کر دیکھنا ہے بس ستم
یہ دوئی میں کر رہے ہیں احولی | مثنوی میں کہہ چکے ہیں مولوی
شاہ احول کرد در راہ خدا | آں دو دمساز خدائی را جدا
سو سنو قصہ یہ قابل غور ہے | انکے جھگڑوں میں غضب ایک اور ہے
اس طرف کوئی قضا سے گر مرا | کہتے ہیں محبوب کی ہے بددعا
وہ مریں تو کہتے ہیں یہ پر بلا | قہر محبوب الٰہی سے مرا ہا ہا ہا
کیا یہ ظاہر میں جناب پیر کو | سمجھے ہیں اپنی طرح کے جنگ جو
دل سے اپنے دور کریں یہ خیال | رحمتہ للعالمیں کے ہیں یہ آل

بد مذاہب راتدن کہتے ہیں بد
انتہا رکھتے ہیں حضرت سے حسد

گر غضب پر آپکی ہوتی نظر
بد مذاہب کا نہ رہتا ایک گھر

سعدی فرماتے ہیں مردان خدا
دشمنوں پر بھی نہیں کرتے جفا

بھولے ہو تو یاد دلواتے ہیں ہم
یہ حدیثیں دیکھ لو چھوڑو ستم

کافروں نے جسم پاک مصطفےٰ
خون آلودہ جو پتھروں سے کیا

عرض کی جبریل نے یا شاہ دیں
ایسا فرماتا ہے رب العالمیں

حکم ہو تو ان پہاڑوں میں ابھی
چُور ہو جاتے ہیں یہ ظالم سبھی

یوں کہے جبریل سے خیر الانام
رحمتٌ للعالمیں ہے میرا نام

بد دعا کرنا نہ مجھ سے ہوئے گا
دی ہدایت نام ہے ہادی ترا

یہ اگر زندہ رہیں اے کردگار
شاید اولاد انکی ہووے دیندار

جور حضرت پہ جو کافر لاتے تھے
آپ ان سے نیکی سے پیش آتے تھے

کوفے کی مسجد میں تھے شیر خدا
ابن ملجم آپ کو زخمی کیا

زخم زہری تیغ کا کاری لگا
یاں مذاق عشق میں حال اور تھا

کیفیت کچھ اور شاہ دیں کی تھی
رنگ بے رنگی میں تھے حضرت علی

کون مارا تیغ کسکی کس کا ہاتھ
کون زخمی اور بدلا کس کے ساتھ

الغرض جب تشنگی از حد ہوئی ۔۔۔ لائے کچھ شربت حسین ابن علی

آپ بولے تشنہ ہے قاتل مرا ۔۔۔ یہ پیالہ اس کو دو اے دلربا

پینے سے انکار قاتل نے کیا ۔۔۔ بولے تب یاروں سے یوں مشکلکشا

یہ پیالہ پیتا گر آگے مرے ۔۔۔ ساتھ لیجاتا میں جنت میں اسے

جاتے تھے اک دن حسن شاہِ ہدا ۔۔۔ راستے میں یک جواں بدوی ملا

شان میں حضرت علی کے بے حیا ۔۔۔ دل میں جو آیا سو بد کہنے لگا

اس سے نرمی سے کہے وہ مہ جبیں ۔۔۔ کیوں خفا ہے آج بھوکا تو نہیں

تو اگر بھوکا ہے کچھ کھلواؤں گا ۔۔۔ قرض گر ہے میں ادا کرواؤں گا

بی بی سے اپنی لڑا ہے تو اگر ۔۔۔ میں تجھے ملوا دوں چلکر اے بشر

بول اٹھا وہ پاؤں پر ملکر جبیں ۔۔۔ سچ ہو آلِ رحمۃٌ للعالمیں

کربلا کا حال تو معلوم ہے ۔۔۔ جب کٹا شبیر کا حلقوم ہے

کہتے ہیں خنجر چلا جب حلق پر ۔۔۔ روتے تھے اس وقت شاہ خوش نظر

شمر نے اس وقت پوچھا اے حسین ۔۔۔ موت سے کیا ڈر کہ یہ کرتے ہو شین

آپ نے فرمایا میں ڈرتا نہیں ۔۔۔ یاد آیا مجھکو رحم شاہ دیں

ظالمو غم ہے تمہارے واسطے ۔۔۔ تم جلیں دوزخ میں میرے واسطے

لکھتے ہیں جب حضرت سجاد سے
یہ تو کہدو مجھکو اے زین العبا
آپ بولے ہم ہیں آل شاہ دیں
مالک و مختار ہے وہ کبریا
انکے صاحبزادے ہیں غوث الورا
درگذر ایسے خیال بد سے ہو
ربنا یا ربنا یا ربنا
یہ جو ان کا ہے غلام دستگیر

شام میں پوچھا یزید شوم نے
حال کیا عقبیٰ میں میرا ہوئیگا
اپنا بدلہ چاہتے ہم کچھ نہیں
وہ جو چاہے گا وہی ہو جائیگا
مومنوں پر کیوں کریں گے بد دعا
توبہ ان باتوں سے کرلو مومنو
غوث اعظم کی غلامی کر عطا
دمبدم کہتا ہے پیران پیر

حالت وفات حضر پیران پیر غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اشک خونی چشم دل سے ہو رواں
ایسے مشفق مہرباں کا ہو وصال
تھی ہدایت عمر بھر اس شاہ کی
وقت آخر بھی ہدایت جاری تھی

ہے وصال غوث اعظم کا بیاں
کیوں نہ ہو عشاق کے دل پر ملال
امر و نہی و معرفت اللہ کی
انبیا کی سی تھی حالت آپ کی

یہ نصائح آخری ہیں دوستو
ہوش رکھکر دل کے کانوں سے سنو

ہے کلام پیر ارشاد خدا
انس و مونس کا نہیں یہ مرثیہ

ہو گئے بیمار جب پیران پیر
قطب حق غوث معظم دستگیر

تھے بڑے فرزند حضرت کے جناب
شیخ سیف الدین ابو عبد الوہاب

یوں کئے معروضہ اس دم بر محل
ہو وصیت تا کروں اس پر عمل

تب کئے ارشاد غوث ذی وقار
ہاں کرو پرہیزگاری اختیار

حق تعالیٰ سے ڈرو ڈرتے رہو
غیر اس کے کوئی شئے سے مت ڈرو

جز خدائے پاک کے اے دلربا
مت کرو ہرگز بھروسہ غیر کا

دنیوی دینی جو کچھ حاجات ہو
سونپ دو اس بے نیاز پاک کو

اس سے سب حاجات مانگا چاہئے
لطف پر اس کے بھروسا چاہئے

واسطے توحید کے سب کو پکار تو
کی وصیت شاہ دیں نے تین بار

پھر کئے ارشاد یوں غوث الوریٰ
دل تمھارا ساتھ جب حق کے ہوا

خود تمہارے ساتھ وہ معبود ہے
پھر جو تم چاہو سو وہ موجود ہے

حال پھر اپنا شہ دیں نے کہا
بالیقیں ہیں مغز ہوں بے پوست کا

مجھ سے اب ہو جاؤ فرزند جدا
حاضر اب ہوتے ہیں مردان خدا

ظاہر اگر ہیں تمھارے ساتھ ہوں
لیکن باطن دوسروں کے ساتھ ہوں

باادب ہو یاں سے ہٹ جاویں تمام
ہے ملایک کا اب اس جا اژدحام

مہربانی اور بخشش ہے یہاں
ہے نزول رحمت حق یہ مکان

آئے ہیں ارواح خاصان خدا
جا کشادہ کرتے جاؤ جا بجا

ایک دن ایک رات وہ عالیجناب
دیتے تھے تسلیم کا سب کے جواب

کہتے تھے رحمت ہو بر ما و شما
تم سبھوں کو اور مجھے بخشے خدا

پھر لگے فرمانے سلطان زماں
وائے تم کرتے ہو مجھ پر کیا گماں

ڈر نہیں ہے کوئی بھی شے سے مجھے
نہ فرشتوں سے نہ عزرائیل سے

دوست ہے میرا خدائے کردگار
اس سبب ہے سب خدائی دوستدار

عبدالرزاق اور موسیٰ قادری
دونوں صاحبزادے کہتے ہیں یہی

والد ماجد اٹھا کر دونوں ہاتھ
ایسا فرماتے تھے ارواحوں کے ساتھ

تم کو ہو اللہ کی رحمت نصیب
ہم بھی کرتے ہیں مصافحہ عنقریب

حالت سکرات میں وہ نیک خو
منھ سے فرمانے لگے نرمی کرو

دوستو اللہ کا جو ہو ولی
اس پہ ہے سکرات کی سختی بڑی

صوفیوں کی ہے کتابوں میں خبر
سب سے سختی ہے زیادہ قطب پر

یوں ہی فرماتے ہیں بی بی عائشہ
نزع کا صدمہ جو پیغمبر پہ تھا

جو جو سختی تھی نبی کے واسطے
میں نہیں دیکھی کسی کے واسطے

روح جس کی سہل تن سے ہو رواں
اسکا کچھ رتبہ نہیں اللہ کے یاں

لکھتے ہیں پھر اپنے صاحبزادوں سے
اس طرح فرمایا غوث پاک نے

خلق کے میرے تمھارے درمیاں
فرق ہے جیسے زمین و آسماں

مت کرو میرے کو اوروں پر قیاس
اوروں کو سمجھو نہ مجھسا کر قیاس

آپ کے فرزند شیخ عبدالعزیزؒ
عرض کی اس وقت ہو کر اشک ریز

کیا مرض ہے یا ابی بتلائیے
درد کی حالت بھی کچھ فرمائیے

بولے ہوں میں علم میں اللہ کے
منقلب اک حال میں اک حال سے

حال میرا ہے بروں امتیاز
کون سمجھے جز خدائے بے نیاز

یہ جو حالت ہے ہمارے درد کی
آدمی سمجھے فرشتہ نہ پریؒ

بعد اس کے وہ ولی اللہ کے
معرفت حق کی بیاں کرنے لگے

ایسا فرمائے کہ علم رب کریم
بے شبہ روز ازل سے ہے قدیم

اس اشارے میں یہی مفہوم ہے
جزو کل کا حال اسے معلوم ہے

نہ تغیر اس میں کچھ ہووے یقین
دخل نبیوں کو بھی کچھ اسمیں نہیں

ہاں جسے معلوم کروادے خدا — وہ ہی اسکے علم سے واقف ہوا

کہتے ہیں تقدیر اسے اہل حجاب — اور اسی کا نام ہے اُمّ الکتاب

اور عقیدوں میں تمہارے یہ بھی ہو — ہے تغیر اور تبدل حکم کو۔

ناسخ و منسوخ ہے حکم خدا — مقتضائے وقت جو چاہا کیا

لوح محفوظ اس کا تختہ ہے عظیم — حکم سب لکھوادیا ہے وہ کریم

جوکہ خاصان خدا ہیں اولیا — حکم وہ ان کو دکھاتا ہے خدا

وہ دعا کرتے ہیں جس کے واسطے — معروضہ سے اس ولی پاک کے

محو کرواتا ہے اس کو کبریا — حکم لکھواتا ہے اس جا دوسرا

عبد جبار آپ کے فرزند نے — عرض کی اس وقت رد کر باپ سے

درد کا فرمایئے کچھ ہم سے حال — یوں کہے اس دم محب ذوالجلال

پوچھتے ہو حال جو تم درد کا — کیا بتاؤں میں تمہیں اے دلربا

ہیں تمامی عضو میرے دردناک — [illegible]

پس قریب آیا زمانہ موت کا — پڑھ رہے تھے کلمہ محبوب خدا

استعانت چاہا حق سے آپ نے — فضل سے اس کلمۂ توحید کے

کہتے ہیں یوں شیخ موسیٰ قادری — تھے حضوری میں جو حاضر باپ کی

من تعزز جب پڑھا محبوب نے — من تعزز نکلا منھ سے آپ کے
کی زباں لغزش تو اس سلطان نے — آتعزز نکلے پلٹاتے رہے تو
تین بار اللہ اللہ بول کر — جا ملے حق سے شہ جن و بشر
ختم کر اس کو غلام دستگیر — کر دعا حضرت سے یا پیران پیر
واسطے سے اپنے جد پاک کے — ہم غلاموں پر کرم فرمائیے

مثنوی شریف درحالات مسطرح تجلیات الٰہی مورد انوار نامتناہی مجمع لطایف روحانی گنجینہ معارف سبحانی مشہور دیار رومی و شامی مولانا و مرشدنا الاعظم المرحوم المبرور سید مصطفیٰ القادری طیب اللہ مرتبہ و رفع فی عالم عالم المقدس رتبہ خلف الرشید واقف رموز خفی و جلی مفتخم سید سلیمان القادری بغدادی سجادہ نشین درگاہ ملایک بارگاہ محبوب دارین مقبول کونین قطب الاقطاب غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مثنوی

ہیں محی الدین شاہ دوسرا — تا قیامت ہے تصرف آپ کا

سنئے خاصان خدا کا حال ہے
کون اوصاف مبارک لکھ سکے
ہیں کرامتیں ہزاروں آپ کی
سینکڑوں ملفوظ انکے حال کے
رکھتے تھے پوشیدہ حضرت آپکو
آپ فرماتے نہ تھے کچھ اپنا حال
خوب ہی اسباب میں تحقیق کر
جب لکھی یہ مثنوی معنوی
جو اشارے چند عاجز نے لکھے
انپہ تھا کس طرح فضل ذوالجلال
غوث کی مسند پہ سجادہ نشیں
پہلے تھا بغداد کا مشکل سفر
اب دخانی جاتے ہیں اکثر جہاز
کہتے ہیں حضرت کے جد پاک سے
جو تصرف ہے شہ جیلاں کا ہو

پیر سید مصطفی کا حال ہے
قطب تھے آپ اور غوث وقت تھے
آپ مادرزاد ہیں حق کے ولی
ہیں سبھی بغداد میں لکھے ہوئے
تاکہ سر باطنی ظاہر نہ ہو۔
خادموں کے مختلف ہیں قیل و قال
حال عاصی نے لکھا ہے مختصر
باطنی تائید بھی تھی پیر کی
کافی ہیں بس عاقلوں کے واسطے
سنئے پیدائش کی ہے آگے کا حال
پیر تھے سید علی جد آپ کے
شاذ جاتے تھے کوئی ہندی ادھر
اور بہت جاتے ہیں ہندی بانیاز
ہندیاں فریادیوں کرنے لگے
ہند سے لے تا عرب ہے غلغلہ

ہم اگر بغداد میں آئے تو کیا
کس سے بولیں دل کا اپنے مدعا

آپ کی حضرت عرب کی ہے زباں
سب ہیں عاجز گفتگو میں ہندیاں

گر کریں بیعت پیالہ دیتے ہیں
اور کچھ ارشاد فرما دیتے ہیں

نہ ہمیں معلوم ہوتی بول چال
ہم سنادیں کس طرح حضرت کو حال

جان لیتا ہے ہمارے یہ ستم
اپنی حضرت سمجھیں لے حضرت کی ہم

سن کے یہ معروضہ حضرت رحم سے
روضہ پر نور میں حاضر ہوئے

تین دن تک تھے مراقب وہ جناب
غوث اعظم سے ہوا اس دم جواب

پیر سلماں ہے جو تیرا دل ربا
اس کی بی بی کو حمل ہے لڑکے کا

جب تولد ہوویں وہ عالیمقام
پیر سید مصطفیٰ ہو ان کا نام

ہم کریں گے ان کا ساماں با صواب
ہوئیں گے سب ہندی الستے فیضیاب

کہتے ہیں حضرت تولد جب ہوئے
ایک شخص آئے اسی دن ہند سے

عبد فتاح نام تھا تھے وہ جواں
لائق اور فاضل تھے اور افصح زباں

بحر و بر کی آفتیں سہتے ہوئے
پہنچے تھے بغداد کو وہ شوق سے

خواب دیکھے رات کو جد آپ کے
یوں ہوا ارشاد حضرت پیر سے

یہ جو ہندی آگیا ہے خوش نظر
اپنے پوتے کو حوالے اس کے کر

میرے یاں آنے جو محنت اس لئے کی ہے وہ مقبول اسکا ثمرہ ہے یہی

بھیج بلوا کر انھیں توقیر سے گود میں انکے دیا سجاد نے

اس سبب ہندی زباں کرتے تھے آپ خاص دلی کی زباں کرتے تھے آپ

ترکی اور تازی زبان اور فارسی پشتو اور کردی زباں بھی یاد تھی

اور پڑھائے ہیں علوم ظاہری مولوی حیدر علی دہلوی نے

سات سال اپنا وطن چھوڑے ہوئے آپ کی تعلیم میں مشغول تھے

ہندیوا نے لئے سوچو ذرا کیا ہی ساماں کر دئے غوث الورا

اسم والا پیر سید مصطفےٰ پیر شمس الدین لقب ہے آپ کا

چوں حدیث پیر شمس الدین رسید شمس چہارم آسماں سر درکشید

واجب آمد چونکہ آمد نام او شرح رمز گفتن از انعام او

این نفس جاں دامنم برتافتست بوے پیراہان یوسف یافتست

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد میتواں ہم مثل او تصویر کرد

لیک آں شمسی کہ شد ستقش اثیر نبودش در ذہن در خارج نظیر

آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلت باید ازوی رو متاب

روے انور تھا منور چاند سا جس نے دیکھا بول اٹھا صل علی

نور حق تاباں بود اندر ولی — نیک ہیں باشی اگر اہل ولی

پیر سلماں والد ماجد کا نام — آج وہ سجادہ ہیں عالی مقام

پیر سید عبد رحمٰن باخدا — آپ کے سسرے بھی ہیں اور ہیں چچا

والد اور جد کے تھے حضرت جانشیں — تسپہ پہونچا فیض غوث العارفین

ہے شہنشاہی امارت باپ کی — سیدھی سادہی تھی فقیری آپکی

پہنے رہتے تھے فقیرانہ لباس — پھرتے تھے تنہا نہ کوئی آس پاس

دل ہراک کا شاد رکھتے تھے سدا — خلق تھا حضرت رسول اللہ کا

چاہا جو دنیا اُسے دنیا دئے — دین جو چاہا ولی اسکو کئے

مشرق اور مغرب میں تھا حضرت کا نام — مختصر کچھ حال لکھتا ہے غلام

کسی سے اپنے وہ عاجز نواز — کرتے بیعت سے ہر ایک کو سرفراز

تین سو خادم جو پورے ہو گئے — پوچھا جد نے آپکے خدام سے

ان دنوں بیعت کے خاطر ہیں یہاں — کیا سب آتے ہیں یہیں ہیں ہندیاں

عرض کی لوگ اندنوں میں شوق سے — کرتے ہیں پوتے سے بیعت آپکے

ہوکے برہم ایک خادم سے کہا — پیر سید مصطفٰے کو لا بلا تو

خوف سے تھراتے جد کے سامنے — چھوڑ کر ہاتھ آپ حاضر ہو گئے

چودھواں سال اندنوں تھا دوستو — اس لئے جد کی تھی اس میں گفتگو

کمسنی کے باعث اسدم بر ملا — قاعدہ شرعی کیا جسنے ادا

خشم سے پوچھا یہ جد پاک نے — لیتے ہو بیعت یہ کس کے حکم سے

سر کو نیچا کرکے اس دم وہ ولی — اشک بھر آنکھوں میں جد سے عرض کی

شوق سے آئیں جو میرے سامنے — کس طرح پھیر دوں انھیں اے جد مرے

ہو کے برہم جد والا نے کہا — بیٹھ رہ بس آج سے حجرہ میں جا

بس محی الدین کے وہ نونہال — بند کر حجرہ رہے ہیں تین سال

دید تھی محبوب کی صبح و مسا — در بر روضے کے حجرہ آپ کا

ہے یہی راہ سلوک عارفین — بے الگ بیٹھے کہ کچھ ہوتا نہیں

رات کو یک بار وہ رشک قمر — جاتے تھے حاجت کو حجرہ کھول کر

کمسنی میں یہ ریاضت جو ہوئی — کھل گئے حضرت پہ سر باطنی

والد ماجد جو بلوا لیتے کبھی — عذر کرتے تھے نہ آتے تھے کبھی

کہتے تھے بیٹھا ہوں جسکے حکم سے — فدوی کے اور آپکے بھی ہیں بڑے

اب کرامت آپ کی سنئے ذرا — تین سو خادم میں سوداگر بھی تھا

تھا جہاز اک جسمیں تاجر تھا سوار — مال بھی تھا اور مردم بے شمار

قدرت حق سے ہوا طوفاں وہاں ۔۔۔ لوگ چلاتے تھے کہ آہ و فغاں
کوئی چلایا خدا کا نام لے ۔۔۔ کوئی دیتے انبیا کے واسطے
لے چکے سارے ولی اللہ کے نام ۔۔۔ تھک گئے بیچارے چلا کے تمام
واں تو یہ منظور تھا اللہ کو ۔۔۔ پیر سید مصطفٰے کا نام ہو
یک بیک تاجر کے دل میں آگیا ۔۔۔ پیر میرا اگر ہوا کمسن تو کیا
نام سے ان کے پکارا چاہیئے ۔۔۔ کیونکہ یہ محبوب کے ہیں لاڈلے
شور کر کے گڑگڑا کر یوں کہا ۔۔۔ دو اماں یا پیر سید مصطفٰے

مناجات

شان کچھ اپنی بتا دو پیر سید مصطفٰے ۔۔۔ ہمکو طوفاں سے بچا دو پیر سید مصطفٰے
ہے غضب پر جوش طوفاں اور بھنور میں ہے جہاز ۔۔۔ پار اب اسکو لگا دو پیر سید مصطفٰے
بحر و بر حد کے تمہارے حکم کے باہر نہیں ۔۔۔ جوش دریا کا بٹھا دو پیر سید مصطفٰے
ہے تہ و بالا جہاز اب ڈوبتے ہیں سب غریب ۔۔۔ کچھ کرامت یاں بتا دو پیر سید مصطفٰے
جب نکالے آپنے ڈوبونکو بارہ سال کے ۔۔۔ ڈوبتوں کو تم بچا دو پیر سید مصطفٰے

رات گزری تھی برابر دو پہر ۔۔۔ بحر کو طوفان تھا یک جوش پر
شاہزادے یاں جناب غوث کے ۔۔۔ بہر تہجد کچھ شکر خوابی میں تھے

پہنچے حجرے میں وہیں غوث الورا | پائے اقدس سے جگا کر یوں کہا

سو رہے بے فکر کیوں اے نازنیں | کچھ مریدوں کی خبر ہے یا نہیں

یاں میاں کو خوش مزے کا خواب ہے | واں غلاموں کے لیے گرداب ہے

ہم ہیں اہل بیت اے میرے وصی | تابع امت ہے رسول اللہ کی

دیندار اور دنیا داروں کی خبر | گر نہ رکھیں روز و شب ہم اے پسر

کیا کہو گے پیش رب العالمیں | پوچھیں گے جس دن شفیع المذنبیں

کون اب چلا رہا ہے شور کر | کچھ ہے دریا کے بھی طوفاں کی خبر

بازو حضرت کا پکڑ کر غوث نے | موجوں میں طوفاں کے بس پہنچا دئیے

کمسنی کے باعث اس سردار کا | ایک بازو ہاتھ میں حضرت کے تھا

دوسرے بازو سے وہ عاجز نواز | چھوڑے ہیں لا کر کنارے پر جہاز

لگ گئی بازو میں میخ آہنی | آستیں حضرت کے خوں سے تر ہوئی

چھوڑ کر حضرت کو حجرہ میں وہیں — یوں ہوا ارشاد غوث العارفیں

رات کو ہرگز نہ سونا میری جاں — عارفوں کو نیند آتی ہے کہاں

معرفت کے اور جو ارشاد تھے — آپ کو سینہ بہ سینہ مل گئے

یعنی حضرت کو خلافت معنوی — غوث اعظم جد اعلیٰ سے ملی

پس فنائے جد خوش آئیں ہیں آپ — شمس دیں کیا ہیں محی الدیں ہیں آپ

اچھے دادا اچھے پوتے اچھے پیر — اچھے درماندوں کے حامی دستگیر

کوئی صحرا میں پریشاں جاں گداز — ڈوبتا ہے بحر میں کوئی جہاز

ہیں نہیں غافل مریدوں سے کبھی — جو پکارا دستگیری ہے مری

آپ سجادہ بنیں سودیں ادھر — بحر و بر کی روز شب ہم لیں خبر

جاؤ سید مصطفیٰ کے پاس اب — آج ان پر ہو گیا ہے فضل رب

یہ علامت سحر کے طوفاں کی تھی　　آستیں حضرت کی تھی بھیگی ہوئی
رات ہی کو حکم حضرت غوث سے　　جد والا پوتے سے ملنے چلے
شاہزادے کو ہوئی جس دم خبر　　آپ بھی دوڑے ہیں حجرہ کھولکر
ہاتھ پوتے کا پکڑ کر لے گئے　　تخت پر بٹھلائے اپنے بازو سے
چشم کو بوسے دئے پیشانی چوم　　پوتے سے فرمائے وہ گنج علوم
بیٹھے بیٹھے حجرے میں اے دلربا　　شاہ دیں کو تمنے اپنا کرلیا
رنج جو کچھ میرے جانب سے ہوا　　عفو کرسکتے ہو بہر مصطفےٰ
رات ہی کو دی خلافت آپنے　　پھر بھی سجادگی کی دے دئے
پھر کھدوائیکی دی پروانگی　　بولے جب تک پھر رہنے دو مری
لکھ رکھی تاریخ جد پاک نے　　سب کو واقف کردئے احوال سے
کہتے ہیں حضرت جو نکلے حجرے سے　　ایک مدت جذب کی حالتیں تھے
رہتے تھے خاموش اکثر وہ ولی　　روضہ اقدس کی جانب دیدتھی
حال سوداگر کا پھر سنئے ذرا　　جب جہاز اس کا کنارے پر لگا
بولا مجھکو ہے یہاں کھانا حرام　　میں نہ اس جا پر کروں گا یک مقام
بولتا تھا یہ ہر ایک سے شاد ہو　　میں ابھی دم جاؤں گا بغداد کو

لے لیا چوتھائی اپنے مال کی ۔۔۔ ساتھ والوں نے بھی جو جو نذر دی

لے کے سب بغداد میں حاضر ہوا ۔۔۔ پوچھا کس جا ہے ہیں سید مصطفےٰ

بولے سوداگر سے تب وانکے غلام ۔۔۔ مال یہ سجادے کا ہے حق تمام

وہ کہا نذر انکے بھی دونگا بجا ۔۔۔ کیونکہ سجادے کا ہے رتبہ بڑا

لیکن اتنا مال و زر یہ دلفگار ۔۔۔ پیر پر اپنے کرے گا سب نثار

جب قدمبوسی ہوئی اسکو نصیب ۔۔۔ بنگئی حالت اس عاشق کی عجیب

اپنے پر گزرا تھا جو کچھ سانحہ ۔۔۔ واں سبھوں پر اس نے افشا کر دیا

جد سے تب فرمائے وہ بندہ نواز ۔۔۔ جس کو ہم تھامے اسی کا تھا جہاز

یاں جو حضرت نے لکھی تاریخ تھی ۔۔۔ بولا سوداگر وہی تاریخ تھی

آپ کو جب ظاہری خرقہ ملا ؛ ۔۔۔ سن تھا تب حضرت کا سترہ سالکا

جب سدھارے جد سوئے خلد بریں ۔۔۔ آپ کے والد ہوئے ہیں جانشیں

کہتے ہیں ایک سال والد آپکے ۔۔۔ روم کو تشریف اپنے لے گئے

دجلے کو ایک بار طغیانی ہوئی ۔۔۔ ڈر گئے بغداد کے ساکن سبھی

ڈوبنے کا شہر کے اندیشہ تھا ۔۔۔ صحرا صحرا بھاگنے عالم لگا ؛

بند دو کانیں کئے تھے خوف سے ۔۔۔ آستاں پر غوث کے حاضر ہوئے

بادشہ حاضر تھا عسکر کا مشیر — عرض حضرت سے کئے یا دستگیر
ہے دعا کا وقت اس دم اے جناب — ورنہ دریا ہم کو کرتا ہے خراب
آپ بولے روم میں ہیں بابا جان — کام یہ ان کا ہے اے پیر و جوان
عرض کی سب نے کہ وہ کیا آپ کا — فیض سب میں ہے جناب غوث کا
الغرض ہمعروضے سے مخلوق کے — جا لئے اقدس میں وادا کے گئے
ہو مراقب بولے اے محبوب دیں — ہم دعا کے واسطے جاتے ہیں اب
آپ اس دم شرم رکھیئے اے جناب — ساتھ اس فدوی کے چلیئے آ جناب
آپ باہر آئے ہیں جب روضے کے — اشک جاری آپکے آنکھوں سے تھے
جب کنارے دجلے کے پہونچے حضور — آدمی لاکھوں ہی تھے نزدیک دور
پاس پانی کے مصلے کو بچھا — بیٹھے حضرت یک دوگانہ کر ادا
مانگتے تھے حق تعالیٰ سے دعا — یا الٰہی از برائے مصطفےٰ
رحم فرما اپنی تو مخلوق پر — سات گز پانی یہاں سے دور کر
بادشہ بغداد کا کہنے لگا — گھر چلیں حضرت بس اب مانگیں دعا
مجھ کو اندیشہ ہے اس دم موج سے — بحر حضرت پر نہ طغیانی کرے
آپ بولے اب چلے جاویں تمام — میں کروں تنہا اسی جا پر مقام

مجھکو اپنی جان کی پروا نہیں ٭ دیکھتا ہوں شان رب العالمیں

یا ڈبو با دیتا ہے یہ شب کو مجھے ٭ یا ہٹا دوں حکم حق سے میں اسے

حکم سے حضرت کے سارے خاص و عام ٭ آئے ہیں اپنے گھروں کو وقت شام

رات ساری زور سے بارش رہی ٭ یک عبا اوڑھے ہوئے تھے وہ ولی

صبح آکر دیکھا سب مخلوق نے ٭ ہٹ گیا پانی تھا حق کے حکم سے

اور سنئے حال ہے یک دوسرا ٭ لڑکا یک ہمیں کا تھا مجنوں بنا

جب طبیبوں نے جواب اسکو دیا ٭ لائے ہیں بغداد میں سب اقربا

ڈالے ہتھکڑیاں تھے اسکو بیڑیاں ٭ کیونکہ سب کو مارتا تھا وہ جواں

آیا وہ حضرت کے جس دم روبرو ٭ آپ نے فرمایا اس کے باپ کو

بیڑیاں ہتھکڑیاں اسکے کاٹ دو ٭ نہیں دیوانہ اس سے مت ڈرو

حکم سے حضرت کے جب بیڑی کٹی ٭ دور وحشت ہوگئی دیوانے کی

کی قدمبوسی وہ روضے پر گیا ٭ چوما چوکھٹ اور آنکھو لنے لگا

ایک دن پوچھا گیا یہ آپ سے ٭ عہد سے کیا ہیں غوث کے دربار کے

آپ مخفی بولے یہ سترِ نہاں ٭ ایک ناظم یک وصی ہوتے ہیں یاں

عہد سے حضرت محی الدین کے ٭ دو ہی عہدے اجتک جاری رہے

منتظم والد ہیں حضرت کا وصی — بھائیوں میں سے ہمارے ہے کوئی

آپ نے اپنا نہیں فرمایا نام — سب خدائی بولتی ہے ان کا نام

پھر ہوا معروضہ اے حق کے ولی — بعد انکے کون پھر ہوگا وصی

آپ بولے ہے یقین ایسا مرا — شاید ابراہیم ہو لڑکا مرا

پیر ابراہیم کا بھی سنئے حال — پندرہ کا اندلوں ہے سن و سال

کچھ سمجھ کر ایک سال آگے ہیں — جانشیں اپنا بنایا آپ نے

اب تعالی پوچھو حضرت کی اگر — ایک ہی فرزند ہے یہ خوش نظر

پیر سیف الدین لقب ہے آپ کا — ایک کرامت انکی بھی سنئے ذرا

فضل حق سے پندرہ سے سن ہے کم — باپ کے اپنے قدم پر ہے قدم

ایک دن نانا کے اپنے گھر گئے — سب اٹھے تعظیم کو چھوٹے بڑے

ایک خادم درد سے معذور تھا — رہ گیا بیٹھا نہ اس دم اٹھ سکا

آپ غصے سے کہے اے بے ادب — کیوں نہ کی تعظیم تو نے میری اب

وہ کہا یا شاہ میں مجبور ہوں — پاؤں میں اکڑے ہوئے معذور ہوں

آپ بولے کون ہے شاہد ترا — بولے سب معروضہ ہے اس کا بجا

درد تھا گھٹنوں کے مفصل میں اسی — بیٹھے جانزدیک اس بیچارے کے

درد کی جا تھوک کر فرمائے تب — میرے جد کا نام لیکر دوڑا ب
بس ابھی دم وہ لگا ہے دوڑ لنے — حاضریں جتنے تھے سب حیراں ہوئے
دوستو آگے ہے غم کی داستاں — کو لئے منہ سے ہو رحلت کا بیاں
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق — تا بگویم شرح درد اشتیاق
نشۂ غم سے قلم مدہوش ہے — سینہ میں دریائے غم کا جوش ہے
یوں تو ہیں بغداد میں آقا مرے — آنا جانا تھا ابھیں کے واسطے
ہے دم تحریر خامہ نوحہ خواں — کیا لکھوں حال وفات نوجواں
تذکرہ ان کا ہر ایک محفل میں ہے — انکی الفت ہر کسی کے دلمیں ہے
جو جو حضرت کو نہ تھے پہچانتے — وہ بھی روتے ہیں تو حیرت ہے مجھے
کچھ مہینے پہلے سے وہ باخدا — موت کا کرتے تھے اکثر تذکرہ
اور پہناوے کہ خرقہ روبرو — کردے سجادہ صاحبزادے کو
جمعہ کی شب ساتھ شاہزادیکو لے — جاتے تھے روضے ہیں غوث پاک کے
بند کر دروازہ رہتے تمام شب — باطنی اسرار دکھلاتے تھے سب
ان دنوں جو آتے بیعت کے لئے — آپ انہی کے پاس بھجوا دیتے تھے
کی وصیت رو کے تب آ کو نہال — چاہیے میرے مریدوں کا خیال

پھر کبھی مشکل میں بیچارے تمام
تم سے معروضہ کریں گے لا کلام

بس یہی دم غوث اعظم کے حضور
انکے معروضوں کو پہنچا نا ضرور

جب قریب آیا زمانہ وصل کا
کی وصیت آپ نے سب کو بلا

پھر اپہنچا تا مریدوں کو سلام
اور پہونچے ان کو آخر یہ پیام

جو ہوا پیدا اسودہ ہو گا فنا
ہے وہی ایک ذات خالق کو بقا

گر ہوا میں تم سے ظاہر میں جدا
خوف کیا حافظ تمہارا ہے خدا

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
جسم بگذارم سراسر جاں شوم

میں ہوں مہمان خدا اے دوستو
پھری جائے سمجھو ابراہیم کو

وادریغا وادریغا وا دریغ
آفتاب ہندیاں شد زیر میغ

روز تھا اتوار کا اندوہگیں
ماہ ذالحج کی تھی ستائیسویں

تیرہ سو پیچھے تھے ہجر جانگداز
واصل حق ہو گئے بندہ نواز

سال رحلت راز ہاتف ایں نداست
واصل رب روح سید مصطفیٰ است

یاں سے گر پردہ کئے تو کیا ہوا
حشر تک زندہ ہیں سارے اولیا

جب ولیعہد الیا دنیا سے اٹھے
دل سے سجادہ کے پوچھا چاہیئے

کیوں نہ ہو بغداد میں تخم آپ کا
بن گئے ہندو دکن ماتم سرا

شام میں انکی زیارت کی ہے دھوم
فاتحہ خواں ہیں تمامی اہل روم

یہ نواسا تھا رسول اللہ کا
ہفت کشور میں ہے ان کا فاتحہ

ہیں یہ دو الہامی بیتیں عاشقو
جس کو سن کر عارفوں کو وجد ہو

سات سو گزرے پر اپنے ہاتھ سے
وہ ہی نقشہ کھینچا پھر نقاش نے

یہ مجدد اپنے لاثانی ہوئے
ثانیٔ محبوب سبحانی ہوئے

ہیں محی الدین معشوق خدا
آپ کے معشوق سید مصطفیٰ

حق کے یہ مطلوب کے مطلوب ہیں
بالیقیں محبوب کے محبوب ہیں

یاد رکھ اس کو غلام دستگیر
مثل جد کے یہ بھی ہیں پیران پیر

رہ تو حضرت کی غلامی میں مدام
جیسا تو انکا غلام ان کا غلام

ایک سگ تھا انکے تو دربار کا
فیض سے حضرت نے دولہ کر دیا

آنجناب پیر سید مصطفیٰ
آپ ہیں مقبول محبوب خدا

برگزیدہ خاندان مصطفیٰ
مصطفیٰ آل محمد مصطفیٰ

یا ولی یا پیر یا روشن ضمیر
دستگیری کیجئے یا دستگیر

ہم سبھی آپ ہی کے گھر کے ہیں غلام
رحم کی ہم پر نظر ہو صبح و شام

دین اور دنیا میں اے مولا مرے
والی ملک دکن شاداں رہے

حضرت بی بی رابعہ بصری کا حال

حسن کہیں عشاق رب ذوالجلال / ہے یہ بی بی رابعہ بصری کا حال

عابدہ تھیں زاہدہ تھیں پارسا / یہ زمانہ دیکھے ہیں اصحاب کا

کرلیا مقبول ان کو کردگار / ان کا ہے بیت المقدس میں مزار

چلتے چلتے عشق میں اللہ کے / نذر کی حسن و جوانی بی بی نے

پہلو بستر پر نہ رکھی نیک فال / جاگتی ایسی رہی چالیس سال

تب حسن بصری خواجہ حق شناس / کہلا بھیجے رابعہ بصری کے پاس

عقد کیوں کرتی نہیں اے رابعہ / عذر بیماری کا بی بی نے کیا

تب طبیبوں کو بلاکر آپ نے / رابعہ بصری کے گھر بھجوا دئے

ان طبیبوں کو تو واپس کردئے / خود حسن بصری کو بلوا کر کہے

ہیں مجھے بیماریاں چار اے حسن / جس سبب ہے رات دن رنج و محن

ایک تو روز ازل میں یہ کنیز / کیا بلا بولی نہ بولی اے عزیز

اور ڈرتی ہوں کہ سجدہ دوسرا / عاجزہ نے کی ادا یا رہ گیا

دوسرا یہ ہے ملک روز قیام / ہاتھوں میں دیں گے عملنامے تمام

اس عملنامے کا بھی ہے مجکو ڈر / سیدھے یا بائیں میں دینگے کیا خبر

تیسرا ہے خوف اے حامی دیں ‏ خاتمہ ایماں پہ ہوگا یا نہیں

خوف چوتھا ہے کہ قرآں میں خدا ‏ دو فریقوں کا بیاں فرما دیا

ایک فرقے کو کہا جنت خبیر ‏ اور کہتا ہے فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْر

فکر اس کی مجھکو صبح و شام ہے ‏ کونسے فرقے میں میرا نام ہے

دل سے اپنے خواجہ دیں نے کہا ‏ مجھکو بھی اندیشہ ہے ان باتوں کا

بعد پھر مدت کے حضرت نے لکھا ‏ رابعہ بصری کو پیغام عقد کا

بی بی نے لکھکر حدیث باثواب ‏ یوں حسن بصری کو دے بھیجا جواب

طالب الدنیا مونث ہو گئے ‏ طالب العقبیٰ مخنث ہو گئے

طالب المولیٰ مذکر ہیں ضرور ‏ مجھکو بھی سمجھیں مذکر اب حضور

کیوں مذکر کا مذکر سے ہو بیاہ ‏ اس لیے معذور ہوں اے دیں پناہ

کہتے ہیں ایک روز بی بی رابعہ ‏ چار درہم دے کسی کو یہ کہا

ایک کمبل لا کے دے کر کے خرید ‏ وہ کہا کالی ہو یا ہو وہ سفید

لیکے درہم اس سے بی بی رابعہ ‏ پھینکے دجلے میں زباں سے یہ کہا

لیے خریدی کے یہ فکر رنگ ہے ‏ حق سے غافل ہونیکا یہ ڈھنگ ہے

لکھتے ہیں یوں راویاں باصفا ‏ حق سے ہر دم رابعہ کی تھی دعا

دشمنوں کے دے جہنم میں مکاں دوستوں کو دے بہشت جاوداں

رالعہ کو چاہیئے تیرا لقا ایسا اس بی بی حق سے عشق تھا

ایک دن یوں رالعہ نے باخوشی معروضہ یہ خالق اکرم سے کی

خوف دوزخ سے عبادت ہے اگر دے مرے حصے میں تو نار سقر

گر کروں طاعت میں جنت کیلئے تو نہ جنت کی بتا صورت مجھے

تیری طالب ہوں میں رب ذوالجلال مجھکو دکھلادے وہ باقی بھی جمال

کہتے ہیں کعبے میں حاضر ہونے کا شوق ابراہیم ادہم کو ہوا

ہر قدم پر سجدہ کرتے تھے جناب سال بیدرہ میں وہاں پہنچے جناب

ظاہری کعبے سے حیراں ہیں یہ لوگ باطنی کعبے کے خواہاں ہیں یہ لوگ

خوب دیکھے رہبر راہ یقیں اپنی جا کعبہ نظر آیا نہیں

تب ہوا الہام حق کا صاف صاف وہ ضعیفہ کا گیا کرنے طواف

وہ گیا تھا رالعہ بصری کے پاس آپ بھی پہنچے وہیں وہ حق شناس

رالعہ سے پوچھے یہ کیسا ہے زور تو نے کیا ڈالا زمانے میں یہ شور

رالعہ نے سنکے حضرت سے کہا اب تو شہرہ ہو رہا ہے آپ کا

شور ہے حج کے لیئے آتے ہیں آپ ہر قدم پہ سجدہ کرجاتے ہیں آپ

آپ کعبے کو گئے عاشق بنے — خصم پر عاشق ہوئیں اس کعبے کے
خصم جس جا ہے وہاں کعبہ بھی ہے — خود تصدق ہو رہا ہے پے بہ پے
راویوں نے ہے کتابوں میں لکھا — تھے شکر خوابی میں یک شب رابعہ
ہو گیا اس جا گزر ایک چور کا — ہاتف غیبی نے دی اس کو صدا
وہ اگر سوئے تو کیا اے پر دغا — ہے نگہباں رابعہ کا جاگتا
کیسے بندے تھے غلام دستگیر — ان کا سایہ ہم پہ ڈالے وہ قدیر

احوال جناب خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی سنجری رضی اللہ عنہ

اے غلام دستگیر خوش مقال — عرض کر خواجہ معین الدین کا حال
کس سے ہو سکتے ہیں اوصاف جناب — ہند میں روشن ہیں مثل آفتاب
ہے سجستان جائے مولد آپ کی — پرورش ملک خراساں میں ہوئی
ہیں یہ سادات حسینی نیک تن — والد ماجد غیاث الدین حسن
جب ہوا والد کا حضرت کے وصال — پندرہ کا آپ کا تھا سن وسال
باپ کی میراث سے جو کچھ ملا — ایک پن چکی تھی اور اک باغ تھا
لیتے آپ اس باغ کے محصول سے — اقربا کی پرورش فرماتے تھے

تھے کہیں مجذوب اک عالیمقام — جنکا ابراہیم قندوزی تھا نام

واقف اسرار صاحب حال تھے — آئے سن الہام غیبی آپ نے

خواجہ عالم ولی اللہ کے — باغ کے جھاڑونکو پانی دیتے تھے

دیکھ اس مجذوب صاحب حال کو — ہاتھ چومے خواجہ دیں شاد ہو

پھر تو اصنع اور بڑی تعظیم سے — جھاڑ کے نیچے بٹھایا آپ نے

شاد و خرم خواجۂ عالی نسب — روبرو بیٹھے تھے ان کے باادب

پھر تو وہ مجذوب دوست اللہ کے — ٹکڑا کھلی کا نکالے جیب سے

اپنے منھ میں رکھکر اس کو چابکر — ڈالے منھ میں خواجہ کے وہ راہبر

کھاتے ہی باطن منور ہو گیا — باغ کیا دنیائے دوں سے دل اٹھا

باغ بیچے ملک اور املاک کو — بخشتے مسکینوں کو بس خورسند ہو

پھر ثمر قند و بخارا کو گئے — حافظ قرآں اور عالم بنے

شوق بیعت میں جناب خواجہ نے — خواجہ عثماں سے ہارونیں ملے

دولت پابوس جب حاصل ہوئی — آپ نے بیعت کی خاطر عرض کی

کہتے ہیں بغداد میں بیعت ہوئی — یعنی مسجد میں جنید پاک کی

اسطرح ارشاد مرشد کا ہوا — اک دوگانہ نفل کرلیجو ادا

رو بہ قبلہ بیٹھکر اے دیدار — سورۃ البقرہ پڑھو اب ایکبار

پھر کھڑے ہو کر جناب پیر نے — آسماں کی سمت منھ اپنا کیئے

یوں کئے ارشاد اے اویا خدا — ہیں تجھے اللہ تک پہنچا دیا

چار ترکی رکھ دئے سر پر کلاہ — خاص کمل بھی دئے وہ دیں پناہ

بولے پیروں ہیں ہمارے صاف صاف — ایک دن اک رات کا ہے اعتکاف

حکم سے مرشد کے اکدن ایک رات — طاعت حق میں رہے وہ نیکذات

صبح آگے پیر کے وہ دل گداز — جانمیں پر رکھدئے روئے نیاز

پھر بٹھاکر وہ شہ عالی وقار — یوں کہے پڑھ قل ہو اللہ اک ہزار

تب ہوا ارشاد شاہ سروراں — سر اٹھاکر دیکھوں سوئے آسماں

عرض کی خواجہ نے اے پیران پیر — آرہا ہے اب نظر عرش قدیر

پھر کہے نیچے کرو اپنی نظر — دیکھو اب پہونچی کہاں تک ہے بصر

عرض کی خواجہ نے تب اے رہنما — روبرو میرے ہے تا تحت الثریٰ

پھر کئے ارشاد وہ قطب مدار — سورہ اخلاص پڑھو اک ہزار

تب ہوا ارشاد دیکھو سر اٹھا — اب کہاں تک پہونچا رتبہ آپکا

عرض کی خواجہ نے نقشہ ہے دگر — اب حجاب عظمت آتا ہے نظر

تب ہوا ارشاد آنکھیں بند کر — پھر کہے اب کھول کر دیکھو ادھر

انگلیاں دکھلائیں دو دو پر اثر — عالم اٹھارہ ہزار آئے نظر

تب یہ فرمائے وہ نور مصطفیٰ — اب تمھارا کام پورا ہو چکا

اینٹ اک آگے دھری تھی آپ کے — یوں ہوا ارشاد سرکار دو اسے

نکلے دینار اس کے نیچے سے کئی — بولے بانٹو یہ فقیروں کو ابھی

پوچھے تب خواجہ سے وہ عالی خصال — میری خدمت میں رہو گے کتنے سال

عرض کی خواجہ نے اے مخدوم ہوں — جتنی مدت حکم ہو حاضر رہوں

بیس سال اور چھ مہینے آپ نے — پیر کے ہمراہ سیاحی کئے

ڈالتے کندھے پہ بستر پیر کا — ہاتھ میں لوٹا لئے چلتے سدا

اور شہروں سے سفر کرتے ہوئے — پہنچے حرمین شریفین آپ نے

ہاتھ خواجہ کا پکڑ کر رحم سے — نیچے ہو میزاب رحمت کے کھڑے

کی دعا اور غیب سے آئی ندا — ہم نے مقبول اپنا ان کو کرلیا

کعبے سے خواجہ کو حضرت پیر لے — روضہ سلطان دیں پر لے گئے

تب کئے ارشاد وہ عالی مقام — کر جناب پاک میں عرض سلام

باادب ہو کر ولی اللہ کے — پیر کے ارشاد سے مجرا کئے

آئی آواز شہنشاہ انام
مرحبا قطب المشائخ والسلام

جا کمال باطنی حاصل ہوئے
جب ملی رخصت بخارا کو گئے

کی ملاقات اولیائے عصر سے
واں سے بغداد معلا کو چلے

چند روزہ اعتکاف اجا پہ کر
پھر کئے دس سال حضرت نے سفر

دیکھے اک بستی میں وہ حق کے حبیب
اک فقیروں کی جماعت تھی عجیب

انکو حاصل تھا تحیر کا مقام
بے خبر اپنے سے بھی تھے وہ تمام

ایک عارف سے بدخشاں میں ملے
تابعوں میں تھے جنید پاک کے

اک عبادت خانہ میں تھے وہ ولی
پاؤں اک تھا عمر تھی سو سال کی

کیفیت پوچھے تو رو کر عرض کی
حق کی نافرمانی اک مجھ سے ہوئی

ایک مدت ہو گئی تھی بھائیجاں
بیٹھے ہم قید قدم کر کے یہاں

ایک پیر اس جا سے تھا باہر رکھا
آسماں سے اک مہیب آئی ندا

بیخبر ہوشیار ہو کرتا ہے کیا
کیوں فراموش عہد کو اپنے کیا

عہد کیا تیرا یہی تھا مدعی
ایک چابک سنتے ہی دل پر پڑی

پیر جو باہر تھا مارے خوف کے
کاٹ ہی ڈالا چھری لے ہاتھ سے

گذرے ہیں اس بات کو چالیس سال
مجھکو حیرانی ہے اور ہے انفعال

کل کے دن محشر میں کیا منہ لیکے جاؤں　　کسطرح درویشوں کو یہ منہ بتاؤں

پھر گئے بغداد میں آ اعتکاف　　خواجۂ دیں کو ہوا ارشاد صاف

اے معین الدین یاں ٹھہر گئے ہم　　اب جو کچھ باقی ہے وہ کہدینگے ہم

بعد حضرت ہر نماز چاشت کے　　شرع کے احکام فرمانے لگے

کرکے اٹھائیس مجلس میں تمام　　یوں کئے ارشاد وہ عالی مقام

اے معین الدیں یہ ہے شرع ہدا　　اس کے سب احکام تم لانا بجا

مصطفی کے اور خدا کے روبرو　　تا قیامت میں نہ شرمندہ رہو

یہ جو اٹھائیس دن مجلس ہوئی　　سب لکھے ملفوظ میں ہیں وہ ولی

پہلی مجلس میں بیاں ایماں کا تھا　　آخری دن ختم تو یہ پر ہوا

تب کئے خواجہ کو مرشد نے عطا　　خاص خرقہ اور مصلا اور عصا

یوں کئے ارشاد وہ حق کے ولی　　ہے نشانی خواجگان چشت کی

بعد اپنے اپنے ویسا دیکھکر　　اس کو دینا یہ امانت ای پسر

جب خلافت خواجہ دیں کو ہوئی　　عمر تھی باون برس کی آپ کی

کی نصیحت پیر نے خواجہ کو تب　　خرقہ درویشوں کا تم پہنے ہو اب

ایک سمجھو شادمانی اور غم　　فقر و فاقہ رنج و محنت اور الم

ہو غریبوں اور درویشوں پہ پیار   رہنا مسکینوں میں کیجو اختیار

بھاگنا صحبت سے دنیا دار کی   ہے انہیں باتوں میں اللہ کی خوشی

ہاتھ خواجہ کا پکڑ کر آپ لے   التجا خالق سے یوں کرنے لگے

اس کو تو مقبول کر یا رب خدا   اور مقرب اپنی درگاہ کا

یوں صدا آئی کہ ہے اسدم لے یہ پلے   یہ مرا مقبول ہے محبوب ہے

مختصر یہ حال ہے سنئے اسے   کی بسر اوقات کیسی آپ نے

پہلو بستر پر نہ رکھ وہ خوش نفس   جاگے ہیں ہر رات یوں ستر برس

سات دن رہتے تھے بھوکے وہ ولی   ساتویں دن یہ غذا تھی آپ کی

خشک روٹی پانچ مثقال آپ لے   ٹھنڈے پانی میں بھگا کر کھاتے تھے

وزن بھی معلوم ہو مثقال کا   یعنی ساڑھے چار ماشے ہے لکھا

آپ دو دتہ کے پہنتے تھے عبا   کرتے تھے پیوند ہر ہر قسم کا

مست عشق حق تھے شوق راگ تھا   ختم دو قرآن کا صبح و مسا

آپ رہتے تھے مراقب صبح و شام   بند آنکھیں رکھتے تھے اپنے مدام

جس پہ پڑتی تھی نظر اس شاہ کی   واصل حق ہو کے بن جاتا ولی

تین دن رہتا جو صحبت میں کوئی   وہ بھی ہو جاتا تھا اللہ کا ولی

وعدہ یہ حق سے لئے ہیں وہ سعید
حشر تک میرے مریدوں کے مرید

بخشے جائیں فضل سے تیرے خدا
اور لے توبہ نہ ہووے خاتمہ

اور کراماتوں سے خرق عادات
کہتے ہیں پرہیز حضرت کرتے تھے

خواجہ قطب الدین اوشی بختیار
لکھتے ہیں حال شہ والا تبار

ذکر اسرار الٰہی کا کبھی
کچھ نہ فرماتے زباں سے وہ ولی

ہوتے تھے نازل جو انوار آپ پر
وہ بھی کچھ کہتے نہ تھے وہ خوش نظر

اپنی صحت کی دعا ہرگز نہ کی
جب دعا کرتے تو کرتے تھے یہی

درد اور محنت جہاں ہو اے خدا
تو معین الدین کو کر مبتلا

میں نے گستاخی سے اکدن عرض کی
کیا دعا ہے یہ محب ایزدی

بولے رنج و درد و محنت اور بلا
آئے جس مومن پہ بخشا کبریا

پیر سے جب آپ رخصت ہو چکے
خود بھی ویسا ہی سفر کرنے لگے

ایک خادم ساتھ رکھتے وہ امام
کرتے گورستاں میں شب کا قیام

ہوتی شہرت آپکی جس جائے پر
بس وہاں سے جلد کر جاتے سفر

رونق افزا آپ جس جا ہوتے تھے
ملتے واں کے اولیاء اللہ سے

کہتے ہیں وہ خواجہ ہر دو سرا
غوث اعظم سے ملے گیلاں میں جا

ہوکے تبریز استرآباد اور ہرات
سبزہ وار اور بلخ سے وہ نیک ذات

طوف بیت اللہ کا کرتے ہوئے
راستہ شہر مدینہ کا لئے

ایک مدت تک تھے حاضر با سرور
یوں ہوا اک روز ارشاد حضور

ہے ملوث کفر میں ہندوستاں
اے ولئے ہند تم پہونچو وہاں

ہند کی ہر ایک جا دکھلادے
اور مقام اجمیر کا دکھلادے

دے انار اک جنت فردوس کا
کی رسول پاک نے رخصت عطا

آئے پھر بغداد وہ گنج علوم
دیکھے اک آتش پرستوں کا ہجوم

پیشین گوئی کرتے رہتے فاقوں سے
آگ پر جاں اپنی قرباں کرتے تھے

ہیبت اللہ اکبر دیکھ کر
رکھدئے ہیں آکے سب قدموں پہ سر

آپ نے بیدینوں سے ایسا کہا
اسکو چھوڑے جو تمہیں پیدا کیا

وہ کہے ہم پوجتے ہیں اس لیے
چھوڑ دے گی یہ ہمیں دن حشر کے

آپ بولے گر پرستش حق کی ہو
نار دوزخ سے بچو گے حیالو

وہ کہے کلمہ پڑھیں گے سر بسر
آپ اس آتش سے بچ جائیں اگر

آپ نے فرمایا تب اے ناریو
یہ جلائے گی نہ میرے کفش کو

کفش پھینکے آگ میں اور یوں کہے
تو بچا رکھنا حفاظت سے اسے

دوست کی یہ کفش ہے آئی ندا — یہ چلے انگار کی طاقت ہے کیا
وہ صدا آتش نے میں ٹھنڈی ہوئی — کفش ہے خواجہ معین الدین کی
پس وہیں ایمان لائے وہ تمام — کرکے بیعت بن گئے عالی مقام
الغرض چالیس تن ہمراہ لے — آپ لاہور اور دہلی ہو چلے
آئے اجمیر مبارک میں حضور — چاہے بیٹھیں ایک جائے باسرور
زور سے للکار اک ہندو جواں — بیٹھتے ہیں اونٹ راجہ کے یہاں
یوں کیا ارشاد اسدم خواجہ نے — اونٹ بیٹھے ہی رہیں گے راجہ کے
آپ اٹھا ساگر کے جا تالاب پر — جھاڑ کے سایہ میں بیٹھے تکیہ کر
خادموں نے ذبح کر ایک گائی کو — گوشت بھونے اور گئے کرنے وضو
بیل ہندی نام اس تالاب کا — جھمکتا اطراف کفاروں کا تھا
تھے کناروں پر ہزاروں بتکدے — پھول اور گھی سینکڑوں من ڈالتے
خادموں کو برہمن واپس کئے — وال وضو ان کو نہ وہ کرنے دے
بولے ہاتھ اس کو مسلماں کا لگا — یہ سمجھی پانی نجس ہو جائے گا
تھا پتھورا راجہ تب اجمیر کا جو — دشمن جانی مسلمانوں کا تھا
جانتی تھی والدہ اس کی نجوم — بارا سال آگے سے بولی تھی وہ شوم

اک ولی آئیں گے اس جا باخدا
ان کا حلیہ اس طرح کا ہوئے گا

اسنے پیش آنا بڑی تعظیم سے
ورنہ آفت میں سبھی آجائیں گے

جب نہ کرنے کا وضو کے ماجرا
خواجہ عالم سے معروضہ ہوا ایک

آپ لوٹے ہیں ولی اللہ کے
دونوں تالابوں کا پانی بھر لیئے

سب کنویں تالاب سوکھے لاکلام
دودھ کے بچے ترستے تھے تمام

جن تھا اک سب جس کے خانہ زاد تھے
خرچ میں جس کے کئے تھے پرگنے

واں کا راجہ اور سب چھوٹے بڑے
اسکی کرتے تھے پرستش شوق سے

اس کو حامی جانتے تھے وہ تمام
کہتے تھے ہے راجکا اس سے قیام

دوڑ آیا نام سنکر خواجہ کا
چوما قدموں کو مسلماں ہو گیا

لایا ایماں بڑھ گیا اسکا مقام
آپنے شادی رکھا اس جن کا نام

سحر کے جو جو ہوئے سب من وعن
بولے اس راجہ سے سارے برہمن

اور کہے ہے ماجرا اندوہگیں
اونٹ اپنی جا سے اٹھ سکتے نہیں

حال یہ سنکر کہے ماں بیٹے سے
یہ وہی ہیں ہیں جو کہتی تھی تجھے

ہو فدا میوس اور سعادت کر حصول
کرو فر دکھلائے مت اے بوالفضول

ایک ساحر تھا اجیپال اسکا نام
رات دن جادوگری تھا اسکا کام

کہہ کے بھیجا راجہ نے خواجہ کا حال
سن کے برہم ہوگیا وہ بدنہال

یوں جواب اس کا دیا وہ پر غرور
میں ابھی کرتا ہوں جادو انکا دور

سات سو سانپ اس نے جادو کے لیے
سات سو شاگرد اسکے ساتھ تھے

پندرا سو سحر کے چکر لیے ساتھ
نکلا لڑنے خواجہ عالم کے ساتھ

اس طرف سے کرکے ساماں جنگ کا
بد ارادے سے جو وہ راجہ چلا

راہ میں بنتا تھا اندھا وہ شقی
توبہ کرتا پھر بصارت آتی تھی

سات بار اندھا بنا بینا ہوا
تب خیال بد سے توبہ کرلیا

آیا راجہ خدمت عالی میں جب
اک طرف سے آیا ساحر بے ادب

جاتے سو کوس اسکے چکر حکم سے
کاٹ سر دشمن کے واپس آتے تھے

خادموں پر خواجہ کے چکر جو آئے
الٹے سب جادوگروں کے سر اڑائے

موسی و فرعون سا تھا مرحلا
سحر آگے معجزے کے ہے فنا

تشنگی سے جب لگے مرنے تمام
عجز اور زاری لگے کرنے تمام

حکم جادوگر پہ حضرت کا ہوا
وہ جو لوٹا ہے ہمارا لا اٹھا

کیا اٹھاتا وہ نہ اس سے ہل سکا
سارے تالابوں کا پانی اسمیں تھا

آپ نے فرمایا یہ جادو نہیں
لوٹہ مردوں کا ہے اٹھتا ہے کہیں

حکم شادی پر کیے وہ حق شناس | لا رکھا لوٹا وہیں حضرت کے پاس

ہاتھ میں پانی کچھ اس لوٹے سے لے | پھینکے تالابوں کی جانب آپ نے

چاہ اور تالابوں میں پانی بھرا | عورتوں کا دودھ جاری ہو گیا

پھر دعائے خواجہ ذیجاہ سے | اونٹ جو بیٹھے ہوئے تھے اٹھ گئے

عرض جادوگر نے کی تب آپ سے | کچھ کمال اپنا بھی بتلا دیجئے

ایسا فرمائے محب ذوالجلال | تو بتا اپنی ریاضت کا کمال

پس ہوا پر مرگ چھالے کو بچھا | جست کرکے بیٹھا اس پر اور اڑھا

وہ چلا اڑتا ہوا چرخ بریں | یاں مراقب ہو گئے سلطان دیں

جب نظر سے چھپ گیا وہ تند خو | تب کئے ارشاد حضرت کفش کو

لاکھوں مردم دیکھتے تھے برملا | آپکی جوتی تھی سر ساحر کا تھا

کفش جو لگتی تھی اک آواز تھی | دوسری آواز اس کے رونے کی

وہ معزز کفش جب سر پر پڑی | کس کو شک ہے اس کے نینے میں لی

خاک پر گر کر کہا اے خوش چال | آپ اب دکھلائیے اپنا کمال

آپ کی روح مطہر اڑ چلی | ساتھ ہی دوڑا اچھپال آپ بھی

عرض کی بادشاہ ہمراہ لیجئے | چرخ پر آنے نہیں دیتے مجھے

تصفیہ اور تزکیہ تھا کر چکا ۔ تھا مجاہد مادہ تیار تھا

لا یا ایماں آپ کے ارشاد سے ۔ کھل گئے سب اسپہ درِ افلاک کے

دیکھ آیا عالمِ بالا تمام ۔ آپ عبداللہ رکھے ہیں اسکا نام

عرض کی اس نے دعا فرمایئے ۔ عاصی روزِ حشر تک زندہ رہے

ہو گئی مقبول حضرت کی دعا ۔ وہ ولی جنگل میں پھرتے ہیں سدا

دیکھکر یہ حال ہندو کانپ اٹھے ۔ سینکڑوں اس دن مسلماں ہو گئے

کیا لکھوں میں جانتے ہیں خاص و عام ۔ ہے تصرف انکا تا روزِ قیام

شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۔ لکھتے ہیں تالیف میں اپنے یہی

جب وصال اس رہبرِ دیں کا ہوا ۔ بن گئے ہندو دکن ماتم سرا

دیکھے سب چہرے کو اس محبوب کے ۔ خوش جبیں پر سبز خط نور سے

ہو گیا ہذا حبیب اللہ عیاں ۔ مات فی حب اللہ بھی تھا نشاں

سال رحلت ہند سے لے تا یہ سِد ۔ لکھتے ہیں سب آفتاب ملک ہند

اے جناب خواجہ سرِ دوسرا ۔ ہم غلاموں پر کرم ہو آپ کا

ہے غلاموں میں غلام دستگیر ۔ خاتمہ ہو خیر اے پیران پیر

قصیدہ

عجب ہم شکل ہے نقشہ معین الدین چشتی کا — جسے دیکھو وہ ہے شیدا معین الدین چشتی کا

بہارستان عالم میں ہزاروں اور بھی گل ہیں — ازل سے دل ہے دیوانہ معین الدین چشتی کا

نکیروں کو لحد میں کوئی کچھ اور کوئی کچھ کہیں — کہونگا میں تو ہوں بندہ معین الدین چشتی کا

ذرا چشم بصیرت سے آنکھیں بند کر دیکھو — ریاض خلد ہے کوچہ معین الدین چشتی کا

رسول اللہ کے مرسل ہیں ملک ہند میں بیشک — خدا جانے جو ہے رتبہ معین الدین چشتی کا

اسی کو ہم نے سمجھا آیۂ واللیل کی تفسیر — ہوا جس روز سے سودا معین الدین چشتی کا

تمنا ہے غلام دستگیر آثم کی یا اللہ — نظر آجائے وہ چہرہ معین الدین چشتی کا

مثنوی شبہات کے کھانے اور لباس اور ملک و املاک کے حال میں

مومنو کو چاہیئے اکل حلال — اور زبان سے ہو ادا صدق مقال

دیکھیئے قرآن میں ہے جا بجا — واسطے تقوی کے جو حق نے کہا

دوستو تقوی بڑی اعلی ہے شئے — ایہا الناس اتقوا ارشاد ہے

مال اور دولت مکانات اور زمین — لے فریب و مکر ہاتھ آتے نہیں

اطلس اور کمخواب و مخمل پر بہار — فرش و مسند اور تکئے زرنگار

آج ان سے چاہو سو کر لو مزے — کل یہ سارے طوق گردن ہوئینگے

گر ہے آل اولاد کی خاطر یہ مال
ایک دن ان پر بھی لائیگا وبال

شاد خرم کھاتے ہیں لوگوں کا مال
قورما نان و پلاو شیر مال

مولوی کہلاتے شاہی چال و ڈھال
ناک ہے کیسا ہی ہو ملجائے مال

نور عرفاں کب رہے ان باتوں سے
ایسے کھانوں سے تو فاقے ہی بھلے

یہ مضامین ہیں کتابوں میں رقم
کل بھڑکیگی آگ سے ان کے شکم

ایک لڑکی کا ہے حال پر حذر
کاتتی تھی سوت چھت پر بیٹھکر

وقت شب کا تھا سواری شاہ کی
رہ سے گزری روشنی چھت پر پڑی

بنکر آیا کپڑا اس دھاگے سے جب
لیکے اس لڑکی نے اس کو با ادب

روبرو آئی امام وقت کے
کاتنے کا عرض کی حال آپ سے

مشعلوں کی روشنی میں شاہ کی
تار اک دو کاتی ہوں میں اے ولی

مسئلہ فرمائیے اب یا امام
ہے پہننا اس کا جائز یا حرام

تب امام وقت کو حیرت ہوئی
پوچھی اس لڑکی کی حالت باپ کی

عرض کی سب نے کہ وہ بھی تھے امام
مرحبا سن کر کہے سب خاص و عام

لکھدیا ملبوس کی میں اک مثال
ہوش رکھکر اب نہیں کھانوں کا حال

متقی کھاتے نہیں مال حرام
ذکر ہے اسکے نہیں کچھ ہمکو کام

شرع میں مذکور ہر کھانے کا ہے | گر ہے جھگڑا شبہ کے لقمہ کا ہے

اسکے کھانیسے عبادت ساری جائے | اور ہر ہر طرح کے آفات آئے

ہیں امام اعظم اپنے رہنما | حال سنئے کیا تھا انکے تقوی کا

ایک قصائی ایک دن حاضر ہوا | بولا میرے واسطے کیجئے دعا

آج میری ایک بکری گم گئی | رحم ہو یا شاہ غربت پر مری

اس قصائی سے کہا تب آپنے | پوچھتی ہے خلق ہم سے مسئلے

میں یہ تجھ سے پوچھتا ہوں مسئلہ | کیتنے دن رہتی وہ زندہ دے بتا

تب کہا حضرت سے وہ آشفتہ حال | زندہ رہتی تھی وہ بکری تین سال

واسطے اس کے دعا فرمائیے | گوشت کھانا چھوڑے آپ اس روز سے

پوچھا شاگردوں نے جو اسکا سبب | یوں کئے ارشاد وہ مقبول رب

اک قصائی کی ہے بکری گم ہوئی | ذبح ہوکر کوئی دن بک جائیگی

گوشت کھانے میں کہیں وہ آنہ جائے | خوف ہے مجھکو مرا تقوی نہ جائے

کہنے پر قصاب کے وہ خوشحال | گوشت چھوڑے ہیں برابر تین سال

حال ہے ملک عرب میں خاص و عام | کرتے ہیں مزدوری جو انکے غلام

اس سے کچھ مالک کو اپنے دیتے ہیں | جو بچے قوت اپنا وہ کر لیتے ہیں

تھی یہ حالت حضرت صدیق کی — کسب کرنیکی ذری فرصت نہ تھی
اپنی مزدوری سے حضرت کا غلام — روٹی یا خرمے تھا لاتا وقت شام
روز اس سے پوچھتے تھے وہ ولی — آج تو نے کونسی مزدوری کی
ایک دن بے پوچھے اپنے عبد سے — روزہ کھولے اور ٹکڑا کھا لئے
پھر اسی دن پوچھے اس سے وہ امام — آج کیا مزدوری کی تھی اے غلام
اس نے تب حضرت سے عرضہ کیا — مجھکو انعام آج اک جا سے ملا
جب ملی کوئی نہ مزدوری مجھے — شعر کچھ میں نے پڑھے تھے لحن سے
آپ یہ قصہ سنے جب عبد سے — ظرف منگوا کر اسی دم قے کیے
شبہ کے لقمے کو مت کیجو گماں — پاک ہو جائے گا اچھوں کے یہاں
اصل بد ہے اسکی جس نے کھا لیا — گور میں اور حشر میں پچھتا ئیگا
اس نوالے کے ہر ایک دانے کا حال — جو لکھے ہیں عارفان خوشخصال
جسکی یہ تمہید میں تمثیل ہے — شرح اسکی سنئے بالتفصیل ہے
ایک دانہ شبہہ کے لقمے سے لے — گر خلیل اللہ بڑی تعظیم سے
آسماں کی گائے سے ناگر چلے — بوئیں کعبے کے حرم میں گر اسے
چھڑکیں زمزم روز ابراہیم اگر — اسکے گر خوشہ میں پختہ ہوں ثمر

ماہ نو کو لیکے گردانی کیا | کاٹیں اسکے خوشے اور دلویں سکھا

اور حجر اسود کو لے چکی بنا | پیسیں آٹا اسکا گر خیر النسا

پانی کوثر کا ملا کر با خوشی | گوندیں اس آٹے کو حوریں جنتی

فاتحہ اور قل ہو اللہ بے شمار | گر پڑہیں اس آٹے پر لاکھوں ہزار

لکڑیاں طوبی کی لاکر بالیقیں | گر جلاویں حضرت روح الامیں

دمبدم کرکے مسیحائی بڑی ؤ | آگ پھونکیں حضرت عیسی نبی

بی بی مریم ہاتھ سے روٹی پکائیں | نوح کے تنور میں اس کو لگائیں

پڑہ کے بسم اللہ جو اس کا لقمہ کھاؤ | زہر ہے یہ زہر ہے کچھ شک نہ لاؤ

باوجود ایسے کراماتوں کے بھی | جا نہیں سکتے وہ لقمے کی بدی

سو مشقت سے گر اک لقمہ ملے | وہ ہے بہتر کھانوں سے شہانت کے

کیوں امارت کی کرے خواہش فقیر | بس ہے اک کملی غلام دستگیر

عورتوں کی بیعت کا ذکر

سن رکھیں اس کو سبھی پیر و جواں | عورتوں کی ہے مریدی کا بیاں

ہے مریدی فعل ختم المرسلیں | فرض واجب سنت قولی نہیں

اے محبو معرکے میں حشر کے | فرض اور واجب میں پوچھے جائینگے

روز محشر یہ نہ پوچھے گا کوئی
تم کو بیعت کو لئے مرشد سے تھی

فرض و واجب جاننا پہلے ضرور
اور نہ ہو امر و نواہی میں قصور

اس کا سکھلانا ہے واجب سر بسر
باپ بھائی شوہر اور فرزند پر

سرور عالم رسول نیک خو
کرتے تھے تعلیم یہ اصحاب کو

غیر محرم عورتیں پردہ کریں
ان کو تم دیکھو نہ وہ دیکھیں تمہیں

لیتے تھے پردے میں بیعت اولیا
حال مستورات کا پہلے یہ تھا

ہے بخاری کی حدیث سے ام مومنین
لیتے تھے بیعت جو ختم المرسلین

عورتیں چادر پکڑتیں آپ کی
بس یوں ہی بیعت رسول اللہ کی تھی

اور وہ بیعت فقیری کی نہ تھی
تھی وہ بیعت دین اور اسلام کی

خود نہ بیٹھے کوئی نامحرم کے ساتھ
نہ لگا حضرت کو نامحرم کا ہاتھ

آپ کا چھونا تھا دوزخ کی نجات
لتنپہ ڈرتے تھے رسول کائنات

چوم لے گی ہاتھ اگر عورت کوئی
کل کے دن کیا کیا کریں گے امتی

حق نے جن باتوں کو فرمایا حرام
انہیں فرمایا نہیں مرشد کا نام

خادمہ سے گر کرے مرشد نکاح
شرع پاک مصطفےٰ میں ہے مباح

اس لئے مرشد سے اور استاد سے
احتیاطاً پردہ کرنا چاہئے

ہے مدینے کی لباس عورات کا — جسم ڈھکجاتا ہے سر سے تا بپا

سر کو کپڑا باندھتیں منہ پر نقاب — گاڑھے کرتے ہیں پہنتے پر حجاب

ویسے اصحاب اور وہ ان کا مرتبہ — گرد کو جن کے نہ پہونچیں اولیا

ان کو حضرت اسطرح فرماتے تھے — چاہیئے پردہ ضرور عورات سے

مرد عورت دو اگر بیٹھیں بہم — تیسرا شیطان ہے واں پر ستم

میں کہوں کسطرح وہ اچھے نہ تھے — اب کے ہیں حضرات اپنے بھی بھلے

بی بیوں کی یاں کی چولی کرتیاں — پہنیں اسکو یا نہ پہنیں ایکساں

والہ ململ جالی کپنجی ہے تہیں — وہ بھی ایسی کچھ ڈھکا اور کچھ نہیں

پیر اللہ کا خلیفہ ہے سچا — جانشیں ہے سید کونین کا

ایسے پیغمبر کے ہو کر جانشین — وہ خلاف انکا کرے ممکن نہیں

چاہیئے تاکید پردے کی ضرور — تا رہیں خورسند دونوں سے حضور

حال یہ اصحاب کا تھا سربسر — تھی نہ اپنے مرتبوں پر کچھ نظر

پوچھتے حضرت سے تھے یہ ہر گھڑی — عیب ظاہر ہم میں کیا ہیں یا نبی

فضل طاعت را نہ جستندے ازو — عیب ظاہر را بگفتندے کہ گو

لکھ دیا اللہ کے احکام کو — فائدے اسمیں بہت ہیں دوستو

کیوں نہ ہووے سامعیں کو ناگزیر ‏— امر حق ہے یہ غلام دستگیر

یہ داستان جنازے کی نماز اور اہل قبور کے فاتحہ کے حال میں ہے

ہے خدا اور مصطفےٰ دونوں کریم ‏— خوف کیا ہے عاصیو ہیں دو کریم

رحم پر قرباں ہو اس غفار کے ‏— لاکھوں ساماں جس نے بخشش کے کئے

بعد مرنے کے بھی اس کے فضل کے ‏— سینکڑوں ہیں مغفرت کے راستے

یک مثال اس کی بتا دیتے ہیں ہم ‏— غور سے سونچیں اسے اہل کرم

یہ نصیحت یاد رکھ اے ذی شعور ‏— جانا میت کی نمازوں میں ضرور

نیک ہے میت تو اسکے فضل سے ‏— بخشتا ہے حق گناہوں کو ترے

نیک تو ہے گر وہ مردہ ہے بُرا ‏— تیرے باعث سے وہ بخشا جائیگا

لکھتے ہیں نباش تھا اک نوجواں ‏— اور تھا اس کا مدینے میں مکاں

اس کی عادت تھی اگر کوئی مرے ‏— ساتھ ہی جاتا تھا وہ اس لاش کے

ساتھ سب کے پڑھتا میت کی نماز ‏— قبر تک جاتا تھا با سوز و گداز

رات کو جا کھولتا اس کا مزار ‏— اور کفن اس لاش کا لیتا اوتار

ایک دن لڑکی کسی انصار کی ‏— نوجواں تھی اور قضا سے مر گئی

اپنی عادت پر وہ دزد بے حیا — اسکی میت پر نماز آکر پڑھا

دیکھ رکھکر دفن کا اس کے پتا — قبر کھولا رات اس لڑکی کی جا

چاہا اس کے جسم سے کھینچے کفن — قبر میں اٹھ بیٹھی وہ غنچہ دہن

بولی یہ بد کام ہے مت کر اخی — جنتی بن کر نہ پھر بن دوزخی

ڈر گیا کانپا یہ سن اس لڑکی سے — ہو گئے سب رونگٹے اس کے کھڑے

بولا میں مدت سے یہ کرتا ہوں کام — دوزخی ہوں مجھ پہ ہے جنت حرام

تب وہ لڑکی نے کہا اے ذیشعور — نام ہے ستار اسکا اور غفور

لاش پر میری پڑھا جب تو نماز — بس اسی دم تجھکو بخشا بے نیاز

جنتی ہے بھائی اب تو جنتی — یہ کفن لے کر نہ پھر ہو دوزخی

اس کو یہ کہکر وہ لڑکی سو گئی — اس جواں پر حالت اک طاری ہوئی

ڈھانکا کڑیوں کو چلا روتا ہوا — شور اور فریاد کرتا تھا بکا

کہہ رہا تھا شرم سے ہو سرنگوں — جرم ایسے رحم ایسا کیا کہوں

اسکا چرچا سب مدینے میں ہوا — جس نے حال اسکا سنا بس رو دیا

جو کہ پڑھتے ہیں جنازوں پر نماز — بخشتا ہے یوں ہی ان کو بے نیاز

جو مزاروں پر ہیں پڑھتے فاتحہ — بخشتا ہے انکو یوں ہی کبریا

یاالٰہی مصطفٰے کے واسطے — ہم گنہگاروں کے عصیاں بخشدے

یوں تو عاصی ہیں بہت میر و فقیر — سب سے بدتر ہے غلام دستگیر

ایسا بدگر رحم سے بخشا گیا — پھر گنہگار اک نہ دوزخ جائیگا

جو کاملین کہ حالت استغراق میں کچھ زباں سے بیخودی میں نکالے تھے وہ الفاظ اب کے بعض حضرات شرع پاک کا لحاظ نہ کرکے زباں پر لاتے ہیں انکی عبرت کیلیے

یاالٰہی یاالٰہی یاالٰہ — عاصیوں پر مغفرت کی ہو نگاہ

یامحمد شافع روز جزا — ہے بھروسا عاصیوں کو آپ کا

گر بھلے ہیں یا برے ہیں یا حبیب — آپکے کہلاتے ہیں ہم سب غریب

سب کے قصے سن چکے اے مومنو — کچھ ہم اپنی بھی سناتے ہیں سنو

غور سے سنئے ہے نادر ماجرا — اب جو ہوتے ہیں مرید اہل وفا

شرع سے بے فکر ہوتے ہیں تمام — وہ ہی وہ بنجاتے ہیں بس خاص و عام

دنیاداری میں کہاتے ہیں فقیر — دنیا داروں کو سمجھتے ہیں حقیر

کہتے ہیں روزہ ہے کیا کسکی نماز — عجز کیا شئے ہے ہمیں ہیں بے نیاز

اس کا مت ہم دیکھتے ہیں صاف صاف — ہم الوالوقتوں کو ہے طاعت معاف

طاعت ابن الوقت کو ہر دم کو ضرور | کیونکہ رب دور اُس سے ہے یہ رب سے دور
کعبہ ابراہیم پتھر سے بنائے | حج وہاں کرنے بلا اپنی نہ جائے
قبلہ اپنا طاق ابروئے صنم | چھوڑ اس کو کیوں کریں طوفِ حرم
دل میں جو آیا سو وہ کرتے ہیں کام | نہ خیالِ شرع نہ خوف حرام
واصلوں نے بیخودی میں جو کہا | یہ خودی میں بولتے ہیں برملا
میں نے پوچھا صاحبو کیا حال ہے | کیوں خلاف شرع قیل وقال ہے
ہنس کے فرمائے کہ تم بھی ہم میں آؤ | یہ دوئی کے پردہ کو دل سے اٹھاؤ
عالموں کی لن ترانی چھوڑ دو | ہم بتاتے ہیں خدا کو روبرو
عالموں کی ہے یہ ظاہر پر نظر | معنی باطن سے سب ہیں بے خبر
میں یہ تقریر اُس سے سن کر خوش ہوا | مجھکو بیعت کا ہوا اک ولولہ
میں یہ سوچا کوئی جا بیعت کروں | عالموں کی دھمکیوں سے بچ رہوں
کس لیے محنت عبادت میں اٹھائیں | اک پیالہ پی کے حق کیوں بن نجائیں
الغرض اک پیر سے میں بھی ملا | کرکے بیعت پوچھا حق کا راستہ
یوں کئے ارشاد وہ اللہ کے نور | علم دیں کی چاہئے کوشش ضرور
راستہ حق کا یہی ہے اے گدا | علم قرآں کا حدیث مصطفےٰ

فرض و واجب نفل و سنت مستحب ۔ جان و دل سے یہ ادا ہوں روزہ شب

تھے جو سلطاں عارفوں کے بایزید ۔ ان کے آداب ایسے تھے سن اے سعید

پنجوقتہ آتے جاتے وہ متین تو ۔ رہ میں مسجد کے کبھی تھوکے نہیں

شرع میں رخنہ اگر تو نے کیا ۔ تو مرا خادم نہ میں مرشد ترا

پیر سے میں نے سنا جب دم یہ حال ۔ وہ خوشی جا کر ہوا پیدا ملال

ہم کچھ آسانی سمجھ یہ بیعت کئے ۔ اب تو پہلے سے بھی مشکل میں پھنسے

جرم ہم کرتے تھے حق سے چھپ چھپا ۔ دیکھنے والا اب اک ہمراہ ہوا

عالموں سے پہلے ہم کو ڈر نہ تھا ۔ اب یہ ٹھہرا جو یہ کہتے ہیں بجا

پہلے سمجھے تھے ڈراتا ہے کریم تو ۔ ٹھیرا اب وعدہ ہے اس کا مستقیم

پھر تو میں گھبرا کے مرشد سے کہا ۔ بندہ حق ہوتا ہے کیونکر دو بتا

اس طرح فرمائے تب وہ خوش نظر ۔ عبد بن خواہش خدائی کی نہ کر

یاد کر گزری ہوئی شرما ذرا ۔ سونچ تو نے آجتک کیا کیا کیا

لاکھوں دفتر بھر رکھا ہے جرم کے ۔ اے ستم گر یہ سیاہی کیوں مٹے

جرم دو ہیں ایک چھوٹا اک بڑا ۔ اہل دنیا رات دن ہیں مبتلا

ہیں صغیرہ جرم اکثر رکھ تو یاد تو ۔ ہیں کبیرہ چار سو سے بھی زیاد

جرم یہ مومن پہ بس آفات لائے
ڈر صحابہ کو بہت اس کا رہا
عرض کرتے تھے رسول پاک سے
تقد جاں صدمے سے حد کے دیتے تھے
توبہ کر کلمہ پڑھا کر اے گدا
فضل کا اس کے تو رہ امیدوار
پیروی کر سید کونین کی
اک نصیحت اور بھی رکھ لے تو یاد
نہ عبادت سے یہ جاتا ہے عذاب
بحر بخشش حق کی فیض عام ہے
آدمی کم ظرف ہوتا ہے ضرور
یاں کسی پر کوئی کرتا ہے جفا
جب قریب آتا ہے موقع موت کا
دین کچھ ان کا اگر ہو دیتے ہیں
لڑ جھگڑ کر سینکڑوں سے عمر بھر

کفر ہوئے اور ایماں دل سے جائے
گر قصور ان سے کوئی سرزد ہوا
ہم پہ حد شرع جاری کیجئے
بس اسی دم رہ عدم کی لیتے تھے
خیر سے ہووے گا شاید خاتمہ
بخش دے گا فضل سے وہ کردگار
جرم کے بخشانے والے ہیں وہی
ہے بُرا سب جرم سے حق عباد
نہ ولی ہونے سے چھوٹے یہ حساب
بخش دے گا جرم اسکا کام ہے
یہ نہ بخشے گا وہاں ہرگز قصور
کہتے ہیں کل اسکا بدلہ ہوئیگا
جمع ہو جاتے ہیں اکثر اقربا
بولا چالا ان کا بخشا لیتے ہیں
حق ہزاروں کا جو ذمہ ہے بسر

وہ تو مرتے مرتے سر پر لے چلے ۔۔۔ کیا اگر دس بیس سے بخشا لئے

عدل پر بیٹھے گا حق روز قیام ۔۔۔ جمع ہوں گے پہلے فریادی تمام

حق مسلماں پر جو کافر کا رہے ۔۔۔ وہ بھی دلوائے گا حق اسدن اسے

گر کریں سوچ یہ حق جاتا نہیں ۔۔۔ بدلہ کروائے گا رب العالمیں

نہ شہید اس سے بچیں نہ اولیا ۔۔۔ متقی اس سے بچیں نہ اصفیا

اک صحابی کر گئے اک دن قضا ۔۔۔ ان کے ذمہ بار آنے قرض تھا

آیا مسجد میں جنازہ ان کا جب ۔۔۔ بولے یوں اصحاب سے محبوب رب

اس جنازے کی نہ ہو مجھ سے نماز ۔۔۔ جسکا جی چاہے وہ پڑھ لیوے نماز

قرض یہ ان کا نہ ہو جب تک ادا ۔۔۔ آگ سے چھوڑے نہ انکو کبریا

قرض کا ذمہ لئے جب مرتضیٰ ۔۔۔ تب نماز ان پر پڑھے ہیں مصطفیٰ

یہ نصیحت یاد رکھ لے اے پسر ۔۔۔ حق سے خلق اللہ کے کر الحذر

حتی الامکان دل کسیکا مت دکھا ۔۔۔ حق کسی کا لے نہ کر کس سے دغا

دے نہ گالی مار مت غیبت نہ کر ۔۔۔ اور یتیموں سے بہت کر الحذر

دیکھ پیغمبر ہمارے مصطفیٰ ﷺ ۔۔۔ وقت رحلت کر رہے تھے یوں ندا

تجھ سے پہونچا ہو کسی کو کچھ ضرر ۔۔۔ بدلہ اپنا لیوے وہ اس وقت پر

کل کے دن یوم الندامت ہے یقین
یاں کی ذلت کی مجھے پروا نہیں

بدلہ یاں ہووے تو آساں ہے اگر
حشر کے دن کل ہے بدلہ سخت تر

میں یہ سنکر پیر سے روکر کہا
ہم کئے دنیا میں سب ظلم و جفا

رحم ایسے حال میں فرمائیے
اس مرض کی بھی دوا بتلائیے

آپ نے فرمایا تو گھبرایا نہ جا
ہیں حکیم اس کے خدا اور مصطفیٰ

وہ اگر چاہیں یہ ان سے ہوئیگا
بخشوا دیں گے وہ حق ہر ایک کا

لیکن انہیں دلسے کوشش تو بھی کر
اپنے عصیاں پر تو رو لے عمر بھر

ڈر غضب سے ڈرنے والوں میں رہو
فضل سے بھی نا امید اسکے نہ ہو

رات کو اٹھ عجز سے سجدے میں جا
گڑگڑا کر سر رگڑ آنسو بہا

مہرباں ہوتا ہے رونے سے خدا
انبیا روئے ہیں اکثر اولیا

چوں خدا خواہد کہ ما یاری کند
میل مارا جانب زاری کند

قسم ہیں رونیکے تین اے دیندار
یاد رکھ لے تو بھی کرلے اختیار

پہلا رونا عشق میں اللہ کے
شکر کا ہے دوسرا رونا تجھے

تیسرا رونا گنہ کے خوف کا
اب مثال اسکی تو سن رکھ اے گدا

سالہا آدم صفی اللہ روئے
رونے میں داؤد ساری عمر کھوئے

روتے تھے یحییٰ نبی جو شوق سے
دونوں رخساروں پہ دو ناسور تھے

خوف حق سے روئے ہیں روح الامین
روئے ہیں حضرت شفیع المذنبین

خوف سے حضرت عمر جو روتے تھے
دو سیہ خط دونوں رخسارونپہ تھے

ہم گنہگاروں کو رونا چاہئے
نار دوزخ بجھتی ہے ان اشک سے

پھر میں پوچھا خیر اب تو ہیں گئے
سب بجا لاتے ہیں ارشاد آپ کے

اب دکھا دیجے خدا کا راستہ
یوں کئے ارشاد تب وہ رہنما

شرع کے جب اسطرح مشکل ہیں کام
ہے طریقت کا بہت نازک مقام

آدمی کو عشق پہلے چاہئے
راستہ ملتا ہے حق کا عشق سے

کلمہ کی تو نفی و اثبات کر
مثنوی کی رکھ لے معنی پر نظر

عشق آں شعلہ است کو چوں بر فروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر زاں پس کہ بعد لا چہ ماند

ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز زفت

خود ہمو بود اولیں و آخریں
شرک جز از دیدہ احول مبیں

نقد ہستی محو کن در لا الہ
تا بہ بینی دار ملک پادشاہ

پیر کے برزخ میں ہو پہلے فنا
نفس سرکش پر تو غالب آئیگا

چون خلیل آمد خیال یار من
صورتش بت معنی او بت شکن

ہیچ نہ کشد نفس را جز ظل پیر
دامن آں نفس کش محکم بگیر

کام ہے اس میں نظر کا اے بشیر
در نظر رو در نظر رو در نظر

برزخ احمد ہے برزخ پیر کا
کر فنا اپنے کو اس میں اے گدا

گر تو پیوندی بداں شہ شوی
ذرہ گر بودے ولیکن مہ شوی

مصطفیٰ را حق بداں وحق ببیں
مصطفیٰ بد نور رب العالمیں

از ہمہ اوہام و تصویرات دور
نور نورِ نور ما نورِ نور نور

رہ مگوئی و دو مداں و دو مخواں
بندہ را در خواجہ خود محو داں

گر جدا بینی ز حق ایں خواجہ را
گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

بس خدا کو تو اسی برزخ میں پا
یہ فنا فی اللہ کا ہے مرتبہ

تو ہماں شو اصلا کمال انیست و بس
رو ز رہ گم شو وصال انیست و بس

واصلوں کے رمز ہیں یہ اے گدا
حال ہے یہ قال میں مت اسکو لا

جب لکھی یہ داستاں حیرت فزا
کھل گئیں حضرت کی آنکھیں ذرا

مرحبا کہنے لگے سارے فقیر
بس کر اب بس کر غلام دستگیر

بیان موت و سکرات

رات دن پیغمبروں کو خوف تھا — معرکہ ایک روز ہوگا نزع کا

عاقبت کا ڈر اگر ہے دوستو — کم ہنسو اور رات دن رویا کرو

یہ حدیث مصطفٰے ہے معتبر — ہنسنے سے انساں کو ہوتے ہیں ضرر

پہلے اس مومن کا دل مرجائے گا — ناخوش اس سے ہو جناب کبریا

اور خفا اس سے رہے روح نبی — ہو فرشتوں کو بھی اس سے دشمنی

رونے والا دوست ہے اللہ کا — مثنوی میں دیکھ نو اس کا پتہ

چوں خدا خواہد کہ ما یاری کند — میل ما را جانب زاری کند

یہ سبب اچھا ہے رونے بھائیاں — موت اور جاں کندنی کا سن بیاں

کہتے ہیں کچھ روز آگے موت کے — اک اشارا ہوتا ہے معلوم اسے

مطلع جس وقت ہو اس حال سے — توبہ کر باز آ تو بد افعال سے

آتی ہے جس وقت ساعت موت کی — پھر ایسے ہوتی ہے ظاہر بے کسی

نہ خیال ملک و دولت مال و زر — مثل زنداں ہوتا ہے رہنے کا گھر

فکر آل اولاد کی اصلا نہیں — اقربا کے غم کی کچھ پروا نہیں

سخت صدمہ ہے عزیزو پیاس کا — خشک بیچارے کا ہوتا ہے گلا

بولتا ہے دلمیں یوں وہ تشنہ کام — گر ملے دریا تو پی جاؤں تمام

لوٹتا ہے حال مسکیں کا بنا ہوتے ہیں بیکار جس دم دست و پا

ایسا قابو پا کے شیطان لعیں پانی بتلاتا ہے آ اس کے قریں

کہتا ہے اس آپ سے مسرور ہو مصطفیٰ سے اور خدا سے دور ہو

مجھکو سجدہ کر ارے غافل ابھی میں بجھا دیتا ہوں تیری تشنگی

جس نے اس ملعون کا پانی پیا راہ لی دوزخ کی ایماں کھو دیا

پیاس ایسی تس پہ موذی کا ستم یاں ٹھہرتے ہیں بڑے ثابت قدم

جس کے دل میں ہے محبت پیر کی اور ہو جس شخص کو عشق نبی ﷺ

حق بچاتا ہے اسے اس مکر سے وہ چلا جنت کو لے پانی پیے

اک فرشتہ بولتا ہے اس گھڑی اے بشر آئی ہے ساعت موت کی

باخبر ہو کیوں پڑا ہے بے خبر آخری ہے آج یہ تیرا سفر

گر عمل اچھے ہیں تیرے نیکنام قبر اور محشر میں ہوگا شاد کام

آج لے توبہ سدھارے تو اگر یاد رکھ دوزخ میں ہے بس تیرا گھر

رو کے اپنے حال پر وہ تشنہ کام کرتا ہے سب سے رخصت کا پیام

لو گلے مل لو مرے بیٹے ہو قریں اب رضا دو وقت فرصت کا نہیں

آج تم ہوتے ہو فرزندو یتیم سب کا حافظ ہے خداوند کریم

دمبدم بڑھتی ہے اس دم تشنگی — ہوتی ہے آغاز پھر جاں کندنی

سوز سے ہوتا ہے دل کو پیچ و تاب — بھولنے جاتا ہے جگر مثل کباب

نعمتیں خالق کی سب ہوتی ہیں دور — کانوں کا سننا بھی اور آنکھوں کا نور

جاتے ہیں سب عقل و ہوش اور حافظا — رہتا ہے غفلت میں بیچارا پڑا

سینہ دیتا ہے شکنجے کی مثال — برچھیوں کی اسگھڑی چبھتی ہے بھال

سینے میں گھبراتی ہے وحشت سی جاں — پرزے پرزے ہوتے ہیں سب ہڈیاں

حرکت اور حس میں بھی آتا ہے خلل — اسگھڑی کام آتے ہیں اپنے عمل

وہ گھڑی سب کے لیے ہے بالیقیں — پیش اندیشی ہمیں بالکل نہیں

لوگ کہتے ہیں سن اس مضمون کو — کچھ قصیدے پڑھکے دلکو خوش کرو

یہ نہیں کہتے سناؤ وہ بیاں — ہووے جس کے سننے سے الٹو رواں

سخت ہیں صدمے عزیزو موت کے — انبیا روئے ہیں جس کے خوف سے

خاص پیغمبر ہمارے مصطفےٰ — اس الم سے کرتے تھے اکثر بکا

ہم کو غفلت نے بھلایا اس قدر — موت یاد آتی نہیں ہے عمر بھر

یا الٰہی ہم کو غفلت سے نکال — موت کا اندیشہ دلمیں سب کے ڈال

ہوتی ہے دہشت عزرئیل سخت تر — آتے عزرائیل ہیں جس وقت پر

وہ فرشتہ تھام اس انسان کو — کھینچتا ہر عضو سے ہے جان کو

بیقراری دیکھ اس کی ہو غضب — قابض ارواح یوں کہتا ہے تب

آچکے دن کی خبر تجھکو نہ تھی ۂو — کس لیے غفلت میں کھوئی زندگی

یہ جدائی شاق ہے اے دوستو — جسم سے الفت بہت ہے روح کو

روح جبدم تن سے ہوتی ہے جدا — بولتی ہے جسم سے کر کے بکا ۂو ۂو

حرص دنیا میں گزاری زندگی ۂو — گور میں ہوتی ہے اب شرمندگی

میں تجھے کہتی تھی ان باتوں کو چھوڑ — مال و زر کی آرزو سے دل کو توڑ

ہائے تو مانا نہ کچھ میرا کہا — دیکھ اب اعمال کی اپنے سزا

تب یہ آتی ہے صدائے آسماں — کیوں پڑا غفلت میں ہے اے ناتواں

کیا ہوئی تیری حکومت مال و زر — سو گیا کیوں سب سے ہو کے بیخبر

آشنا اور دوست تیرے کیا ہوئے — پوچھتے تک بھی نہیں کوئی تجھے

کیا ہوا تیرا لباس فاخرا — کیوں پڑا ہے اب کفن پہنا ہوا

بعد مردن کہتے ہیں سب صوفیاں — لاتے ہیں تشریف سلطان زماں

یا مشرف لاش کو کر دیتے ہیں — یا لحد کو نور سے بھر دیتے ہیں

گر نہ آئے لاش پر یا مصطفےٰ — عاصیوں کو قبر میں مت بھولنا

آپ کا منہ دید حق سے کم نہیں
قبر میں انساں کو جب لٹاتے ہیں
وہ ادھر روتا ہے اپنے حال پر
قبر کی تاریکی تپیر لے کسی
پیر زے پر زے ہوتا ہے سب جسم زار
حال پر اپنے جو روتا ہے غریب
اسکی دشمن ہوں ہیں بدجن کے عمل
کہتا ہے اسلام وہ رو کر زار زار
مہربانی دیکھئے غفار کی ؛
کہتا ہے گھبرا نہیں اے ناتواں
جسم و جاں بخشا میں نے غافل تجھے
کیسی کیسی سخت کی تو نے خطا
کیوں مرا احساں سہو کے کرتا ہے فنا
مہربانی حق کی دیکھو اور کرم
انبیا و اولیا ... کے واسطے ؛

بھولے سمت ہمکو اے سالار دیں
چھوڑ تنہا اقربا گھر آتے ہیں ؛
وہ ادھر روتے ہیں اسکو یاد کر
اور پوچھیں پھر نکیرین اسگھڑی
قہر کا جس وقت ہوتا ہے فشار
قبر کہتی ہے ارے وہ بدنصیب
جو کہ اچھے ہیں نہیں ان کو خلل
کون ہے اس وقت جز پروردگار
خود خبر لیتا ہے اس ناچار کی
میں ترا اس وقت پر ہوں مہرباں
کچھ نہ پہچانا تو دنیا میں مجھے ؛
کام بد کرتا تھا باز آتا نہ تھا
باپ ماں سے ہوں میں بڑھکر مہرباں
بخشتا ہے وہ گنہ کرتے ہیں ہم
باز رکھ سب کو تو بد افعال سے

جو جو بندے ہیں گناہوں میں اسیر ۔۔۔ ان سے بدتر ہے غلام دستگیر
یا محمدؐ دونوں جھگڑوں سے بچاؤ ۔۔۔ مرتے دم اور قبر میں صورت دکھاؤ

احوال قبر کی فشار کا

انبیا اور اولیا فرما گئے ۔۔۔ آدمی کو فکر عقبیٰ چاہیئے
حکم ہے صبح و مسا اے دوستو ۔۔۔ یاد کرنا قبر کو اور موت کو
حال کیا ہوتا ہے آخر وقت کا ۔۔۔ دیکھتے ہو دوستوں کو بر ملا
تلخ ہو جاتے ہیں مال و زر وطن ۔۔۔ آتے ہیں دشمن نظر فرزند و زن
پہلو پہلو جانکنی تڑپاتی ہے ۔۔۔ نزع کی نیشوں سے جاں گھبراتی ہے
سو مصیبت سے غرض جاتی ہے جاں ۔۔۔ قبر کی سختی کا کیونکر ہو بیاں
دوست ہیں میت کے تین اے دوستو ۔۔۔ شرح انکی دوستی کی سن رکھو
دوست پہلے مال اور زر ہے یقیں ۔۔۔ وہ تو مرقد تک بھی ساتھ آتے نہیں
دوسرے احباب ہیں اور اقربا ۔۔۔ قبر تک یہ ساتھ آتے ہیں بجا
دوست ہیں اعمال اس کے تیسرے ۔۔۔ یہ ہیں ساتھی قبر کے اور حشر کے
قبر کی پہلی ملاقات ایسی ہے ۔۔۔ توڑتی ہے ہڈیاں اور رگ و پے
چو طرف سے دابتی ہے الاماں ۔۔۔ قبر بھنچاتی ہے اشکنجہ گراں

نیک و بد پر کم زیادہ ہے یقین — داب سے اسکے کوئی بچتا نہیں

سعد فرزند معاذ خوش خصال — روبرو حضرت کے پائے ہیں وصال

جب نماز ان پر پڑھے شاہ ہدا — اس طرح فرمائے لاشہ سعد کا

حکم خالق سے ملک کندہونپہ لے — چل رہے ہیں سر جھکا تعظیم سے

اترے انکی قبر میں حضرت رسول — ہاتھ سے دفنائے انکو ہو ملول

دفن کے بعد ان کے شاہ نیک خو — پڑھتے تھے تسبیح اور تکبیر کو

واں کھڑے ہوکر شہنشاہ عرب — عبد صالح ان کا فرمائے لقب

اور کہے اصحاب سے شاہ ہدا — داب ڈالی قبر لاشہ سعد کا

اس سے بچنا کیا کسی سے ہو سکے — داب اس کا ہے ہر اک کے واسطے

اس سے بچ سکتا کوئی انساں اگر — تو یہی بچ جاتے سعد نیک تر

برکت شاہ امم سے اسگھڑی — دور تنگی ہوگئی اس قبر کی

شافع روز جزا کے روبرو — سو سمجھو اصحابوں کے ان حالات کو

مومنوں کو خوف ہر دم چاہئے — تاکہ آسانی ہو قبر تنگ سے

یہ غلام دستگیر اے رب مرے — نزع اور مرقد کی تنگی سے بچے

مثنوی درحالات معرکہ قبر

راویوں سے ہیں حدیثیں معتبر ‏ ‏ قبر کی پرسش کی ہے یہ خوش خبر
ہے عجب تدبیر رب العالمین ‏ ‏ کوئی مومن کو نہ ہو دھوکا کہیں
ایسا فرمائے رسول انس وجاں ‏ ‏ جاتی ہے اسطرح سے کافر کی جاں
زشت صورت ایک آتا ہے ملک ‏ ‏ روح لے جاتا ہے اسکی تا فلک
دوزخی ایک موٹا کپڑا نار کا ‏ ‏ اسکی روح بد کو پہناتا ہے لا
گر منافق ہوے یا کافر لعین ‏ ‏ آسماں کا ان پہ در کھلتا نہیں
پوچھتے ہیں ساکناں آسماں ‏ ‏ روح یہ گندہ ہے کسکی کر بیاں
کون سے کافر کا ہے بدتر جسد ‏ ‏ جس سے نکلی ہے یہ بدبو روح بد
سب ملک روئے زمیں کے ساکناں ‏ ‏ جسکی بوئے بد پہ ہیں لعنت کناں
لعن کرتے ہیں سب ارواح زمین ‏ ‏ لعن فرماتا ہے رب العالمیں
وہ فرشتہ ان کو دیتا ہے جواب ‏ ‏ روح اک کافر کی ہے بدبو خراب
حکم حق ہوتا ہے پھر لے جا اسے ‏ ‏ جو جگہ اسکی ہے واں پہنچا اسے
روح اسکی وہ ملک ساعات چند ‏ ‏ پھر اسی کے جسم میں کرتا ہے بند
قبر میں دفنا کے اس کے اقربا ‏ ‏ گھر کو واپس آلیتے ہیں کرتے بکا
وہ فرشتہ پھر چلاتا ہے اسے ‏ ‏ باغ جنت کے دکھاتا ہے اسے

تاکہ اس کافر کو یہ معلوم ہو | ہائے ہم نے کھوئے کیسے عیش کو
بھول جاتا ہے خوشی سے وہ شقی | کچھ خبر رہتی نہیں آئندہ کی
کالے نیلے دو فرشتے آکے تب | کہتے ہیں بتلا ترا ہے کون رب
کون دنیا میں تجھے پیدا کیا | کچھ نہیں کہتا وہ ہا ہا کے سوا
مصطفےٰ کی شکل تب دکھلاویں | پوچھتے ہیں کون ہے یہ اے لعین
ان کو کچھ پہچانتا ہے بولدے | کون ہے یہ تم میں جو مبعوث تھے
بولتا ہے کچھ نہیں مجھکو خبر | یہ فرشتہ یا پری ہے یا بشر
زندگی میں نام سنتا تھا کہیں | لیکن ایماں انپہ میں لایا نہیں
تب ملک کہتے ہیں وہ بدتر خراب | جانتے تھے ہم یہی دے گا جواب
آسماں سے تب یہ آتی ہے صدا | جھوٹ بکتا ہے یہ سب ہے جانتا
پھر فرشتہ روح اسکی قبض کر | کھول دیتا ہے در نار سقر
روح کو سجین میں پہنچاتے ہیں | حشر تک آفات اس پر لاتے ہیں
تنگ کرتے ہیں وہ کافر کا مزار | حشر تک روتا ہے وہ پر اضطرار
حکم ہوتا ہے زمیں کو توڑ دے | ہڈی پسلی اس زمیں کی زور سے
اک فرشتہ بہرہ کرتا ہے عذاب | کچھ نہیں سنتا وہ تا روز حساب

گرز اسکا گر پہاڑوں پر گرے ریزہ ریزہ مثل سرمے کے بنے

سنتے ہیں جس کی صدا اہل زمیں آدمی جنات اسے سنتے نہیں

چھوڑتے ہیں ایک کم سو اژدہے تا قیامت پاؤں تک سر سے ڈسے

ڈر کے کہتا ہے قیامت ہووے دور ہے وہ دوزخ سے غنیمت یہ تنور

کفر پر ہوتا ہے جس کا خاتمہ حال یہ اس کا ہے جو میں نے لکھا

اب حقیقت سن رکھو مومن کی بھی ہوتی ہے جس دم اسے جاں کندنی

نیک صورت اک فرشتہ آکے واں قبض کر لیتا ہے اس مومن کی جاں

جنتی ریحان وہ لاتا ہے ملک جس کی خوشبو دوڑتی ہے تا فلک

اک حریری جنتی اعلیٰ لباس لاکے اس کے بیٹھتا ہے سر کے پاس

بولتا ہے اب نکل اے جان پاک چھوڑ دے خوشبو بھرا یہ جسم خاک

چھوڑتی ہے روح وہ کہتے ہی چل شاد و فرحاں آتی ہے باہر نکل

ہے پہنتی جنتی ملبوس کو مشک جنت کی ہے آتی اس سے بو

پھر تو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں ملک اور پہنچاتے ہیں اسکو تا فلک

پوچھتے ہیں داربان آسماں کسکی روح پاک ہے یہ کہ یہاں

وہ یہ کہتا ہے یہ ہے مومن کی روح یہ مقدس ہے مطہر پر فتوح

اہتی ہے شاہ دیں کا یہ حوال ؛
عرش تک جاتا ہے وہ عالیمقام
اس کو یوں ہوتا ہے حکم کبریا
پھر اہی کے جسم میں اس روح کو
قبر میں رکھتے ہیں جب ہو تکی لاش
دوزخ پرسوز کر کے سامنے
تاکہ وہ مشکور ہوئے فضل کا ؛
تھر تھر اٹھتا ہے اس کو دیکھکر
وہ اندھیری قبر وہ وحشت زدہ
نیلے کالے دو فرشتے سخت گیر
پوچھتے ہیں رب کا اپنے دے پتا
شکل نورانی محمد کی بتا
کچھ ہے واقف اس رجل کے نام سے
گر کے قدموں پر یہ کرتا ہے بکا
اے فرشتو ہیں انھیں کا ہوں غلام

ہے فلاں ابن فلاں ابن فلاں
کھولتے افلاک کے ہیں در تمام
اسکو پہنچا دے جہاں ہے اسکی جا
بند کرتا ہے فرشتہ نیک خو ؛
اقربا گھر آتے ہیں سینہ خراش
زندہ کرتا ہے فرشتہ پھر اُسے
کیسے آتش سے بچا یا کبریا
پانی پانی ڈر سے ہوتا ہے جگر
خوف سے دوزخ کے کرتا ہے بکا
یعنے جن کے نام ہیں منکر نکیر ؛
وہ یہ کہتا ہے مرا رب ہے خدا
پوچھتے ہیں ان کو ہے پہچانتا
کون ہیں یہ تم میں جو مبعوث تھے
ہائے اے آقا محمد مصطفےٰ ؛
یہ رسول اللہ کے ہیں والسلام

اس پہ رحمت بھیجتا ہے کبریا ؑ ۔۔۔ اور ملائک کہتے ہیں صل علی

اے بشر پہلے سے تھے ہم جانتے ۔۔۔ تو یہی بولے گا حق کے فضل سے

تب فرشتے کھول کر جنت کا در ۔۔۔ کہتے ہیں اب حشر تک آرام کر

ہو کے خوش کہتا ہے محشر ہو شتاب ۔۔۔ جائیں جنت میں بھی جلدی دے حساب

ہے جو علییّن کا اعلیٰ مقام ۔۔۔ روح واں لاتے ہیں اسکی شادکام

اور جہاں تک جائے الناکی نظر ۔۔۔ قبر ہوتی ہے کشادہ اس قدر

ان میں جن جن کے ہیں اعلیٰ مرتبے ۔۔۔ اُڑتے ہیں جنت میں روحیں شوق سے

کھاتے ہیں جنت سے وہ روحی غذا ۔۔۔ شاد رہتے ہیں وہ تا روز جزا

یہ نصیحت یاد رکھ لو دوستو ۔۔۔ دو جہاں میں شاہ دیں کے ہو رہو

جاں کرو ان کے تصور میں فنا ۔۔۔ بے محمد کے نہ کچھ کام آئے گا

خشک ہیں عالم یہ ظاہر کے تمام ۔۔۔ یہ کہاں جانے محمد کا مقام

صوفیوں نے اس شہ کونین کا ۔۔۔ دل میں کچھ سمجھے ہوئے ہیں مرتبہ

دمبدم حضرت پہ رہتے ہیں فدا ۔۔۔ خیر سے ہوتا ہے ان کا خاتمہ

خوف دوزخ کے اگر ہے نار سے ۔۔۔ سن رکھو اشعار یہ مولانا کے

فارسی ہے مولوی روم کی ؑ ۔۔۔ اور ہندی پیر مہن ہے یوسفی

درحقیقت آتش ازہلیت چو ماست | گاہ در دستار خوان انبیاست

آگ جوں پانی ہے اسکے رعب سے | انبیا کی دھوبی دستر خواں کے ہے

از انس فرزند مالک آمد است | کہ مہمانی او شخصے شدہ است

یہ انس فرزند مالک سے سنا | کہ کوئی مہمان کھانے کو گیا

او حکایت کرد کز بعد طعام | دید انس دستار خوان را زرد فام

وہ یہ کہتا تھا کہ کھانا کھا چکے | دیکھا دستر خواں انس نے زرد ہے

چرکن و آلودہ گفت اے خادمہ | اندر افگن در تنورش یکزماں

اور میلا ہے کہا اے خادمہ | تو تنور اندر اسے ڈال اب ذرا

در تنور پر ز آتش درفگند شُو | آں زماں دستار خوان را ہوشمند

اس نے ڈالا بس تنور اندر اسے | جو وہ اس دم تھا بھڑکتا آگ سے

جملہ مہماناں دراں حیران شدند | انتظار دود کند و مے بدند

سارے مہماں اسمیں بس حیران رہے | منتظر بس جلنے دستر خواں کے تھے

بعد یک ساعت بر آورد از تنور | پاک اسپید و از اں اوساخ دور

پھر نکالا اس کو بس تنور سے | تھا سفید و صاف مثل نور کے

قوم گفتند اے صحابی عزیز | چوں نسوزید و منقی گشت نیز

قوم بولی اے صحابی نبی ۔ کیوں نہیں اب وہ جلا ہے ویسا ہی

گفت زانکہ مصطفے دست و دہاں ۔ بس بمالید اندریں دستارخواں

بولا دست و لب کو دسترخواں سے ۔ مصطفے پونچھے تھے اپنے اس لیے

اے دل ترسندہ از نار و عذاب ۔ با چناں دست و لبے کن اقتراب

اے دل پر خوف عذاب و نار کے ۔ ایسے دست و لب سے رکھ تو واسطے

چوں جمادی را چنیں تشریف داد ۔ جان عاشق را چہا خواہد دہاد

ایسا خلعت جب جمادی کو دیا ۔ جان عاشق کو کرے کیا کچھ عطا

مر کلوخ کعبہ را چوں قبلہ کرد ۔ خاک مرداں باش اے جاں در نبرد

خاک کو کعبے کی جب قبلہ کیا ۔ خاک مردوں کی ہو لڑنے میں دلا

خاک ہو مردان حق کے پاؤں نیچے ۔ چشم باطن دیکھ لے گی حق کو بھی

آیت قرآں سے ہے یہ عیاں ۔ واں بھی اندھا ہے جو اندھا ہے یہاں

تو بصیرت رکھ کے کیوں اندھا بنا ۔ دیکھ کیا کہتے ہیں خاصان خدا

من خدا را آشکارا دیدہ ام ۔ صورت انساں خدا را دیدہ ام

راویوں سے ہے یہ ظاہر ہو گیا ۔ یعنے رویا میں خدا کا دیکھنا

ہاں جنید پاک کا سچا ہے خواب ۔ حق کو دس سو بار دیکھے ہیں جناب

یہ ہوا ارشاد اکثر اے جنید / سیر قرآں تو پڑھا کرلے جنید
بو حنیفہ مالک اور حنبل امام / خواب میں دیکھے ہیں حق کو لاکلام
اولیا اللہ نہیں پڑھتے نماز ؎ / رب کعبے کے بجز دیکھے نماز
اب رہا دیدار حضرت مصطفےٰ ؎ / کیوں نہیں مرشد میں اپنے دیکھتا
من رانی سے یہ ظاہر ہو چکا / دیکھنا ان کا ہے حق کا دیکھنا
ایسا فرماتے ہیں خاصان غفور / خواب میں مومن کے آتے ہیں حضور
پھر وہ پہچانے نہ پہچانے بشر / لاتے ہیں تشریف شاہ بحر و بر
نزع میں یا قبر میں آتے ہیں آپ / روئے نورانی دکھا جاتے ہیں آپ
اے غلام دستگیر دل ملول ؎ / سر بسر ہو جا تو فانی فی الرسول
پھر انا الحق بولتا جا بر ملا ؎ / کیونکہ حق ہے تمام پاک مصطفےٰ

قرضداری کے حالت میں مرجانیکا حال

دل و جاں سے دعا یہ ہر دم ہو ؎ / قرض سے حق بچائے مومن کو
پوچھے ایک روز یار پیغمبر / گر مروں میں جہاد میں لڑکر ؎
کیا مجھے حق تعالیٰ بخشے گا ؎ / دے خوش خبری انکو شاہ ہدا
اتنے میں وحی آگئی حق سے / دوں ہی ان کو بلا کے فرمائے

قرض رکھ کر کسی کا ہوویں شہید / نہیں بخشش کی ان کی حیلہ امید
ایک تھے دوستدار شاہِ ہدا / کر گئے ایک روز وہ جو قضا
کہا سب نے کہ یہ بہشتی تھے / مصطفیٰ اخشم سے کہے ان سے
کس طرح تم نے ان کو پہچانا / کہ بہشت ان کو دے گا جلّ علا
ہوں کسی کے یہ قرضدار اگر / کیسے جنت میں جائیں گے بچ کر
بیٹھے مسجد میں تھے رسول خدا / لاش لے آئے ایک صحابی کا
بارہ آنے کی قرضداری تھی / نہ پڑھی آپ نے نماز ان کی
بولے جب تک نہ قرض ہوئے ادا / آگ سے چھوڑے گا نہ اس کو خدا
جب علی مرتضیٰ لئے ذمہ سے لئے / پڑھی اس دم نماز حضرت نے
حشر کے روز کا ہے سخت محن / نبیے بیٹوں کی ماں جہاں دشمن
واں بچیں کیسے قرضداروں سے / جس کا دینا ہے نیکیاں لیں گے
کوئی شوہر کسی کا جائے گزر / مہر زوجہ کا رکھ کے ذمہ پر
مہر اس کا خدا بروز جزا کو / اس کے خاوند سے دلائے گا
یہ نہ سمجھیں کہ یہ تو زوجہ ہے / ہمیں ڈر اس سے حشر میں کیا ہے
عقل گر ہے تو اس کو کر لو یقیں / حشر کے دن کوئی کسی کا نہیں

ہے وہاں جائے نفسی نفسی کی — رہے شوہر کی دوست کب بی بی
کر کے فریاد حق تعالیٰ سے — نیکیاں لے گی مہر کے بدلے
وہ تو جنت میں جائے گی شاداں — چلے دوزخ میں ہو کے یہ نالاں
دوستو میں نے یہ جو حال لکھا — سب یہ ہے سود کے تھا قرضے کا
سود کے قرض کا ہے سخت گناہ — دن قیامت کے ہوئیگا وہ تباہ
منہ ہے واں سود خوار کا کالا — ایک ہے حکم لینے دینے کا ۴
سود کھائے ہیں کافروں سے اگر — پھیر دینا ہے آگ میں جا کر
تس پہ کب یار لوگ ڈرتے ہیں — عورتیں جو کہے سو کرتے ہیں
بدعتیں شادی مہمانی کی ۴ — قرض لے لے کے کرتے ہیں سو کی
ننگ ہے اقربا کے طعنوں کا — نہ رہے باقی دوستوں کا گلا
نار دوزخ سے ان کو کیا ڈر ہے — گھر کے لوگوں کے غصہ کا ڈر ہے
کر دعا دستگیر یہ حق سے — کوئی مومن نہ قرضدار مرے

یہ مثنوی اس بیان میں ہے کہ بعد موت کے اجسام کا کیا حال ہوتا ہے

نازو نعمت سے پالتے ہیں جسے — حال اس جسم پاک کا سنئے

ہر دم از عمر می رود نفسے
چوں نگہ می کنم نماند بسے

ایکہ پنجاہ رفت در خوابی تو
مگر ایں پنج روز دریابی تو

دل پہ چھائی تھی میرے غمکی گھٹا
کر رہا تھا میں ایک روز بکا

پوچھا احباب نے ہے کس کا غم
کیوں یہ زاری ہے آج کیا ہے الم

میں کہا مجھکو دور جانا ہے
جس سفر کا نہ کچھ ٹھکانا ہے

یوں تو لاکھوں ہی کوس ہے وہ محل
گور ہے جس کی منزل اول

حال آگے کا کیا کہے بیتاب
اسی منزل کی ڈر سے دل ہے کباب

لحدستاں طرف گیا تھا نکل
بیکسی دیکھکر ہے دل بیکل

میرا حال اور وہاں کا حال ہے اور
کھائیاں اسکو سن کے کیجے غور

دھوپ ہے اور تپش ہے واں گرمی
نہیں برداشت مجھکو گرمی کی

ایک دن واں ضرور ہے جانا۔
چھوڑتی ہی نہیں کسی کو قضا

پرخطر لق ودق ہے وہ صحرا
ڈرتا ویرانے سے ہے دل میرا

قبر میں ہوتی ہے بہت تنگی
تنگ جا مجھکو خوش نہیں آتی

کنکروں کی زمین کا ہے بستر
پاٹتے ہیں سلوں کو سینے پر

یاں بجز توشک آتا خواب نہ تھا
اس مصیبت میں حال کیا ہوگا

اوڑھتے منہ پہ ہیں رضائی کبھی — جان گھبرائی جاتی ہے اپنی

چوطرف سے وہاں ہے بند ہوا — کس طرح سونا ہوگا ایسی جا

لیے چراغ آتا ہے نہ مجھکو خواب — اس اندھیرے میں کیوں رہے بیتاب

سانپ بچھو مکوڑے کیڑے تمام — رہتے ہیں واں ملیگا کیوں آرام

دھوپ سے قبریں تپتی ہیں ساری — واں کریں کون کسکی غمخواری

دور کیوں کر اثر ہو گرمی کا — خاک کا بھی وہاں نہیں پنکھا

اور کثرت سے جبکہ مینہ برسے — قبر بھرتی ہے ساری پانی سے

لاش کیچڑ میں ہووے بوسیدہ — گلنے سڑنے سوا نہیں چارہ

دوست ہمسایہ واں جو ڈھونڈو کہیں — لاشوں سے سب بھری ہوئی ہے زمیں

شہر خاموشاں ہے جو بستی ہے — بیکسی قبروں پر برستی ہے

حسرتوں والے سارے سوتے ہیں — یاد کر اپنا حال روتے ہیں

مال و زر کی کسی کو تھی ارماں — آل و اولاد کا کوئی خواہاں

کوئی عاشق کسی پریرو کا — کوئی زلف دوتا کا ہے کشتہ

تھا حسیں کوئی کوئی تھا گلرو — رشک سنبل کسی کے تھے گیسو

تھے کسی گل کے چاند سے رخسار — جان دیتے تھے لاکھوں عاشق زار

چاند شرماتا جن کے مکھڑوں سے — منہ کفن میں لپیٹے ہیں سوتے
جنگی ہے ملکی ہے نہ جاہی ہے — قبر تاریک ہے تباہی ہے
کروفر ہے نہ حشمت و دولت — یاس ہے اور الم ہے اور حسرت
جس طرف کو سنو ہے شور و بکا — حسرتا وامصیبتا کی صدا ہے
عمل بد پر اپنے ہو ناشاد — حق تعالیٰ سے کرتے ہیں فریاد
بھیج دنیا میں پھر اے رب غفور — اب نہ ہوگا عبادتوں میں قصور
حال انکا ہے جو بیان کیا — جن کا پردہ ابھی نہ فاش ہوا
جن کے سالم ہیں سنگ لبت مزار — حال اندر کا جانے وہ ستار

بقول شاعر

شہد میں جیسے مگس ہم حرص میں پابند ہیں — وائے غفلت اس پہ نادان میں یوں خورسند ہیں
مقبروں میں دیکھتے ہیں روز اپنی آنکھ سے — یہ برادر ہیں یہ مادر خویش یہ فرزند ہیں
پھر بھی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں رعنائی سے پاک — یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب خاک کے پیوند ہیں
خستگی دیکھ ٹوٹے قبروں کی — وحشت قلب ہو گئی دونی ہائے
نہ کفن ہے نہ لاش ہے اندر ہائے — ریزہ ریزہ ہے ہڈیاں گھل کر
کوئی جا استخواں بھی باقی نہیں — خاک ہے سر تو پھر ہی غمگیں

کوئی جا خاک بھی نہ آئی نظر
لے گئی ہے ہوا اُڑا کے کدھر

بعض قبروں کی مٹی بن کے غبار
اُڑ رہی ہے ہوا میں لیل و نہار

کوئی مکے میں جا غبار بنی
گرد کوئی بنی مدینے کی ہے

کوئی دریا کے پانی سے ملکر
موجوں میں پہونچی جا کنارے پر

شہر میں کوئی کوئی جنگل میں
کوئی پانی میں کوئی دلدل میں

گھر بنے لوٹ کر ہزاروں مزار
ہل پھرے لاکھوں قبروں پر کئی بار

کہیں اس خاک سے بنی دیوار
کہیں برتن بنائے اس کے کمار

بنا کوئی پیالہ سائل کا ہے
ہے کوئی آبدست کا لوٹا ہے

کوئی بچوں کا ہے کھلونا بنا
آدمی تھا لیس اب تماشا ہوا

دیو کی شکل میں بنا کوئی ہے
رکھے لے جا کے جائے پوجا کی

عود سوز اور کوئی عنبر سوز
ہانڈی بن کر کوئی چلے ہر روز

ہاتھ جن کے حنائی تھے گورے
مہندی ہو گئی ہے خون سے انکے

کسی مٹی سے پھولا لالہ زار ہے
کی یہ بلبل سے پر الم تکرار ہے

غزل

بلبل جو میں گل بن کے گلستاں میں کھلا ہوں
عشاق کی مٹی ہوں گرفتار بلا ہوں

کل خاک تھا اک لاش کی کل پھر ہو وہی خاک — گو آج مہکتا ہوا گلشن میں کھلا ہوں
کل خاک تھا اک لاش کی کل پھر ہوں وہی خاک — گر سیج کسی آج پری رو کا بنا ہوں
کل خاک تھا اک لاش کی کل پھر ہو وہی خاک — گر آج کہیں سہرے میں دلہن کے گندھا ہوں
کل خاک تھا اک لاش کی کل پھر ہو وہی خاک — ہو ہار گلے آج کسی مہ کے پڑا ہوں
کل خاک تھا اک لاش کی کل پھر ہو وہی خاک — آج آنیتوں میں کانوں میں جاناں کے سجا ہوں
کل خاک تھا اک لاش کی کل پھر ہو وہی خاک — گر آج کسی لاشے پہ چادر ہو چڑھا ہوں

نازسے چلتے ہیں زمیں پر ہم — کچھ خبر ہے کہ کیا ہے زیر قدم
ہیں یہی آنکھیں نازنینوں کی — جن پہ عاشق تھے مرتے لاکھوں ہی
گل رخوں کے ہزار ہیں رخسار — مرتے تھے جنکو دیکھ عاشق زار
رنگ مٹی کا سرخ ہے جو عیاں — ہے خمیر اس میں خون مظلوماں
آرزومندوں کے دل غمناک — دیدۂ انتظار کی ہے یہ خاک
عالم اور حافظوں کے سینے ہیں — علم توحید کے خزینے ہیں
یارو مٹی کرو نہ اس کو خیال — لاکھوں عشاق کے ہیں دل پامال
کونلے کونلے ثمر کی مٹی ہے — دل جلوں کے جگر کی مٹی ہے۔
سب غریب و امیر شاہ و گدا — خاک بن کر پڑے ہیں ہر ہر جا

تب بھی تقدیر لینے دے آرام ‌ ‌ ‌ اڑے پھرتی ہے لیکے صبح و شام
دام عشاق جن کی کاکل تھی ۲ ‌ ‌ ‌ ٹھوکروں میں ہے آج خاک انکی
لعل لب ہیں یہ نازنینوں کے ‌ ‌ ‌ در دنداں ہیں سب حسینوں کے
ہیں عزیزوں میں شاد ہوں اپنے ‌ ‌ ‌ چین آتا نہیں بغیر ان کے ۲
بچھوا اور سانپ کا جہاں ڈر ہو ‌ ‌ ‌ واں اکیلا رہوں میں کیونکر ہو
قبر کا حال جو سنا میں نے ‌ ‌ ‌ کالے منھ والوں سے ہے خوف مجھے
وہ نکیرین گرز دکھلا کر ۲ ‌ ‌ ‌ مرقدوں میں ڈراتے ہیں آکر
کہتے ہیں قبر کے دبانے میں ‌ ‌ ‌ پسلیاں دیتے ہیں شکنجے میں
ہے ملاقات قبر کی پہلی ۲ ‌ ‌ ‌ اس بغل گیری کی ہے کس کو خوشی
دوستوں نے یہ سن کے مجھ سے کہا ‌ ‌ ‌ جو لکھا تم نے راست ہے یہ بجا
یار گر خوف ہے یہ جھگڑے چھوڑ ‌ ‌ ‌ دنیا ناپائیدار سے دل توڑ ۲
جا تنہا ذات مصطفےٰ میں ہو ۲ ‌ ‌ ‌ لوز ہو چھوڑ جسم خاکی کو
پہلے مٹی تھا بعد مٹی ہے ‌ ‌ ‌ عاریت یہ لباس خاکی ہے
بس کر اب دستگیر چھوڑا ہے ‌ ‌ ‌ فاش مت کر یہ پردہ رہنے دے
ہیبت اتنی جو موت سی ہے تجھے ‌ ‌ ‌ رہ تصور میں روئے احمد کے

تجھکو مرقد کا ہے گر اندیشہ
ورد ہر روز رکھ تو قرآں کا تو

مونس قبر کی ضرورت ہو
یاد کر اہل بیت اطہر کو

مشکلیں گور کی ہو جب آساں
دل سے مشکلکشا پہ ہو قرآں

ہو جو تاریکی لحد کا غم
دوست اصحاب کو تو رکھ ہر دم

الفت مادری جو آوے یاد
فاطمہ زہرا سے تو کر فریاد

بھوک ہو تو حسن پہ بھیج سلام
پیاس ہو تو حسین کا لے نام

ڈر نکیرین کی ہو صورت سے جو
یاد پیران پیر کو کر لے

وحشت اور خوف سے جو ہو غمگیں
بول یا خواجۂ معین الدین

گر جہنم کے نار کا ہو الم تو
اللہ اللہ کا ذکر کر ہر دم

دربیان احوال قیامت و شفاعت آنحضرت شافع امت صلی اللہ علیہ وسلم

حشر کا کیا سخت دن ہے الاماں
العطش فرمائیں گے پیغمبراں

جب خلائق ہونگی ساری فنا
جوش میں آکر کہے گا کبریا

آج کے دن ہے کہاں شاہ و وزیر
کیا ہوئے دنیا کے حاکم اور امیر

دیتے تھے جاں اور ملک اور جاگیر پر
مرتے تھے تعظیم اور توقیر پر

ان سے پھر دست اجل نے کیا کیا | ہیں برابر خاک میں شاہ و گدا
ہڈیاں تک ہیں لحد میں چور چور | عمر دوروزہ پہ تھا کتنا غرور
زندہ سب مردوں کو کر ایک آن میں | لائیگا تب حشر کے میدان میں
دل بنے گا دھوپ سے سب کا کباب | جب سوا نیزے پہ ہوگا آفتاب
غوطے کھا کھا کر پسینے میں تمام | تڑپینگے لاکھوں برس واں خاص و عام
عاصیوں کو ہوگا پھر پیدا ہراس | جائیں گے آدم صفی اللہ کے پاس
عاجزی سے یوں کریں گے التجا | اے ہمارے باپ آفت سے چھڑا
حضرت آدم صفی کھا پیچ و تاب | سب گنہگاروں کو دینگے یہ جواب
منع گندم سے کیا تھا کبریا | کھا لیا میں نے ہوئی مجھ سے خطا
التجا یہ اور لے جاؤ کہیں | میں خدا سے عرض کر سکتا نہیں
ہوگا یہ سن کر بہت پھر انکو یاس | جا کہیں گے نوح پیغمبر کے پاس
اے نبی اللہ دو ہم کو پناہ | ہوتی ہے کشتی غریبوں کی تباہ
نوح سن کر رو کے یوں فرمائیں گے | میں بھی ہوں شرمندہ اب اللہ سے
تم خلیل اللہ کے نزدیک جاؤ | بیکسی کا حال اب انکو سناؤ
پھر پھریں گے واں سے سب روتے ہوئے | بولیں گے حضرت خلیل اللہ سے

ایک بڑی آفت میں ہم ہیں مبتلا
یا نبی اللہ لو ہم کو چھڑا

وہ کہیں گے حق سے ہے مجھکو ہراس
جاؤ تم اس وقت پر موسیٰ کے پاس

عرض موسیٰ سے کریں گے جاکے جب
بولیں گے رو رو کے یوں مقبول رب

مجھکو ہے اللہ سے شرمندگی
بتلاویں گے تمہیں عیسیٰ نبی تو

پاس جب عیسیٰ کے سب ملجائیں گے
رو کے روح اللہ یوں فرمائیں گے

یہ بھٹکنا ہر طرف کا چھوڑ دو تو
مصطفیٰ سے عرض تم جا کر کرو

وہ اگر چاہیں یہ ان کا کام ہے
شافع محشر انھیں کا نام ہے

جب ملیگا ہم کو حضرت کا پتا
سر جھکا کر روئیں گے نزدیک جا

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
شافع روز جزا فریاد ہے

انبیا کے رہنما فریاد ہے
اولیا کے بادشاہ فریاد ہے

ہوگئی کشتی غریبوں کی تباہ
عاصیوں کے ناخدا فریاد ہے

یا رسول اللہ لو جلدی خبر
ہم پہ کیا کیا ہو گیا فریاد ہے

یا محمد سر پہ آیا آفتاب
آسرا دیجیے ذرا فریاد ہے

اف رے گرمی آفتاب حشر کی
دل ہر اک کا جل گیا فریاد ہے

ہے ادھر میزان و پل کا دغدغہ
یکطرف دوزخ جدا فریاد ہے

دستگیر امت پہ بھی ہو یک نظر
اسکی اوروں سے سوا فریاد ہے

جب یہ زمرہ اسطرح چلائے گا
صبر حضرت کو کہاں پھر آئے گا

یک بیک بیچین حضرت ہوئیں گے
آپ بھی سب کے برابر روئیں گے

بولیں گے گھبراؤ مت اے عاصیو
کیوں ہو نا امید میرے ساتھ ہو

سر بسجدہ پھر یہ مانگیں گے دعا
عاصیوں کو بخشدے اے کبریا

یا غفور و یا رحیم و یا مجیب
رحم کر آفت میں ہے تیرے غریب

یہ ندا دے گا جناب ایزدی
سر اٹھا لو بخشتے ہیں ہم ابھی

دیکھئے قدرت اٹھا سجدے سے سر
اے میرے معشوق یوں زاری نکر

اتنے میں یک شور ہو گا رونے کا
فاطمہ کی داد دے بار خدا

اب سنو اے مومنو پڑھ کر درود
اتنے میں یک ہوئے گا لشکر نمود

خون میں کپڑے رہیں گے سب کے تر
چور زخموں میں رہیں گے سر بسر

فاطمہ پوچھیں گے اے بار خدا
ہے یہ لشکر کون سے مظلوم کا

پھر ملایک بولیں گے یا فاطمہ
ہے تمہارے لعل کا یہ قافلہ

تیغ سوکھے حلق پر جس کے چلی
یہ سواری ہے اسی مظلوم کی

وہ جو آگے سب کے ہے خونی کفن
قاسم ناشاد ہے ابن حسن

اور پیچھے دیکھو اے بنت نبی ۔ وہ سواری آتی ہے عباس کی

خون سے اپنے ہوا ہے سرخ فام ۔ کٹ گئے شانے ہے تن زخمی تمام

وہ جو صاحبزادے دامنگیر ہے ۔ بی سکینہ دختر شبیر ہے

پھر تو زینب کے بھی دلبر آئیں گے ۔ فاطمہ کو زخم سب دکھلائیں گے

آئے گا اکبر علی بھی ناگہاں ۔ ہوئے گا سینہ پہ برچھی کا نشاں

ایک بی بی آئے گی بس شرمسار ۔ سر جھکائے اور روتی زار زار

فاطمہ پوچھیں گے اس بی بی سے یوں ۔ اسقدر اے حور وش روتی ہے کیوں

یہ بھی یک محشر میں محشر ہوئے گا ۔ جب وہ زہرا سے کہیں گے سر جھکا

میرا والی ہے حسین ابن علی ۔ بی بی صاحب میں بہو ہوں آپکی

غمزدہ ہوں رونا میرا کام ہے ۔ عاجزہ کا شہربانو نام ہے

کربلا میں لٹ گیا سب میرا گھر ۔ ہم کو امت نے ستایا اسقدر

کسکو پیٹوں کسکا میں ماتم کروں ۔ کسکو روؤں اور کس کا غم کروں

میرا والی نہر پر پیاسا موا ۔ تیر سے حلقوم اصغر کا چھدا

اور علی اکبر اٹھارہ سال کا ۔ ظالموں کے ہاتھ سے مارا گیا

کربلا کا کیا کہوں میں ماجرا ۔ ظلم کیا کیا کرتے تھے وہ اشقیا

برچھیوں کی تیروں کی بوچھار تھی
صبر کرتے تھے حسین ابن علی

پر دعا کرتے تھے امت کے لیے
یا الٰہی عاصیوں کو بخش دے

خوش ہوں گر پیاسا کٹے میرا گلا
ہو مگر نانا کی امت کا بھلا

فکر کچھ اصلا نہیں تھی جسم کی
نیزے پر بھی سر دعا میں تھا یہی

ہو گی جب فریاد اس دلگیر کی تو
پھر سواری آئے گی شبیر کی

گود میں اصغر علی غنچہ دہن تو
ہاتھ کو تھامے ہوئے زینب بہن

گرد و پیش آئیں گے سب ستر دو تن
بازو پر روتے ہوئے حضرت حسن

پوچھیں گے حضرت یہ کیسی دھوم ہے
بیچے والا کون یہ مظلوم ہے

دیکھ جسکو دل ہے دلوانہ ہوا تو
خود بخود سینہ تڑکتا ہے میرا

بی بی زینب آگے بڑھ کر آئیں گے
ماں کے گر قدموں پہ یوں چلائیں گے

اماں جانی میں ہوں زینب دل جلی
یہ میرا بھائی حسین ابن علی

دودھ کی بو آئے گی جب شاہ سے
فاطمہ لپٹیں گے بیٹے کے گلے

ہوش میں رونے سے جب دم آئیں گے
تب زبان پاک پر یوں لائیں گے

اے مرے لخت جگر اے نور عین تو
واحسینا واحسینا واحسین

اے محبو سوچنے کی بات ہے
دادخواہ خاتون عالی ذات ہے

ہے غضب کے جوش میں پروردگار — فکر میں ہیں احمد عالی وقار

قہر پر ہے اب جناب ایزدی — فاطمہ سے آج کچھ بگڑی ہوئی

خون میں تر ہے شہید کربلا — داغ ہوتا ہے مرا اولاد کا ڈر

آج زہرا امت سے کچھ فرمائے گی — سب جہنم میں یہ امت جائے گی

سر برہنہ ہو رسول کردگار تو — بد دعا حق سے کریں گے بار بار

یاالٰہی فاطمہ کو صبر دے تو — میری امت بد دعا اسکی نہ لے

رو رہی بیٹی کے جگر کا درد ہو — فاطمہ کے آگ دل کی سرد ہو

رو چکے گی فاطمہ جب زار زار — عرض پیمبر حق سے کریں گے یوں پکار

اے خدائے خالق ارض و سما تو — رحم تجھکو باپ اس سے ہے سوا

تو جو فرمایا خلیل اللہ کو — آج اسمٰعیل کو قربان کرو تو

جب چھری بیٹے کے پھیری حلق پر — تو نے قدرت سے وہیں تبدیل کر

فضل سے دنبے کو قربانی کیا — اور اسمٰعیل کو جیتا رکھا

میرے بچے سے ہوا تھا کیا قصور — تن ہوا زخموں سے اسکا چور چور

لعل پیاسا تھا مرا دو روز کا — شمر کا خنجر گلے پر کیوں چلا

باپ جس کا ساقی کوثر کہائے — اسکا بیٹا حلق کو پیاسا کٹائے

رونے سے زہرا جو ہو گی ہوش میں — آئے گا دریائے رحمت جوش میں
یوں ندا ہاتف سے ہوگی بار بار — بی بی زہرا روتی ہے کیوں زار زار
شافع محشر کی دختر رو نہیں — رو نہیں خاتون محشر رو نہیں
رو نہیں جنت مکانی رو نہیں — رو نہیں احمد کے جانی رو نہیں
تو جو چاہے گی سو ہو گا وہ ابھی — ہے حکومت آج تیرے باپ کی
احمد مختار کی دلدار ہے تو — آج سب بندوں کی تو مختار ہے
پھر دعا مانگے گی یوں بنت نبی — ہے مجھے منظور خاطر باپ کی
پر مرے بچوں کی الفت سے جو روئے — انکی بخشش آج پہلے سب کے ہوئے
بخشئے حیدر جائیں گے سب عاصیاں — شاد ہوں گے سرور پیغمبراں
سب کو بخشا گو محمد پیار سے — جائیں گے جنت میں اپنے ساتھ لے
تخت پر فردوس میں وہ ذی وقار — بیٹھیں گے سر سے عمامے کو اتار
شاد جب بیٹھیں گے وہ فخر عرب — اک فرشتہ یوں کریگا عرض تب
امتی ایک آپ کا دوزخ میں ہے — یا محمد بولتا ہے لے یہ پیے
اسپہ جب ہوتا ہے گرزوں کا عذاب — ہمسے وہ کہتا ہے یوں سنیہ کباب
میں گنہگاروں ہوں لاکھوں مبتلا — امتی ہوں سید کونین کا ہو

نام سنکر آپ کا اے خوش خصال ‏ ‏ ‏ ہمنے خالق سے کیا عرض اسکا حال

حکم یہ خالق کا ہے ہم پر ہوا ‏ ‏ ‏ جا محمد سے کہو یہ ماجرا

سن کے اک حضرت یہ حالت ہوگئی ‏ ‏ ‏ دور ہوجائے گی فرحت اور خوشی

اسکی خاطر شافع روز جزا ‏ ‏ ‏ دوڑینگے دوزخ طرف بے ساختہ

حکم حق اسدم ملک پر ہوئے گا ‏ ‏ ‏ وہ جو عاصی ہے جہنم میں پڑا

جلد یا ہر قعر دوزخ سے کرو ‏ ‏ ‏ اور اس کو احمد والا کو دو

گر رکھیں گے پاؤں دوزخ میں نبی ‏ ‏ ‏ سرد ہوجائے گی سب آتش ابھی

کام ہوجائیں گے دوزخ کے خراب ‏ ‏ ‏ ہوئے گا موقوف ہر اک کا عذاب

جب فرشتے حکم حق یوں پائیں گے ‏ ‏ ‏ روبرو حضرت کے اس کو لائیں گے

عذر خواہی کر کے اس دم شاہ دیں ‏ ‏ ‏ اسکو پہونچاویں گے فردوس بریں

کر تشفی بولیں گے یوں مصطفےٰ ‏ ‏ ‏ امتی تجھ سے نہ ہو ہرگز خفا

جانتا میں تجھ پہ ہے ایسا الم ‏ ‏ ‏ میں نہ رکھتا اپنا جنت میں قدم

ایسے مشفق ہیں شفیع المذنبیں ‏ ‏ ‏ عرض کرنے کی کچھ اب حاجت نہیں

یا شفیع حشر سب نبیوں کے شاہ ‏ ‏ ‏ ہم پہ ہو اک مہربانی کی نگاہ

ہے ہمارا حال اوروں سے جدا ‏ ‏ ‏ ہم کبیرہ ہیں گنہ میں مبتلا

کیا کریں میزان پہ جا کر غمزدے ‏ ‏ ‏ سب وفاتر ہیں سیہ اعمال کے

اس سیاہی کو مٹا دو یا نبیؐ
ہم کو دوزخ سے بچا دو یا نبیؐ

اس کو بھی بخشائیے روز اخیر
ہے بڑا عاصی غلام دستگیر

یاالٰہی از برائے مصطفےٰ
پنجتن کی دوستی میں رکھ سدا

یاالٰہی از برائے فاطمہ
ماتم شبیر میں کر خاتمہ

مثنوی حساب حشر میں

خوف جس کا کرتے تھے سب انبیا
ماجرا سنئے حساب حشر کا

ہے حساب حشر ہر ہر فرد پر
نہ بچے اس سے فرشتہ نہ بشر

عاصی لکھنے پہلے بھی اس مضمون کی
بیس سال آگے لکھی تھی مثنوی

بعض احباب اس میں کرتے ہیں کلام
ہیں جو آیات ہمیں اس کے بالتمام

جو حساب حشر کو سمجھے عذاب
کچھ نہ سمجھے ہے قیاس انکا خراب

کہتے ہیں معصوم ہیں سب انبیا
کیوں حساب انکے ہو پھر روز جزا

مژدہ ہے اپنے پیمبر کے لیے
اگلے پچھلے ذنب سب بخشے گئے

انبیا ذی رتبہ ہیں ہو کیوں حساب
اور ہیں کفار کب لائق خطاب

نص قرآں میں نہیں جائز قیاس
سمجھو تفسیر اس کی اے معنی شناس

کیا پیمبر کیا شہید اور کیا امام
ہیں حساب حشر میں شامل تمام

دیکھو آیت ہے کلام اللہ کی یا		بے حساب اصلاً نہ چھوٹے ایک بھی

فلنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین المسئلۃ

سو ہم کو ان سے پوچھنا ہے کہ جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے اور پوچھیں گے رسولوں سے بھی مسئلہ

الرابعۃ الآیۃ تدل علی انہ تعالیٰ یحاسب کل عبادہ

چوتھا آیت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ حق تعالیٰ حساب لے گا اپنے ہر بندہ سے

لانھم لا یخرجون عن ان یکونوا رسلاً او مرسلاً

اس لئے کہ وہ بندے ہیں نہیں باہر ہیں یہ کہ ہوویں پیغمبر یا امت

الیھم ویبطل قول من یزعم انہ لا حساب

اور باطل ہوتا ہے قول ان لوگوں کا جو گمان کرتے ہیں کہ تحقیق نہیں ہے حساب

علی الانبیاء والکفار الخ تفسیر کبیر صـ۲۲۶ جز رابع۔

انبیا اور کفار پر علمنا ان ذالک انما کان لاجل ان تخصیص النص

جانے ہم تحقیق کہ یہ باطل ہوتا قول عدم حساب کا اس لیے کہ تحقیق خاص کرنا نص کا

بالقیاس غیر جائز ۱۲ واللہ اعلم تفسیر کبیر صـ۲۲۷ یعنے آیت کا

قیاس سے نہیں جائز ہے۔ اور اللہ جانتا ہے۔

جو جدا سمجھے ہیں پرسش اور حساب		وہ بھی سن لیں ہم سے ہے شافی جواب

ہاں حساب اور پوچھ پرسش اور سوال — سب کا مصداق ایک ہے لیں قیل و قال
مرتبہ جیسا ہے ہر ہر کا جدا — پوچھے گا ویسا ہی ان سے کبریا
آپ خود پوچھے گا رب العالمیں — واسطہ اس میں فرشتوں کا نہیں
ایسا فرمائے جناب بوتراب — جلد ہو جائے گا محشر کا حساب
اتنے میں پوچھے گا کل سے وہ قدیر — دھوئیں جتنی دیر میں بکری کا شیر
دیکھئے مطلب ہے یہ قرآن کا — اسرع الحاسبین ہے وہ کبریا
ایک دم ہوگا حساب ہر بشر — ہر طرف شان اسکی ہوگی جلوہ گر
جانتا ہے حال سب کا وہ غفور — ختم حجت کا بھی کرنا ہے ضرور
گر کمی لیتے میں کی آیا عتاب — عضو سب دیں گے گواہی اور حساب
ابتدا سمجھو حساب حشر کی — لوح محفوظ آگے لائی جائے گی
پرسش اول ہوئے گی اس لوح سے — کون احکام خدا تجھ سے لئے
نام وہ جبریل کا بتلائے گی — اور گواہی ہوگی اسرافیل کی
تب زمیں کانپیگی لرزیں گے فلک — تھرتھرا اٹھیں گے واں سارے ملک
معروضہ روح الامیں کا ہوئیگا — انبیا کو حکم میں پہونچا دیا
مرسلوں سے حق کرے گا یوں سوال — تم نے کی تبلیغ حکم ذوالجلال

عمر بھر تبلیغ احکام خدا کو — تم کئے ہو یا نہیں سب پوچھیگا

حق تعالیٰ آپ ہی لے گا حساب — انبیا دیں گے کھڑے ہو کر جواب

اس میں شامل ہے تمامی انبیا — کوئی مستثنیٰ نہیں ان سے جدا

قوم جھٹلائے گی نبیوں کو یقین — حکم حق کا ہم کو پہونچائے نہیں

انبیا کی بن کے شاہد اس گھڑی — اپنے پیغمبر کی امت جائے گی

پرسش آنحضرت سے اسدم ہوئیگی — امت دعوت وہیں جھٹلائے گی

قرب حق ہے آپ کا اعلیٰ مقام — اور معصیت گاہ ہے ان کا مقام

آپ معروضہ کریں گے اپنی جا — اور وہ واویلا کریں گے اپنی جا

پیشواؤں نے جو کچھ اس میں لکھا — لکھ رہا ہوں ذیل میں دیکھیں ذرا

فَتَحْتَجُّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّكَ كُنْتَ عَلَى الْحَقِّ فِي التَّوْحِيدِ وَكَانُوا

پس حجت لائیں گے آپ اوپر ان کے باین طور کہ آپ حق پر ہیں توحید میں اور وے ہیں

عَلَى الْبَاطِلِ فِي التَّشْرِيكِ وَجَهَدْتَ فِي الْإِرْشَادِ وَالتَّبْلِيغِ

باطل پر شرک کرنے میں اور کوشش کی اپنے راہ راست بتلانے میں اور پہنچانے میں احکام الٰہی کے

وَلَجُّوا فِي التَّكْذِيبِ وَالْعِنَادِ وَيَعْتَذِرُونَ بِالْأَبَاطِيلِ مِثْلِ

اور وہ سرکشی جھٹلانے میں اور عناد میں اور وے باطل عذر لاتے ہیں مانند

أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَجَدْنَا آبَائَنَا الخ فَحُجَّةٌ أَنْتَ عَلَيْهِمْ

جو اطاعت اپنے سرداروں کی اور پائے ہم اپنے باپوں کو۔ پس حجت لائیں گے ہم ان پر

بِأَنَّكَ بَلَّغْتَهُمْ مَا أُرْسِلْتَ بِهِ مِنَ الْأَحْكَامِ وَجَهَدْتَ فِي الدَّعْوَةِ

باین طور کہ آپ نے پہنچا دیے اس چیز کو جو بھیجے گئے ساتھ اسکے یعنے احکام الٰہی اور بہت کوشش کی آپنے

إِلَى الْحَقِّ حَقَّ الْاجْتِهَادِ وَهُمْ قَدْ لَجُّوا فِي الْمُكَابَرَةِ وَالْعِنَادِ

حق کی طرف بلانے میں حق کوشش کرنے کا۔ اور وہ لوگ تحقیق کہ ہٹ گئے پڑنے میں اور سرکشی میں

وَالْعَادِلُ الْحَقُّ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَهُوَ الْأَظْهَرُ وَالْأَنْسَبُ

اور عدل کرنے والا اللہ ہے حکم کرے گا درمیان ان کے اور بھی زیادہ ظاہر ہے آیت سے

اور مناسب ہے تفسیر ابو سعود ملخص۔

دوسری آیت سے ثابت ہے خاص حضرت سے سوال ہوگا آپ جواب دینگے

قَالَ الرَّسُولُ مُحَمَّدٌ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ

عرض کرینگے رسول یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے میرے پروردگار تحقیق میری قوم نے گردانی قرآن کو

مَهْجُورًا أَيْ مَتْرُوكًا۔ جلالین (فی البیضاوی) وَقَالَ الرَّسُولُ أَيْ

مہجور یعنے متروک اور عرض کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَا رَبِّ شَاكِيًا إِلَى اللّٰهِ مِمَّا صَنَعَ قَوْمُهُ۔ جمل ثُمَّ إِنَّكُمْ

ظلم اور شکایت کے طور پر شاکیا اوند تعالیٰ ان نا مسعدت سے جو کی ان کی قوم نے تحقیق کہ تم

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ قَوْلُهٗ فَتَحِجُّ

قیامت کے دن اپنے پروردگار کے روبرو جھگڑا کرو گے۔ قولہ پس حجت لائینگے آپ

عَلَيْهِمْ حَلُّ الْخِصَامِ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اوپر ان کے گروانا جھگڑے کو درمیان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .....

وَبَيْنَ اُمَّةِ الدَّعْوَةِ لٰكِنْ لَا عَلٰى مَا تَبَادَرَ مِنْهُ

اور درمیان میں امت دعوت کے لاکن نہ اس طور پر جو ظاہر ہوتا ہے اس سے یعنے اس آیت سے

بَلْ عَلٰى مَا اَشَارَ اِلَيْهِ الطِّيْبِيُّ طَيَّبَ اللّٰهُ ثَرَاهُ مِنْ اَوَّلِ

بلکہ بنا کرتے اوپر اس چیز کے جو اشارہ کیا ہے طرف اس کے طیبی نے پاک کرے اللہ خوابگاہ کو اسکے اول

السُّوْرَةِ اِلٰى هُنَا لِمَا ذُكِرَ ةِ الْبَرَاهِيْنِ الْقَاطِعَةِ لِعِرْقِ

سورہ سے یہاں تک واسطے اس چیز کے جو ذکر کئے گئے دلیلیں یقینی جو کاٹنے والے ہیں واسطے رگ

الشِّرْكَةِ الْمُسْتَجْلِيَةِ بِفَرْطِ جَهْلِهِمْ لِاَنَّكَ سَتَاتِيْ اَنْتَ

شرک کے ایسا شرک کہ کھینچا گیا ہے بسبب زیادہ جہل ان کے اس لیے کہ تشریف فرما ہوئیں گے آپ

اِلٰى عِزِّ الْحُضُوْرِ وَيُسَاقُ هٰؤُلَاءِ اِلَى الْمَوْقِفِ يَنْتَصِفُ

بارگاہ حضور مقدس میں ہانکی جائے گی یہ گروہ جگہ کھڑے رہنے مخلوق کے واسطے حساب کے کہ انصاف کئے

فِيْهِ الْخُصُوْمُ ۱۲ خفاجی صفحہ ۲۳۸ جز سابع۔

جائینگے اس موقف میں جھگڑے۔

خوب تفسیر اور مشارق دیکھیے
ایک تو یہ ہے کہ وہ جلّ علیٰ
تا وہ فرقہ واسطے سے علم کے
سب شہید اسمیں ہیں داخل جاں نثار
دوسرا یہ ہے جناب کبریا
جمع ہو جائیں گے جب وہ خاص و عام
اے محبوؔ ہے جو فرقہ تیسرا
قدرتی آواز پیدا ہوئے گی
چوتھا معنیٰ ہے حساب حشر کا ؎
ایسے حاضر ہوتے ہیں پیش خدا
چنانچہ یَومَئِذٍ تُعرَضُونَ
اُس دن پیش کیے جاؤ گے تم۔
مختلف ہے خلق دینے میں حساب
پرسش محشر کرے گا کردگار ؎
مومنوں پر ہو گی رحمت سربسر

کتنے معانی ہیں حساب حشر کے
اک ضروری علم کردے گا عطا
اپنے مقدار عمل پہچان لے
اور مستثنیٰ ہیں جو ستّر ہزار
روبرو اک خلق کو بلوائے گا
ہاتھوں میں دیگا عمل نامے تمام
ان سے خود باتیں کرے گا کبریا
ہے عمل کی اس میں سب نیکی بدی
عرض کہتے ہیں اسے سب پیشوا
دیکھیے جوں لشکر کا سلطاں داخلہ
آئی تُسْئَلُونَ وتحاسبون
یعنی سوال کیے جاؤ گے تم اور حساب دیے جاؤ گے تم
کسطرح ہے سنئے اسکا بھی جواب
بعض سے خفیہ کسی سے آشکار
زجر اور توبیخ ہے کفار پر

لیے عمل تو لے کئی ہوں گے رہا
اور تولیں گے عمل اکثر کے لا

عذر پر بھی لاکھوں بخشے جائیں گے
بخشے گا بے پوچھے چاہے گا جسے

علتِ اعمال جس سے پوچھے گا
وہ ہوا بالکل گرفتار بلا

کافر و مسلم کو سب روز شمار
جمع کر کے پوچھے گا پروردگار

تم پہ جو بھیجے گئے تھے انبیا
تم نے مانا یا نہیں اُن کا کہا

پوچھنا ہے انبیا سے اس لیے
رفع رتبہ ہووے ان کے واسطے

اور کفاروں پہ ظاہر ہووے گا
ظلم حق کا کچھ نہیں ہم پر ہوا

انبیا پہنچا دئے احکام سب
ہمنے شوخی سے نہ مانا حکم رب

انبیا کرتے نہیں ذنب و گناہ
کیوں سوال اُنسے کرے گا وہ الٰہ

یہ ہیں معصوم ان سے لغزش ہو اگر
اس کو ذلت کہتے ہیں اہلِ بصر

ذنب میں اُنسے نہ ہوگا کچھ سوال
ہے وہ مجرم جو کرے ایسے خیال

معصیت سے پاک ہیں یہ سب جناب
عرض ہے ان کا جو ہوئیگا حساب

غور سے مشکوٰۃ میں دیکھیں ذرا
عائشہ سے ہے حدیث مصطفےٰ

بی بی فرماتے ہیں حضرت مصطفےٰ
بعض کرتے تھے نمازوں میں دعا

یا الٰہی ہو مرا آساں حساب
عرض کی میں نے کہ اے عالیجناب

کیسی آسانی تو فرمائے حضور ؐ	نوقشِ حِس میں نہ فرمایا غفور ؐ
عرض جبکی ہو فقط اعمال کی ؐ	راہ لی جنت کی اس نے باخوشی
نوقشِ حِس سے ہوا وہ ہے ہلاک	ہے رسول حق کا یہ ارشاد پاک
نوقشِ وہ ہے جو پوچھے وہ حساب	تو نے کیوں ایسا کیا تھا دے جواب
کس کی طاقت ہے خدا کے سامنے	عذر نافرمانیوں کا کر سکے ؐ

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور روایت ہے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا آپنے کہ سنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

یَقُوْلُ فِیْ بَعْدِ صَلٰوتِہٖ اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَسِیْرًا قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

بعد نمازوں میں اے بار تعالیٰ حساب لے مجھسے حساب یسیر عرض کی میں نے اے نبی اللہ کے

مَا الْحِسَابُ الْیَسِیْرُ قَالَ اَنْ یَّنْظُرَ فِیْ کِتَابِہٖ فَیَتَجَاوَزَ عَنْہُ

کیا ہے حساب یسیر. فرمائے حضرت نے ملاحظہ فرماوے اس کے نامہ اعمال میں پس درگزرے اس سے

اِنَّہٗ مَنْ نُوْقِشَ فِی الْحِسَابِ یَوْمَئِذٍ یَا عَائِشَۃُ ھَلَکَ۔

تحقیق شان یہ ہے جو شخص مناقشہ کیا گیا حساب میں اس دن اے عائیشہ ہلاک ہوا۔ روایت کی اسکو امام احمد نے

اور مستثنیٰ جو ہیں ستر ہزار ؐ	بخشئے گا لے پوچھے انکو کردگار

ہاں حساب ان کا نہ ہوگا صاف صاف
ان کے اعمال آگے حق کے آئیں گے
عرض اسکا نام ہے قسم حساب
ہے مواہب میں حدیث مصطفیٰ
سب سے آخر گرچہ ہم پیدا ہوئے
جب ارادہ حق کرے گا خلق سے
یہ ندا دے گا منادی ناگہاں
کہتے ہیں حضرت یہ سنتے ہی صدا
یہ کھڑے رہنا بھی ہے قسم حساب

یہ بھی ہے احکام قرآں کے خلاف
تب کہیں یہ لوگ جنت جائیں گے
یہ بہت آسان ہے دیکھو کتاب
ایسا فرماتے ہیں وہ شاہ ہدا
پر حساب حشر میں اول رہے
پرسش اعمال نیک و بد کرے
ہاں محمد ان کی امت ہے کہاں
ہیں مری امت کھڑے ہوئینگے جا
ہیں نہیں کہتا ہوں کہتی ہے کتاب

فَاِذَا اَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یَقْضِیَ بَیْنَ خَلْقِہٖ نَادٰی مُنَادٍیْ اَیْنَ

پس جس وقت کہ ارادہ فرمائے گا اللہ حکم کرنے کا درمیان مخلوق اپنے۔ پکارے گا کوئی پکارنے والا کہاں ہے

مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ وَاُمَّتُہٗ فَنَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت پس ہم آخر ہیں پیدائش میں

الْاَوَّلُوْنَ یعنے نَحْنُ اٰخِرُ النَّاسِ فِی الدُّنْیَا وَاَوَّلُھُمْ

اول ہیں حساب اور دخول جنت میں یعنے ہم پچھلے ہیں آدمیوں کے دنیا میں اور ان کے پہلے ہیں

فِی الحِسَابِ یَوْمَ القِیٰمَۃِ فَاَقُوْمُ اَنَا وَاُمَّتِیْ الخ فقیہ ابو اللیث۔

حساب میں دن قیامت کے بس کھڑے رہوں گا میں اور میری امت۔

ھٰذَا فِی المَوَاھِبِ لِاَبِیْ دَاوٗدَ مَرْفُوْعًا ۔ پس اسیطرح ہے مواہب میں ابی داؤد سے مرفوعاً

اسطرح فرمائے سردار انام نے		نعمتوں میں پوچھے جائیں گے تمام
ساتھ اکدن شاہ دیں اصحاب کے		چند خرمے کھا کے پانی پی لئے
اس طرح فرمائے آپ اصحاب سے		حشر میں سب اس سے پوچھے جائینگے
اس گھڑی حالانکہ سب پر فاقہ تھا		دیکھئے سب پیشواؤں نے لکھا

فَاِنَّ الاِنْسَانَ مَا بَیْنَ مَسْئُوْلٍ وَمُحَاسَبٍ وَمُنَاقَشٍ

پس تحقیق انسان درمیان سوال کئے گئے اور حساب دئے گئے کے ہے۔ اور درمیان میں مناقشہ

فِیْ حِسَابِہٖ وَغَیْرِ مُنَاقَشٍ وَھُوَ الحِسَابُ الْیَسِیْرُ وَھُوَ عَرْضُ

حساب کے ہے اور درمیان غیر مناقشہ کے اور وہی غیر مناقشہ حساب یسیر ہے اور وہ حساب یسیر

الاَعْمَالِ عَلَی العَبْدِ مِنْ غَیْرِ مُنَاقَشَۃٍ وَالمُنَاقَشَۃُ

اعمال کا بندے پر غیر مناقشہ ہے اور مناقشہ

السُّؤَالُ مِنَ العِلَلِ فِی الاَعْمَالِ وَالسُّؤَالُ عَامٌّ فِی الجَمِیْعِ

سوال ہے علتوں سے اعمال میں اور سوال عام ہے سب مخلوق میں

حَتّٰی فِی الرُّسُلِ کَمَا قَالَ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَا
یہاں تک کہ پیغمبروں ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ نے اس دن کہ جمع کریگا اللہ پیغمبروں کو پس فرمائیگا کیا چیز
اُجِبْتُمْ وَالسُّؤَالُ عَلٰی نَوْعَیْنِ سُؤَالٌ عَلٰی تَقْرِیْرِ النِّعَمِ
جواب دے تم اور سوال دو قسم پر ہے ایک پوچھنا ہے اوپر ثابت کرنے نعمتوں کے
وَعَلٰی طَرِیْقِ مُبَاسَطَۃِ الْحَقِّ لِلْمَسْئُوْلِ فَھُوَ مُتَلَذِّذٌ بِالسُّؤَالِ
براہ خوشی حق تعالیٰ کے مسئول ہے پس وہ مسئول لذت پایا گیا ہے سوال سے
وَعَلٰی طَرِیْقِ الَّتِیْ بِیَخِ اَیْضًا بِتَقْرِیْرِ النِّعَمِ فَھُوَ فِیْ شِدَّۃٍ
اور دوسرا پوچھنا جھڑکنے کے طور پر بھی نعمتوں سے ثابت کرنے کیلئے پس وہ مسئول نہایت سختی میں ہے
فَقَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِہٖ وَقَدْ اَکَلُوْا تَمْرًا وَمَاءً
پس تحقیق کہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے لیے حال یہ کہ تحقیق وہ صحابہ کھائے تھے کھجور اور پئے تھے
عَنْ جُوْعٍ اِنَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنْ نَعِیْمِ ھٰذَا الْیَوْمِ وَھٰذَا السُّؤَالُ
پانی نہایت بھوک سے تحقیق کہ پوچھے جاؤگے تم آج کے دن کی نعمتوں سے اور یہ سوال۔
مُوَجَّہٌ لِلْاِنْذَارِ وَالْبِشَارَۃِ فِیْ قَوْمٍ مَخْصُوْصٍ وَھُمْ اَھْلُ
متوجہ ہونے والا ہے واسطے ڈرانے اور خوشخبری دینے والا ہے قوم خواص میں وہ لوگ
ذٰلِکَ الْمَجْلِسِ وَھُوَ تَنْبِیْہٌ عَلٰی مَا ھُوَ عَلَیْہِ الْاَمْرُ فِیْ حَقِّ الْجَمِیْعِ
یہ مجلس والے ہیں اور یہ حضرت کا فرمانا آگاہ کرتا ہے اسبات پر کہ وہ ثابت ہے اور اسکے امر حق میں

تمام مخلوقات کے الخ۔ فتوحات ص۱۱۵ بقیہ جز ثالث۔

ہاں عمل پر بھی نہ ہو جائے غرور
اس لیے فرما چکے ہیں یوں حضور

مالک و مختار ہے وہ کبریا
اپنی رحمت سے ہر اک کو بخشے گا

عائشہ نے پوچھا اکدن آپ سے
آپ بھی رحمت سے بخشے جائینگے

تب رسول حق نے بی بی سے کہا
حال میرا بھی یہی ہے عائشہ

ہم بھی جنت میں نہ داخل ہوئینگے
پوشش رحمت نہ جبتک ڈھانک لے

یا الٰہی مصطفیٰ کے واسطے
ہو حساب آساں ہمارے واسطے

اس کی بھی آسانی فرمادے قدیر
ہے بڑا مجرم غلام دستگیر

مثنوی مختصر دربیان حساب حشر

معرکہ ہے سب پہ اکدن حشر کا
اس کا قرآن میں پتا ہے جابجا

الاماں وہ مرحلے ہیں حشر کے
آدمی تو کیا فرشتے لرزیں گے

عظمت حق ہے کہ نفخ صور سے
روئی سے سارے پہاڑ اڑجائینگے

آفتاب حشر سر پہ آئے گا
ہر بشر گرمی سے بس چلائے گا

ہوئے گی ازبس زمیں مثل تنور
العطش کا شور اٹھے گا ضرور

سحر میں اپنے پسینے کے تمام | سالہا پائیں گے ایذا خاص و عام
لائیں گے دوزخ فرشتے بے شمار | جس کو زنجیریں لگیں ستر ہزار
آگ کے شعلے جو اس سے نکلیں گے | گر پڑیں گے انس و جن بیہوش سے
بس فرشتے حکم سے حق کے وہیں | لا رکھیں گے تخت رب العالمیں
معرکہ جس دن یہ طے ہو جائے گا | ہو گا تخت عدل پر رب العلا
نفسی نفسی بولیں گے سب انبیا | لرزیں گے دہشت سے حق کے اولیا
بولیں گے آدم صفی اے ذوالجلال | اس مصیبت سے مجھے جلدی نکال
آگ کے شعلوں سے سوزاں ہے جگر | جو ستم چاہے مرے حوا پہ کر
نعرہ اس دن ماریں گے حضرت خلیل | دے نجات اب مجھکو اے رب الجلیل
تو جو چاہے یا جفا کر یا رہا | میں نہیں حامی ہوں اسمٰعیل کا
چھوڑیں گے یعقوب یوسف کو وہاں | جاں کی مانگیں گے بس اپنی اماں
واں سلیماں سے الگ داؤد ہو | بولیں گے یارب بچا دے میرے کو
سب گنہگاروں کا کھل جاویگا حال | قہر پر آ جاوے گا وہ ذوالجلال
اے محبو وقت پر اس جوش کے | کس کی قدرت ہے جو معروضہ کرے
مصطفیٰ بولیں گے ہو کر بے قرار | تجھکو جو چاہے کر اے پروردگار

اے میرے معبود رب العالمین　　فاطمہ کا آج میں حامی نہیں

رحم کر امت پہ میرے اے حبیب　　ہیں بلائے سخت میں سارے غریب

ہم پہ حضرت رحم فرماویں گے واں　　چھوڑیں گے ماں باپ بچونکو جہاں

تام جب آوے حبیب پاک کا　　سر جھکا کر بولے صلِّ علےٰ

کون کس کو پوچھتا اسوقت پر　　گر نہ ہوتے سو منو خیر البشر

ایک دن یوں عائشہ صدیقہ نے　　عرض کی حضرت رسول اللہ سے

یا نبی محشر کے دن سب خاص و عام　　پس برہنہ جمع ہوئیں گے تمام

مجھکو بے ستری کا ہے سب کے الم　　شرم کی ہے بات یا شاہ امم

آپ نے تب عائشہ سے یوں کہا　　معرکہ ہے وہ مصیبت کا بڑا تو

زندگی ہوتی ہے واں سب پہ وبال　　ستر کا کس کے رہے کس کو خیال

انبیا اصحاب کو غم ہو جہاں　　اولیا دم مار سکتے ہیں وہاں

یہ روایت راویوں نے ہے لکھی　　مکے میں اک میوے والی کہتی تھی

اک درم کو بیچتی ہوں دس خیار　　اک ولی سنکر گرے اک چیخ مار

خادموں نے عرض کی ہوش آنے پہ　　دیکھیے اس حال کی ہم کو خبر

یوں کیا ارشاد اس عارف نے تب　　حشر کا دن ہے عجب وہ پر تعب

دس مبشر بالجناں اصحاب و یار | واں درم کو ہوئیں گے دس جوں

جب صحابہ کا وہاں یہ حال ہو | ہم بچاویں کیوں کر اُنھیں آپ کو

العطش کرتے رہیں گے سب کے سب | زلزلے کے ساتھ ہوگا حکم رب

اہل محشر آویں اب بہر حساب | دل ہنیں گے ہیبت حق سے کباب

جا کے آدم سے کریں گے عرض سب | آپ آگے چلیئے اب مقبول رب

سب کے سب ہم پیچھے پیچھے آپ کے | چلتے ہیں اللہ کے اب سامنے

بولیں گے آدم صفی تب کر کے آہ | جسکی پیشانی پہ ہو داغ گناہ

کیونکر آگے جا سکے اللہ کے | التجا سب جا کریں ہابیل سے

الغرض آدم سے تا عیسیٰ نبی | عذر کرتے جائیں گے سارے ہی

لیکن اتنا ابن مریم بولیں گے | پاس اب پہنچو حبیب اللہ کے

گرم بازاری انھیں کی آج ہے | فرق پر بخشش کا ان کے تاج ہے

زاہد و عابد شہید و اولیاء | صالح و طالع رسول انبیا

عرض حضرت سے کریں گے جا کے سب | یا محمد آپ ہیں مقبول رب

آپ چلیئے روبرو بن کر امام | با ادب چلتے ہیں پیچھے ہم تمام

شافع محشر ہیں آپ آگاہ دیں | ہم ہیں بیکس سب کے سب اندوہگیں

روبرو اللہ کے لے جا کے اب — ہم کو بخشا دیجئے محبوب رب

جائیں گے ان سب کو لے شاہ انام — یعنے ہے جس جا شفاعت کا مقام

جاتے ہی سجدہ کریں گے عجز کا — اس طرح تب حکم خالق ہوئے گا

اے مرے معشوق اٹھا سجدے سے سر — حاجتیں جو جو ہیں ہم سے عرض کر

آج گرمی ہے ترے بازار کی — تو جو چاہے بخشتے ہیں ہم ابھی

آج ہم پر کر تو اے محبوب ناز — سر اٹھا سجدے سے ہے کیسی نماز

سر اوٹھالیں گے جو محبوب خدا — تب یہ ارشاد الٰہی ہوئے گا

ہم نے دنیا میں جو تجھے وعدے کئے — آج راضی ہم سے تم ہو جاؤ گے

یا نبی بے پوچھے بخشش ہو اگر — حسن کیا سمجھے شفاعت کا بشر

دفتر ان کے دیکھئے اعمال کا — کیا کئے وہ ان سے ہم کرتے ہیں کیا

پہلے ہو گا حکم آپ ہی آئیے — اپنی پرسش سے فراغت پائیے

اسطرح فرماتے ہیں حضرت نبی — پہلے پرسش مجھ سے ہو گی حشر کی

امر نازک ہے حساب حشر کا — کرتے تھے اندیشہ جس کا انبیا

طول ہے ان میں خورد نوشش کا حال — واسطے اس کے ہے کافی اک مثال

بولے حضرت میرے بدتر امتی — کھائیں گے روٹی مگر لے بھوسی کی

نعمتیں ملکر نہ کھانا تین چار
پرسش اسکی ہووے گی روز شمار

ساتھ مہماں کے ہو یا دعوت کہیں
نعمتیں ہوں پرسش اسکی کچھ نہیں

ہے حدیثوں میں لکھا یہ ماجرا
تھے سفر میں ایک دن شاہ ہدا

وقت گرمی کا تھا وہ بحر کرم
جھاڑ کے سایہ میں ٹھہرے کوئی دم

ایک صحابی گرم روٹی لائے واں
منقسم فرمائے سلطان زماں

روکھی روٹی اپنے بھی حصہ کی لے
کھائے دو لقمہ شہ کونین نے

پانی حضرت نے پیا ٹھنڈا وہیں
حکم حق سے آ گئے روح الامیں

عرض کی کہکر سلام کبریا
یاد رکھئے یہ مزے یا مصطفےٰ

تین باتیں یاں ملیں آرام کی
پرسش اسکی روز محشر ہوئیگی

ایک تو سایہ ہے ٹھنڈا جھاڑ کا
دوسرا ہے گرم روٹی کا مزا

تیسرا پانی بھی اب ٹھنڈا پیے
ذائقے یاں تین پائے آپ نے

اتنا روئے سنکے یہ حضرت نبی
آنسوؤں سے ریش اقدس تر ہوئی

الاماں پرسش جو شاہ دیں پہ ہو
ہم بچا کیوں کر سکیں گے آپ کو

بارہا سلطان دیں فرماتے تھے
یا صحابہ چھوڑ دو دنیا کے مزے

کھاؤ مت دو تین نعمت ایک بار
ٹھنڈے پانی کا بھی ہوئیگا شمار

ہے روایت ایک دن زہرا کے گھر
چار نعمت تھیں بہم یک جائے پر

دودھ تھا تھوڑا سا قدرے گھی بھی تھا
تیسرا شہد اور چوتھا لحم تھا

بی بی اور حسنین اور حضرت علی
ایک دسترخوان پر بیٹھے باخوشی

بی بی نے حسنین سے ایسا کہا
یاد رکھو ہے حدیث مصطفیٰؐ

نعمتیں مل کر نہ کھانا دو بہم
بانٹ لیں گے ایک اک شئے چاروں ہم

گوشت بی بی دودھ مولیٰ نے لیا
گھی دھرا حضرت حسن کے آگے تھا

شہد تھا حضرت حسین پاک کے
مصطفیٰؐ ناگاہ گھر میں آ گئے

اٹھ کھڑے چاروں وہیں تعظیم کو
دیکھ کھانا شاہ دیں نے خشم ہو

اس طرح فرمائے اے آل نبی
عادتیں سیکھو نہ یہ فرعون کی

رو کے اسدم فاطمہ نے یوں کہا
ہم اسی اندیشے سے بابا مصطفیٰؐ

بیٹھے ہیں چاروں الگ لے چار شئے
حشر کی پرسش کا ہم کو خوف ہے

سن کے یہ خوش ہو گئے حضرت نبی
فاطمہ کے ساتھ کھائے آپ بھی

خوف تھا اصحاب کو اس بات کا
ذکر ہے بعد وفات مصطفیٰؐ

تھی خلافت حضرت صدیق کی
بوہریرہ کی کہیں دعوت ہوئی

دیکھی اس گھر میں یہ اک تھیلی دھری
ایک حیرت بوہریرہ کو ہوئی۔

چھاننے کا آٹے کا سنتے ہی حال — اٹھ گئے رو کر وہاں سے پر ملال

بو ہریرہ لے نہ روٹی کھائی دال — جا کے مسجد میں کئے اس کا بیان

روتے تھے اصحاب یہ کہکر تمام — اُٹھ گئے دنیا سے سردار انام

دیں ڈوبا پایہ بدعت کا پڑا — رسم لے بھوسی کے نکلا روٹی کا

وائے غفلت تھا یہ حال اصحاب کا — ہم مطیع نفس ہیں شام و پگا

سینکڑوں کھاتے ہیں نعمت پیٹ بھر — ہے حساب حشر کی کچھ بھی خبر

سیروں کھاتے ہیں مزعفر با مزا — کہتے ہیں میٹھا نبی کو پیارا تھا

فاطمہ سے کہتے تھے خیر البشر — تکیہ تو اپنے نسب پر کچھ نہ کر

پرسش اس دن ہوگی کیا اعمال ہے — یہ نہ پوچھیں گے کہ کس کی آل ہے

راوی لکھتے ہیں حسن ابن علی — تھے مخیر اور بھی دل کے غنی

ایک شب کا ذکر ہے ایک شخص نے — کھانا کھایا خوب بعد افطار کے

ساتھ بھی لے جانا چاہا کچھ طعام — اس سے بولے یوں حسن دیں امام

اے مسافر پھر سحر کے وقت آ — گرم کھا لینا تو کھانا با مزا

یہ اگر لے جائے گا تو تا — ذائقے میں آئے گا اس کے ضرر

اس گدا نے عرض کی تب یا امام | واسطے میرے نہیں ہے یہ طعام
ایک فلاں مسجد میں رہتا ہے غریب | حال اسکا کیا سناؤں ہے عجیب
دن کو روزہ رکھتا ہے وہ نیکنام | ستو سے افطار کرتا وقت شام
وہ لپٹ جاتا ہے سوکھے حلق پر | پانی پی جاتا ہے اس پر وہ بشر
یہ طعام اس کے لیے لیجاتا ہوں | میں تو ہر روز ایسی نعمت کھاتا ہوں
اشک بھر آنکھوں میں حضرت نے کہا | اے مسافر وہ نہیں مسکیں گدا
باپ ہیں میرے علی ہے انکا نام | ان کو خوش آتا نہیں بہتر طعام
سن کے وہ کرنے لگا آہ و بکا | دوستو یہ حال تھا اصحاب کا
یا الٰہی مصطفےٰ کے واسطے | دام سے ہم کو رہا کر نفس کے
دستگیر اب تابکے دیگا ملال | مومنوں کو پھر سنا محشر کا حال
الغرض خالق سے ہوگا یہ خطاب | یا نبی پہلے ہو آپ ہی کا حساب
لکھتے ہیں اس دم وہ حق کے لاڈلے | با ادب آگے خدا کے جائیں کے
روبرو حق کے کھڑے ہو وہ جناب | دیں گے اپنی عمر بھر کا سب حساب
مرسلوں سے یوں کریگا حق سوال | تمنے کی تبلیغ حکم ذوالجلال
پھر بھر تبلیغ احکام خدا | تمنے کی ہے یا نہیں سب پوچھیگا

حکم حق ہوگا کہ آپ اب جائیے — امتی کو ایک اک لے آئیے

دیکھیں گے سب کی طرف شاہ انام — اہل محشر منہ چھپالیں گے تمام

بازو حضرت تھام کر صدیق کے — بولیں گے چل اب خدا کے سامنے

تب کریں گے رو کے بوبکر التماس — یا نبی خالق سے ہے مجھکو ہراس

میں بڑھاپے میں کیا ہوں دیں قبول — لے چلو مجھکو نہ پہلے یارسول

ہوں نہ لایق بارگاہ پاک کے — مجھ سے جو بہتر ہے اس کو بھیجئے

جب سنیں گے یہ سخن صدیق سے — اہل محشر شور کر کے روئیں گے

بولیں گے اس دم رسول کردگار — تجھ سے بڑھ کر کون ہے اے یار غار

بعد سب نبیوں کے تیرا مرتبہ — حق تعالی نے بہت اعلی کیا

الاماں کیا ہے کسی کا ہے مقام — ہیبت حق سے ڈریں ایسے امام

ہم ہوا و حرص میں ہیں مبتلا — حال کیا اس دن ہمارا ہوئیگا

یاں جسے چاہے اسے کہتے ہیں ہم — حشر کے دن آپ کو کیا ہے الم

اپنے دلمیں ڈر نہیں اس روز کا — سمجھے ہیں اس کو اک ادنی ماجرا

کہہ چکا قرآن میں وہ خود کریم — زلزلے کو حشر کے شیئ عظیم

الغرض صدیق اکبر کانپتے — روبرو اللہ کے جب جائیں گے

حکم حق ہوگا کہ اے احمد مرے
دیکھ داڑھی کی سفیدی لیے یہ پلے
سر رکھیں گے سجدہ میں صدیق تب
اے مرے پیارے نبی کے دوستدار
سر اٹھا سجدے سے کر ہم سے کلام
کچھ جواب اسکا نہ دیں گے وہ جناب
یوں کریں گے عرض ہمدم یار غار
ہے سوال اس وقت پر کردار کا
ہوگا تب ارشاد اس بیچوں سے
تیری طاعت اور تیرا شوق وذوق
ہے نے کی بخشش تری اے نیک نام
پھر جو ہوگا حکم رب العالمیں
جاتے ہی خالق کا پہونچے گا پیام
مصطفی فرمائے ہیں روز قیام
عجز سے سجدہ کریں گے جب عمر

پہلے اس بوڑھے کو لایا آپ نے
میری ذات پاک کو شرم آتی ہے
رحم سے یوں ہوئے گا ارشاد رب
ہاں میرے معشوق کے وہ یار غار
بول تو نے کیا کیا دنیا میں کام
حکم پھر ہوگا کہ دے اسکا جواب
اے شہ ہر دو جہاں اے کردگار
بوڑھا یہ بندہ ترا ناکارہ تھا
نکلے مفلس آگئے تو آیا مرے
بندگی پر ہے فرشتوں کے بھی فوق
جا ترا جنت میں ہے اعلیٰ مقام
بھیجیں گے حضرت عمر کو شاہ دیں
اے عمر تم پر ہمارا ہے سلام
پہلے بھیجے گا عمر پر حق سلام
حکم حق ہوگا اٹھا سجدے سے سر

اے مرے معشوق کے تا صر عمر کیا کیا دنیا میں ہم سے عرض کر

یوں کریں گے عرض تب وہ دیندار اے خدائے دو جہاں اے کردگار

جو عمل دنیا میں بندے نے کئے وہ نہیں لایق ترے دربار کے

حکم حق ہوگا کہ جا جنت میں اب ہیں عمل مقبول تیرے سب کے سب

حضرت عثماں رہیں گے بے حساب حکم ہوگا آویں اس دم بوتراب

ہے حدیث اکثر کتابوں میں لکھی پرسشِ عثماں ہے نہ ہوگی حشر کی

کیوں حساب حشر سے ہیں یہ بری دوستو سنئے حقیقت اسکی بھی

لکھتے ہیں ایک روز کا ہے ماجرا بیبیوں پر مصطفیٰ کے فاقہ تھا

ایسے میں دن آگیا جو عید کا عائشہ نے شاہ والا سے کہا

عید کا دن آج ہے شاہ امم پاس میرے کچھ نہیں دام و درم

آپ نے بی بی سے ہنسکر یوں کہا فقر و فاقہ کا ہوا اب خاتمہ

عائشہ نے عرض کی یا شاہ دیں ذات کا اپنے مجھے کچھ غم نہیں

جمع مسکیں ہوئیں گے معمول کے فکر ہے اب ان کے دینے کی مجھے

آپ بولے سب کا مولا ہے وہی ہم کو ان کو رزق دیتا ہے وہی

آپ تو یہ کہہ کے مسجد کو گئے نذر بھیجی حضرت عثماں نے

سیدا ساٹھ اونٹوں پہ گھی دس اونٹ پر — شہد سے پر یار بھیجے دس شتر

بکریاں سو پانسو دینار تھے — عائشہ بخت اس کی کروانے لگے

آویں جو بیوائیں مسکیں اور یتیم — بانٹتے تھے ان کو وہ طبع کریم

آئے گھر مسجد سے جب حضرت نبی — شاد ہو کر عائشہ نے عرض کی

لائیے اصحاب کو خیر الانام — ہے یہاں تیار دعوت کا طعام

پوچھا حضرت نے یہ کس نے نذر کی — عرض کی بی بی نے عثمان غنی

بی بیاں نو تھیں رسول اللہ کی — آپ لو چھے پہنچے حصے انکے بھی

عرض کی عثماں نے دی یہ بھی خبر — اتنا ہی بھجوایا ہوں ہر اک کے گھر

نذر جو جو شئے کہ پہونچی گھر میرے — اتنا ہی پہنچا ہے گھر ہر بی بی کے

التجا خوش ہو کے تب حضرت نے کی — یاالٰہی میرا عثمان ہے سخی

بدلے میں اس نذر کے باری جناب — لے نہ روز حشر عثمان کا حساب

اتنے میں حاضر ہوئے روح الامیں — عرض کی ہے حکم رب العالمیں

ہے دعا مقبول تیری اے جناب — حشر میں عثماں رہیں گے بےحساب

جب علی آگے خدا کے جائیں گے — حکم یہ ہوگا جناب باری سے

اے خدا کے شیر لیتیاں دیں — تھا مرے معشوق کا تو جانشیں

کیا کیا دنیا میں دے اسکا جواب
یوں کریں گے عرض اسلام بوتراب

اے خداوند جہاں اے ذوالجلال
تو ہے دانا کیا کروں میں عرض حال

حکم ہوگا ہیں عمل تیرے قبول
تو بھی جا جنت میں ہمراہ رسول

لیکے صدیقوں کو پھر بعد علی
پیش حق لے جائیں گے حضرت نبی

حکم اس دم ہوئے گا اللہ کا یوں
یہ ہمارے دوست ہیں یا مصطفےٰ

کشت وخون ظلم وجفا جو کیئے
یا محمد ان کو آگے لائیے

دیں گے ہم اچھوں کو اعلی مرتبہ
ہم ہیں منصف آج دن ہے عدل کا

جو گنہ اور مردم آزاری کیئے
آج سب کھلتا ہے آگے آپکے

سب کے آگے کھولیں گے راز نہاں
عضو سب دیں گے گواہی اپنی واں

ہم تو بے غیرت ہیں ہم کو کیا حیا
مصطفی شرمائیں گے واحسرتا

اہل دنیا میں رہے آہ و بکا
ہے فقیروں کے لیے اس دن مزا

الغرض خاطر سے اس سردار کی
ایک اک عاصی کی بخشش ہوئیگی

سب کو بخشا کر وہ حق کے لاڑلے
جائیں گے جنت میں اپنے ساتھ لے

دوسرے کو جو کرے حق کا شریک
اس کو بخشے گا نہ ہرگز لاشریک

اسطرح فرمائے ہیں حضرت نبی
میں نہ بخشاؤں گا مشرک کو کبھی

گرچہ ہیں ہم معصیت میں مبتلا ‏ ‏ یا الٰہی شرک سے ہم کو بچا
ہم پہ تیرا رحم ہے یہ اے رحیم ‏ ‏ جو محمد سا دیا ہم کو کریم
ایسے مشفق کو بنایا رہ نماں ‏ ‏ عاصیوں کو بخشنا منظور تھا
کیوں ہوا و حرص کا ہے تو اسیر ‏ ‏ عرض کر حق سے غلام دستگیر
دل محبت سے ترے پُر نور ہو ‏ ‏ ذکر احمد کا نہ دل سے دور ہو

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا بیان

اے غلام دستگیر خستہ حال ‏ ‏ لکھ تو حضرت کی شفاعت کا بیاں
ہیں ہزاروں اسطرح کے مسلمین ‏ ‏ قائل اس شہ کی شفاعت کے نہیں
اور لاکھوں کا عقیدہ ہے یہی ‏ ‏ حشر کے دن ہے شفاعت آپکی
ہم تو کہتے ہیں کہ یہ دونوں فریق ‏ ‏ بحر میں گمراہی کے ہیں بس غریق
ہم بتا دیتے ہیں سیدھا راستہ ‏ ‏ یاں بھی اور واں بھی ہیں حامی مصطفےٰ
کب گوارا کرتے ہیں شاہ ہدا ‏ ‏ خاتمہ ہو اپنی امت کا برا
تھے جب اس عالم میں سردار امم ‏ ‏ امت عاصی پہ کیسا تھا کرم
جب خطائیں ہوتی تھیں اصحاب سے ‏ ‏ بخشوا دیتے تھے اس وہاب سے

رات دن یہ فکر اس سرور کی تھی — یاں سے لے تو یہ نہ جائے امتی
اب ہیں کب بے فکر سلطان زماں — رات دن رہتی ہے فکر عاصیاں
جو مسلماں فعل بد ہے چھوڑتا — سمجھو باعث ہے رسول اللہ کا
عاصیوں کے خاتمہ کے وقت پر — ہوتے ہیں رونق فزا خیر البشر
قبروں میں بھی وقت مشکل آتے ہیں — مشکل آساں انکی فرما جاتے ہیں
پل پہ بھی میزاں پہ بھی وقت حساب — رحم فرماتے ہیں وہ عالی جناب
انمیں عاصی باقی جو رہ جائیں گے — عرض حق سے کر انھیں بخشائیں گے
یہ نصیحت یاد رکھ اے بے خبر — زعم طاعت اور عبادت پر نہ کر
کس کی طاقت ہے بموجب حکم کے — حق تعالیٰ کی عبادت کر سکے
زعم تھا ابلیس کو اس بات کا — میں موحد اور عابد ہوں ترا
کیا عبادت آئی اس کے کام پر — ٹھیرا گھر مردود کا تا رسقر
طاعت اور تقویٰ ہو انسانکو سدا — ساتھ اس کے ہوئے حب مصطفیٰ
قول ہے یہ مولوی روم کا — روح قربان کن بہ پیش مصطفیٰ
مصطفیٰ را حق بداں وحق بہ بیں — مصطفیٰ بد نور رب العالمیں
از ہمہ اوہام تصویرات دور — نور نور و نور نور و نور نور

دو مگوئی و دو مداں و دو مخواں | بندہ را در خواجہ خود محو داں ہو

گر جدا بینی ز حق ایں خواجہ را | گم کنی ہم متن و ہم دیباچہ را

او شفیع است ایں جہاں و آنجہاں | ایں جہاں تا دین و آنجا تا جنت آں

اعتقاد اس بات پر رکھیں سبھی | ہے شفاعت یاں بھی واں بھی آپ کی

ہو گیا ثابت غلام دستگیر | حامی ہیں ہر جا رسول بے نظیر

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

تمت

صفحہ (....) کی غزل کے تتمہ کے اشعار یہ ہیں

تھے چاہ میں بوسہ کے مرے یوسف مصری ہو | جس روز سے میں خود گل رخسار بنا ہوں

اک وقت میں میں سیب زنخداں تھا کسی کا | تھا اور سے کچھ اور تو کچھ اور ہوا ہوں

اک وقت میں تھا گیسوئے مشکین دلارام | اسوقت سے گو ہس ہے میں کم یا کہ سوا ہوں

نخچیر مژہ بن کے زمانہ کو پھنسایا ہو ہو | گو آج یہاں آن کے کانٹوں میں پھنسا ہوں

بِالاَمسِ انا قلت انا الحق حقیقتاً۔ | گلزار میں گر آج میں شاخوں نہ چڑھا ہوں

فوارہ سے آپ آپ کی صورت سے میں نکلا | دریاؤں میں خطرات بھی بن بن کے گرا ہوں

حرکت پہ مری لاکھ سکوں دل کے وہ لب تھا | اب گرچہ میں ہلنے کو بھی پابند ہوا ہوں

ایک وقت کا گلزار ہوں اک وقت کا صیاد | اک وقت کا صرصر ہوں تو اک دن کا صبا ہوں

میرا یہ معمہ کوئی بتلا نہیں سکتا | پہلے تھا میں کیا چیز پھر آخر کو میں کیا ہوں